غشوانه ما الغشوانه
وما ادراك ما الغشوانه

سطور فی هفوات و فتور

فرمان شگری

ترتیب و تنظیم

گروه مؤلفین و مصنفین

دار الثقافة الاسلامية پاکستان

بسم الله الرحمن الرحيم

غشوانه مالغشوانه

وما ادرک ما لغشوا نه

سطور فی فتور

فرما ن شگری

ترتیب و تنظیم

گروه مئولفین و مصنفین

غشوانہ

مالغشوانہ وما ادرک

ما لغشوانہ

هل اتاک حدیث الغاشیه

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب.............. غشوانہ ما الغشوانہ وما ادرک ما الغشوانہ

مرتبین و منظمین .... علی شرف الدین، ابرار حسین،

مولانا شکور علی، ناصر شاہ، محمد علی

کوثر خان

ناشر....................... دارالثقافۃ الاسلامیہ پاکستان

www.sibghatulislam.com

انتساب

مذہب اہلبیت واصحاب کی بجائے خالص اسلام انتخاب
کرنے والوں،
مذہب اہلبیت واصحاب منتخب باطنیہ ہے اس کی جگہ
اللہ کا منتخب اسلام انتخاب کرنے والوں
کے نام۔

غشوان ماالغشوان وماادرک ماالغشوان سطورات من هفوات فتورات فرمان شگری

غشوان ایک نیا کلمہ ہے، یہ معلوم نہیں بلتی، سندھی، پنجابی، بلوچی، فارسی، عبرانی یا سریانی کونسی زبان کا ہے؟ نہیں یہ ان میں سے کسی بھی زبان کا نہیں بلکہ یہ خالصتاً عربی کلمہ ہے۔ اس کا مادہ قرآن میں تکرار سے آیا ہے کیونکہ یہ صیغہ قرآن سے اقتباس کیا گیا ہے یعنی اچانک طاری ہونے والے ناگوار حادثات، حواس باختہ کرنے والے عوارضات کو غشوان کہتے ہیں اور کبھی یہ کلمہ دکھ پریشانی سرگردانی، تو کبھی انتہائی خوشی فرح سرور کا موجب بننے والے احساسات کیلئے استعمال ہوتا ہے جیسا کہ سورہ غاشیہ میں دونوں کیلئے استعمال ہوا ہے۔

غشوانہ (تعریف)

کلمہ غشوان بروزن غلوان، صنوان، قنوان مادہ غشو سے ہے، ابن فارس ۳۹۵ھ نے مقائیس ج ۲ ص ۳۱۸ پر لکھا ہے (**غشی) الغین و الشین و الحرف المعتل** یعنی آخر میں 'ی' یا 'و' 'ا' سے مرکب کلمے کے بارے میں لکھا ہے ''**اصل صحیح یدل علی تغطیة شیءٍ بشئیء**'' کسی چیز کے کسی چیز سے ڈھانپنے کو کہتے ہیں''۔

کتاب ''التحقیق فی کلمات القرآن الکریم'' تالیف حسن المصطفوی نے مادہ غش یعنی غ۔ش۔ی کے بارے میں ابن فارس اور مصباح سے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اس کلمہ کے قریب المعنی کلمات ستر غطاء و مواریات ہیں لیکن کلمہ غشی دیگر ہم معنی مترادف کلمہ کی نسبت زیادہ استعمال

ہوتا ہے۔ جو ہر سمت سے گھیر نے احاطہ کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسے تاریکی جب پوری طرح چھا جائے ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾ والليل ا، ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَاهَا﴾ شمس ۴ ۔صاحب قاموس قرآن قرشی نے لکھا ہے" غشی پوشاىندن و فرا گرفتن غشيه الامر غطاء" قیامت کے دن خوف وہراس جہنم پورے وجود کو گھیر لے گا۔

غروب آفتاب کے بعد آنے والی رات کو غشی کہتے ہیں، نیز نیند کو بھی غش کہتے ہیں۔انفال (آیت ۱۱) صاحب عمدہ الفاظ لکھتے ہیں قیامت کے دن آنکھوں پر غشاوہ لگے گا، رات کو لباس اوڑھ کے سونے کو استغشوا کہتے ہیں۔

کلمہ غشوان مادہ غشوی بمعنی ڈھانپنے ،گھیرنے کو کہتے ہیں اس لیے کمبل لحاف اوڑھ کر سونے کو ﴿وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ﴾ نوح ۷ تاکہ کوئی نہ پہچانے کہ کون سویا ہوا ہے؟ یا خود کو دوسروں کی آواز نہ سننے دینا۔ہم جانتے ہیں کہ دنیا میں کوئی چیز یک جہت نہیں ہوتی۔ یہ کبھی غشیان نعمت ہوتی ہیں اور کبھی مصیبت ہوتی ہیں لیکن قیامت کا دن فیصلے کا آخری دن ہوگا وہاں غشیان عذاب کے لیے استعمال ہوا ہے۔جیسا کہ ایک سورہ بنام غاشیہ آیا ہے جہنم میں اوڑھنے والے لباس کو غواشی کہا گیا ہے ﴿لَهُم مِّن جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَمِن فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ﴾ اعراف:۴۱

کلمہ غش غل تدلیس، تلبیس، تغریر، تخدیع تزویر و تنکیر کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ یہ کلمہ بعض کے نزدیک کلمات مترادفات ہیں جبکہ بعض کے نزدیک قریب المعنی اور بعض کے نزدیک کچھ فرق کے ساتھ دھوکہ دہی فریب سحر شعبدہ جھوٹ ذومعانی کلمات اپنے مذموم عزائم و منویات کو مسلط کرنے کو کہتے ہیں سادہ ترجمہ" اظهار ما ليس فى الباطن" کسی کو اندھیرے میں، گمراہی یا برائی میں پھنسانے یا مبتلاء کرنے کو غشی کہتے ہیں۔

اپنے اہداف، غایات بد کی خاطر دوسروں کو خسارے میں، نقصان میں مبتلاء کرنے کو کہتے ہیں۔ الغرض مقابلے میں بے بس اور لاچار کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ کوئی لڑنے والا اپنے فریق حریف کو زمین پر گرا کر اس کی چھاتی پر سوار ہو اس کے ہاتھوں کو پکڑ کر اس کو عاجز بنا دے۔ ایسی حالت کو غشیان کہتے ہیں ۔اسی تناسب سے ہر وہ چیز جو ایک انسان کیلئے ایسی حالت پیدا کر دے جو اس کے تمام وجود کو گھیرے میں لے اور ہلنے جلنے سوچنے کی صلاحیت چھین لے اس کی سمجھ میں نہ آئے کہ کیا کرنا ہے اُسے غشیان کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں یہ مادہ مختلف سوروں میں تکرار سے آیا ہے، جسے ذیل میں دیکھیں گے۔

﴿لَهُم مِّن جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَمِن فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ﴾ اعراف:۴۱،

﴿فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ فَغَشِيَهُم مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ﴾ طٰہٰ:۷۸،

﴿وَإِذَا غَشِيَهُم مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾ لقمان:۳۲

موسوعہ الفقیہ کویتیہ ج۳۱ص۲۱۸ پر آیا ہے"الغش با لکسر فی اللغتہ نقیض النصح، یقال : غش صاحبہ : اذا زین لہ غیر المصلحة ، و اظھر لہ غیر ما اضمر ، ولبن مغشوش ای مخلوط با لماء"

مترادفات کلمہ:" التدلیس : الخدیعة وھو مصدر دلس ، والد لسة الظلمة، التدلیس فی البیع : کتمان عیب السلعة عن المشتری ، یقال: دلس البائع تدلیسا : کتم عیب السلعة عن المشتری و اخفاء ، و منة التدلیس فی الاسناد،فا التدلیس من انواع الغش "

۲۔"التغریر : التغریر ھو : الخطر والخدعة و تعریض

المرء نفسة او ما له للهلكة و قال الجرجانی : ما يكون مجهول العاقبته لا يدری ايكون ام لا"

۳۔" الخلابة بالكسر المخادعة ، و قيل الخديعه با للسان،و قد ورد فی الحديث عن النبی صلی الله عليه وسلم انة قال لرجل كان يخدع فی البيوع ، اذا با يعت فقل : لا خلابته، والخلابه نوع من الغش"

قرآن کریم میں غاشیہ سے مراد قیامت ہے ﴿وَ تَغْشی وُجُوهَهُمُ النَّار﴾ ابراہیم ۵۰ ﴿وَ اللَّيْلِ إِذا يَغْشى﴾ لیل ا۔ جاثیہ ۲۳۔ بقرہ ۵۔ یوسف ۱۰۷ ﴿مِنْ فَوْقِهِمْ غَواش﴾ اعراف ۴۱۔ زمر ۱۶۔ انفال ۱۱۔ یس ۹ قاموسِ قرآن میں غش کے لیے سات معانی ذکر کیے گئے ہیں۔

ا .غطا قيامت اخذ تراكيب تراجم الفلو التفشيه المعانی غشيان الغيب الفل الغلبة الغرفة الغلام الغطاء

﴿عَلى أَبْصارِهِمْ غِشاوَة﴾ بقرۃ:۷، ﴿عَلى بَصَرِهِ غِشاوَةً﴾ جاثیہ:۲۳

۲۔قیامت

۳۔الاخذ یفتاھم ماخزھم ﴿يَوْمَ يَغْشاهُمُ الْعَذابُ﴾ عنکبوت ۵۵:

۴۔دکہم ﴿وَ إِذا غَشِيَهُمْ مَوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّين﴾ لقمان:۳۳

۵ تاریک ظلمت لیل

مفردات ۴۰۳" غش غشيه غشاوة و غشاء اتا ه اتيان"

ایک ایسی چیز کی آمد جو اس کو اندھیرے میں ڈال دے۔

الغشی کشاف مصطلحات ج۲ ص ۱۳۰۳ غشی هو

تعطل اکثر القوی المحرکه و الحسامة نصف القلب من الجوع او الوجع او غیر و اجتماع روح الحیوانی کلم الله

فرقے غش کیلئے وجود میں آئے ہیں اور غش سے ہی زندہ ہیں، غش ہی ان کی اساس ہے اور اس سے ہی انہیں فروغ ملا ہے۔ بلکہ یوں کہنا درست ہوگا ان کے پاس غش کے علاوہ اور کچھ نہیں، مذاہب کل کا کل غش تدلیس تغریر پر مبنی ہیں۔ ان مذاہب نے انتہائی مہارت سے قرآن، محمدؐ اور اسلام کعبہ کو پیچھے کیا ہے، اپنی خراسان کی منتوجات کو فروغ دے کر محرمات قرآن کو حلال و جائز بنایا۔ مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ انہوں نے قبر میں منکر ونکیر کے سوالات ہوں یا عقیدہ رجعت ہو، یا شفاعت کا عقیدہ ہو، ان کی مدد سے روز قیامت حساب کتاب کو آسان کرنے یا ختم کردینے کو اللہ کی حدود و قیود سہل بنانے کی کوشش کی ہے۔ ان مذاہب نے دین سے انحراف کرنے میں کچھ زیادہ کردار ادا کیا ہے لہٰذا باطنیہ کی عنایات ان پر زیادہ ہیں بلکہ یہ مذاہب باطنیہ کی غش سازی کے چندین کارخانوں کا کردار ادا کرتے ہیں۔ چنانچہ اس کتاب میں کارخانہ غش سازی کے بارے میں تفصیل سے وضاحت کریں گے کیونکہ ہزار سال سے شعوبیوں کے ضد اسلام، اختراع علوم کو علوم دینی کہہ کر ہزاروں انسانوں کو گمراہ کرنے میں مصروف ہیں۔

غشوان اصطلاح سازی:

سب سے خطرناک دھوکہ دہی تدلیس، تلبیس غش خیانت جیسے کلمات ذو مصادیق کثیرہ استعمال کرنا باطنیہ کا شاہکار ہیں اور اس میں کوئی جائے شک وتردید نہیں۔ لغت کے دو مرحلے ہوتے ہیں، مرحلہ حقیقی اور مرحلہ مجازی جسے اصطلاحی معنی بھی کہہ سکتے ہیں۔ بطور مثال کلمہ کتب، ک۔ت۔ب، ایک چیز کو دوسری چیز سے جوڑنے کیلئے وضع ہوا ہے یہ اسکا حقیقی معنی ہے۔

چمڑے یا کپڑے لباس کے ٹکڑوں کو جوڑنے کو کہتے ہیں۔ بعد میں کچھ لوگوں نے اس کلمہ کو شہری دفاع کے لئے جمع کیئے گئے لشکر کے معنوں میں بھی استعمال کیا، اسے کتبہ لشکر کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ متفرق کلمات کو جوڑنے کے بعد اس کو کتاب کہتے ہیں۔ کبھی اصل معنی ختم ہو جاتا ہے اور کبھی اس کی جگہ اصطلاحی معنی حقیقت بن جاتا ہے۔ باطنیہ کا کلمہ ''اجتہاد'' جس سے وہ جو معنی لیتے ہیں اس کا اصل معنی لغوی سے کوئی ربط نہیں بنتا۔

آپ جانتے ہیں کہ حوزہ علمیہ میں اصطلاح سازی ہوتی ہے، یہاں طریقہ واردات سکھایا جاتا ہے۔ یہیں پر بصرہ وکوفہ ثانی بنے ہیں، نیز یہاں ضد اسلام سرگرمیاں ہوتی ہیں۔ جب ایران میں انقلاب اسلامی کا اعلان ہوا تو دنیا کے گوشہ وکنار سے مظلومین ومقہورین پر امید تھے کہ اب پرچم اسلام کا بول بولا ہوگا، لیکن یہ انقلاب اسلامی نہیں بلکہ وہی نظام کسرائی کی تجدید تھی جس کے شواہد وقرائن گنتی سے باہر ہیں۔ یہاں چند نمونے پیش کرتے ہیں۔

۱۔ قانون اساسی بمطابق فقہ جعفری ہوگا۔

۲۔ نظام، نظام ولایت فقیہ ہوگا۔

۳۔ وحدت مسلمین کا پُر فریب نعرہ درحقیقت دوسروں کو غفلت میں رکھنے اور اپنے مفادات کا دروازہ کھولنے کے لیئے تھا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ دوسری طرف ایام حج میں بھی فرقہ نمائی بھرپور طریقہ سے کی جاتی ہے۔

۴۔ عالم اسلام میں فارسی زبان کی ترویج شروع کی گئی۔

۵۔ پاکستان اور سعودیہ میں فرقہ واریت کو فروغ حاصل ہوا۔

۶۔ حوزہ جو خود کو اسلامی کہلواتا ہے لیکن انہوں نے پہلی فرصت میں قرآن حافظین وقارئین کا چرچا کیا اور قرآنی فکر کی جگہ موسیقار لے آئے۔

اس سلسلے میں ایسی اصطلاحات وضع کی گئی ہیں جن میں ایک کے کئ

مطالب ومصادق ہوتے ہیں تاکہ ان کا ربط تو اسلام سے منسوب کریں لیکن درحقیقت اتحاد ملحدین سے ہو۔ مثلاً کہتے ہیں کہ امام غیر محدود علم رکھنے کی وجہ سے غیر محدود قدرت کا حامل ہوتا ہے، متصرفات رکھتا ہے اور تمام طرح کی مشکلات کا حل امام کے پاس ہوتا ہے۔

فانظر وتلاعب الحوزات المصطلحات

کلمات عرب ذو معانی ہوتے ہیں۔ ایک معنی اصل جسے لغوی وضعی کہتے ہیں جیسے حجر پتھر کو کہتے ہیں۔ پتھر کی خصوصیات یہ ہے کسی کی بات نہیں سنتا مار پیٹ اس پر اثر نہیں کرتی وہ اپنی جگہ پر ڈٹے رہتا ہے ہلتا نہیں۔ اسی مناسبت سے کوئی انسان کسی کی بات نہ سنے، حوادث زمانہ اس پر اثر نہ کریں تو اس کو ابن حجر کہتے ہیں۔ اسی طرح شجر درخت کے تنوں کیلئے وضع ہوا ہے جو ایک دوسرے پر جوڑتا ہے، ایک کا دوسرے کے اوپر سایہ ہوتا ہے۔

سرقت کسی کو غفلت دھوکہ میں رکھ کر کوئی چیز اٹھانے یا اٹھا کر لیجانے کو کہتے ہیں۔ پھر ہوش وہواس میں آنکھوں کے سامنے حیلہ بہانہ کر کے لیجانے کو کہتے ہیں۔ یوسف کے بھائی باپ کے سامنے، باپ کی اجازت سے یوسف کو بہانہ کر کے لے گئے تھے۔ بعد میں یوسف نے اپنے بھائی کو بھائیوں کے سامنے سے بہانہ کر کے اٹھالیا، اسی کو مصطلح کہتے ہیں۔ اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہوتا۔ دنیا میں اصطلحات کی اپنی تاریخ ہے کہ یہ کلمہ پہلی بار کس نے اصطلاح کیا ہے۔ علوم فنون کے اداروں کا قیام ہوا، ان کے نام گذاری کی تاریخ معلوم ہے۔ اسی طرح دواؤں کی ایک تاریخ ہے، سیاسی کلمات کی ایک تاریخ ہے لیکن حوزات کی اصطلاحات کس نے بنائی ہے کب بنائی، معلوم نہیں؟ کلمہ فقہ، اصول فقہ کس نے بنائے معلوم نہیں، جن کو معلوم ہے وہ بتاتے نہیں شاید یہ ان کے مذہب کی سرخ لکیر ہو۔ خلاف اصول،

سرقتی اصطلاح چھوٹ کی اصطلاح ہے۔

سچ کو توڑنے کے لئے جھوٹ کے جواز کو تقیہ کہا ہے۔تقیہ قرآن میں جان کے خطرے کے موقع پر جان بچانے کیلئے استعمال کرنے کو کہا گیا لیکن انہوں نے اپنے مفادات،قومی مفادات کی خاطر تقیہ کو اس میں شامل کیا ہے۔جہاں اپنے مفادات کو کافرین ملحدین سے دوستی کرنا ہے،فقہ مدارتی استعمال کیا اس کیلئے۔

مصطلحات دینی تدلیسات شیطانی

باطنیہ نے اجتہاد،فقہ،کلام وغیرہ کی جو مصطلحات وضع کی ہیں۔کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا کہ یہ اصطلاحات دین کو الٰہی آسمانی سے بلا مشوب خالص اسلام کیلئے وضع کی گئی ہیں۔لہٰذا مصطلحات کی تاریخ ونقطہ آغاز معلوم کرنا انتہائی ضروری ہے۔اگر انہیں تاریخ وضع سے پہلے کسی کو استعمال کرتے دیکھا تو یہ جھوٹ ہوگا۔اگر متکلم یا مولف نے عمداً ایسا کیا ہے تو اس نے تدلیس کی ہے۔فرض کریں اگر ماہر جعل احادیث کورونا کے بارے میں نبی کریم سے منسوب حدیث بنائے کہ اگر کسی علاقے میں کورونا آجائے تو لاک ڈاون کریں یا مساجد میں نماز کے دوران امام اور ماموین میں اتنا فاصلہ رکھیں۔یہ جعلی حدیث اس موقع پر کوئی جعل ساز پیش کردے کہ نبی کریم نے فرمایا'' اگر کسی کو کورونا وائرس لگ جائے تو اسکو باقی لوگوں سے الگ رکھو،تو واضح ہے کہ اس نے صریح جھوٹ بولا ہے۔

آپ نے میرے ملاحظات بر پایان نامہ صاحبۃ آغائے فدا حسین پر انتہائی اختصار سے نقدات لگا کر بھیجی تھیں میں نے ابتداء میں اس پر زیادہ توجہ نہیں دی لیکن غور کرنے پر اندازا ہوا کہ یہ منطقہ غاشیہ ساز سے کسی غاشی نے بھیجی ہیں۔

جناب غاشی ناقر، روایات اسلامی میں آیا ہے'لا اغلال و لا اسلال فی الاسلام' کلمات ذو معنی استعمال کرنا غل واسلال ہے، واضح رہے کہ میں مذہب اہلبیت کا تابع ہوں نہ اصحاب کا اور نہ اہلبیت سے محبت کرتا ہوں کیونکہ محبت نہ اصول دین میں ہے نہ احکام شرعیہ میں ہے۔ اسی طرح اصحاب نبی کریم یاران باوفا سے بغض نہیں رکھتا کیونکہ ان میں سے بعض سابقین اسلام، سابقین جہاد، سابقین بذل مال، پاک طینت اور پاک ذوات تھے، ان سے افضل یا برابر کوئی نہیں۔ تاریخ اسلام کے صفحات واضح و روشن ہیں کہ اہلبیت اور اصحاب میں متقین، فاسدین، صالحین و مجرمین دونوں گزرے ہیں، میں امیر المومنین ابو بکر، عمر بن خطاب، عثمان بن عفان، عبداللہ بن رواحہ، ابو عبیدہ جراح، زبیر بن عوام، طلحہ بن عبیداللہ وغیرہ کا اسلام و محمدؐ کے شیدایان فدایان ہونے کا معترف ہوں۔ نیز ان کا دفاع کرتا ہوں لیکن امت مسلمہ کے خلاف عشوان وغلوان کر کے بعض کو سب وشتم اور بعض کی شان میں غلو اور کفر نہیں کرتا ہوں، اسی طرح سقیفہ وفدک کو اسلام کے خلاف سازش وعداوت، اسطورہ وافسانہ سمجھتا ہوں، نیز مصطلح اہلبیت اور اصحاب کو شاول بولیس کا کردار سمجھتا ہوں کیونکہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک موازین ومعاثر قرب کو اڑانے کیلئے جعل کی گئی ہیں۔

نظام اسلام کے لائحہ عملی اللہ کی کتاب قرآن مبین اور اسوہ حضرت محمدؐ ہیں ان دو سے تعدی، تجاوز تعدی از صراط مستقیم ہوگا۔ آپ اسلام و مسلمین کے محافظین ونگران بن کے رہے۔ یاد رہے کہ اسلام میں قیادت رہبری یا زعامت ریاست نامی کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ غش پہلے یونان میں طاری تھا وہ لوگ نظام کے خلاف تھے اسی طرح سرزمین مکہ میں اسلام آنے سے پہلے ایسا ہی تھا۔ اس نظام کے داعی امیر المومنین عثمان بن عفان کے آخری دور میں عراق ومصر سے نکلے، قتل عثمان کے بعد صفین میں دوبارہ اٹھے اور نعرہ ''لا

حکم الا للہ'' بلند کیا یہ لوگ مرکزی نظام چلنے سے مزاحمت کرتے تھے۔
علی اس اقتدار کے بارے میں فرماتے ہیں۔جس علی کو ابوسفیان نے کہا اٹھو اس تمیمی کو ہٹاؤ ہم آپ کے ساتھ ہیں تو آپ نے فرمایا'' **ایها الناس شقوا امواج الفتن بسفن النجاة و عرجوا عن طريق المنافرة و ضعوا تيجان المفاخرة افلح من نهض بجناح هذا ماء اجن و لقمة يغض بها اكلها و مجتنى الثمرة لغير وقت ايناعها كالزارع بغير ارضه.** ''(خطبہ۔۵) خوارج ملک میں افراتفری کا بازار گرم رکھتے ہیں،لوگوں سے آرام وسکون چھینتے ہیں، ہمیشہ حالت کرب واضطراب کا نظام قائم کرتے ہیں۔کسی بھی حکومت کو ٹکنے نہ دیں اور ایسا نظام قائم کرتے ہیں کہ کوئی بھی اقتدار پر رہے۔مقتدر طبقات کے خلاف بے بنیاد مزاحمت کرتے ہیں لیکن جب خود برسرِ اقتدار آتے ہیں تو اسلام کو نشانہ بناتے ہیں۔

بتائیں کہ ہم آپ کے عشوانوں میں سے کس عشوان کو منبع ومصدر بنا کر دیگر عشوانات جمہوریت کو فروعات قرار دیں؟ لیکن پہلے مرحلے میں عشوان کا سادہ عام فہم معنی پیش کرتے ہیں۔ماردھاڑ،شوروشرابا،خوف و ہراس کے ذریعے فکروسوچ سلب کرنا، دلیل برھان سے روکنے کو کہتے ہیں۔ اسلام آنے سے پہلے دنیا میں دو نظام متعارف تھے ایک جس طرح گوسفند، بیل بکری چرانے والا اپنے بیل اور بکریوں کا خیال رکھتا ہے۔یہاں سے عرف عام میں نظام اجتماعی کی قیادت کرنے والے کو'' الراعی'' کہتے تھے یہ قیادت اپنی ملت کیلئے رؤف ومہربان ہوتی تھی۔یہ نظام قدیم دور سے ابھی تک مقبول ترین نظام ہے جو خالصتاً عوام کی مصلحت بنی اور نفاذ قانون سے ہی سدھارا جاتا ہے، قانون حدیدی سے ہی سیدھا ہوتا ہے۔جبکہ دوسرے نظام میں پہلی فرصت میں اپنے آپ کو اقتدار میں لانے والوں کے مفادات

پر عمل پیرا ہونا اور باقی رعایا کو بغیر راعی چوپائیوں، جنگلی جانوروں کے حوالے کرنا ہے۔ جمہوریت کو بادشاہت کی جگہ استعمال کیا جاتا ہے۔ جمہوریت کو بہترین نظام متعارف کرانا، اپنے بدشکل بدحلیہ عیبوں سے بھرے بیٹے کو یوسف کہنے جیسا ہے۔ اس کو نظام اجتماعی استبدادی کہتے ہیں یہ بھی پہلے والے نظام کی طرح ایک نظام فاسد ساحرانہ ہے کہ جس میں رعایا سے قوت فکر چھین کر ان کو بغیر چڑیا گھر کے قید، شتر بے مہار ایک جانور کی طرح بنا دیا جاتا ہے۔ دونوں یکساں ہیں کیونکہ جمہوریت میں حیوان صفتوں کا کردار ہوتا ہے حاکم وہ شخص ہوتا ہے جو بادشاہ بنایا جاتا ہے۔ تاریخ حکمرانی میں یہ دو نظام نافذ ہوتے دیکھے گئے ہیں جیسا کہ کسرائی و قیصرائی، دوسرا حضرت محمدؐ کے بعد کے نظام ولایت امری تھا جو ایک استبداد تھا اور ایک جمہوریت چاہے ارسطو سے منسوب ہو یا مغرب سے لوگوں کو دھوکے اور اندھیرے میں رکھتے ہیں ملک چھوڑنے والے، دیار اغیار میں جانے والے الحاد پرستوں کو بھی حق انتخاب دینا، نظام حیوانی استبدادی ہے جہاں بات چیت کی بجائے درندگی اور بدزبانی کا راج ہے۔

عشوانہ امامت وخلافت

سب سے پہلا عشوان جو فرقوں نے امت مسلمہ کے اوپر مسلط کیا ہے اور انہیں اس کے سوا کچھ نظر نہیں آتا ہے۔ میں ایک طویل عرصہ اس سوچ میں تھا کہ آپ کو ان عشوانوں کی ایک فہرست پیش کروں۔ لیکن سب سے پہلا اور اہم عشوان جس کا کوئی بدل نہیں ہوسکتا ہے وہ ام العشوان و سرچشمہ منبع عشوان ہے، عشاوین نظام امامت وخلافت کا عشوان ہے۔ جو امت اسلامیہ کو تا قیام قیامت حالت عشیان اور غنودگی سرگردانی خونریزی اغیار کی غلامی میں پھنسانے والا اغوا شم ہے۔

تاریخ مذاہب میں سب سے زیادہ مضطرب بے سروپا، بے نتیجہ، بے اسناد امت اسلامیہ کی زبوں حالی پریشانی، بے چینی بے، سکونی، بے قراری زمین بوس کرنے والا متنازع نظام، امامت وخلافت ہے جسے کسی بھی وقت نافذ ہوتے کسی نے نہیں دیکھا ہے۔

امامت وخلافت کلمات ظرفیہ زمانی مکانی ہیں امامت مقدم جبکہ خلافت موخر کو کہتے ہیں۔ نہ مقدم فضیلت رکھتا ہے نہ موخر، دونوں میں قباحت ہے یہ کلمہ قرآن کریم میں بھی انہی معانی میں آیا ہے۔

کلمہ امامت وخلافت دونوں میں کسی قسم کی طہارت، قدسیت یا خیرات کا شائبہ تک نہیں ملتا۔ یہ دونوں کلمات دائم الاضافہ ہیں، ان کا مضاف الیہ کتاب، درخت، انسان ہو سکتے ہیں جیسا کہ توراۃ کو امام کہا ہے کبھی درخت کو امام کہا گیا ہے کیونکہ یہ کلمات امام مضاف الیہ مانگتے ہیں، مضاف الیہ سے کسب خیر وشر کرتے ہیں۔

﴿وَ مِنۡ قَبۡلِهِ كِتابُ مُوسى إِماماً وَ رَحۡمَةً وَ هذا كِتابٌ مُصَدِّقٌ لِساناً عَرَبِيًّا لِيُنۡذِرَ الَّذينَ ظَلَمُوا وَ بُشۡرى لِلۡمُحۡسِنينَ﴾ الاحقاف : ۱۲

﴿وَ جَعَلۡنا مِنۡهُمۡ أَئِمَّةً يَهۡدُونَ بِأَمۡرِنا لَمَّا صَبَرُوا وَ كانُوا بِآياتِنا يُوقِنُونَ﴾ سجدۃ : ۲۴

﴿ وَ مِنۡ قَوۡمِ مُوسى أُمَّةٌ يَهۡدُونَ بِالۡحَقِّ وَ بِهِ يَعۡدِلُونَ ﴾ اعراف:۱۵۹

وَ مِمَّنۡ خَلَقۡنا أُمَّةٌ يَهۡدُونَ بِالۡحَقِّ وَ بِهِ يَعۡدِلُونَ اعراف:۱۸۱

﴿ وَ جَعَلۡناهُمۡ أَئِمَّةً يَهۡدُونَ بِأَمۡرِنا وَ أَوۡحَيۡنا إِلَيۡهِمۡ فِعۡلَ الۡخَيۡراتِ وَ إِقامَ الصَّلاةِ وَ إِيتاءَ الزَّكاةِ وَ كانُوا لَنا عابِدينَ﴾ انبیاء:۷۳

دوسرا مضاف الیہ شرورات

﴿وَ جَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَدْعُونَ إِلَى النَّار﴾ قصص:۴۱

﴿أُولَئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ وَ اللَّهُ يَدْعُوا إِلَى الْجَنَّةِ وَ الْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ وَ يُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ﴾ بقرہ:۲۲۱

﴿يَوْمَ يُدَعُّونَ إِلَى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا﴾ طور:۱۳

﴿يَوْمَ يُدَعُّونَ إِلَى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا﴾ طور ۱۳

امت مسلمہ کو ہمیشہ کیلئے حالت تضاد وتناقض، تضارب شقاق وخلاف میں رکھنے افہام وتفہیم ناممکن کرنے، وحدت امت سے روکنے کیلئے کلمہ ''امامت وخلافت'' جیسے بے معنی وبے اساس شعار بنائے گئے ہیں۔ امت مسلمہ کو لفاظی جنگ میں پھنسا کے رکھنے کے لیے ناممکن نامعقول شرائط منصوص من اللہ یا من الرسول یا امام سابق، دعویٰ عصمت، تمام علوم میں متبحر ہر دور میں امام ہوتا ہے جیسے عقائد وشعار بنائے گئے۔ قرآن کریم میں خاندانی تصور کے معائب ونقائص آئے ہیں۔ اہداف وغایات یہود صلیب ومجوس اور ان کے اتحادیہ منافقین کے دلوں پر اسلام دشمنی طاری تھی اور اس سازش کے بانی باطنیہ تھے جس کے قرائن وشواہد کثیرہ ہیں۔ اسلام، محمدؐ، قرآن اور سروران وفدایان اسلام سے عداوت وبغضاء کا جواز بنانا مقصود تھا۔ ان کا ہدف امت کو ہمیشہ حالت عداوت وبغضاء میں رکھنا تھا جیسا کہ سقیفہ اور فدک نامی ڈرامہ کا مسودہ یا خاکہ گمنام ومجہول افراد کے نام سے گھڑا گیا اور اس ڈرامے کے قہرمان کے لیے دختر رسول اللہ کے نام کو استعارے میں لیا گیا لیکن نشانہ اسلام، قرآن اور رسول اللہ اور آپ کے نزدیک عزیز ترین افراد کو بنایا جبکہ اس کے مصادر کتاب ہائے گمنام مجہول مثل سلیم بن قیس، امامت وسیاست ابن قتیبہ، احتجاج طبرسی، باب الحجۃ، کافی کلینی کتب صدوق ومجلسی ہیں۔ شیعہ اور سنی دونوں کی قیادت باطنیہ ہی کررہا ہے، دونوں

کی اساس بنیاد افتراء باللہ ورسول اللہ پر قائم ہے۔ایک فرقہ کا دعویٰ ہے اللہ نے نبی کے بعد اہل بیت کو حجت گردانا ہے اور دوسرے کا دعویٰ ہے اصحاب کو حجت گردانا ہے، حالانکہ دونوں کا مقصود امت کو بانٹنا، اساس اسلام کو منہدم کرنا ہے۔ نیز ملحدین کیلئے میدان کھلا چھوڑنا ہے۔شیعہ کہتے ہیں آئمہ معصوم ہوتے ہیں جبکہ سنی شدت سے انکار کرتے ہیں کوئی معصوم نہیں ہوتا جبکہ دوسری طرف خود کل اصحاب کے عدول کے قائل ہیں تا کہ صالحین اور ظالمین، متقین و مجرمین کی تمیز ختم ہو جائے کہ ان سے گناہ ولغزش نہیں ہوتی۔

آئمہ اور اصحاب کی فضیلت میں جو احادیث گھڑی گئی ہیں ان کا ہدف قرآن اور محمدؐ کو پس پشت ڈالنا تھا۔جیسا کہ امام کے لیے اوصاف وشرائط، خلاف قرآن پر اصرار و تکرار سے واضح اور روشن ہو جاتا ہے ورنہ کلمہ امامت امام سے اور خلافت خلف سے اسماء ظرفیہ مکانی ہیں، دونوں کے مضاف الیہ جب تک بیان نہ ہو غیر محدود رہیں گے۔قرآن کریم میں بھی یہ کلمات بغیر کسی تصرف واضافہ اپنے معنی لغوی میں استعمال کیے گئے ہیں۔

﴿فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ﴾ سورہ مریم:۵۹

﴿وَ جَعَلۡنَاهُمۡ أَئِمَّةً يَدۡعُونَ إِلَى النَّارِ﴾ قصص:۴۱

دونوں کو جانشین رسول بتایا گیا ہے جو کھلا دھوکہ وتدلیس ہے کیونکہ نبی کا جانشین نہیں ہوتا ہے۔ نبی کے پاس نبوت و رسالت ہے یہ منصب آپ کی رحلت کے ساتھ اٹھا لیا گیا اور ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا۔ پوری امت تا الی یومنا ھذا بغیر کسی مخالفت کے اتفاق کرلے تب بھی اب کوئی نبی رسول نہیں بنا سکتے۔لیکن نبی کریم اپنی حیات میں نبوت و رسالت کے علاوہ اولی الامر بھی تھے، یہ منصب نبی کریم کی رحلت کے بعد کسی بھی صورت قائم و دائم رکھنا ضروری اور ناگزیر ہے۔انصار و مہاجرین میں کسی نے دعوی نبوت و رسالت

نہیں کیا۔ یہ منصب اولی الامر ہے جس پر نبی کریم انہی میں سے دور دراز علاقوں میں یا مدینہ سے جنگ پر جاتے وقت کسی کو اپنی جگہ چھوڑ کے جاتے تھے۔غزوات وسرایا کے سربراہان اولی الامر ہوتے تھے، فتح مکہ کے بعد مکہ کیلئے اسید بن عتاب کو ولی امر بنایا تو کبھی ابن مکتوم کو رکھتے تھے۔اولی الامر میں شرط عصمت بدنیتی پر مبنی ہے یہ منصب کسی بھی وقت معطل و مھمل نہیں چھوڑا جاسکتا ہے۔ یہ منصب کسی خاص فرد یا خاص خاندان کا حق نہیں ہے لیکن اسے واضح کرنے کے لیے پہلے مرحلے میں دیکھنا ہوگا کہ حق کسے کہتے ہیں انسان کسی چیز کا حقدار کب بنتا ہے۔حق یعنی کوئی چیز باہر ثابت ہے لیکن وہ اپنے لیے ثابت کرنے کے لیے دلیل و برھان قائم کرنا ضروری ہے۔اگر کوئی شخص بغیر کسی دلیل و برھان اس کا دعویٰ کرے تو یہ استبداد ہوگا، چنانچہ تشدد کا راستہ اپناتے ہیں، حیلہ نیرنگی شرارت کرتے ہیں لہذا کوئی بھی اس طریقے سے لینے سے،تشدد و جبر، اکراہ سے کسی چیز کا حقدار نہیں بنتا ہے۔

کسی منصب کا حق دار اس کو کہتے ہیں جسے نہ مل سکنے کی صورت میں عدالت میں مطالبہ کرسکتے ہیں مقدمہ دائر کرسکتے ہیں۔ یہ منصب رسول اللہ نے اپنی ذاتی کاوشوں سے حاصل نہیں کیا تھا اور نہ خاندانی ورثے میں ملا تھا بلکہ اللہ نے ہی عطا کیا تھا۔ نبی کریم کی خطور میں بھی نہیں تھا، دل میں آرزو بھی نہیں تھی، نبی کو دنیا سے رخصت ہونے کے بعد کسی کو اپنا وصی بنانے کا حق نہیں دیا گیا ہے، منطق وصیت، وزارت بے بنیاد بے اساس ہے۔ کسی بھی نبی کے لیے وصی وزیر کا ذکر نہیں آیا ہے وہ بھی سوائے حضرت موسیٰ کے کیوں کہ وہ اس کے لئے امر مجبوری رکھتے تھے چنانچہ چندین آیات میں پیغمبر اسلام کے حوالے سے آیا ہے کہ آپ ہمارے وکیل نہیں ہیں۔ بدایت دعوت قبائل وعشائر کے رُوسا نے رسول اللہ سے پوچھا آپ کے بعد یہ منصب کس کو ملے گا؟ فرمایا یہ میرے ہاتھ میں نہیں ہے مالک اللہ سبحانہ ہے وہ جسے دینا

چاہیں لہٰذا وہ تمام روایات جو دعوت ذوالعشیرہ سے لے کر غدیر حدیث قرطاس تک ہیں یہ سب جعلی و خود ساختہ ہیں۔ ایسے واقعات کی ساخت کا ہدف ملت اسلامیہ میں انتشار پھیلانا اور ان کو متحد ہونے نہیں دینا ہے۔ خود نبی کریم کو اپنے یاران کے سامنے بے بس دکھانا ہے، خلفاء کو مجرم ٹھہرانے کے لیے گھڑی گئی ہیں۔

نظام امامت کی جو تقدیسات بنات باطنیہ نے کی ہیں اس نظام کے فوائد ثمرات عوائد کسی ملک نے دیکھے ہیں نہ جن وملک نے، جب سے یہ منصب گھڑا گیا ہے ابھی تک امت میں تفرقہ تشتت، تشدد وقتل وکشتار، فتنہ و فساد ہی رہا ہے۔ اسی طرح خلافت بھی کوئی نظام نہیں تھا یہ صرف الفاظ کی حد تک تعبیر تھی جو ابوبکر تک محدود تھی ان کے بعد تا اختتام بنی عباس تک سربراہ مملکت مسلمین کو امیر المومنین کہتے تھے۔ چنانچہ علی ابن ابی طالب کے لیے آپ کے دور میں آپ کو امام نہیں کہتے تھے۔ کلمہ امام دیوان برامکہ میں ہشام بن حکم اور جوالیقی نے اختلاق کیا ہے ان کے بعد یہ چار فقہاء کے لیے استعمال ہوا ہے۔ کلمہ خلیفہ صرف ابوبکر کے لیے استعمال ہوا تھا اور کسی کے لیے نہیں ہوا جبکہ کلمہ امام از ابوبکر تا انقراضی عثمانی کسی سربراہ مملکت کے لئے استعمال نہیں ہوا حتی کہ خود علی کے لیے بھی استعمال نہیں ہوا۔ صرف علماء آئمہ جمعہ و جماعت کیلئے استعمال ہوتا رہا ہے۔ امامت وخلافت دونوں میں نظام کی بو بھی نہیں آتی نہ ان سروران کا طرز حکمرانی یکساں تھا نہ ان کا انتخاب یکساں تھا۔ ابوبکر کو انصار ومہاجرین نے انتخاب کیا، جب کہ عمر بن خطاب کو ابوبکر نے نامزد کیا۔ عمر نے کسی کو نامزد نہیں کیا بلکہ سابقین اسلام وہجرت میں سے چھ میں سے ایک کا انتخاب کرنے کا کہا۔ عثمان ابوبکر کی سیرت پر چلے نہ عثمان عمر کی سیرت پر ہر ایک خود کو دین اور ملت کے خادم وامین سمجھتے تھے۔ وہ سورہ نساء ۵۹ کے تحت اولی امر تھے۔ اولی امر حسب زمان ومکان شخصی

صلاحیت کے تحت مختلف ہوتے ہیں۔امامت وخلافت کوئی مستقل معنی نہیں رکھتا جب تک مضاف الیہ کا تعین نہ کریں یہ بے معنی رہیں گے چہ جائیکہ کوئی اصول بن جائے بلکہ نوابغ علوم عربی،اصول فقہ،فقہاء،فلاسفہ تک نظام خلافت راشد کے دہرانے سے محسوس ہوتا ہے یہ سازش راز ہے بلکہ یہ کہنا درست ہوگا یہ نظام قیصرائی وکسرائی کیلئے استعارہ ہے۔نص من اللہ یا رسول اللہ بے بنیاد ہونے کی سب سے بڑی دلیل خاندان بنی ہاشم سے ہر حلیہ والے نے دعویٰ امامت کیا، بیت عباسی، عقیلی،سجادی ہر ایک نے دعویٰ کیا۔ نظام سیاسی کی دو تعبیر ہیں ایک دستور آئین شریعت ہے دوسرا رعایا کی فلاح و بہبود، مصالح وقتی، تقسیم کار، قانون کا نفاذ کرنا ہے۔اسلام اور مسلمین کے لیے اس سے زیادہ کوئی غش وغل نہیں ہوا ہے۔اس نظام کا صاحبان متکلم نابغہ سے بھی افہام اقناع کا امکان نہیں ہے،اس سلسلے میں تمام غیر عقلی، غیر شرعی وغیر قرآنی کلمات، ذو معنی اصطلاحات یہاں تک کہ رشوت،تشدد اور دھوکہ دہی سے جاری رکھے گئے ہیں، دوسری طرف کم فہم عورتوں، بچوں، جہلاء اور دیگر مفاد پرستوں کی طمع وحرص کے لیئے،ان سے خودغرضانہ، بے بنیاد محبت کو توسل اور حاجت روائی سے متصل کر کے اس کو دوام بخشا ہے۔ مسلمانوں میں فلسفی، متکلمین، قانون دان،لغت شناس فصیح و بلیغ ہر قسم کے دانشور نکلے ہیں لیکن آج تک کلمہ امامت وخلافت کے بارے میں کسی نے تجزیہ وتحلیل نہیں کیا بلکہ ان کلمات کو وحی منزل جیسا استعمال کرتے رہے، یہاں تک کہ مغرب نوازوں نے مغربی نظام سیاست کے فارمولوں کو اصول اسلام کے نام سے چلایا اور اسلام کے اصول ومبانی درہم وبرہم کئے یہاں تک کہ کوئی چیز اصل نہیں رہی۔اسلام سے نفرت و چڑ کی وجہ سے اور دھوکہ دہی کیلئے نظام مصطفیٰ، انتظام مرتضی، فقہ حنفی، فقہ جعفری، اسلام جناح و اقبال، اسلامی سوشلزم چاہتے ہیں۔اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود ان کا

تقدس اپنی جگہ باقی ہے جبکہ حقیقت اور واقعیت خارجی اس کے برخلاف ہے۔

امامت کا منصب الٰہی بعد از نبوت ورسالت ہونے کا ذکر، ختم نبوت سے انکار ہے۔ یہ منصب ختم نبوت کے خلاف گھڑا گیا ہے۔ امامت کو نص قرآن، نص رسول، نص امام تینوں سے دست بردار ہونا پڑا ہے نیز اس کی شرائط جیسے عصمت وغیرہ سے بھی کسی دلیل سے استناد نہیں کر سکتے کہ یہ منصب کب تک کتنی تعداد میں ہوگا؟ چنانچہ اس حوالے سے بے چینی اور اختلاف پایا جاتا ہے۔ کسی کے ہاں ایک کسی کے ہاں صفر ہے کسی کا علی سے شروع اور علی کی الوہیت پر ختم، یہاں تک کہ کسی کے ہاں علی بھی نہیں ہے کیونکہ خلیفہ چہارم کو نہیں مانتے ہیں۔ کسی کے ہاں پانچ چھ سات گیارہ بارہ اور تیرہ بھی ہیں لیکن ان کے عمائدین کے ہاں سب ایک ہیں کیونکہ ہر ایک اسلام کو روکنے کیلئے اپنی حدود واستطاعت میں مشاق ہے۔ کسی کے ہاں یہ سلسلہ ٹوٹ چکا ہے اور نوابین متبرعین ہیں اور کسی کے ہاں ابھی تک جاری ہے جبکہ بعض کے ہاں تذبذب پایا جاتا ہے۔

ہم نے دیکھا کہ غشوان امامت وخلافت دونوں دین وامت کو مفلوج محصور، پراگندہ ذہن اور انتشار کی حالت میں رکھنے کے لیئے ایک ہی صفحے پر اکھٹے ہیں۔ امت اسلامیہ کو دائمی نفرت اور جھگڑوں کا شکار کر رکھا ہے۔ بے معنی بے بنیاد امامت وخلافت میں مبتلاء کر کے امت اسلامیہ کو جولان گاہ عالم کفر والحاد بنا رکھا ہے۔ ان میں اندر سے ایک دوسرے کے لیے حقد وحسد وکینہ عداوت بھری ہے۔ تحلیل امامت برائے انتخاب، صریح الحادیت ہے، چنانچہ ان کی تاریخ ایسی رہی ہے۔ یہ امت کو جادہ مستقیم سے منحرف کر کے گمراہی جہنمی راستے پر لگانے والی غش ہے۔ کبھی غش اتحاد المسلمین تقریب المذاہب چلاتے ہیں، دل سوزی امت دکھاتے ہیں لیکن اندر سے اسلام

سے کڑواہٹ رکھتے ہیں ''شیعہ سنی بھائی بھائی والا اسلام کہاں سے آیا؟''
باطنیہ نے مسلمانوں کو اسلام کے مدمقابل جنگ لڑنے کے لیے امامت و خلافت کو اس کا دایاں اور بایاں بازو بنایا ہے۔ یہ تنظیم تیسری صدی کے آخر یا چوتھی صدی کے آغاز میں وجود میں لائی گئی۔ اس لشکر میں ان افراد کو بھرتی کیا جن کے دل و دماغ میں آثار اسلام نظر میں موجود نہ ہوں۔ چنانچہ ہمیشہ قتل کشتار، فتنہ وفساد، نفرت وکدورت عداوت اور بغض کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں۔

امام اللہ کی طرف سے نصب ہوتے ہیں، یہ قرآن سے متصادم متعارض ثابت ہوا۔ امامت، امامیہ کے نزدیک مجموعہ ناممکنات، تضادات جھوٹ وافتراء اور فرضیات ہے جس کی ذیل میں ایک اجمالی فہرست پیش کرتے ہیں۔

۱۔ عصمت: لغزش وخطاء سے معصوم ہوتا ہے، کسی شخص کو معصوم گردانئے کیلئے اس کو پہلے انسان سے نکالنا ہوگا کیونکہ انسان مادہ نسیان سے بنا ہے، خطاء ولغزش سے محفوظ نہیں ہے۔

۲۔ گناہ نہیں کرتا نابینا، گونگا اور بہرا ہے۔

۳۔ گناہ کرتا ہے لیکن بازپرس نہیں کرسکتے، جیسا کہ ہر برسر اقتدار کا کہنا ہے۔

اس کا فارمولا نہیں بناسکتے ہیں لہٰذا انہوں نے مفاد پرستوں کے فارمولے کو اپنایا ہے، انہوں نے معتزلہ سے بین الامرین استعارہ میں لیا۔ دلیل کے لیے ازواج نبی کی شان میں نازل آیات سے ایک مقطع چوری کیا ہے، اس چوری کیلئے نبی کریم کو استعارہ لیا اور کہا ہماری فہم پر فہم نبی مقدم ہے۔ تخاطب، مکالمہ مفاہمہ میں تابع زبان رائج ہوتا ہے وہ مصطلحات سے خارج کوئی معنی از خود وضع نہیں کرسکتے۔ دنیا بھر میں اہل بیت، اہل خانہ یا

اپنے گھر والوں کو کہتے ہیں اور یہ زوجہ سے بالخصوص مخصوص ہے، یہاں تحلیل علمی نہیں کی گئی بلکہ حقائق پر ڈاکہ ڈال کر مفہوم بدل دیا گیا ہے۔ یہ کلمہ کسی زبان میں کتاب لغت کا محتاج نہیں۔ المیہ دیکھیں کہ جو کلمات قرآن میں واضح ترین طریقہ سے استعمال ہوتے ہیں ان کو استعمال کرنے کے لئے بھی رسول اللہ سے رجوع نہیں کیا بلکہ یہ کلمات بھی منافقین و باطنیہ سے تھوک میں خریدے ہیں۔ اس کی نامساعدگیت کی وجہ سے دیار منافقین سے رجوع کیا ہے، اس کے نتائج کو دیکھیں تو جو مقاصد امت کو باور کرانا تھے، ایک کامیاب نسخہ ثابت ہوئے ہیں ﴿وَ مِنَّا دُونَ ذٰلِکَ کُنَّا طَرائِقَ قِدَداً﴾ جن: ۱۱۔

۳۔ امامت کو فروغ دینے کے لیے بغیر علل واسباب، ان سے سرزد ہونے والے افعال کو خارق العادت قرار دینے کا دعویٰ کیا ہے۔

۴۔ تعداد آئمہ کا صحیح تعین نہیں کر سکے۔ حضرت علی کے بعد آنے والے کسی نے بھی اس نظام کا مسودہ تک نہیں دیکھا کوئی فائدہ دیکھنا تو دور کی بات ہے۔ جو یہ نام لیتے ہیں انہوں نے یہ عہدہ سنبھالنے سے معذرت کی یا معذور ہو گئے۔ امت مسلمہ کو ہمیشہ کے لیے جادہ جھنم پر لگایا ہے، کسی بھی وقت انہیں احساس نہیں ہوگا کہ وہ جہنم کی طرف رواں دواں ہیں، عداوتوں نفرتوں اور بغضاء میں پھنسے ہوئے ہیں۔ فرقوں کے اندر عداوت و بغض کا کالا دھواں نکل رہا ہے۔

مناصبِ اجتماعی دو نوعیت کے ہوتے ہیں۔ منصب الٰہی یعنی اللہ سے ہدایات لیتا ہے، حق ہدایت صرف اسی ذات سے نکلتا ہے۔ چونکہ حق امر و نہی صرف خالق و مالک صاحب نفع و نقصان وہی جانتا ہے۔ دوسرا منصب خود انسانوں کی طرف سے لیتا ہے، نبی کریم کو چالیس سال کی عمر میں اللہ نے منصب نبوت کیلئے انتخاب کیا، اکثر لوگوں نے مزاحمت کی، لیکن لوگوں کی

مخالفت سے اس منصب پر اثر نہیں پڑتا ہے۔ دوسرا منصب لوگوں کی طرف سے لیتے ہیں۔ یہ آپ کو ہجرت یثرب کے بعد اہل یثرب نے دیا۔ جب منصب الٰہی کا دور ختم ہوا تو دور انسانی شروع ہوا، انسانوں میں اختلاف طبیعی اور ناگزیر ہونا حتمی ہوتا ہے۔ جیسا کہ پہلے واضح کر چکے ہیں کہ امامت و خلافت نظام الٰہی نہیں ہیں بلکہ یہ منصب عوامی و انسانی ہے۔ لوگوں کی رضایت ضروری اور ناگزیر ہے، امام کوئی منصب نہیں۔ امام درخت بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ سورہ حجر میں درخت کو امام مبین کہا ہے ﴿فَانْتَقَمْنا مِنْهُمْ وَ إِنَّهُما لَبِإِمامٍ مُبِينٍ﴾ حجر: ۷۹۔ کتاب ہو سکتا ہے تورات کو امام کہا ہے ﴿كِتابُ مُوسى إِماما﴾ ھود: ۱۷۔ یہ ادنیٰ سے اعلیٰ تک جاتا ہے، امت اسلام کے من جانب اللہ پیشوا حضرت محمد تھے گر چہ قرآن میں آپ کو امام، پیش رو نہیں کہا گیا۔

۲۔ یہ مقام انسان خود زحمت اور مشقت کر کے حاصل کرتے ہیں۔ محمدؐ جب مکہ میں تھے آپ کے پاس حکومت وراثت از سلف نہیں تھی، ابو طالب کے پاس بھی یہ حکومت نہیں تھی کہ علی کو ملے۔ نبی کریم کی رحلت کے بعد انصار خود کو اس کا حقدار سمجھتے تھے کیونکہ نبی کریم کو مدینہ میں لانے والے انصار تھے لیکن ابوبکر نے انہیں سمجھایا کہ یہ منصب غیر قریشی نہیں سنبھال سکتے۔ ابوبکر نے کہا تم قریش میں سے کسی کو انتخاب کرو۔ ابوبکر کو خلیفہ معنی لغوی میں کہا گیا ہے خلافت کا منصب لوگوں کی طرف سے تھا تا کہ آپ کے بعد قیادت امت سنبھالیں۔ جسے قرآن نے اولی الامر کہا ہے اس کو معاشرتی نظام کہتے ہیں یہ آپ کو اہل مدینہ نے بیعت عقبہ اولیٰ میں دینے کا عہد کیا تھا۔

''علی ابوبکر'' جانشین رسول اللہ یعنی منصب نبوت میں نہیں ہو سکتے کیونکہ نبوت اللہ کی طرف سے تھی۔ آپ اپنی طرف سے کسی کو نبی نہیں بنا

سکتے اور نہ لوگ یہ منصب دے سکتے ہیں کیونکہ یہ سلسلہ خود حضرت محمدؐ پر ختم ہے۔اس پر خاتمیت کی مہر لگائی ہے اور ہر قسم کی حجت من اللہ نساء ۱۶۵ کے تحت اختتام کو پہنچیں لہٰذا یہ کسی کے حق میں نہیں آتا ہے۔جیسا کہ پہلے وضاحت کر چکے ہیں کسی شور شرابے، خوف وہراس مار دھاڑ ہر قسم کی فکر وسوچ چھین کر تفریق امت کے لیے جہاں ہر قسم کی دلیل و برھان وافہام کا موقع چھینا جاتا ہے، امامت وخلافت جیسے لامعنی مصطلحات بھی ایسے ہی ہیں۔ان کی توضیح وتشریح کسی استاد یا خطیب، متکلم فلسفی، سقراط وارسطو کے لیے بھی ممکن نہیں ہے کیونکہ ان کلمات کے عمق میں کوئی مضبوط فکر نہیں اس لیے یہ کسی بھی مقطع مکانی زمانی میں مستعمل نہیں رہے ہیں۔اگر امامت ایک صالح نظام ہوتا تو ایران میں ضرور نافذ ہو جاتا لیکن وہاں بھی جمہوریت آ گئی۔

امامت وخلافت کا جھگڑا اور اختلاف کسی بے داغ، شائستہ کردار شخصیت، صالح انسان کے انتخاب کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ ایک نظام کو گرانے کا اعادہ ہے۔گویا حسن نیت پر نہیں بلکہ بدنیتی پر مبنی تھا۔اسکی واضح وروشن دلیل برھان یہ ہے کہ ریاست اسلامی کی خیانت ہمیشہ انہی امامت والوں نے کی۔ایک بڑی جماعت ریاست اسلامی کے خلاف نکلی اور ان کی مسلسل غدر، بے وفائی، عصیان نافرمانی کے بعد شقاوت وقساوت بھی بڑھتی رہی ہے۔اسی لئے امام حسن اور امام حسین نے ان کے دھوکے میں پھنسنے سے بچنے کے لئے خانہ نشینی اختیار کی کیونکہ انہوں نے بے وفائی، وعدہ خلافی کی، بعد میں مختار ثقفی، سلیمان بن صرد خزاعی، حجاج بن یوسف کی قیادت تباہ ہوگئی۔مختار کی قساوت وشقاوت آخر میں شکل اقتدار طلبی، فرصت طلبان کی شناخت بن گئی۔یہاں سے کلمہ شیعہ بدنام ہونے کے بعد انہوں نے اپنے لیے کلمہ امامیہ کا انتخاب کیا۔اس کیلئے فلسفہ سازی ونظریہ ایک اصول ونظام کے طور پر متعارف کروایا کہ محمدؐ کی جگہ محمدؐ کے گھرانے سے کوئی ہونا چاہیے

۔امام کو اسلام اور مصالح مسلمین کا ادراک اور قدرت نفاذ ہونا چاہیے، متعارف نہیں کیا، بلکہ علوم کا خزانہ حوائج دنیوی کی ضمانت، صفات نا قابل تحلیل کی شرائط رکھیں پھر خود نظام جمہوریت اور الحادیت کے حامی و داعی بنے۔نظریہ عصمت کے ذریعے اسلام کو روکنے اور مسلمانوں کو منتشر رکھنے پر اصرار کرتے رہے یہ تمام شرائط قرآن اور اسوہ محمد سے خارج رہی ہیں یہاں تک کہ جب خود انہیں حکومت ملی تو مسئلہ الٹ ہو گیا نظام کسرائی قیصرائی نافذ کیا۔شعار وراثتی والوں نے جمہوریت کا انتخاب کیا، نص ختم ہو گئی اجتہاد نا منظور والے داعی اجتہاد بنے، مدعیان اجتہاد، مقلدین، مجتہدین امامت منصوص پر پایان نامہ پیش کر رہے ہیں۔امت اسلامیہ کی زبوں حالی، کسمپرسی روبہ ابتری، ذلت وخواری پر کوئی دردمند، دل سوز جگر سوز، شعور نامردہ بالخصوص علماء دانشمندان، دانشوران صاحبان عقل وخرد اس کے اسباب وعلل کا ادراک واحاطہ کرنا چاہیں تو اس کی برگشت اس کا سرا باطنیہ و بنا تہا داعی نظام امامت وخلافت میں ملے گا۔کیونکہ ہم جب قیام مذاہب کو دیکھتے ہیں تو ان کے مصلح لوگوں، لغت، تاریخ تاسیس، بنیاد و بانیان کے تانے بانے، باطنیہ سے ہی ملتے پائیں گے۔اسلام قرآن اور محمدؐ سے مقابلہ مقاومہ پائیں گے۔خود ان کے اقرار واعتراف کے تحت وہ یا تو خود کریں گے یا حکمرانان الحادی سے اتحاد کر کے اسلام کا مقابلہ کریں گے یا ملحدین کو دیار کفر والحاد سے لائیں گے۔ان کی اتحادیہ کی بازگشت ثالوثیہ یہود نصاری مجوس کو جاتی ہے جنہوں نے تنظیم بنام باطنیہ تاسیس کئے اور اس کے شعبہ جات بنائے۔جو بظاہر متضاد متعاند بنائے لیکن اہداف مقاصد تنافر تناقض کے باوجود اسلام قرآن محمد سے مزاحمت پر متفق پائیں گے۔اس کے مستعار شیعہ سنی ان کے بھی متضاد فرق پر قائم ہیں۔مذاہب جادہ اسلام سے نکل کر فرعی راستوں پر چلتے ہیں جس مذہب کو لے لیں اول اسلام کے مسلمہ اصول

سے منحرف پائیں گے۔ گویا کل اسلام کو منہدم کرنے والے لشکر ہاتھی سوار ہیں۔ یہ لوگ شاول بولس کا کردارادا کررہے ہیں۔ خطاء ولغزش انسان کی خمیرہ طینت میں مرکوز ہے انبیاء اولالعزم بھی محفوظ نہیں جیسے موسی کلیم اللہ اور خاتم النبین سے خطاب میں فرمایا﴿ لِمَ تُحَرِّمُ ما أَحَلَّ اللّٰه﴾۔ ہر کروٹ پر جھوٹ بناتے ہیں، وہ حدیث کو پنجابی سندھی بلوچی جیسا بولتے ہیں، وہ جھوٹ کو سچ، باطل کو حق، شرک کو توحید، مردے کو زندہ، معدوم کو قائم، غائب کو حاضر بناتے ہیں۔ نابالغ کو امام، بے اصل کو اصل، باطل کو اصل الاصول بغیر کسی تردد کے پیش کرتے ہیں۔ ان خرافات مزخرفات اباطیل کی اصلاح چاہنے والوں کیلئے دنیا کو تاریک زندان بناتے ہیں، صدق وحقیقت کو دبانے کے لیے اللہ اور رسول پر افتراء باندھنے سے گریز نہیں کرتے۔

اسلام تغیر ناپذیر اور تعدد ناپذیر دین ہے۔ تمام انبیاء اس دین پر چلے ہیں ان الدین عنداللہ الاسلام۔ غیر اسلام کوئی دین اللہ کے لیے قبول نہیں ہے۔ اس دین کا مصدر قرآن کریم ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ نے لی ہے۔ اس دین کے آخری مبلغ حضرت محمد اپنی طبیعی موت سے اس دنیا سے رخصت ہوئے یا اگر قتل بھی ہو جائیں تو دین محمد ختم نہیں ہوگا﴿ وَ ما مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَ فَإِنْ ماتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلى‏ أَعْقابِكُمْ وَ مَنْ يَنْقَلِبْ عَلى‏ عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئاً وَ سَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرينَ. العمران. ۱۴۴﴾ یہ دین تا قیام قیامت باقی رہے گا، نبی کریم کے جوار رحمت الٰہی میں منتقل ہونے کے بعد آپ کی دعوت کو سب سے پہلے" امنا و صدقنا" کہنے والوں، دار ارقم میں آپ سے آیات قرآن کے اصول ومبانی واحکام لینے والوں دلباختگان، فدایان وجان فروشان نے اس دین کی حفاظت کی۔ جہاں جہاں آپ نے دعوت اسلام کا پیغام بھیجا تھا وہاں اسلام کو پہنچایا۔ ان کی

ہزیمت اور شکست اٹھانے والوں نے دقت اور پوری باریک بینی سے امت مسلمہ کو قرآن اور محمدؐ سے دور کرنے کے لیے قرآن کی جگہ نبی کریم کی منع کردہ تدوین احادیث کو اٹھایا۔ خود محمدؐ کی جگہ اہلبیت اور اصحاب کو قائدین امت متعارف کروایا۔ مذہب اہلبیت و مذہب اصحاب صاحبان چہرہ ہائے منورین، صاحبان سیرت طیبین کی جگہ چہرہ ہائے منکوس مجہولین کو جاگزین کرنے کے لیے گھڑا ہے۔ تاریخ بشریت میں کسی ایک گھرانے کے تمام افراد پاک طینت نہیں ہوتے، نص آیات محکمات کے سراسر خلاف ہیں۔ یہ چہرہ حقیقی اسلام قرآنی اور محمدی کو سیاہ کرنے کی عشوان ہے۔ خلفاء میں سے کون زیادہ مبغوض مذاہب قرار پایا؟ اگر اس کا تجزیہ تحلیل کریں تو نبی کریم سے قریب ترین ذوات قرار پائی ہیں۔ کیونکہ ان کی اصل نشانی محمدؐ تھے لہٰذا محمدؐ کے بعد سب سے تابعدار متواضع علی تھے۔ محمدؐ بھی سب سے زیادہ علی کو اپنے لیے عزیز گرادنتے تھے۔ کیونکہ علی کو نبی کریم اپنے لیے ذخیرہ اور اپنے نمائندہ اور ترجمان کی حیثیت دیتے تھے۔ ہجرت کے موقع پر اپنے اہلبیت کا محافظ، امین اور لوگوں کی امانتوں کو ان کو سپرد کیا۔ ۹ ہجری کو اعلان برائت، فسخ معاہدات اداء الامانات کے لیے علی کو منتخب کیا، علی کی زبان سے شعر نکلنے کو پسند نہیں کرتے تھے۔ جنگ تبوک کے موقع پر اپنے اہلبیت اور مدینہ میں دشمنوں کی سازشوں کی نگرانی کرنے کے لیے علی کو چھوڑا، لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ نبی کریم علی کو جانشین بنانے کے خواہشمند تھے کیونکہ اس بارے میں آپ تابع وحی تھے۔ ممکن نہیں کہ امور مملکت کی نگرانی کیلئے اپنی ذاتی خواہشات پر چلیں۔

تحلیل گرانوں کا تجزیہ بتاتا ہے کہ ان کا اصلی ہدف خود قرآن اور محمدؐ تھے لیکن لوگوں کی والہانہ و مشفقانہ گرائش انہیں اجازت نہیں دیتی تھی کہ محمدؐ یا قرآن کے بارے میں بے ادبی والی بات منہ سے نکالیں۔ لہٰذا ایک درجہ

اتر کے صف اول کے اساطین کو نشانہ بنایا۔ یہاں گنجائش نہیں اگر ضرورت محسوس ہوئی تو کتاب لکھیں گے۔ سر دست مختصر آگاہی کے لیے ہماری کتاب ''فدک وما ادراک ما الفدک'' پڑھیں۔ کیا ملک کو اغیار کے لیے جولان گاہ بنانے والے احزاب سیاسی والحادی حکمران سب وشتم کے مستحق نہیں؟ اصحاب واہلبیت کے مدافع بننے والے کیوں ان ایوانوں میں اسلام مخالف سازشوں میں شریک ہیں؟ کیوں اسلام مخالف بل جلدی اور متفقہ پاس ہو جاتے ہیں؟ اسلام عزیز کو میدان تطبیق سے روکنے اور ملت اسلامیہ کو بے وقوف بنانے کے لیے ریاست مدینہ، رحمۃ اللعالمین اتھارٹی اور اسلام فوبیا و صوفی ازم کو اٹھاتے ہیں ''**هل هذا الا خطة مدروسه لادیان ثالوثه و الباطنیه الخبیثیه الحقیده الحسیسة**''۔

امامت، نص من اللہ سے ثابت ہوتی ہے لیکن نزول آیات کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا تو اسی خاندان میں غیر منصوص افراد نے جو دعویٰ کیا تھا اس حوالے سے سر فہرست امام حسن کی نسل سے عبداللہ محض ہے جس نے اپنے دونوں بیٹوں محمد نفس ذکیہ اور ابراہیم کو امامت کیلئے نامزد کیا اور اسی راہ میں قتل ہوا، لیکن کسی نے ان پر اعتراض نہیں کیا۔ امام سجاد کی نسل سے زید بن علی نے دعویٰ کیا، امام جعفر صادق کے چار فرزندوں اسماعیل، عبداللہ افطح، موسیٰ بن جعفر اور محمد دیباج نے دعویٰ کیا۔ اسماعیل جال میمون دیصانی، ابی زینب، مقلاصی میں پھنس گئے تھے ان دونوں کو آئندہ امامت کے لیے تیار کرنا شروع کیا تھا لیکن اجل نے اسماعیل کو پہلے اٹھالیا۔ عبداللہ افطح نے منصب پر بیٹھنے کے بعد جلدی وفات پائی۔ موسیٰ بن جعفر زیادہ عرصہ نہیں گزرا زندان گئے۔ چوتھے محمد دیباج کی اولادوں نے ان کو مجبور کیا کہ دعویٰ امامت کریں۔ اسماعیل کے بیٹے محمد بن اسماعیل کو میمون دیصانی کے بیٹے عبداللہ بن میمون اھواز لے گئے وہاں سے سلمیہ منتقل کیا۔ وہ لاولد دنیا سے گزرے

لیکن عبداللہ بن میمون نے اپنے حیلوں سے ان کے نسب کو جاری رکھا لیکن نسب مخدوش ہونے کی وجہ سے وہ بیت اہلبیت، مدینہ والوں سے نہیں بنتے تھے۔ان کے دلوں میں حضرت محمدؐ کے لیے تکریم و تعظیم نہیں تھی ان کے سلسلہ نسب و حسب، اور دعوت اسلام میں کردار ناپید ہے۔

مکونات امامت

جو شرائط اوصاف نوعیت عددیت امامت کیلئے بتائی جاتی ہیں ان میں سے ہر شرط صفت تعدد قرآن اور اسوۃ محمدؐ اور واقعیت خارجی کے خلاف ثابت ہوئی ہیں۔

ہر دور میں اللہ کی طرف سے حجت ہوتی ہے

یہ بات عقل، تاریخ اور قرآن سے متصادم ہے۔امامیہ والوں کا ہر دعویٰ واقعیت خارجی عقلی دقائق تاریخی سے متصادم پایا ہے۔

ا۔قرآن میں آیا ہے انبیاء و مرسلین وقفہ وقفہ سے مبعوث ہوئے، خود ہمارے نبی کریم حضرت عیسیٰ کے چھ سوسال کا عرصہ گزرنے کے بعد مبعوث ہوئے۔

حدیث میں آیا ہے کہ ہر دور میں امام ہوتا ہے اگر ہر دور میں امام ہونگے تو بارہ نہیں ہزاروں لاکھوں ہونگے۔ یہ قرآن کریم سے بھی متصادم ہے کہ انبیاء وقفے سے آتے ہیں ﴿قَدْ جَاءَ كُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَى فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ المائدۃ:۱۹﴾ چنانچہ خاتم النبیین حضرت عیسیٰ کے رفع سے چھ سوسال بعد مبعوث ہوئے۔آپ کا عقیدہ ہے کہ امام غائب ہوتے ہوئے بھی حاضر ہیں اس سے واضح ہوتا ہے کہ امام سے مراد اللہ ہے اللہ ہی کو حاضر و غائب کہتے ہیں آپ وہی باطنیہ ہی ہیں۔

۲۔دعویٰ منصوصیت کا اللہ اور من الرسول کو انہی کے قائدین نے

مسترد کیا ہے۔

۳۔جس جس نے جن ہستیوں کو امام ہونے کا دعویٰ کیا اور پھر خود ان کے جانشین یا حلول ہونے کا دعویٰ کیا وہ مستحق سزا موت قرار پائے لیکن جن کے نام لئے وہ سالم رہے۔ جب یہ ثابت نہیں کر سکے امام حسین کے بعد حسن عسکری تک نے عزلت اختیار کی، امام حسن عسکری لاولد دنیا سے گزرے تو محمد بن نمیر نصیری نے کسی کنیز کے حاملہ ہونے کا دعویٰ کیا، یہاں سے بارہ آئمہ کا تصور آیا۔ لیکن امام بارہ ہوتے ہیں اس کی سند کیا ہے؟ اس کا مصدر و ماخذ کیا ہے؟ یہ ماخذ بہت عجیب ہے۔ یہ لوگ اپنے کسی بھی مدعی کو مستند دلائل و براہین سے ثابت کرنے سے عاجز و قاصر ہیں، لہٰذا کبھی کبھی اپنے مخالفین سے مدد لیتے ہیں یہ بات انہوں نے خود کہی۔ جابر ابن ثمرۃ ابن جندب سے ایک حدیث جعل کی۔ جندب، زیاد ابن ابیہ کا بصرہ میں جانشین تھا۔ شیعوں کا کہنا ہے اس نے شیعہ کا قتل عام کیا ہے لیکن اس کے بیٹے جابر نے کہا میں نے اپنے والد سے سنا ''میں پیغمبر کے پاس آیا تو انہوں نے فرمایا کہ خلفا بارہ ہونگے'' تو وہ بارہ نہیں بنا سکے یا تو زیادہ ہیں یا پھر کم ہیں۔ اس پر انہوں نے کہا مصداق تو ہمارے پاس ہیں، ہم بارہ پورے کر لیتے ہیں۔ ان بارہ کے معتقد بڑے بڑے پائے کے علماء سے سوال کیا گیا کہ بارہ کی تعداد تک محدود کیوں ہے؟ بارہ سے کم یا زیادہ کیوں نہیں؟ محمد باقر حکیم کے رسالہ ''الثقلین'' میں بارہ امام کے بارے میں مواد پڑھا تو یہاں سے تشویش ہوگئی بارہ اماموں کی تاریخ تاسیس کب ہے؟ کب اس کی ضرورت ہوئی اس کے مخترع کون تھے؟ ''عدد بارہ'' کسی بھی امت حتیٰ اس خاندان میں بھی متعارف نہیں تھا۔ امام باقر کی وفات کے بعد بعض نے کہا امام باقر ہی مہدی موعود ہیں، وہاں پر سلسلہ رک گیا یہ پانچ اماموں والے ہیں بعض پھر امام صادق کی وفات پر رک گئے ہیں وہ چھ والے ہوگئے۔ کچھ پھر موسیٰ ابن جعفر

کی وفات کے بعد رک گئے یوں وہ سات اماموں والے ہو گئے، اگر حقیقاً یہ بارہ کی روایت درست ہوتی تو کبھی نہیں رکتے۔آپ نے بارہ کہا لیکن ایک سے زیادہ آپ ثابت نہیں کر سکتے ہیں بلکہ یہ ایک بھی آپ کے ہاتھ سے نکل چکا۔کیونکہ علی امیر المومنین چوتھے نمبر پر ہیں لیکن آپ تو ان کو چوتھے کی بجائے خلیفہ بلا فصل پہلے نمبر پر مانتے ہیں۔اس طرح سے کہا جا سکتا ہے کہ علی بھی آپ کے پاس نہیں ہیں۔امام حسن نے خلافت معاویہ کو دی، امام حسین اس کیلئے یزید سے لڑے اس راہ میں قتل ہوئے امام نہیں بنے۔زین العابدین کو تجربہ ہوا کہ ظالمین سے مقابلہ نہیں کر سکتے تو اس منصب سے ہی دست بردار ہو گئے۔کوئی بھی اس کے بعد اس منصب کا دعویٰ دار نہیں ہوا۔تو آپ کے پاس بارہ نہیں ایک ہے یا ایک بھی نہیں صفر ہے۔بارہ کا تصور کب سے آیا؟ کہتے ہیں فرقہ باطنیہ کے مؤسسین معتقدین میں سے ایک شخص جس کا نام ابوشعیب محمد ابن نصیری بصری نمیری متوفی ۲۷۰ھ تھا اس نے تمام آئمہ گذشتہ کے اللہ ہونے کا دعویٰ کیا اور خود کو باب بتایا، امام علی الھادی اور امام حسن عسکری کی نیابت بتائی، حسن عسکری لاولد تھے ان کی اولاد نہیں تھی بھائی ان کا وارث قرار پایا جس نے ان کی جائیداد لے لی، تو نمیری نے ان کا وکیل اور باب ہونے کا دعویٰ کیا۔چونکہ وہ فاسد تھا اس لئے بہت سے لوگ اُس سے منحرف ہو گئے جب منحرف ہو گئے تو اس نے خود اپنی الوہیت کا اعلان کیا تو یہ باب کا سلسلہ چلتا رہا لیکن تین کے بعد وہ بھی نا کام ہو گئے۔اب یہ عقیدہ تازہ کرنے والے اسماعیل صفوی ہیں جنہوں نے بارہ اماموں کا اعلان کیا۔یہ فرقہ باطنی ہے موسس کفر والوہیت، دعویٰ الحاد کے بعد دین سے انکار کی وجہ سے وہ منفور مردود ہے۔جب فرانس کا شام پر قبضہ ہوا تو فرانس نے وہاں جمہوریت قائم کرنے کے لئے احزاب رجسٹر کرنے کا کہا تو یہ لوگ نصیری و نمیری ناموں سے نہیں ملتے تھے چنانچہ انہوں نے انہیں

علویین کے نام سے رجسٹر کیا اس وقت سے نصیریوں کا نام علویین ہوگیا۔
طرفہ تماشہ دیکھیں کہ یہاں کے اثنا عشری کہتے ہیں علویین ہم میں سے ہیں اور ہم اُن میں سے ہیں لیکن ان کا دوسرا احتمال قوی ہے۔
۲۶۰ھ تک کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کیونکہ امامت کیلئے ہر امام کی وفات پر شیعہ بٹ جاتے تھے۔ امام حسن عسکری کی وفات کے بعد اس خاندان کا ایک وارث بچا جو اپنے کردارِ نا گفتہ بہ کی وجہ سے بدنام تھا چنانچہ امامت کے مسئلے میں بحران آن پڑا، اس بحران کو دیکھ کر محمد بن نصیر نمیری میدان میں اترا اور دعویٰ کیا کہ حسن عسکری کی ایک کنیز حاملہ ہے اس کا انتظار کریں۔ دو سال تک انتظار کرنے کے بعد لوگ بکھرنے لگے، پھر اُس نے دعویٰ کیا فرزند غائب ہوگیا ہے میں اس کا دربان ہوں لیکن فاسد لوگوں نے بھی اس پر اتفاق نہیں کیا چنانچہ اس نے ایک گھی فروش کو امام کا وکیل بتایا اور ان کے مرنے کے بعد ان کے بیٹے کو بنایا۔ بیٹے کی وفات کے بعد ایک شخص حسین بن روح قرمطی اسماعیلی کو سامنے لایا گیا۔ یہ شخص اسماعیلیوں کا بائیں بازو کے ضد دین قیام کرنے والا تھا جو حال ہی میں زندان سے رہا ہو کر آیا تھا۔ غرض مقبولیت گرتے گرتے ختم ہوگئی یہاں تک کہ ۹۰۷ھ کو اسماعیل صفوی نے دوبارہ اس عقیدے کو زندہ کرنے کے لئے شیعہ غلات کو ایران میں جمع کیا اور یہ سلسلہ ابھی تک چل رہا ہے۔
کہتے ہیں کہ امامت ایک منصب الٰہی ہے، نص من اللہ قرآن سے ثابت ہوتی ہے۔ لیکن جو آیات اثبات امامت کیلئے پیش کیں جاتی ہیں ان میں امامت علی کا ذکر دور دور تک نظر نہیں آتا آخر میں اس سے بھی ہاتھ اٹھانا پڑا۔ نص من الرسول علی روس الاشہاد نہ ملیں تو اجتماع غدیر پر ڈاکہ ڈالنے والا عمرو بن جاحظ متوفی ۲۵۵ھ ملا۔ یہ کلمہ علی اور علی کے شیدائوں، خاندان والوں، حسن وحسین سے حتیٰ کہ خود امیر المومنین کی زبان سے بھی کبھی

نہیں نکلا ہے ۔یہاں تک کہ ۳۵۱ھ میں آل بویہ نے علی کی امامت کے ساتھ اسلام مخالفت کا بھی مظاہرہ کیا ہے۔

۱۔ خم غدیر کا یہ اجتماع کیوں پیش آیا۔اس کی کیا وجوہات ضرورت پیش آئی تھی؟

۲۔ یہ ایک خبر ہے، ہر خبر میں احتمال صدق وکذب دونوں ہوتے ہیں جب تک قرائن شواہد ایک طرف ترجیح نہ دیں۔

۳۔اس خبر کے جھوٹا ہونے پر کثرت سے قرائن وشواہد پائے جاتے ہیں۔مثلاً ایسا بے مثال اجتماع پہلے ہوا تھا نہ بعد میں ہوگا،خبر کے سننے والے لاکھ سے متجاوز تھے تو دو ماہ گزرنے کے بعد نہ کسی دشمن نے، نہ کسی عزیز قریبی نے، نہ کسی بعید نے حتی کہ خود حضرت علی نے بھی اس کا ذکر تک نہیں کیا ۔حضرت علی کے بعد بھی کسی نے یہ دن نہیں منایا لیکن اسے غلات زیدی آل بویہ نے اسلام کے خلاف بطور حربہ اسے اٹھایا۔

۴۔ایک لاکھ سے زائد حجاج میں سے نبی کریم کی وفات کے موقع پر انصار، مہاجرین، بنی ہاشم حتی کہ خود امیر المومنین نے اس کا ذکر تک نہیں کیا۔

۵۔ وہ دور، دورِ منع تدوین اقوال وافعال رسول اللہ تھا، لہٰذا لکھنے کا احتمال عدم ہے۔

۶۔ اس خبر کے مصادر اولی میں کتاب سلیم بن قیس، امامت و سیاست مجہول الکاتب منسوب ابن قتیبہ ہے۔احتجاج طبرسی میں خطبہ غدیر، بطور مرسلہ بے سند ذکر کیا گیا ہے۔بعض نے کہا ہے یہ خطبہ عمرو بن جاحظ متوفی ۲۵۵ھ نے اختلاق کیا۔گویا بیرون مکہ میں حضرت علی اور آپ کی قیادت میں موجود لشکر کے ایک دوسرے کی شکایت سے متعلق رسول اللہ نے خطاب کیا تھا۔

۷۔ یہ خبراس لیے گھڑی گئی تا کہ پوری امت کو متہم کتمان شہادت کرنے والے بتائیں، چنانچہ ایک شخص جسور نے کہا کہ تمام لوگ سوائے چار پانچ کے، سب مرتد ہو گئے۔

۸۔ نبی چند افراد کے ہاتھوں بے بس تھے۔

۹۔ علی خود بزدل تھے جیسا کہ جناب فاطمہ کا آپ سے خطاب میں بتایا جاتا ہے۔

۱۰۔ اس کو پہلی بار سنہ ۳۵۲ھ میں معزالدولہ آل بویہ نے منایا۔

اس سلسلے میں اللہ کی طرف سے کوئی ایک آیت متشابہ استناد نہیں کر سکے، جتنی بھی آیات پیش کی ہیں ان سب میں دور دور سے بھی ربط نظر نہیں آتا ہے، چنانچہ آغائے بروجردی سے لے کر ابھی تک علماء نے تسلیم کیا ہے کہ ہمارے پاس نص نہیں۔ نص رسولؐ کا دعویٰ کہ پیغمبرؐ نے غدیر خم میں نص کی تھی لیکن اس نص پر عمل ہونے کے موقع پر حاضرین میں سے کسی نے ذکر تک نہیں کیا اس وجہ سے اس پر عمل نہیں ہوا۔ لہٰذا یہاں دو میں سے ایک اعتراض کو بطور حنظل ہضم کرنا پڑے گا یا تو ان حاجیان کو جو معیت رسول اللہ میں تھے خائن و کتمان شہادت کرنے والے قرار دیں گے یا مجتہدین کو مفتر علیٰ واللہ و رسول گردانا پڑے گا۔ اس موقع پر مخالفین یا ارباب اقتدار کو تو چھوڑیں مخلصین میں سے بھی کسی نے کتمان شہادت کی ہو، اس کا کوئی گواہ نہیں اور اس نص سے علی کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ آگے چل کر کہتے ہیں امام سابق، امام لاحق پر نص کرتے ہیں جبکہ علی ابن ابی طالب نے امام حسن پر نص نہیں کی بلکہ امام حسن نے اپنے منصب سے استقالہ کیا۔ اگر یہ منصب نص من اللہ ہوتا تو استقالہ جائز نہیں تھا آپ کے پاس کچھ بھی نہیں جو امام حسین پر نص کریں۔ امام سجاد سے لے کر آخر تک کسی نے بھی اپنے قول و عمل سے خود کو امام و اقتدا کیلئے پیش نہیں کیا بلکہ گوشہ نشینی اختیار کی چنانچہ آپ خود

فرماتے ہیں کہ امام سجاد جب خلق اللہ کی ہدایت ورہبری نہیں کر سکے تو دعا کا سلسلہ شروع کیا۔

۲۔ زاویہ علمی: یہ واقعہ کیوں پیش آیا؟ یہاں امامت علی کا اعلان اسباب و وجوہات مانگتا ہے۔ یہ اجتماع اس میدان میں پہنچنے تک موخر کیوں کیا؟ ایسا کوئی اجتماع، عرفات، مزدلفہ، منی، حرم صفا ومروہ پر کیوں نہیں کیا گیا جہاں پر لوگوں کی ساری توجہ پہلے سے ہی نبی کریم کی طرف سے ہدایات لینے پر مرکوز تھی۔ غدیر خم ہر حوالے سے ایک غیر مناسب جگہ تھی، کیونکہ مکہ سے ایک دفعہ نکلنے کے بعد تو حاجیوں کی ساری توجہ واپس اپنے خانہدان وگھر کی طرف ہوتی ہے۔

۳۔ زاویہ فلسفی واقعہ: کسی واقعہ حادثہ کو روکنے یا دہرانے کو زاویہ فلسفی کہتے ہیں۔ اگر واقعہ برا ناگوار تھا تو ایسا واقعہ دوبارہ تکرار ہونے سے روکا جانا چاہیئے لیکن اگر اچھا تھا تو ایسے واقعے کو یاد رکھیں، اس میں کیا حکمت عملی تھی؟ آئندہ والوں کے لیے کیا دروس حکمت موجود تھی؟ باتفاق مورخین فریقین اس اجتماع میں طے شدہ فیصلے پر عمل نہیں ہوا۔ اصول یہی ہے کہ جہاں ناکام ہوتے ہیں وہاں لوگ سوگ مناتے ہیں تو آپ پھر خوشیاں کیوں مناتے ہیں؟ گویا قصہ غدیر ماننے والے حقیقت میں دشمنان علی تھے۔

۴۔ امت کو اس ذیل میں خیانت کار اور شہادت کو کاٹنے والے، ضائع کرنے والے قرار دیا۔

۵۔ اسلام کی دعوت کے اولین سروران کو انھوں نے اقتدار پرست اور مفاد پرست قرار دیا۔ خود رسول اللہ کو ان سے بے بس دکھایا، علی کو اپنا حق لینے میں بزدل دکھایا۔ عجیب ہے کہ اس وقت مدینہ مکہ طائف میں منافقین کثرت سے پائے جاتے تھے لیکن ان کی طرف سے مخالفت کی آواز نہیں سنی گئی۔ ان قرائن وشواہد سے ثابت ہوتا ہے غدیر پرستان منافقین

باطنیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

احادیث اپنی جگہ مخدوش سند و متن ہیں۔آیات کے سیاق وسباق کو توڑ کر واقعہ پر ڈاکہ ڈالا گیا ہے، تمام آیات میں سرفہرست مائدہ ۶۸ کے بارے میں آغائے نجفی اور صلاح الدین نے اس آیت کو اعلان امامت علی قرار دیا ہے۔لیکن آیات کو غیر مربوط خود ساختہ روایات سے جوڑا ہے۔ امامت سے متعلق جتنی بھی آیات پیش کی ہیں ان آیات میں تحریف کی ہے، وہ آیات قرآن سے منافی ومتصادم ہیں۔ایک سلسلہ وہ آیات ہیں جس میں صراحت سے آیا ہے انبیاء کا کوئی اجر نہیں ہوتا، ان کا اجر صرف اللہ دیتا ہے ،وہ اللہ کے پیغام رساں ہیں، یہ عمل اپنی طرف سے نہیں آیا بلکہ اللہ نے بھیجا ہے۔قربیٰ میں وارث نہیں آتا، حضرات حسنین وارثین میں سے ہیں قربیٰ ان کو کہتے ہیں جن کا ارث میں حصہ نہیں ہوتا قرآن میں قربیٰ والدین کے مقابلے میں آیا ہے۔اللہ نے پیغمبر کے قربیٰ کی محبت کو واجب گردانا ہے، آپ کوئی اور جگہ بتائیں جہاں محبت ومودت واجب ہو؟ اہل مدینہ کے کچھ افراد رسول اللہ کے پاس آپ کو اجر رسالت دینے کے لیے آئے تھے۔ یہ لوگ کون تھے؟ نام کیوں نہیں بتائے گئے؟ ۔ یہ حدیث بلا سند ہے یہ اجر رسالت، خود قرآن کے خلاف ہے، ہماری تبلیغ کا کوئی اجر نہیں، بندہ مامور ہے اپنے مولا کی اطاعت کرے۔تو پیغمبر کے لیے کیسا اجر ہوگا؟ اجر رسالت بتانے کی ہمیں اجازت نہیں۔ ایک جگہ فرمایا اجر رسالت یہی ہے کہ دین اسلام پر چلو۔ وہ ضد قرآن پر چلتے ہیں۔مودت کوئی چیز نہیں ہے، بے ہودہ سرسری دعویٰ اور جھوٹ پر مشتمل ہے۔اللہ سے محبت کرو کوئی آیت نہیں حتیٰ خود نبی کریم سے محبت کا حکم نہیں چہ جائیکہ پیغمبر کے قربیٰ سے محبت کا حکم آیا ہو۔جس جس نے اماموں سے دعویٰ محبت کیا، اسی نے غدر اور بے وفائی ہی کی ہے ۔اس منصب کا حقدار خاندان نبوت نہیں کیونکہ خاندانی تصور کو

حجرات:۱۳﴿یَا أَیُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاکُم مِّن ذَکَرٍ وَأُنثَی وَجَعَلْنَاکُمْ شُعُوباً وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا﴾ اور ﴿فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَئِذٍ وَلَا یَتَسَاءَلُونَ۔مومنون ۱۰۱﴾ اور خود محمد نے میدان عرفات میں اعلان کیا ہے ۔لہٰذا حضرت علی اپنے باپ کی طرف سے استحقاق نہیں رکھتے نہ ہی یہ مہاجرین وانصار میں سے کسی کا حق ہے کیونکہ یہ حکومت انصار ومہاجرین اور خود حضرت محمدؐ تینوں نے ملا کر حاصل کیا ہے۔ حضرت علی کو اس منصب کا مستحق گردانںنے کے لئے کئی طرح کے دلائل اکٹھے کیئے اور جب بات نہ بنی تو آخر میں یہ دعویٰ کر دیا کہ یہ منصب اس کا حق ہے جو سب سے زیادہ علم رکھتا ہے۔علم پرستوں کے بقول یہ منصب،عہدہ سب سے زیادہ علم والے کا ہے۔ یہ انتہائی کھوکھلی دلیل ہے، جو غشوان، ساحرانہ طرز ،شعبداوں اور حماقت سے پُر ہے کیونکہ انہوں نے کسی درسگاہ میں تدریس نہیں کرنی تھی جو یہ معیار رکھتے۔امامت اگر تسلسل نبوت ہے تو انبیاء نے دین کو اٹھایا ہے جبکہ انہوں نے علم کو نہیں اٹھایا۔علم کو دین کے خلاف اخوان صفا اور مغربی ملحدین نے اٹھایا۔فرقہ باطنیہ نے علم کے نام سے بہت سے خرافات خانہ علی میں پھینکی ہیں۔ وہ غریب پرور، مسکین پرور، احساس پروگرام، مفت خوری کی پناہ گاہ بنانے والے نہیں تھے۔نہ یہ میدان جنگ میں پہلوانی کرنے والوں کا استحقاق ہے، یہ منصب اس انسان کا ہے جو مملکت کے سیاہ وسفید، چھوٹے بڑے سب کے لئے قسط وعدالت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔سورہ حدید میں آیا ہے کہ وہ کریمانہ، قہرمانہ، جراتمندانہ،قاطعانہ فیصلے کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

ایک عرصے سے عالمی سطح کے الحادین اسلام کی حقانیت سے خائف و ہراسان ہیں لہٰذا دنیا کی بڑی طاقتوں نے اسلام مخالف اتحاد بنایا ہوا ہے۔ متضاد طاقتیں اسلام کے خلاف یکجہتی کا اعلان کیئے ہوئے ہیں طاقت تو

مسلمانوں کے پاس ہے ہی نہیں۔ خود ان کے قبضے میں افرادی قوت بھی نہیں، سب فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں اندر سے ضرورت کے تحت انہی ملحدین سے ملے ہوئے ہیں۔ صرف دلیل قرآنی سے خائف ہیں، دلائل روکنے کے لئے تقریب مذاہب، وحدت ادیان کا نعرہ بلند کرتے رہتے ہیں پھر بتائیں کہ یہود و نصاریٰ کو کن سے خطرہ ہے؟

آغائے رے شہری مولف موسوعۃ امام علی ابن ابی طالب کے علوم شعوبی میں نقص یا کمی فہم وادراک جیسی مکھیاں نکالنا، ناانصافی وخلاف عدل ہوگا۔ ان کے تبحر علمی، وسعت مصادر وہ خدمتگار رھن اشارہ ہر چیز فراواں ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ غالیوں کے جھوٹ سے چشم پوشی کرتے ہیں۔ آپ غالیوں کے سرور آقای ہیں ورنہ امیر المومنین کے سلونی کی نسبت سلیم بن قیس، سلیمان بن صرد خزائی کی حمایت، امیر المومنین کے لئے دیوان کسی قسم کی توجیہ کی پذیری قبول نہیں ہے۔

پانچویں صدی میں عالم تشیع کے مایہ ناز ادیب شریف رضی متوفی ۴۰۶ھ نے حضرت علی سے منسوب خطابات وکتب کلمات کا مجموعہ بنام نہج البلاغہ پیش کیا۔ ان خطابات میں کہیں بھی نامزدگی علی کا ذکر تک نہیں آیا، ہر جگہ فرمایا میں اس منصب کا لائق مستحق تھا۔ یہ جو خطبہ شقشقیہ کے نام سے ابو بکر وعمر کی قدح میں شریف رضی نے نقل کیا ہے اس میں بھی نامزدگی کا اشارہ تک نہیں۔ آپ نے نماز کی حالت ضربت کے بعد اپنے فرزند کو اس منصب کیلئے نامزد نہیں کیا۔ اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ امام حسن کا انتخاب بھی اس حالت میں ہوا کہ گھر میں بیٹھے لوگوں نے آپ کے گھر جا کر آپ کو اٹھایا کہ یہ منصب سنبھالیں۔ ان اٹھانے والوں میں اکثریت منافقین کی تھی اور آخر میں انہی لوگوں نے تنازل پر مجبور کیا۔ امام حسین نے یزید کی ولی عہدی کے خلاف آواز اٹھائی لیکن یہ نہیں کہا کہ فرمایا رسول اللہ نے ہمیں نامزد کیا،

مدینہ سے کربلا تک کہیں نہیں فرمایا۔ کہیں بھی ابا بکر و عمر کو اس المیے کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا۔

امامت وخلافت یا ثالوث مسیحت

امام کے لیے نامعقول، نا قابل اثبات، ضد قرآن و محمدؐ شرائط لگا کر امت میں بے چینی، انتشار، جھگڑوں اور کفر و الحاد کے لیے میدان خالی کیا ان کی شرائط دلائل و براہین والی نہیں ہیں بلکہ خوف و ہراس، اور تذلیل و تحقیر سے منواتے ہیں۔

عصمتِ مادہ عصم سے بنی ہے "**العصم الامساک**" کسی چیز کو روکنے کو کہتے ہیں "**آلاعتصام الاستمساک**" ﴿**قالَ سَآوی إِلی جَبَلٍ یَعْصِمُنی مِنَ الْماء ِ قالَ لا عاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ**﴾ سورہ ھود: ۴۳ ﴿**مِنَ اللَّهِ مِنْ عاصِم**﴾ سورہ یونس: ۲۷

کسی چیز کا تمسک کرنے پکڑنے کو کہتے ہیں جیسے سورہ آل عمران آیت: ۱۰۳ ﴿**وَ اعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمیعاً وَ لا تَفَرَّقُوا**﴾

کسی مادی چیز کو پکڑنے کو کہتے ہیں ﴿**وَ لا تُمْسِکُوا بِعِصَمِ الْکَوافِرِ**﴾ سورہ ممتحنہ: ۱۰

انبیاء کرام کو اللہ خطرات سے بچاتا ہے سورہ یونس میں آیا ہے ﴿**وَ إِنْ یَمْسَسْکَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلا کاشِفَ لَهُ إِلاَّ هُو**﴾ سورہ رعد میں آیا ہے ﴿**لَهُ مُعَقِّباتٌ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهِ یَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ**﴾ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی مشیت کے تحت مخلوقات کو، انسانوں کو بہت سے خطرات سے بچاتا ہے۔ غرض مادی چیزوں سے بچنے کو تمسک کہتے ہیں۔ خود انسان کا گناہ، لغزش اور خطا سے بچنے کے لئے کلمہ عصمت کہیں استعمال نہیں ہوا ہے چنانچہ سورہ مائدہ آیت: ۶۷ میں اللہ نے فرمایا ہے ﴿ **وَ اللَّهُ**

يَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ﴾ اللہ آپ کولوگوں کے اذیت وازار سے بچائے گا۔ عصمت ایک غیر متصور مفہوم ہے۔ انسان کا خطا، لغزش، نسیان فراموشی اور خطا سے بچنے کا امکان ہی نہیں ہے، اگر ایک ایسی عصمت ہو کہ وہ گناہ کر ہی نہیں سکتا ہے تو یہ جبر ہوگا جیسے نابینا افراد نامحرم کو نہیں دیکھ سکتے۔ مردانہ صلاحیت سے محروم شخص زنا کا ارتکاب نہیں کرسکتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی انسانی خطا، لغزش کو سرزد کرسکتا ہے تو عصمت کا مفہوم ہی نہیں بن سکتا۔

چنانچہ اس سے بچنے کے لئے انھوں نے عقیدہ معتزلہ سے تمسک کیا ہے۔ معتزلہ نے ایک نئی اختراع ''امر بین الامرین'' یعنی احکامات کے درمیان والاحکم ایجاد کیا۔ ان کے نزدیک گناہان کبیرہ کا مرتکب بھی نہ کافر اور نہ مومن بلکہ ان کے درمیان میں موجود ہے۔ اس تناظر میں معصوم مجبور بھی نہیں اور آزاد بھی نہیں بلکہ ان کی درمیانی حالت میں ہے۔ یہ بین بین کا مفہوم غلط ہے یہ منافقین کی سنت وسیرت رہی ہے، یہ نہ مومن ہے نہ کافر ہے۔ کیونکہ خطا و لغزش کے بارے میں قرآن کریم میں آیا ہے کہ انبیاء کرام بھی محفوظ نہیں رہے اللہ نے قرآن کریم میں پیغمبر اکرم سے خطاب میں فرمایا ہے جو چیز اللہ نے آپ کے لئے حلال قرار دی آپ اسے اپنے اوپر کیوں حرام قرار دیتے ہیں؟ اللہ نے آپ سے باز پرس کی۔ جنگ بدر میں اسیروں کو فدیہ لے کر کیوں چھوڑا؟ ان سب کو مارنا چاہئے تھا، دین کے بدلے میں مال دنیا کے طمع میں فدیہ کیوں لیا ہے؟ بعض لوگوں نے جنگ تبوک کے موقع پر جنگ سے بچنے کے لئے اجازت مانگی آپ نے اجازت دے دی تو اللہ نے فرمایا آپ نے کیوں اجازت دی؟ حضرت موسیٰ نے اس جوان کو قتل کرنے کے بعد فرمایا یہ عمل شیطان ہے، میں اس میں گمراہ ہوا ہوں اے اللہ اس سے مجھے بچاؤ۔ عبد صالح سے کہا، یہ میں بھول گیا تھا اولی العزم پیغمبر ہیں بھول گئے ہیں۔ اللہ کسی کو بچانے کے لئے باہر سے بندوبست کرتا ہے، موسیٰ اور ان

کے لشکر کو بچانے کے لئے عصا کے ذریعے دریا شق کیا، فرعون کو غرق کرنے کے لئے اس کو اپنے پاؤں پر چلا کر دریا کے کنارے لایا۔ پیغمبر کو مشرکین کے قتل سے بچانے کے لئے آپ کو ہجرت کا حکم دیا۔ تو ثابت ہوا کہ عصمت کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو انسان کے اندر سے نکلتی ہو۔ یہ جو اولی الامر میں عصمت کی شرط لگائی گئی ہے یہ بد نیتی پر مبنی ہے کیونکہ پیغمبر جن علاقوں میں اولی الامر بناتے تھے، لشکر کے سربراہ، فوج کے سربراہ یا اس علاقے کے نگران یہ سب اولی الامر ہوتے تھے۔ خود پیغمبر جب جنگ کو نکلتے تھے تو پیغمبر کے آنے تک نائب اولی الامر ہوتا تھا ان میں سے کوئی بھی معصوم نہیں تھا۔ انھوں نے یہ اولی الامر کی شرط، عصمت فخر الدین رازی سے لی ہے۔ فخر الدین رازی عصمت کے قائل نہیں تھے لیکن شیعوں نے ان سے لکھوایا ہوگا۔

آپ کی یہ دور اندیشی، حسن نیت پر مبنی نہیں بلکہ معاشرہ اسلامی کو صالح قیادت سے محروم رکھ کر کفر و الحاد کے لیے ماحول بنانے کی تمہید پر مبنی ہے اس میں شک و تردید نہیں، جائے اعتراض نہیں کہ قیادت اجتماعی ہر کس و ناکس کے لیے نہیں سوائے ان افراد کے جو عند الحوادث واقعات میں بروقت فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں خاص کر پیچیدہ حالات میں عوام کی رہنمائی کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

اس سلسلہ میں محمد جواد مغنیہ نے امامت و عقل پر لکھنا چاہا، اس کے لیے مصادر تلاش کرنا شروع کیئے اور امامت کے مصادر تلاش کیے تو ان کے ہاتھ میں کتاب صواعق محرقہ ابن حجر عسقلانی لگی۔ اس میں ابن عباس سے منقول قول ملا ”ما من اية فی القرآن“ ابن حجر نے لکھا ہے کہ قرآن میں اصحاب کی مذمت میں بہت سی آیات اتری ہیں اور امیر المومنین کی شان میں ۵۰۰ آیات اتری ہیں۔ لیکن علی کو خیر کے ساتھ یاد کیا، علی کی شان میں تین سو آیات نازل ہوئیں۔ یہاں سے مجھے الہام ہوا کہ امامت کی جگہ علی مع

القرآن والقرآن مع علی پر لکھوں۔علامہ مغنیہ نے ایک کتاب فضائل علی کے نام سے تالیف کی ہے۔اس کے اختتام پر ایک قول نصیر الدین طوسی سے نقل کیا ہے۔کتاب فضائل امام علی جواد مغنیہ ص ۳۳ جود وسخا کے بارے میں کلمات نقل کیئے ہیں۔پھر آگے ایک قصہ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ میدان جنگ میں علی کا مبارزہ کسی مشرک سے ہوا تو اس نے علی سے ان کی تلوار مانگی تو علی نے تلوار اس کو دے دی کہ تم نے سوال تلوار کا کیا تھا تو میں نے دے دی، میں کسی سائل کو رد نہیں کرتا ہوں۔

مغنیہ نے تفسیر رازی ابن عباس سے نقل کیا ہے بقرہ آیت ۱۷۵ علی کی شان میں نازل ہوئی۔کتاب تفسیر در منثور میں سیوطی نے سورہ دھر آیت ۷ کو علی، فاطمہ وحضرات حسنین کی شان میں نازل ہوا ہے، لکھا ہے۔حدیث میں آیا ہے نبی کریم نے ایک مشرک کو قتل کرنا چاہا تھا تو وحی نازل ہوئی اس کو معاف کریں کیونکہ یہ کریم ہے'' **یطعم الطعام** '' کیونکہ ایمان باللہ کے بعد اطعام طعام سے بہتر کوئی فضیلت نہیں جب مشرک نے یہ دیکھا تو آپ پر ایمان لے لایا۔پھر مغنیہ نے لکھا ہے اس حدیث سے پتہ چلتا ہے محبّ، اللہ کے نزدیک محبوب ہے اگر وہ مشرک ہی کیوں نہ ہو۔**ان تقسیم الامته بفرق متشبه متناقفه مقارنه متضادمه متشاخره متباعده مصنوعه مزدوره یکن ان ظاهر ها باطنها و صاغوها کو لک حتی لا یمکن ان تتفاهم او تتخذ بعضهم بعضا** کاش یہ افتراق انتشار مبنی بر فہم اسلام ہوتا، دفاع از اسلام ہوتا لیکن کسی کا بھی اصول ایسے نہیں، سب کے سب نے اسلام سے منہ موڑا ہوا ہے، سب نے بدعتوں پر اتفاق واجماع کیا ہے، اسلام قرآن، محمدؐ، یاران باوفاء محمدؐ شیدائیان اسلام کو پیچھے کریں۔

مصادر کتب سلیم بن قیس متوفی ۱۵۰ھ، امامت وسیاسہ ابن قتیبہ،

احتجاج طبرسی، سقیفہ اور فدک کے مولفین کی کتب ناقدین اور محققین دونوں کی نظر میں مشکوک ومخدوش کتابیں ہیں۔

۲۔خطبہ فدک، عبداللہ محض والد محمد نفس ذکیہ، حب اقتدار سے لبریز شخص سے منقول ہے دعوی ہبہ کیا لیکن دفاع میں دلیل وراثت کو گردانا۔

۳۔حشر آیت ۶ سے بھی استناد باطل ہے چونکہ زہرا قربیٰ میں نہیں۔

۴۔حضرت امیر المومنین کے عثمان بن حنیف کے نام منقول خط میں آپ نے فدک کے بارے میں کوئی واضح موقف اختیار نہیں کیا بلکہ عدم دلچسپی، عدم اہتمام کا مظاہرہ کیا ہے۔

۵۔جو موقف زہرا سے نسبت دیا ہے وہ شان زہرا کے منافی ہے۔

۶۔اس زمانہ میں ان سازشوں کے پیچھے جو ہاتھ ہیں وہ اختلاف امت کے خواہش مند ہیں جو ہر لحظ سے مشکوک، مغموم اور مخدوش حالات کے خواہاں رہتے ہیں۔محمد صدر والد مقتدیٰ الصدر نے فرمایا، مدعی اور مدعی علیہان عالم دنیا میں نہیں، عالم برزخ میں ہیں۔اب یہ دونوں کس اقلیم میں ہیں ہماری رسائی ان تک نہیں۔دونوں کے وارث حقیقی بھی مجہول ہیں۔خود فدک کس کے قبضے میں ہے؟ کسی مسلمان کے قبضے میں ہے، یہودی کے قبضے میں ہے یہ معلوم نہیں، خود مسلمان ہی ان کے گردگان اور مزارع بنے ہوئے ہیں۔

۷۔سقیفہ اور فدک کے اساطیری کہانیاں ہونے کے شواہد وقرائن کثرت سے ہیں۔فدک کے حضرت زہراء کے ہونے کی سند قرآن اور سنت وسیرت محمدؐ اور خود فدک کی مالیت اور منافقین کے رویے سے بھی استناد کرنا ہوگا۔اور خود حضرت زہراء کے دعویٰ کی نوعیت بھی دیکھنی ہوگی۔سورہ اسراء کی آیت اور سورہ حشر کی آیت چھ سے دلیل دی جاتی ہے جس میں ذوالقربی کو دینے کا ذکر آیا ہے لیکن زہرا ذوالقربی میں نہیں آتی ہیں۔

۸۔زہرا کی مظلومیت پر علی کا غیر جانب دار رہنا قرآن کی واضح خلاف ورزی ہوگی۔

۹۔فدک طول تاریخ میں اولاد عباس یا امیر المومنین کی دیگر زوجات کے قبضے میں رہا ہے۔

شیعہ کے تمام فرقوں کی برگشت علبائیہ کی طرف جاتی ہے۔کتاب موسوعہ تفصیلہ ج۱ص۱۴۹ میں فرق نویسوں نے شیعہ فرقوں کے اندر موجود تفرقات کا جانچنے،معلوم کرنے اور سامنے لانے کی کوشش میں تدلیس تلبیس کی ہے۔شواہد ہیں کہ امامیہ، زیدیہ، غلات سبائیہ، کیسانیہ، غرابیہ وغیرہ کے نزدیک محمد، علی، فاطمہ اور حسنین پانچوں مل کر اللہ بنتے ہیں۔

کاملیہ کا کہنا ہے **الکامل ان الصحابہ کفروا بترک بیعتھم علی و کفرعلی بترک قتالھم**

علبائیہ اور اتباع علبائیہ ابن ذراع لدوس الاسدی یہ علی کو محمد پر برتری دیتے تھے ان کے مطابق علی، اللہ تھے اور محمد کو نبی بنایا۔محمد نے اپنی طرف دعوت دی۔بعض دونوں کے اللہ ہونے کا دعوی کرتے ہیں کیسانیہ، ہاشمیہ ،راوندیہ، رزامیہ ابومسلم خراسانی۔

مطعون سروران اولین

امامت وخلافت سے جڑے ہوئے عشوانوں میں سے ایک خطرناک تشویشناک عشوان، سروران اولین کو مطعون، مقدوح مشتوم گردانا ہے۔

تاریخ اقوام وملل سربراہان ممالک میں بہت سے ظالم، غاشم جابر جائر سفاک حکمران گزرے ہیں جیسا کہ تاریخ اسلام میں زیاد بن ابیہ اور اس کا نائب ثمرۃ ابن جندب، مختار ثقفی، حجاج بن یوسف، عبداللہ سفاح، منصور دوانیقی، ھلاکو، ایران میں اسماعیل صفوی، رضا شاہ پہلوی، عراق میں صدام

حسین، مصر میں فرعون، جمال عبدالناصر، یورپ میں ہٹلر، نپولین اور پادشاہان برطانیہ ہیں۔لیکن ان ملکوں کے عوام ان پر لعن نہیں کرتے بغض و شتم نہیں کرتے۔اسی طرح نبی کریم ابوجہل، ابولھب، ولید بن مغیرہ عاص بن وائل، ابوسفیان کو اٹھتے بیٹھتے، محافل ومجالس منابر میں لعن نہیں کرتے تھے۔تاریخ عداوت وبغضاء میں کوئی مثال ونمونہ ایسا نہیں ملتا کہ کسی کے لیے دنیا سے گذرنے کے ہزار سال بعد بھی لعن وشتم جاری روا رکھا جائے، ان کے لئے لعن نامہ بنایا ہو۔محسوس ہوتا ہے تاریخ بشریت میں گذرنے والے مذاہب میں سے ان لاعنین کو سب سے زیادہ دلائل وبراھین کے بحران کا سامنا ہے جو اپنے مذہب کے عیبوں، اپنے اماموں سے عذر خیانت کو چھپانے کیلئے یہ رویہ اپنائے ہوئے ہیں۔ان چاروں شخصیات کی تاریخ میں کوئی ایسا جرم وجنایت یا خیانت نقل نہیں ہوئی ہے۔تاریخ اقوام وملل ادیان ومذاہب عالم بین الاقوامی میں بھی ایسی کوئی مثال نہیں ملتی ہے۔ان کو اقطاب ملحدین میں گنا جاتا ہو، ان کو سب وشتم غیض وغضب کا نشانہ بنانا خاص کر جہاں مدعی اور مدعی علیہ کے وارثین کا بھی علم نہ ہو یا دونوں اس عالم میں موجود بھی نہ ہوں تو پھر یہ سب وشتم کسی غرض وغایت کے لیے کرتے ہیں؟ کس سے غصہ نکالنے کے لیے کرتے ہیں؟ دعویٰ تو مدعی اور مدعی علیہ کے مرنے کے بعد خود بخود ختم ہوتا ہے جبکہ اس وقت ان سروران کے وارثین کا بھی نام نشان نہیں۔سروران اولین کو نا مشروع بغض وعداوت کا نشانہ بنایا گیا ہے۔

خلفاء راشدین سے بغض، نفرت اور کینہ، کفر واسلام کی طرح ہے۔ جنگ صرف فجار کا نام نہیں بلکہ جنگ داحس وغبراء والے بھی اسلام کے آگے سر تسلیم ہو گئے، جنگ روم وفارس جنگ میں شکست کے بعد پرچم لپیٹ کر لشکر اسلام کے سامنے تسلیم ہو گئے۔جنگ بنی امیہ وعباس بھی تاریخ کا قصہ

بن گئیں، جنگ تاتار و مسلمین بھی قصہ پارینہ ہوئے، جنگ یہود وصلیب مسلمین کے خلاف متحد ہوگئے۔ جنگ ویتنام کا نام لیوا کوئی نہیں لیکن جنگ، دشمن اسلام ختم ہونے کا نام نہیں لیتی۔ شاید یہی جنگ بین حق وباطل کی رمزی جنگ ہو جو تا قیام قیامت تک جاری رہے گی۔ یہاں مردان حق نمائندگان ازمحمدؐ ہیں، نمائندہ اصل الاسلام وقرآن۔ یہ جنگ سرزمین مکہ کی گلیوں سے گذرتے یثرب پہنچی تو مشرکین ان کا تعاقب کرتے ہوئے بدر، احد، احزاب، خیبر پہنچے۔ پھر مشرکین نے اپنا نام بدل دیا ایک گروہ کا نام مذھب اہل بیت رکھا جنہوں نے اسلام سے قیروان، قاہرہ اور بغداد میں جنگ لڑی اور دوسرے نے اپنا نام مذھب اصحاب رکھا، انھوں نے ان پاک ہستیوں علی، حسین، ابوبکر، عمر بن خطاب، عثمان کی جگہ خود ان ذلیل غداروں اور مجہولان کو اٹھایا۔ یہ جنگ ابھی تک جاری ہے، انہوں نے اسلام کو روکنے کے لئے عزم کیا ہوا ہے۔ ہر جنگ بغض وعناد اسباب وعلل مانگتی ہے، توجیہ تفسیر مانگتی ہے۔ دونوں طرف فریق کا تشخص مانگتی ہے۔ ان مردان نے کونسی اسلام مخالف، قرآن مخالف، محمدؐ مخالف حرکتیں کی تھیں؟ اسکی کوئی مثال ونمونہ نہیں ملتا، بلکہ اپنے دور میں وہ تو دشمنوں سے لڑنے والے لشکروں کے قائد تھے۔ ایک دفعہ باقر مجلسی کے ساتھ قم کے ایک فاضل آئے تو گفتگو میں خلفاء کا جب ذکر آیا تو میں نے فاضل قم سے عرض کی۔ خلفاء علی کے علاوہ معائر قرآن کے تحت پورے اصحاب پیغمبر سے ان کے برابر کون ہے مجھے اس کا نام بتائیں؟

انسانی معاشرہ مدنی الطبع کہلاتا ہے۔ مدنی کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ وہ کسی ہستی کے تابع ومطیع وفرماں بردار رہتا ہے۔ اجتماعی زندگی اختیار کرنا اور کسی کی فرماں برداری میں رہنا اتنا ناگزیر ہوتا ہے کہ ڈاکوؤں کو بھی اپنا ایک سربراہ منتخب کرنا پڑتا ہے۔ عراقیوں کی بغاوت فتنہ وفساد پہلے سے تھا اس لئے

عمر بن خطاب ان سے نالاں تھے۔تاریخ حکمران نویسوں کا کہنا ہے کہ یونان میں فلاسفہ کی حکمرانی سے پہلے روم میں ایک ایسی جماعت بنی تھی جو مدنی الطبع کے خلاف نظام فوضوی کے داعی تھے۔عرب سرزمین اسلام آنے سے پہلے ایسی تھی، جہاں کسی کا بھی جان و مال و ناموس محفوظ نہیں تھی، غارت گری اس وقت کی اہم درآمدات میں سے تھی لہذا مکہ سرزمین طوائف الملوک بنی ہوئی تھی۔ چنانچہ سرزمین مکہ میں ایک سلسلہ جنگ حرب فجار کے نام سے مشہور ہے۔پہلے ایک ایسی حکومت کا قیام قصی بن کلاب نے مکہ میں دارالندوہ کے نام سے قائم کیا تھا۔اس کے بعد ان کی اولادوں میں دوبارہ افراتفری شروع ہوئی۔ان کے خلاف عبداللہ بن جدعان کے گھر میں معاہدہ عمل میں آیا جس کا نام حلف الفضول رکھا گیا تھا۔معاہدہ سازوں نے فضیلت سے دفاع کا عہد کیا۔گویا یہ نظام آخری سماوی کی تمہید میں عمل میں آیا۔امن و امان کی فضاء، اطراف جزیرہ کی فضاء سے ایام اسلام کے پچاس سال بعد، عراق و مصر کے منافقین نے ایک نظام فوضوی کا اعلان کیا جس میں اس وقت کے اساطین ملت کو نشانہ بنایا گیا۔عامۃ الناس نے ان کا نام خوارج رکھا انہوں نے نبی اسلام سے بغض و عناد کا بدلہ، ان کی جگہ پر قائم ہستیوں سے لینے کو جزو مذہب بنایا۔انہوں نے عام مسلمانوں کے لیے حکمرانی کو نفی کیا لیکن اپنے لیے انتخاب کیا، تاریخ بشریت میں قوموں سے بہت سے ظالم، جابر ستمگر شقی القب انسان نکلے جو ظلم و بربریت کی مثال بنے لیکن ان کے دنیا سے جانے کے بعد ان کو سب و شتم، تہمت افتراء کرنا کبھی بھی سنت سیرت اور نیت اعمال میں شمار نہیں ہوتا۔لیکن ان جابر ستمگر ظالموں کا نشانہ سب سے پہلے نبی کریم کے داماد ہی آخر کیوں بنے؟

ایک لاکھ سے زائد ایمان لانے والوں میں سب سے پہلے ان چاروں کے مقابل میں اس وقت ان سے بہتر تو ناممکن تھا ہی لیکن کوئی برابر بھی نہیں

ملے گا۔ سب وشتم اور لعن طعن کرنے میں صرف خلیفہ اول ودوم شامل نہیں بلکہ میدان جنگ میں شمولیت کے بعد بصرہ نہروان اور صفین کے خوارج نے علی وعثمان دونوں کونشانہ بنایا۔ یہ نشانہ بنانے والے کہاں سے آئے تھے؟ مفتوحہ کے والی معزول عمرو بن عاص مصر سے اوراعراب عراق سے آئے تھے۔ سب وشتم ، بچوں خواتین اور دلائل براہین افہام وتفہیم سے عاجز لوگوں کا کام ہوتا ہے جن کے پاس دلیل نہیں ہوتی صرف سنی سنائی پر قناعت کرنے والے ہوتے ہیں۔ عوام کومنفور کرنے کیلئے سب وشتم کرتے ہیں۔ ۴۰ ہجری سے ۳۵۲ ھجری تک، علی وعثمان مطعون مغضوب رہے۔ ۳۵۲ ھجری کے بعد پایہ تخت بدل گیا۔ عراق کے مرکز دارالخلافہ بغداد میں غالیان زیدی، سلاطین آل بویہ نے اساطین اولین کونشانہ بنایا۔ غالیان زیدی نے ابوبکر وعمر کونشانہ بنایا۔ جبکہ علی سے خلافت چھیننے والے معاویہ پھراس کے بیٹے یزید پھر عبدالملک بن مروان، حجاج ابن یوسف، سفاح اور منصور دوانیقی تھے لیکن نشانہ سابقین اسلام بنتے رہے ہیں۔ ایران میں انقلاب اسلامی آیا ایک ندائے بے معنی وحدت مسلمین بلند ہوئی لیکن لعنت نامہ عمومی شخصیات کے گھروں کی دیواروں تک سے نہیں اتارا گیا، حوزات کی توسیع، علماء پرور طبقہ اور دانشمندان علماء میں عمر کی موت کی خوین پر جاری مظاہرے ابھی ختم نہیں ہوسکے۔ نہ جانے اس میں کیا اسرار ورموز ہیں ابھی تک ان کا انکشاف نہیں ہوا۔ الٹا اس کے زیادہ سے زیادہ فروغ کے لئے حاجت روائی کی تبلیغات کرتے ہیں، حتیٰ کہ ان میں بعض کو آل محمدؐ کا کوڈ ورڈ بھی قرار دیتے ہیں۔

راشدین سے دشمنی ذاتی نہیں توسلی ہے

خلفاء سے دشمنی ذاتی نہیں کیونکہ حضرت زہراء اور خلفاء کے درمیان

اس سے پہلے کسی قسم کا اختلاف، تنازعہ نقل نہیں ہوا۔ یہ چاروں اپنی قوموں میں سے اوصاف حمیدہ، شریف النفس کے حامل انسان تھے ان سے کسی کو اذیت وآزار تکلیف پہنچانے کا کوئی ذکر تک نہیں ملتا ہے۔ کتب تاریخ میں ان چاروں راشدین کے بارے میں آپس میں تعاون یکجہتی ملتی ہے۔ جنگ مرتدین میں علی ایک لشکر کے قائد تھے، عمر کے دور میں دو دفعہ جانشین بنے۔ عثمان کے حصار میں عثمان سے دفاع کیا، لہٰذا ان سے ایسے واقعات و حادثات جو موجب غیض وغضب ملت بنیں کہیں نہیں ملتے۔ اسلام و محمدؐ سے دشمنی کے لیے ان کو استعارہ کیا ہے چونکہ قرآن، محمدؐ و اسلام سے بطور اعلانیہ دشمنی نہیں مول سکتے تھے لہٰذا ان چاروں کو بطور استعارہ استعمال کر کے اصل میں اسلام و قرآن و محمدؐ سے دشمنی کا مظاہرہ کیا ہے۔ خلفائے راشدین پر سب وشتم کسی ایک فرقے کا کام نہیں بلکہ بہت سے مذاہب کی آنکھوں میں یہ چاروں خلفاء خار مغیلاں بنے ہوئے ہیں۔ ان سے عداوت ودشمنی تنہا شیعہ نہیں کرتے بلکہ باطنیہ کی سرپرستی میں چلنے والے تمام فرقے مراد ہیں۔ یہ تاثر کہ سنی، ابوبکر اور عمر کے مداح ہیں جھوٹ ہے تمام مطاعن خلفاء لکھنے والے ابتداء سے آج دن تک سنیوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ لوگ اہل تحقیق نہیں بلکہ علم فروش، قلم فروش، ضمیر فروش لوگ تھے۔ اگر سنی خلفاء کے مداح اور خیر خواہ ہوتے تو اس ملک میں سب سے بڑے شاتم خلفاء کیساتھ اتحاد نہیں کرتے۔ یہ صرف ایک مثال نہیں اور بہت سی مثالیں ہیں، قاضی حسین احمد کی سنت وسیرت اس کا کھلا چہرہ ہے۔ اگر سنی خلفائے اول ودوم کی افضلیت وبرتری بردیگران کے معتقد ہوتے تو کیا دین کو ان سے لیتے؟ کیا دین وشریعت محمدؐ ابوبکر، عثمان، علی ابن ابی طالب، عمر بن خطاب، عبدالرحمٰن بن عوف سے زیادہ لیتے ہیں یا ابو ہریرہ، جابر انصاری، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عمرو، مالک بن انس، محمد بن ادریس نا ور احمد بن حنبل سے لیتے ہیں؟

مالک بن انس، ابوحنیفہ، شافعی، احمد بن حنبل ان چاروں کے خاندان کی اسلام سے وابستگی واضح روشن نہیں ہے، اس بات کا یہاں اختصار سے جائزہ لیں گے۔ ملت میں بہت سے پائے کے علماء اہلسنت نے اپنی کتابوں میں خلفاء کی مذمت ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ اس سباب ودشنام خلفاء میں نسائی، عبدالحمید، ابن ابی الحدید جس نے شرح نہج البلاغہ میں مطاعق خلفاء لکھی اس کی تحقیقی کاوش نہیں تھی بلکہ تقرب ابن علقمی، وزیر سلطان مستعصم عباسی، شیعہ غالی متعصب اور جانشین ہلاکو کیلئے تھی۔ لیکن ہر ایک سے نفرت وکراہت وعداوت کا مظہر دوسرے سے مختلف دکھاتے ہیں کیونکہ کسی بھی شخص سے کوئی اچھائی یا برائی کی نسبت دینے کے لیے کم سے کم اس میں کوئی مناسب مظاہر نظر آنا ضروری ہے ورنہ لکڑی پر سیمنٹ نہیں لگتا ہے۔ ابوبکر اور عمر کو غاصب خلافت فدک کا طعنہ اس لیے دیا کیونکہ یہ دونوں پہلے مرحلے میں سربراہان اسلام بنے۔ چونکہ معارضین اسلام، نظام کسرائی قیصرائی کے داعی تھے۔ جبکہ عثمان کو طعن ان کے خاندان کی بنیاد پر کی۔ خود علی سے بغض عناد رکھتے تھے کیونکہ ایک تو رسول اللہ کے چہیتے تھے دوسرا جنگوں میں آپ کا کردار نمایاں تھا۔ تاکہ ان کے درمیان فضائل، خوبیوں، مراتب ودرجات کے ساتھ یکساں نوع عداوت کا مسئلہ نہ بنے۔ عداوت اور نفرت کا جواز بنانے کے لئے ایک حکمت عملی بنائی، چونکہ چاروں کے چاروں سے نفرت و عداوت محمدؐ اور اسلام سے کھلی بغاوت ہوگی، لہٰذا ان سے عداوت ونفرت و بغضاء کا امکان نہ ہونے کی وجہ سے ان سے قریب ترین لوگوں کو نشانہ بنایا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ چاروں سابقین اسلام سابقین ہجرت سابقین جہاد بیعت رسول اللہ میں گذرے ہیں۔ ان میں سے دو داماد رسول اللہ تھے۔ ان میں سے ایک نے حیرت انگیز قیادت سے دو بڑی طاقتوں کو صفحہ ہستی سے مٹایا ہے۔ لیکن ان چاروں نے فتوحات سے نہ تو ذاتی دولت بنائی اور نہ

اپنے عزیزوں کو ولی عہد بنایا۔اس لئے ان کے لئے مشکل تھا کہ یکساں نوعیت کی عداوت اپنائیں۔ پھران چاروں میں ایک دوسرے سے مخالفت ثابت نہیں کر سکے جیسے ابا بکر وعمر کو غاصب خلافت علی اور غاصب فدک زہرا گردانا لیکن ان کے ایک دوسرے کے ساتھ مثالی سلوک نے تمام فرصت طلبان سے ترکش چھین لئے۔ جو تیر باطنیہ نے خلفاء اول ودوم کو مارا ہے، اس سے زیادہ قتال علی کو مارا ہے۔ بغض خلفاء کا آغاز کب اور کہاں سے ہوا ہمیں اس کے اسباب عوامل، جگہ، تاریخ ابتداء کنندہ شخصیات کی نشان دہی کرنی پڑے گی۔ معلوم ہے سب سے پہلے جس ہستی کو بغض وعناد کا نشانہ بنایا گیا وہ کون تھا؟ اس کی کیا کیا غلطیاں تھیں کوتاہیاں تھیں؟ سب سے پہلی ہستی جن کو بغض وعناد ونفرت لعنت کا نشانہ بنایا گیا وہ عثمان تھے۔لعن کس نے شروع کی الزام کس پر لگایا؟ سب سے پہلے لعن عثمان اور علی پر کرنے والے خوارج تھے،خوارج کہاں سے آئے؟ مصر،عراق سے آئے تھے،ان کو شکایت کس بات پر تھی؟ محاصرین عثمان تھے،علی کو گھر سے نکال کر بیعت کس نے کی؟ یہی لوگ تھے، عائشہ سے صلح ہونے سے کس نے روکا؟ وہی لوگ تھے۔لعن کا آغاز خوارج نے کیا وہ بھی عثمان کو ملا کر کیا۔علی اور عثمان دعوت اسلام حضرت محمدؐ کے ساتھ کسی قسم کا رشتہ رکھتے تھے؟ تنہا رشتہ کی بات نہیں دعوت محمدؐ میں وہ کس حد تک فداکار تھے؟ لہٰذا ماننا پڑے گا خلفاء میں پہلے مبغوض دو داماد رسول اللہ تھے دونوں فدایان رسول اللہ تھے۔ یہ لعن عثمان و علی ۳۸ ہجری سے برسر عام منابر شروع ہوئی،اسے پہلی صدی کے آخر تک جاری رکھنے والے خوارج اتحادیہ شیعہ تھے۔شیعہ وخوارج نے مل کر علی کو شکست دی،امام حسن کو گھر سے نکالنے والے میدان میں شکست دینے والے،امام حسین کو گھر سے نکالنے والے اور دشت وبیابان میں تنہا چھوڑنے والے یہی خوارج اور شیعہ تھے۔

اس غضب کا نشانہ چاروں خلفاء بنے لیکن نبی کریم سے رشتہ داری، قربت اور فداکاری کی وجہ سے عثمان بن عفان، علی ابن ابی طالب کو خاص نشانہ بنایا گیا ابوبکر و عمر بن خطاب طعونات ضربات مسمومات کا نشانہ بنے۔ جس طرح دعوت انبیاء کے مقابلے میں شیطان فکر ابالیست کامیاب ہوتی رہی اور جیسے زانیہ، زنا کی طرف دعوت دینے میں نہیں شرماتی اور خلاف عقل واصول، سیاستدان بات کرنے میں نہیں شرماتے۔ ۱۴۴۳ھ مملکت اسلامیہ افغانستان کی بیس سال جدوجہد سے حاصل نظام اسلامی نافذ کرنے پر پابندیاں عائد کیں۔ تاریخ اسلامی میں بعد از راشدین بنام امیر المومنین بنی امیہ، بنی عباس، بنی عثمان، بنی مغل جاہل کار زنائی عیاش حکمران گزرے ہیں۔ ان کی یاد تجلیل سے گزرتے۔ لیکن صدر اسلام کے خلفائے راشدین کو زیادہ مطعون اور تہمتوں کا نشانہ بنایا گیا۔ اس سلسلے میں انہیں زیادہ مشکلات مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ ہم ذیل میں اہل الحاد، یہود و نصاریٰ، اہل مجوس و ثلاثہ کی طرف سے غیض و غضب کا نشانہ بنائے جانے والے خلفائے مسلمین کا اجمالاً جائزہ لیتے ہیں۔

ان چاروں میں سے زیادہ دشمنی کا نشانہ علی کو بنایا ہے اس کے چند دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ اس بغض کا آغاز علی، وعثمان سے شروع کیا، ان دونوں کو دشمنی کا نشانہ بنانے کے چند سو سال بعد ابوبکر و عمر کو نشانہ بنایا۔

۲۔ ابوبکر اور عمر پر صرف اعتراضات پر اکتفاء کیا ہے لیکن علی پر افتراعات کی بوچھاڑ کی گئی۔ علی سے دشمنی میں الوصیت کو نشانہ بنایا انہوں نے اللہ، محمد اور علی کو مختلف اہداف سے نشانہ بنایا، یہاں تک کہنے لگے کہ علی برتر از محمد ہے۔

۳۔ ابوبکر اور عمر پر سب وشتم پر اکتفاء کیا لیکن علی کے نام سے اسلام اور

قرآن سے متصادم اقوال وافعال کی طرف نسبت دی گئی۔

۴۔ابوبکراور عمر پر سب وشتم میں صرف شیعہ اور خوارج نے کردار ادا کیا لیکن علی پر حملے میں صرف شیعہ نہیں بلکہ سنیوں نے زیادہ حصہ لیا ہے کیونکہ تمام مواد اہل سنت نے دیے ہیں۔

۵۔علی کو پیکرو مجسم علم قرار دیا، یہ بات نصِ قرآن اور فرمان رسول سے صریحاً متصادم ہے۔

۶۔متصرف درکونیات کی نسبت علی کو دی۔

۷۔کہا کہ علی علوم اولین وآخرین رکھتے ہیں۔

۸۔قیامت سے پہلے دنیا میں واپس آنے کا دعوی کیا۔

۹۔علی کو معبود بنایا جس طرح مسیح کو بنایا گیا ہے۔

اس کے لئے آغاز قبول اسلام سے تاانتخاب امیر المومنین پھر تا دم رحلت کو پڑھنا ہوگا۔انہوں نے کیا کیا؟ کیا ان جرائم کا ارتکاب کیا ہے؟ اس قصہ اسطورہ وافسانے کے تمام اطراف وجوانب کو دیکھنے کے بعد کسی نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں۔اس وقت اگر اہل تحقیق ان ناقمین وحاقدین سے پوچھیں کہ چودہ سوسال پہلے گزرنے والوں کو کیوں نشانہ سب وشتم بناتے ہو تو عین ممکن ہے کہ ٹالنے کے لئے کوئی خود ساختہ جواب دیں اور کہیں کہ انہوں نے علی سے خلافت فاطمہ الزہراء سے فدک چھینا ہے، لیکن یہ جواب عام سادہ عوام بھی قبول نہیں کریں گے سوال کریں گے کہ اس وقت زہراء کے شوہر کہاں تھے؟ ان کے خاندان والے کہاں تھے؟ لیکن ان کی مجبوری یہ ہے کہ اصل جواب نہیں دیتے۔کہتے ہیں ان تینوں نے حکومت علی سے چھین لی تھی، فاطمہ دختر رسول کو دی گئی فدک کو چھین لیا تھا، زہراء کے دروازے کو جلایا تھا ان کے حاملہ بچے کو سقط کیا تھا۔یہاں پر دو امکانات ہیں کہ یا تو آپ لوگ وارثین وغاصبین ہو یا کیا آپ لوگ علی وفاطمہ کے وارث ہیں؟ پہلے ان دو

احتمالات کا سچ جھوٹ تو واضح کرو۔ علی اور فاطمہ کی تعریف و توضیح ہونی چاہیے کہ یہ ذوات آخر کس قسم کے انسان تھے؟ محققین اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ غاصبین و حاقدین کا اصل نشانہ خود اسلام قرآن اور محمد تھے کیونکہ وہ ان تینوں کا نام بطور مستقیم نہیں لے سکتے تھے اور ابھی تک نہیں لے سکتے اس لئے انہوں نے ان چار پانچ ذوات کو استعارتاً لے کر ایک نامعقول، نا مشروع الزام گھڑا ہے۔ ان کو غصب خلافت و فدک بتایا ہے۔ فدک حق زہراء تھا اس کی کیا سند ہے؟ لیکن حقیقت اور واقعیت اس کے برعکس ہے کہ خلافت، حق علی تھا فدک کو حق علی یا حق زہرا ثابت کرنے کی دلیل اور بنیاد کیا ہے؟ اس کے پس پردہ محرکات اور منویات، برائی و فساد پر مبنی ہیں۔ اس کا دعویٰ ابھی تک جاری ہے اور اس کے لیے لعنت نامہ بنایا گیا ہے۔ ان کی دشمنی کا نشانہ خود اسلام، قرآن اور حضرت محمد اور ان سے قریب سے قریب ترین ہستیاں ہیں۔ اس کا آغاز عثمان سے کیا گیا پھر علی کو پہلے خلافت قبول کرنے پر مجبور کیا پھر گھر سے اٹھایا اور بصرہ صفین تک لے گئے پھر آپ کے لشکر میں سرکشی و فتنہ پھیلایا۔ اس موقع پر آپ کے نام نہاد شیعہ نے خروج کیا اور سب وشتم کیا آخر کار آپ کو مسجد میں قتل کیا۔ آپ کے دو عزیز ان کو نشانہ بنایا۔ حسین کے نام سے اسلام میں ایک ایسی جدید رسم کی بنیاد ڈالی جس میں مستعمل تمام اقوال حرکات، اباطیل، ضد شریعت خرافات پر مبنی تھیں جس کے تمام نشیب و فراز، حرکات و سکنات، اقوال، ضد اسلام، ضد قرآن اور ضد محمد ہیں۔ لاحکم الا اللہ نظام فوضاوی کا اعلان کیا۔ کہا کہ شریعت دو ہیں، شریعت محمد اور شریعت حسین۔ ہماری مراد عثمان و علی نہیں، ہماری مراد خود اسلام ہے۔ ان کی تاریخ کے صفحات صاف روشن ہیں۔ باقیوں میں ان جیسا کوئی نہیں ہے۔ خود چاروں میں کسی قسم کے اختلاف عداوت و نفرت اور کراہت نہیں تھی۔ اگر شریف رضی یا مرتضی کو اپنا قابل احترام و تکریم نمائندہ

سمجھتے ہیں تو ان کی تالیف نہج البلاغہ میں علی نے ان تینوں کے نام بڑے احترام سے لیے ہیں۔ وہ دعوت اسلام وایمان بہ محمد میں سبقت ہجرت و جہاد بذل مال وجان میں سرعت کرنے، دارارقم میں محمد سے درس اسلام وقرآن لینے والے تھے۔ تلامیذ اولین کو کلمات غلیظ، نازیبا، ناشائستہ کا نشانہ بنانے کا سلسلہ ابھی تک جاری وساری ہے اذیت کی یہ راہ پُرخار ہے، اس راہ میں بے مثال ولازوال قربانیاں دینے والے خلفائے راشدین جو دین وامت کے فدایان تھے، مسلمانوں کے محبوب تھے ان کو منافقین، حاسدین وکافرین نے نفرت، کینے اور سب وشتم کا نشانہ بنایا۔ ان کا زندگی نامہ اسلامی، جس دن یہ ایمان بہ محمد لائے اور آخری دن جب جہان فانی کو چھوڑ کر اپنے مقتداء محبوب سے ملے، اس دوران میں اسلام قرآن محمد کی پہچان میں کوئی نازیبا کوتاہی اور قول فعل سرزد ہوا ہو تو بتائیں۔

امیر المومنین علی سے بغض، دوسرے خلفاء کے مقابلے میں الگ نظر آتا ہے۔ اس سلسلے میں آپ پر مختلف تہمات لگائی گئیں، آپ کے بارے میں دین مخالف مقام الوھیت ومقام ربوبیت کا بھی دعویٰ کیا گیا۔

یاران سروران کا تعارف

خلفاء سے دشمنی اسباب وعلل مانگتی ہے، کن اسباب و جوہات کے تحت اس لعن نامہ کو گھڑا گیا ہے جس کی وجہ سے ان سے دشمنی ہے۔ یہ جاننے کے لیے تاریخ اسلام ومحمد میں ان کا رویہ مصالح اسلام جنگ وصلح، نشیب وفراز اور خود آپس میں تعلقات کو دیکھنا ہوگا۔ کہیں انہوں نے اسلام یا محمدؐ کو کوئی ضرر یا نقصان تو نہیں پہنچایا ہے یا ان کا نام صرف اسلام وامتِ اسلام کے لیے استعارہ ہے۔ ہم ان کی مختصر حیات اسلامی کو دیکھیں تو رسول اللہ کے گھرانے میں خاندان سے باہر سب سے پہلے ابو بکر کا اسلام قبول کرنا بغیر

اختلاف کے ثابت ہے۔ نبی کریم نے ان کے اسلام کے بارے میں فرمایاما
دعوت احدا الی سلام الا کانت عنده تر دد و نظر الا ابو بکر
اس میں تر ددو تفکراور توقف نہیں ہے کہ ابوبکر معاشرہ مکہ میں معروف مالوف
اشخاص میں سے تھے،لوگوں سے گفت وشنید رکھتے تھے انہوں نے اپنے
ایمان لانے کے بعد دوسروں کو بھی دعوت دینا شروع کی اوران کی دعوت پر
قبول اسلام کرنے والے درج ذیل حضرات تھے۔

۱۔زبیر بن عوام ۲۔عثمان بن عفان ۳۔طلحہ بن عبیداللہ
۴۔سعد بن ابی وقاص ۵۔عبدالرحمن بن عوف

ابوبکر نے اپنے اسلام قبول کرنے کا اعلان کعبہ کے قریب یا دیوار کعبہ
سے تکیہ کر کے جرأت سے اعلان کیا جس پر لوگ ان پر ٹوٹ پڑے، مارا پیٹا۔
بنو تمیم انہیں اٹھا کر لے گئے وہ موت وحیات کی کشمکش میں تھے، جب بھی
ہوش میں آتے تھے تو رسول اللہ کے بارے میں پوچھتے تھے کیا محمدؐ سالم ہیں؟
یعنی انہیں اپنے درد کا احساس نہیں تھا۔ تیرھویں سال دعوت ہجرت بہ مدینہ
شروع ہوئی مقہور ومظلوم مسلمانان نے خانہ وآشیانہ چھوڑ کر مدینہ کی طرف
ہجرت کرنا شروع کردی۔ایک دو خاندانوں نے خفیہ طریقے سے ہجرت کرنا
شروع کی۔اس دوران ابوبکر بار بار رسول اللہ سے پوچھتے تھے کیا میں بھی
ہجرت کروں تو آپ نے فرمایا لا تعجل لعل الله يجعل لک صاحبا
فيطمع ابو بكر ان يكون الصاحب هوا لذا زاد انہوں نے دو
سواریاں خریدیں ان دو میں ایک کو حارس امین امن کے سپرد کیا۔ چند دن
گزرے تھے کہ قریش نے دارالندوہ میں کانفرنس کی کہ تمام قریش مل کر
رسول اللہ کے گھر میں ان پر حملہ کردیں۔ یہ خبر جبرائیل امین نے حضرت محمد کو
دی تو رسول اللہ دن کی گرمی میں دوپہر کے وقت اچانک ابوبکر کے گھر پہنچے،
ابوبکر نے تعجب سے کہا بابی انت ما جاء بک هل حدث شئی

فقال اجازنی ھجر فعال الصحبہ اور یہ کہہ کر ابوبکر خوشی سے رونے لگے۔

دین اسلام کو آغاز دعوت سے قبول کر کے مشکلات ومصائب برداشت کر کے، جان ومال عزیز واقارب والدین اولادناموس کو پیچھے چھوڑ کر ہجرت کرنے والے، جنگوں میں جان ہتھیلی پر رکھ کر شامل ہونے والے، نبی کریم کی ہدایات پر عمل کرنے والے، مرتدین سے جنگ کرنے والے، دنیا سے رخصت ہوتے وقت بیت المال مسلمین سے عام شہریوں کے برابر حصہ لینے والے، اپنے اوراپنے عزیز واقارب کو عام شہریوں سے بھی زیادہ محروم چھوڑ کر بے داغ خالی ہاتھ رخصت ہونے والے، تاریخ اسلام میں مثالی اقتدار قائم کرنے والے اور ایک یادگار شخصیت بننے والے ابوبکر، اسلام دشمنوں کی نظروں میں کانٹا بنے ہوئے ہیں۔لیکن ملک کی دولت کو ملک سے باہر منتقل کرنے والے ان کی نظروں میں محترم ہیں۔سینکڑوں گمنام کمپنیاں بنانے والے ان کی نظروں میں محترم، اسلام کا نام لینے سے گریز کرنے والے محترم ہیں۔حیرت ہے ابوبکر وعمر خالی ہاتھ دنیا سے رخصت ہوئے لیکن وہ مبغوض مطعون کیوں ہیں؟ اِن کے پاس اُن کی اسلام مخالفت پر تنکا برابر ثبوت بھی نہیں ہے۔ابوبکر نے ہجرت کی اجازت ملنے کے بعد مندرجہ ذیل اقدامات کیئے:۔

۱۔رسول اللہ کی ہجرت کے لیے لوازمات سفر کس نے تیار کیے؟

۲۔رہنما سفر کس نے تلاش کیا؟

۳۔سواری کس نے تلاش کی؟

۴۔مشرکین نے قتل محمد میں کس کس کو شامل کیا؟

۵۔ابوبکر کے بعد دوسرے مسلمان صرف گھروں میں محبوس رہیں گے۔

۲۔سرور دوم عمر بن خطاب کا تعارف

عمر بن خطاب کی کنیت ابوحفص بن نفیل بن ریاح بن عبداللہ بن قرطہ بن کعب بیت عدی ہے۔ان کی ماں حتمہ بنت ہاشم بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن یقطان بن مرہ بن کعب ہیں۔ان کے جد نفیل شریف قریش تھے۔لوگ ان سے عدالت خواہی کرتے تھے۔ان کا قبیلہ عدی قریش میں اوسط قبائل میں گردانا جاتا تھا۔طاقت وقدرت شہرت وعزت میں جو مقام بنی ہاشم امیہ بن مخزوم کو حاصل تھا ان کو حاصل نہیں تھا۔وہ قبائلی تنازعات ختم کرانے میں اہم کردار ادا کرتے تھے۔عمر بن خطاب چالیس سال قبل ہجرت،آخری حرب نجار سے پہلے پیدا ہوئے۔ان کی نشو نما ان کے والد خطاب تند و تیز مزاج شخص کے سائے میں ہوئی۔۳۵ سال تک کی عمر جاہلیت میں گزارنے کے بعد بعثت کے چھٹے سال دارارقم میں حضرت محمد کے ہاتھوں ایمان لانے کے بعد مسجد حرام جا کر اپنے اسلام لانے کا اعلان کیا۔تمام جنگوں میں برابر شریک رہے اپنی عمر کے اگلے تیس سال انہوں نے گوشہ اسلام میں گزارے۔۱۲ سال پرچم اسلام کو روم و فارس میں لہرایا۔آخر میں دشمن ثالوث، یہود نصاری مجوس نے آپ کو قتل کیا۔

۳۔سرور سوم عثمان بن عفان

عثمان بن عفان از خاندان عاص بن امیہ میں سے ہیں۔اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کر سکتے کہ یہ خاندان بنی امیہ سے بھی سابقین اسلام تھے۔ ان میں سرفہرست عثمان بن عفان تھے۔عثمان ماں کی طرف سے عبدالمطلب سے ملتے ہیں۔عثمان اسلام قبول کرنے سے پہلے مکہ میں ہر حوالے سے محبوب القلوب تھے۔شکل وصورت، مال ومنال خاندان کے حوالے سے معروف تھے۔اسلام قبول کرنے سے پہلے نبی کریم کے داماد بنے۔جب نبی

کریم نے دعوت کا آغاز کیا تو اپنی بیوی کیساتھ اسلام قبول کیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد بیوی کے ساتھ حبش کی طرف ہجرت کی۔ قریش کے لیے دعوت محمد بہت گراں گزرنے کی ایک وجہ بڑے بڑے خاندانوں سے افراد کا اسلام میں داخل ہونا تھا۔ بنی امیہ سے چندین شخصیات سابقین نکلی ہیں لیکن صحیح وغلط، مسلم ومشرک سب کو ملا کر لعنت نامہ بنایا اور علی کو حاجت روا بتایا۔ لیکن عمق ذات میں اسلام دشمن ہونے کا عندیہ دیا ہے لہٰذا ان کا لعن نامہ عاشورا سے واضح ہوجاتا ہے۔ دشمنی خلفاء اسلام میں حضرت محمد سے جو جتنا زیادہ قریب تھا اسے نشانہ بنایا اور ان میں عثمان بھی تھے۔ آپ نبی کریم کی دو بیٹیوں کے شوہر تھے۔ بذل اموال کی ضرورت کے موقع پر دل کھول کر حصہ لیتے تھے۔

عثمان کوئی مجہول یا غیر معروف شخصیت نہیں تھے بلکہ کاتب ابوبکر تھے، چھ رکنی شوری میں سے ایک تھے۔ عثمان بن عفان بقول کتاب عبقریہ چھٹے عام الفیل کو پیدا ہوئے۔ ان کے والد مکہ کے بڑے تاجروں میں شمار ہوتے تھے لہٰذا ابتداء نوعمری سے عیش وعشرت کی زندگی گزاری۔ ان کی نوجوانی میں ان کے والد فوت ہوئے۔ باپ کی وفات کے بعد ان کی ماں عقبہ بن معط کے عقد میں گئیں۔ ان کی ماں اروی بیضاء رسول اللہ کی پھوپھی تھیں لہٰذا ماں کی طرف سے اعلیٰ اخلاق پایا بنی ہاشم کی طرف رغبت رکھتے تھے لہٰذا عقبہ بن معط اس حوالے سے عثمان سے ناراض تھے۔ اپنی زوجہ سے شکایت کی ان کی رغبت محمد کی طرف ہے جو فتنہ ساز چیزیں عثمان کی طرف نسبت دیتے ہیں اور ان کے خلاف جو سازش تیار کی گئی جس کے نتیجہ میں وہ اپنے گھر میں محصور ہوئے اور آخر کار قتل ہوئے، دقت باریک بینی کے ساتھ تحقیق طلب ہے۔ کیا ان کے ساتھ انصاف ہوا یا ناروا سلوک ہوا۔

تاریخ اسلامی محمد شاکر ج ۳ آپ نبی کریم سے عبد مناف میں ملتے

ہیں۔آپ کی ماں اروی بنت کریز بنت ابیضاء بنت عبدالمطلب ہے جو رسول اللہ کے دادا تھے۔عثمان ہجرت سے ۴۷ سال پہلے چھٹے سال عام الفیل کو پیدا ہوئے۔نبی کریم سے چھ سال چھوٹے تھے۔باپ مکہ کے تاجروں میں سے تھے جن کا شام کے سفر پر انتقال ہوا۔عثمان ان کے واحد وارث تھے۔آپ نے اپنی جائیداد سے جود وسخا کا مظاہرہ کیا۔اسی لئے اپنی قوم بنی امیہ میں محبوب و پسندیدہ شخص بن کر ابھرے تھے۔عثمان کے چونتیسویں سال عمر میں نبی کریم مبعوث برسالت ہوئے۔عثمان نے اپنے تجارتی سفر شام سے واپس مکہ آتے وقت سنا کہ محمد مبعوث برسالت ہوئے ہیں۔ایک عرصے سے سرزمین مکہ دین و بت پرستی سے بغاوتیں کرتے تھے۔ عثمان جس وقت مکہ پہنچے تھے تو اس وقت نو افراد اسلام قبول کر چکے تھے۔ عثمان شام سے واپسی پر مکہ میں ابوبکر سے ملاقات کے لیے گئے۔وہاں کوئی اور نہیں تھا۔ابوبکر نے عثمان سے کہا افسوس و حیرت کی بات ہے کہ تم ایک جازم انسان ہو۔تم میں حق و باطل میں تمیز کرنے کی صلاحیت موجود ہے تو کیوں حق و باطل میں تمیز نہیں کرتے؟ محمد کو اللہ نے مبعوث برسالت کیا ہے کیا محمد سے مل کر ان سے کچھ باتیں سننا پسند کرو گے؟ اتنے میں نبی کریم علی ابن ابی طالب کے ساتھ تشریف لائے ابوبکر نے اٹھ کر نبی کریم کے کان میں کچھ کہا۔رسول اللہ نے عثمان سے مخاطب ہو کر فرمایا میں اللہ کی طرف سے مبعوث برسالت ہوں، آپ کو جنت کی طرف دعوت دیتا ہوں۔عثمان کہتے ہیں کہ میں خود کو قابو میں نہیں رکھ سکا، سوائے اس کے کہ دعوت کو قبول کرلوں۔عثمان دسویں شخصیت تھے جو دعوت اسلام قبول کرنے والوں میں شمار ہوتے ہیں۔دار ارقم میں داخل ہونے سے پہلے عثمان کے قبول اسلام کی خبر مکہ میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ان کے چچا حکم بن عاص بن مروان نے انہیں پکڑ کر مارا پیٹا۔ان کی ماں اروی جو اس وقت عقبہ بن معط

کی زوجیت میں تھی اُس نے بھی کوشش کی لیکن کامیاب نہیں ہوسکی۔لمحہ فکریہ ہے کہ ایک معاشرے میں ایک صاحب مال و دولت، عیش وعشرت اپنی شکل وصورت میں بے مثال، جود وسخا کی وجہ سے محبوب القلوب انسان بغیر کسی طمع ولالچ کے معاشرے میں پذیرائی ملنے کی بجائے بدنام اذیتیں، صعوبتیں برداشت کرلے لیکن ان کے بارے میں قیل وقال، اکاذیب افتراء پر عمل کرتے ہوئے ان کو مطعون کیا جائے۔ یہ کس دلیل ومنطق کے تحت کیا گیا؟ جنگ تبوک کے کل لشکر تیس ہزار میں سے پندرہ ہزار کا خرچ عثمان نے دیا۔

۱۔ان کے دور خلافت میں چھ سال امت نے امن وسکون اور خوشحالی میں زندگی گزاری کہ اچانک سازش ہوئی۔

۲۔ یہ سازش عراق اور مصر میں بنی۔ عراقی طوائف الملوک تھے، عزت رفتہ کی بازیابی چاہتے تھے۔ مصر سے عمر بن عاص کو ہٹایا تھا قرائن قریب بتاتے ہیں کہ ان کا دخل ہوسکتا ہے۔

۳۔انقلابی ان دو جگہوں سے آئے تھے۔

۴۔مصر کے والی عمرو بن عاص کو عثمان نے والی سے معزول کیا تھا اس لیے ناراض تھے۔

۵۔معاویہ نے ان کا دفاع نہیں کیا کیونکہ وہ امور سیاسی میں تنہا اپنے دور کے وحید دھر تھے بلکہ مستقبل کے میکاولی تھے۔

٦۔علی نے ان کا دفاع کیا۔

۷۔ان پر عائد الزامات کی تحقیق ہونی چاہیے کیونکہ یہ تحقیق اہلسنت کی کتابوں میں ہونے سے وحی نہیں بنتی ہے نہ ہی الزام ما الزام بنتی ہے کیونکہ مشاہدہ ہے کہ تاریخ کتب نویسی ہمیشہ بے داغ، غیر بابت اور غیر منافع پرست نہیں رہتی ہے۔

۴۔علی ابن ابی طالب

جس علی کا ذکر تاریخ اسلام میں ملتا ہے وہ فرزند ابو طالب تھے، انہیں پانچ سال کی عمر میں محمدؐ نے اپنی کفالت میں لیا تھا، جس علی نے حضرت محمدؐ اور خدیجہ کو نماز پڑھتے دیکھ کر محمدؐ سے پوچھا جو آپ کر رہے ہیں پہلے کہیں نہیں دیکھا۔ حضرت محمدؐ نے فرمایا اللہ نے مجھے نبوت کے لیے انتخاب کیا ہے میں اس کی عبادت کرتا ہوں اگر آپ بھی شریک ہونا چاہیں تو ہو سکتے ہیں۔

آپ نبی کریم کے بعد قرآن اور سیرت محمدؐ پر قائم پہلی شخصیت ہیں۔

نہج البلاغہ کے خطبات اس پر گواہ ہیں۔ لوگ یہ افتخار کرتے ہیں ہم تابع سیرت علی ہیں اگر چہ یہ جملہ انحراف از قرآن ہے کیونکہ نص قرآن کے تحت امت مسلمہ کے لیے اسوہ صرف ذات محمدؐ ہے جیسا کہ اس آیت کریمہ میں آیا ''ولکم فی رسول اللہ اسوہ حسنہ'' لیکن امت اسلام قرآن کی جگہ حدیث جاگزین کرنے کے بعد جادہ اسلام سے کوسوں دور ہوگئی۔

بڑے بڑے پائے کے علماء کہتے ہیں ''سیرت آئمہ یا سیرت علی پر چل کر سعادت دارین حاصل کر سکتے ہیں۔'' اگر حضرت محمدؐ کے بعد آپ کے اسوۃ پر چلنے والے تلاش کریں تو یہی چار جانشین کچھ فرق کے ساتھ ملیں گے۔

تاہم سوال پیش آتا ہے کہ حضرت محمدؐ کی جگہ ان کو اسوہ بنانے کی کیا منطق بنتی ہے؟ کیونکہ زندہ نہ ہونے میں نبی کریم اور یہ ذوات برابر ہیں۔ اگر کوئی اسوہ زندہ ہونا چاہیے تو ہر دور کیلئے کسی کو انتخاب کرنا چاہیے۔ اگر افضل و اشرف کی تاَسی کرنی ہے تو رسول اللہ سے کوئی اور اشرف نہیں ہوسکتا ہے۔ چاہے وہ علی ابو بکر عمر ہی کیوں نہ ہوں۔ کیونکہ اس سے انحراف کا راستہ کھلتا ہے۔

۲۔علی وہ ہیں جن کی تربیت رسول اللہ خاتم المرسلین نے کی ہے۔

۳۔علی فاطمہ زھراء کے شوہر ہیں۔
۴۔حضرات حسنین کے والد گرامی ہیں۔
۵۔خلیفہ چہارم مسلمین ہیں۔
۶۔مقتول ملعون ابن ملجم مرادی ہیں۔

علی فرزند کفیل و نصیر نبی کریم ہیں جیسا کہ تاریخ اسلامی محمود شاکر ج ۳ص ۲۴۵ پر آیا ہے۔آپ ۲۳ سال قبل از ہجرت پیدا ہوئے۔اس طرح آپ نبی کریم سے تیس سال چھوٹے تھے۔ابو طالب چونکہ کثیر العیال تھے اس لئے مشکل سے زندگی گزار رہے تھے۔حضرت محمدؐ نے اپنے چچا حمزہ وعباس سے فرمایا کہ چچا ابو طالب کثیر العیال ہیں ہم ان کے نفقات کو کم کریں۔تینوں ابوطالب کے پاس گئے انہیں بتایا تو ابو طالب نے کہا عقیل کو میرے لیے چھوڑیں باقیوں میں سے جس کو چاہیں لے لیں۔چنانچہ نبی کریم نے علی کو اور عباس نے جعفر کو اپنی کفالت میں لے لیا۔جس وقت نبی کریم مبعوث برسالت ہوئے،اس وقت آپ کی عمر دس سال تھی آپ نے اہلبیت محمدؐ کی حیثیت سے سب سے پہلے نبی کریم کی دعوت اسلام کو قبول کیا۔اس طرح سے آپ پہلے اسلام قبول کرنے والوں میں شمار ہوتے ہیں۔جو معیارات موجب شرف و افتخار اعزاز قرآن نے بتائے ہیں ان میں آپ پہلی شخصیت ہیں۔آپ کا نبی کریم کے تربیت یافتہ ہونے کے بعد دوسرا امتیاز سبقت قبول اسلام ہے۔

آپ کا تیسرا امتیاز یہ ہے کہ نبی کریم کی ہجرت کے موقع پر آپ کی جگہ نائب وکفیل،وکیل امانات حافظ وامین ناموس رسالت بنے۔چوتھا امتیاز یہ کہ سابقین ہجرت نبی کریم کے بعد آپ کی ناموس کو لے کر ہجرت کی۔

پانچواں امتیاز سبقت جہاد ہے۔بدر واحد،خندق،نضیر وخیبر کی جنگوں میں تمام خطرات کو نظر انداز کر کے میدان میں کودنا ہے۔آپ ہر حوالے سے

نبی کریم سے قربت ہوتے ہوئے تمام صفات امتیاز قرآنی میں اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوئے۔ یہ بات بعید از قیاس ہے کہ علی نے نبی کریم کے بعد منتخب ہونے والے خلفاء سے رقابت، حریف، ردیف یا منافقت جیسی مذموم صفات کا کبھی مظاہرہ کیا ہو البتہ تینوں خلفاء راشدین کو ہمیشہ اعلیٰ واولی بہترین کلمات کے ساتھ یاد کیا ہے۔ کتاب نہج البلاغہ کے صفحات علی کے اقتدار کے بارے میں میسر ہیں۔

علی اسم نکرہ ہے کیونکہ کتب معاجم رجال میں علی کے نام سے لاتعداد نام آئے ہیں۔ علی ابن ابی طالب کے نام سے بھی سینکڑوں نام آئے ہیں۔ لیکن جس علی کا ذکر یہاں مذکور ہے یہ وہ علی ہیں کہ جن کی رحلت سے لے کر آج دن تک یہ امت انتشار وافتراق، اختلافات، کا شکار ہے اوران کے لئے الوہیت ودعویٰ عبدیت رکھتی ہے۔ اگر یہ سمجھا جارہا ہے کہ دشمنان اسلام ثالوث یہود ونصاری مجوس نے سروران اسلام میں صرف تین کو غیض وغضب کا نشانہ بنایا ہے تو یہ تجزیہ غلط ہوگا۔ علی بھی ان کے غیض وغضب سے محفوظ نہیں رہے۔ جس انداز سے علی کو نشانہ بنایا ہے وہ انوکھا ہے۔ یہ انداز پہلے تینوں سے مختلف ہے۔ علی کو نشانہ بناتے وقت یا تو علی کو مصنوعی تصوراتی محض بنایا ہے یا نعوذ باللہ زمین پر چلنے والا اللہ بنایا ہے۔ برتر از نبوت بنایا یا ان کی شخصیت کو وہمی افسانوی یا ایک شخصیت متضاد ومتحارب بنایا ہے۔ یہی وہ وجہ ہے جس کی بدولت مسلمان ملکوں کی سرزمین کفر والحاد کے مزارع بنے ہیں۔ علی کی تعریف میں قلم فرسائی کرنے والے غلات مردہ، یہودی، صلیبی و مجوسی بقول شیعہ اہلسنت نے عمداً علی کو ایک مشکوک متنازع شخصیت پیش کیا ہے۔ ان کا مقصد علی، محمدؐ اور قرآن حتیٰ الوہیت رب العالمین تک کو نشانہ بنانا مقصود ہے۔ بلکہ تمام دشمنان اسلام کا محور نشانہ قرآن ومحمدؐ اسلام اور آپ سے وابستگان رہے ہیں۔ مثل ابلیس لعین مختلف اشکال میں کبھی عثمان کا گھیراؤ

کرتے ہیں تو کبھی علی کی صف میں نظر آتے ہیں۔ کبھی خوارج کے نام سے تو کبھی حسن کو اقتدار پر لانے کبھی ان کو معاویہ سے صلح کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ کبھی آپ کو امیر المومنین اور کبھی مذل المومنین کہتے ہیں۔ کبھی حسین کو حرم امن سے نکالتے، کبھی میدان میں تنہا چھوڑتے ہیں۔ کبھی ایام فاطمہ مناتے ہیں تو کبھی کسی کے مرنے کے دن خوشی مناتے ہیں۔ کبھی بغیر کسی امتیاز کے رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کبھی لعنت نامہ پڑھتے ہیں، مثل ابلیس جو شکلیں بدلتا رہتا ہے۔ اسلام سے مزاحمت کرتے ہیں۔ ان کی تمام تر کوشش مسلمانوں کو فوضوی بنانے پر ہے۔ یہ تنہا خلفاء کے مزاحم نہیں رہے بلکہ جہاں جہاں اقتدار اسلامی متعارف ہوتا ہے وہ وہاں مزاحمت کرنے کیلئے آ پہنچتے ہیں۔ انہوں نے علی کے ساتھ کیا نہیں کیا؟ علی کے فضائل کے نام سے اسلام میں خرافات پھیلائی ہیں لیکن بنیادی دائمی نشانہ ہمیشہ قرآن اور محمدؐ ہی رہا ہے۔ ان کی ابوبکر و عمر پر غصبِ خلافت و فدک کے لئے سب وشتم آخر کس لئے ہے؟ جو سو سال تک چلا ہے اس وقت شیعہ کہاں تھے؟ شیعہ تو چھوڑیں بتائیں بنی ہاشم کہاں تھے؟ عبداللہ بن جعفر، عبداللہ بن عباس کہاں تھے؟ فاطمین نے مصر میں خود کو فاطمی کیوں متعارف کیا؟ علی سے کیوں متعارف نہیں کروایا؟ اگر علی کی خلافت کی بنیاد پر خلفاء سے اختلاف کیا ہے اگر حسین کے خون کا انتقام لینے والے تھے تو حسینی تعارف کرواتے۔

خلافت سے علی اور اولاد صالحین علی کو کچھ نہیں ملا تھا۔ دشمنان اسلام سلمیہ قاہرہ والے علی کے نام سے فساد قائم کر کے دین کو پیچھے کرنا چاہتے ہیں۔

جس حسین بن علی کے بارے میں کہتے ہیں کہ حسین نے اسلام کو بچایا ہے، جس کے نام سے مجالس جلوس نکالتے ہیں ان تمام اجتماعات میں الف سے ی تک تمام اقوال و افعال کردار کے بارے میں لکھی گئی کتب مثلاً روضۃ

الشہداء، اسرار الشہادہ جھوٹی کہانیوں اور افسانوں سے بھری پڑی ہیں۔
چنانچہ محدث نوری نے ''آداب منبر'' عزاداری امام حسین کی اصلاح پر کتاب لکھی ہے جبکہ خود ان کی کتاب فصل خطاب مستدرک وسائل تمام کے تمام مرسلات سے پر ہے۔ کتب محدث قمی، اشعار محتشم، انیس، دبیر، جوش ملیح آبادی سب قرآن کے خلاف ہیں۔ امام حسین سے منسوب مجالس میں اسلام قرآن اور محمدؐ بیان کرنے پر بندش ہے۔ اس میں موجود کھلے جھوٹوں کی تطہیر چاہیے۔ انہی اہلبیت والوں نے میرے ادارے کو بند کیا، میری تمام کتب دیمک کی غذا بن چکی ہیں اور میں اپنے ہی گھر میں قید ہوں، میری اولاد بنین و بنات و دامادوں، عزیز واقارب سب سے برأت کروائی گئی ہے۔

عدم بغض خلفاء سے دفاع از خلفاء تک

یہ ایک توفیق عظیم ہے ان لوگوں کے لیے جنہوں نے اللہ کے دیئے گئے اصولوں پر چلنے کا عزم راسخ، غیر متزلزل ارادہ کر رکھا ہے۔ جو قرآن کی ان آیات کریمہ کا مصداق ہیں۔ ایمان خالص لانے والوں کو اگلے درجات پر ہدایت کرتے ہیں۔ شیعہ غالی ہوتے ہوئے بھی قبلہ اسلام کو سمجھتے تھے اس لیے ہم انہیں اسلام سے وابستہ لوگوں کو اپنا سمجھتے تھے۔ ان کی دل آزاری سے گریز کرتے تھے، جبکہ بلتستان کے علماء پہلے مرحلے میں قبلہ اپنا مذہب سمجھتے تھے۔ مذہب چونکہ مادہ اسلامی سے خارج ہوتا ہے لہٰذا وہ لوگ عام مسلمانوں کی جگہ کافرین ملحدین سے دوستی کرتے تھے۔ ہمارے اور ان کے درمیان نقطہ افتراق یہی رہا ہے۔ میری علماء وعوام بلتستان کے نزدیک، مبغوض مطعون ہونے کی وجہ وہ تاریخ ہے جو عالمی سطح پر روس میں ۱۹۱۷ء میں آنے والے الحادی انقلاب بنام کمیونزم سوشلزم تھا۔ جس نے دنیا ادیان کو

بتایا کہ یہ بات غلط ہے اللہ نے لوگوں کو بنایا ہے بلکہ انسانوں نے اللہ کو بنایا ہے۔اس طرح انہوں نے عالمی سطح پر ادیان کی جنگ کو جب مشرق اسلامی میں پہنچایا تو عالم اسلام بطور عمومی اور عالم تشیع بطور خصوصی ان کے غزوفکری کا میدان بنے، جہاں نظام مارکسزم والحاد نے دین کے بارے میں کہا دین شعوب قوموں کو مدہوش کرنے والی افیون ہے۔ ۱۹۶۰ء سے پہلے تشیع کی گرائش روسی اشتراکیت کی طرف تھی جس کی واضح مثال ایران میں مذہب بابی بہائی تھا، جوظہور مہدی کے منتظر تھے۔شیعوں کی عام مسلمانوں کے بالمقابل دشنام طرازی اور خلفاء دشمنی کی طرف رغبت دیکھتے ہوئے دشمنان اسلام نے ان کو اپنی امید گاہ بنالیا۔ جہاں روس نے ایران، عراق اور افغانستان کے شمال میں اپنے سفارت خانوں میں مارکسزم کی دعوت کے دفاتر کھولے تھے، عراق کے شیعہ نشین علاقوں خاص کر نجف و کربلا میں شیخ احمد احسائی کے شاگرد کاظم رشتی کے درس میں روسی سفیر شرکت کرتے تھے، ایک سفیر نے آغائے رشتی سے سوال کیا کہ آغائے معظم، امام زمان کا کب ظہور ہوگا؟ رشتی نے جواب دیا، ظہور ہو چکا ہے۔ وہ شاید ہماری اس محفل میں تشریف رکھتے ہوں۔عراق میں شیعہ نشین علاقہ شیوعی سوشلزم بنے تھے۔ نجف جیسے مرکز تشیع میں چھٹیوں کے مواقع پر جوان لڑکیاں سینہ و بال کھول کر چلتی تھیں۔بعض مرتبہ اجتہاد پر فائز بلکہ صاحب رسالہ بھی شیوعی اشتراکی رغبت رکھتے تھے، اگر نام چاہیے تو بتا دونگا۔عوامی سطح پر عالم اسلام میں شیعہ نشین علاقوں میں پذیرائی ملی تھی۔افغانستان کے شمالی علاقہ والے روسیوں کا استقبال کرنے والے تھے ان کے صدر تر کی کو شاہ اسماعیل جیسا احترام کرتے تھے۔ میں بلتستان میں کسی دکان پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک ایم اے پاس جامعہ امامیہ کے فاضل مولوی سلیم تشریف لائے اور کہا افغانستان میں انقلاب آیا ہے، خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ میں نے کہا کمیونسٹ آئے ہیں تو

فرمایا نہیں اپنے شیعوں نے تقیہ کیا ہے، ان کے مرشد شیخ غلام محمد و جعفری بھی ان کے حامی تھے۔ نجف مارکسیوں کی جولاں گاہ بنا ہوا تھا۔ اس ہجوم الحادی یا لشکر فیل کے خلاف دلیل و منطق کے اسلحہ سے مقابلہ کرنے والی واحد شخصیت عبدالمطلب زمان باقر الصدر تھے انہوں نے بروقت کتاب ''اقتصادنا'' اور پھر'' فلسفتنا'' تالیف کی جس کی وجہ سے جن کے دلوں میں رمق ایمان تھا، بجھنے والوں کو ایندھن ملا۔ جنگِ فکری الحاد میں طارق بن زیاد، محمد بن قاسم کی یادگار، محمد باقر الصدر جیت گیا، کمیونسٹ میدان فکری و نظریاتی میں شکست کھانے کے بعد غصے میں آئے اور انہوں نے علماء کے گرد گھیرا تنگ کیا۔ مرحوم باقر الصدر عالم تشیع کے وہ واحد عالم دین ہیں جن کے دل میں اسلام راسخ تھا، اہلبیت ان کے نزدیک چہرہ اسلام تھے۔ لہٰذا فدک کے موضوع پر جو خلفاء کے ماتھے پر غالیوں نے سیاہی پھینکی تھی، ان کی پہلی کتاب فدک میں اس واقعہ کی پوری تحلیل تھی لیکن اس میں بھی خلفاء کا دفاع کیا۔ جناب عالی! میرے اندر پہلے اسلام بعد میں شیعہ پہلے محمدؐ بعد میں علی حسن و حسین تھے، یہ اسلام کے مجاہدین ہیں۔ میں نے فرقوں کو اسلام قرآن اور محمدؐ سے تولنا پرکھنا ان کی سیرت سے اقتباس کیا ہے۔ میں ان کا شاگرد تو نہیں تھا کیونکہ میرے اندر وہ صلاحیت نہیں تھی اس لئے میں نے اسلام کو اٹھانا باقر الصدر سے اور قرآن کو اٹھانا صادقی سے سیکھا ہے۔ باقر الصدر نے ملت عراق سے کہا یا ابناء ابی بکر و عمر و یا ابنا علی و حسین، یہ علی و حسین ابا بکر و عمر کے تابع تھے۔ ان سے دفاع کرتے تھے، لیکن شیعہ خاص عراق و ایران کو آپ گوارا نہیں تھے۔ آخر میں خود مراجع کے خطرے میں پڑنے کے بعد مجتہد عصر محسن الحکیم نے قیام کیا جس کی جوابی کاروائی میں ان کا، گھر ویران ہوگیا اور ان کا فرزند آوارہ ہوگیا۔ آپ زیادہ زندہ نہ رہ سکے آپ کے بعد آپ کے گھر یکے بعد دیگر جنازے گھر کے دروازے پر پہنچتے تھے۔

افغانستان میں شیعہ نشین علاقے سوشلزم کے رضا کار بنے۔علامہ اقبال نے کارل مارکس کو صاحب کتاب قرار دیا اوران کے شاگردوں نے ان کو پیامبر بے جبریل کہا۔پاکستان میں بھٹوسوشلزم کا داعی بنا،علماء بلتستان کے صف اول کے علماء غلام محمد غروی، آغا علی موسوی، آغا محمد طٰہٰ، آغا علی محمد ہادی، محمد علی شاہ چپلو جیسی شخصیات بھٹو کے گرویدہ تھے۔یہ مساجد میں ان کے نام دعا اور نذر دیتے تھے۔ان علماء کے فتاویٰ کے تحت بلتستان کے اندر لوگ دو الحادیوں کی امت بنے،ایک طرف دین کو افیون کہنے والے اور دوسری طرف تنسیخ شریعت کرنے والے آغا خان کی امت بنے۔ایک کے ہاتھ میں پرچم مارکس اور دوسرے کے ہاتھ میں پرچم تنسیخ شریعت تھا۔ بلتستان کے مفت خور علماء نے ان کو صحیح النسب سادات کا تمغہ دیا۔علماء کا فرمان تھا آغا خان صحیح النسب سادات ہے۔بعض علماء کے نزدیک اس کے خلاف منہ کھولنے والوں کی سیادت مشکوک تھی۔بات یہ ہے کہ اگر سب وشتم خلفاء روکیں گے تو فرقے ختم ہونگے، پھر فتنہ وفساد کیسے کریں گے؟ پھر یہ بھی خطرہ رہتا ہے کہ امت واحدہ زندہ ہوسکتی ہے لہٰذا خلفاء پر سب وشتم بند کرنا کھولنا دونوں کا مسئلہ رہا ہے۔

اہلبیت اصحاب سادات علماء اولیاء شعوب وجود میں لائے ہر صاحب عیش وعشرت اقتدار مالی، سیاسی نے دوسروں پر برتری کا مظاہرہ کیا ہے چنانچہ ساٹھ سال سے اس ملک کے انتظامیہ انہی اشرافیوں میں گردش کر رہی ہے۔ہم بحثیت چشم دید وسمع گواہ ہیں کہ راجگان اور سادات دوسروں کو انسانوں میں شمار نہیں کرتے ہیں۔علاقہ کھرمنگ گھوری تا کھرمنگ چپلو میں طبقات قبل از اسلام عشائر قبائل جیسا نظر آتے ہیں۔عرب جاہلیت میں یہ ہی طرز زندگی تھا چنانچہ سورہ تکاثر اس فکر کی رد میں نازل ہوئی۔افتخارِ آباء و اجداد قبائل وعشائر اپنے اوج پر تھا ہر جگہ امتیاز برتری چلتی تھی، آباء واجداد

معبود کی شکل اختیار کئے تھے۔قرآن کریم نے ان تمام افتخارات کو پس پشت کر کے معیارات کو اللہ پرستی اللہ کی راہ میں جہاد ہجرت انفاق کو اُٹھایا جیسا کہ حجرات ۱۳ میں آیا ہے اور نبی کریمؐ نے اپنے آخری حج کے موقع پر عرفات کے میدان میں دیے گئے خطبے میں اس ایمان کش خصلت کو اپنے پاؤں تلے دفنانے کا فرمایا لیکن شعوبیوں نے نبی کریم پر افک وافتراء باندھے ابھی پانچ چھ دن نہیں گزرے تھے کہ بیٹی کی زبانی اپنے خاندان کی برتری پر خطبہ منسوب کیا جس برتری کو نبی کریمؐ نے دفنانے پس پشت پھینکنے کا حکم دیا تھا۔ ایران میں صفوین کی حکومت آنے سے پہلے خاندان نبوت سے منتسب افراد کے لیے حضرت علی کے بعد علوی حسنی، حسینی، محمدی رضوی موسوی چلتے تھے لیکن شاہ اسماعیل صفوی صوفی نے دین وشریعت سے آزاد اقتدار میں غث و ثمین کافر مومن خائن مجرم متقی کو یکساں کرنے کے لیے کلمہ ساوات اختراع کیا، اقتدار کیلئے جعلی انتساب کو چھپانے کیلئے کلمہ سادات اختراع کیا فرقہ اسماعیلی کی بدنامی کو چھپانے کے لیے اثنا عشری انتخاب کیا۔لیکن اسلام کے خلاف محاذ آرائی کی اور امت واحدہ کے تصور کو پاش پاش کر کے ریزہ ریزہ کیا۔

لیکن ان کے اقتدار کی وجہ سے یہ سوال نہیں کر سکتے تھے "حضور سادات صحیح النسب کیسے ثابت کریں ان کی سیادت پر لکھی گئی کتاب الانساب کہاں سے ملتی ہے؟ اگر ان کی سیادت صحیح ثابت ہو جائے گی تو ان کا کیا بنے گا؟ ان سے تعلق رکھنے والوں کا کیا بنے گا؟ سادات، قرآن و محمد سنت و سیرت میں مسترد ہیں۔تاریخ سادات پر لکھی گئیں کتابوں میں اسلام مخالف رویوں کا سرا ملتا ہے۔وہ شریعت کو پاؤں تلے دبانے والے نکلے ہیں۔جو کچھ بھی اس سلسلے میں ہے وہ شاہ اسماعیل کا وضع کردہ ہے۔اس کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ صحیح النسب اور غلط دونوں جہنم جائیں گے فَمِنۡهُمۡ مُّهۡتَدٍ وَ كَثِيۡرٌ

مِنهُم فاسِقُونَ. حدید. ۲۶ ﴾ مومنون ۱۰۱ نبی کریم نے میدان عرفات میں فرمایا کسی بھی نسب پر فخر نہیں ہوگا یہ امتیازات آج یہاں دفن کر کے جائیں گے۔ امام موسیٰ کاظم کے فرزند زید لوگوں کے گھروں کو آگ لگاتے تھے۔ بلتستان میں اس وقت ان کا جام غضب بیچارے سنیوں پر پڑا ہوا ہے۔ علاقہ بلتستان کی فضاء ان کے لئے تنگ ہوگئی تھی۔ میں شیعہ ہونے کی وجہ سے سنیوں کا دفاع نہیں کرسکتا تھا لیکن خلفاء کے خلاف بڑھتے بغض کا مخالف تھا۔ اس کے لئے میرے ہاتھ میں قوی ترین تمسک کتاب نہج البلاغہ تھی۔ میں تازہ تازہ عراق پہنچا تو اس وقت ''دین افیون شعوب'' شعار چل رہا تھا۔ اخبارات کی سرخی بنتی تھی، اس وقت سید حسن شیرازی نے جلسہ میلاد علی سے خطاب میں کہا'' **الکفر افیون شعوب دیننا امل الشعوب نهج لبلاغه منهل الاحکامی** '' کہ نہج البلاغہ ہمارا مصدر ہے۔ لہٰذا میں نے نہج البلاغہ پڑھی، درس دیا، یہاں کتاب ادارے کی طرف سے نہیں چھاپی کیونکہ ایران سے آتی تھی۔ نہج البلاغہ گرچہ سند کے اعتبار سے مرسلات میں آتی ہے لیکن اس کے اکثر و بیشتر متن حقائق واقع سے مطابقت رکھتے ہیں جو شرح صدر کے لئے بہترین مصادر ہیں۔ خصوصاً خلفاء سے دفاع کا مادہ، شیعہ غلات پر تو گراں گزرتا ہے خطبہ ۲۲۲، خطبہ ۲۲۶ خطبہ ۱۳۴ خطبہ ۱۱۶۔ ۲۷ے حضرت ابوبکر عمر بن خطاب، عثمان بن عفان کے احترام و تکریم میں کلمات دیکھنے کے بعد کہنا شروع کیا گیا کہ نہج البلاغہ دو ہیں، ایک سنیوں کی لکھی ہوئی ہے جو بازاروں میں ملتی ہے اور دوسری اسرار آل محمد کے نام سے ہے۔ یہ شمس تبریزی کے الحادی اشعار کو عربی میں نثر بنا کر علی سے منسوب کی گئی ہے۔ میں نے کہا ''علی نے اسلام کی خاطر خلفاء کو برداشت کیا تینوں کے خلاف بے ادبی سے بات نہیں کی بلکہ نہج البلاغہ میں چندین دفعہ ان کے احترام و تکریم کی۔ جنگ مرتدین میں ابا بکر کے لشکر کے قائد، عمر کی جنگ روم

وفارس کے موقع پر صلاح ومشورہ دیئے۔مدینہ میں علی عمر کے جانشین بنے۔
علی کو اپنے حق سے زیادہ اسلام عزیز تھا چنانچہ آپ نے فرمایا ''وواللہ لا سلمن ما سلمت امور المسلمین'' مجھے مذہب شیعہ سے زیادہ اسلام عزیز نہج البلاغہ کے خطبات ومکتوبات کی وجہ سے ملا ہے۔خلفاء پر سب وشتم میرے لئے پہلے سے ہی کراہت تھی۔دنیا بھر کے مسلمانوں کی دل آزاری ہضم نہیں ہو رہی تھی۔چھوٹے بڑے سب کے لئے یہ موقف بہت گراں تھا۔یہ موقع محل پر مجھے طنز کرنا نہیں چھوڑتے حتیٰ کہ لاابال اوباش تک طنز کرتے تھے۔شگر کے علماء آغائے سید حسین، محمد طٰہٰ، آغا علی پی پی کے حامی وداعی تھے، ان سے دلی ہمدردی رکھتے تھے، اوران کی کامیابی کیلئے دعائیں کرتے تھے۔یہاں سے بازاروں میں مجھے انگلیوں سے اشارے کرتے تھے۔بلتستان میرے لئے تنگ زندان جیسے بنا ہوا تھا۔میرے دماغ میں ثابت ہو گیا تھا کہ یہاں کے لوگ تنہا خلفاء کے خلاف نہیں بلکہ خود امام حسین کے بھی خلاف ہیں۔یہ لوگ محبت علی اور محبت حسین کے نام سے بیک وقت دو نشانے لگا رہے ہیں، ایک اسلام دوسرا خود اہلبیت محمد، خصوصی طور پر امام حسین پر کوئی افتراء باندھنے سے گریز نہیں کرتے تھے، شیعوں کے نزدیک کامیاب ترین شخص وہ ہے جو امام حسین کے نام کو مسخ فسخ کر کے لوگوں کو رلائے۔اسلام کا مذاق اڑائے، محمدؐ کو گرائے۔جیسے صبح عاشور کے موقع پر خطیب وذاکر، اللہ سے طنز کرتے ہیں اے اللہ تیرا اسلام بچ گیا، میرا گھرانہ لٹ گیا۔یہاں سے میں نے مجالس امام حسین سے خرافات اباطیل صاف کرنے کیلئے ارادہ محکم وغیر متزلزل اور خود کو آمادہ کیا۔آخر میں اسی شہر غالستان لعنتستان سے مجھے جس طرح مصر سے موسیٰ کو نجات ملی ایسے ہی مجھے اس شہر سے نجات ملی۔کراچی آمد کے بعد دار الثقافۃ اسلامیہ کے قیام کی ابتداء میں، میں نے قیام امام حسین کے اہداف کی توضیح وتشریح قرآن اور

سنت وسیرت محمدؐ کے علاوہ خود امام حسینؑ کے کلمات خطوط کی روشنی میں کرنے کی سعی کی۔ جو یہاں کے علماء کے لئے گراں گزری، اس کے بعد کتاب مثالی عزاداری اور اصول عزاداری لکھیں، کیوں کہ عزاداری کسی اصول کے تحت ہونی چاہیے۔ یہ بات عزاداری کو مافوق اصول گردانے والوں پر گراں گزری۔ جس مولانا کو میں بلتستان سے اٹھا کر تعلیم دین کیلئے ایران لے گیا تھا اسی نے فتویٰ جاری کیا، بلکہ پیغام بھیجا کہ اپنی کتابیں یہاں نہ بھیجیں۔ حتیٰ کہ مجھے اپنے حلقوں میں مرشد بنانے والوں پر یہ سب گراں گزرا، میرے ادارے کو اپنے مرکز تبلیغات بنانے والے، کراچی سے تعلق رکھنے والے افاضل قم نے بھی میرے خلاف مہم چلانا شروع کی۔ انہوں نے کہا عزاداری کسی اصول کے تحت نہیں آتی، عزاداری مافوقِ اصول ہے۔ مجھے کہا آپ اپنی کتابیں لکھنے کیلئے حوزے کے رہبر سے اجازت لئے بغیر نہیں چھاپ سکتے ہیں۔

اسی طرح کتاب نہج البلاغہ کے بارے میں کہا ہے۔ نہج البلاغہ کو فوق الکلام مخلوق کہا۔ سید محمد شیرازی نے تین مصادر اسلام بتائے ہیں قرآن، نہج البلاغہ اور صحیفہ سجادیہ۔ تاکہ ملک میں غیر شیعوں کیلئے فضاء تنگ کرنے، سب و شتم خلفاء کیلئے آزادی و آسانی سے کرنے کا ماحول بنا رہے۔ لیکن ان کو سنیوں، سپاہ صحابہ سے تحفظ دینے کیلئے انتظامیہ اور عسکری یہ سب کچھ خوشی سے کرتے تھے۔ زمین وفضاء میں ان کی ضد اسلام حرکتوں کو تحفظ دیتے ہیں۔ اس طرح عورت مارچ کو تحفظ دینے کو بقول بلاول اسے کوئی نہیں روک سکتا ہے، جس طرح مندر کو تحفظ دینا۔ صرف قرآن، محمدؐ، اسلام کو ان کی طرف سے تحفظ نہیں رہا بلکہ لفظ کافر کہنا ان پر گراں گزرتا ہے۔ بلتستان سکردو میں ایک گاؤں بنام تجوس ہے۔ یہاں سے کچھ لڑکے میرے پاس آتے تھے چہروں پر آثار دین دیکھ کر اپنے علاقہ والوں سے زیادہ ان سے

دوستی کی۔ وہ میرا بہت احترام کرتے تھے لیکن مجھے توقع نہیں تھی کہ یہ لوگ حد سے زیادہ غالی نکلیں گے۔ یہاں تک میں نے آغا صلاح الدین سے کہا آپ لوگ اسلام کا نام کیوں نہیں لیتے انہوں نے کہا اسلام مشترکہ چیز ہے ہمارا مذہب ہمارا اپنا ہے۔اس عالم دین نے مرکز اسلام کے نام سے مدرسہ کھولا لیکن قرآن کو نصاب میں رکھنے کا وعدہ کرنے کے باوجود قرآن کو مدرسہ کے بنیادی نصاب میں نہیں رکھ کر وعدہ خلافی کی۔ جو اسلام کے بارے میں بات کو ریاست کے خلاف رٹ کہتے ہیں۔ یہاں انہوں نے بھی کوئی جواب نہیں دیا بلکہ زمین وفضاء سے انہیں تحفظ دیا۔ یہاں علماء کراچی اور حوزہ علمیہ قم کو ایک وسیلہ تمسک ثبوت مل گیا۔ان کا کہنا ہے کہ شرف الدین سنی ہو گئے۔ ثبوت میں کہتے ہیں کراچی میں رہنے والے سنی ہماری کتابیں زیادہ خریدتے ہیں۔اوباشوں نے بھی مجھے نشانہ بنایا لیکن اللہ کا فضل ہے کہ میں نے جو موقف اپنایا وہ میرا قرآن، نہج البلاغہ، سیرت حضرت محمدؐ، سیرت آئمہ اور تاریخ پڑھنے کے نتیجے میں تھا۔ یہ روش یہ طریقہ قرآن اور محمدؐ کی سیرت سے پہلے خود ان کے آئمہ بالخصوص علی اور حضرات حسنین کے خلاف تھا۔اللہ نے صبر وحوصلہ عنایت کیا لیکن گذشتہ زمانوں سے یہ ثابت ہے کہ خلفاء کے دشمن صرف شیعہ نہیں اور نہ ہی سنی خلفاء کے دوست ہیں بلکہ یہ دونوں کسی اور پارٹی کے دائیں بائیں بازو ہیں کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ خلفاء کے خلاف سارے مصادر سنی ہی شیعوں کو مہیا کرتے ہیں۔ شیعہ کہتے ہیں یہ سنی کتابوں میں لکھا ہے۔ جیسا کہ شیعہ، اتحاد اسلامی میں سنی سے کہتے ہیں آپ سباب ودشنام خلفاء سے کیوں اتحاد کرتے ہیں تو سنی کہتے ہیں یہ باتیں تو ہماری اپنی کتابوں میں موجود ہیں۔ طے شدہ ہے سنیوں میں ایک گروہ شیعوں کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ گذشتہ سے پیوستہ یہ بات ثابت ہو گئی اور اس کے قرائن وشواہد بھی موجود ہیں کہ سنیوں کے نزدیک خلفاء سے زیادہ

اہمیت معاویہ، عمرو بن عاص، ابوموسی اشعری اورابو ہریرہ کو حاصل ہے۔ غرض ہر وہ شخص جو ایک عرصہ اسلام لانے سے پہلے اسلام کے خلاف مزاحم رہا ہو اور حضرات حسنین کے خلاف ہو وہ محترم قرار پانے لگا یہاں تک کہ اب تو یزید کو بھی تعظیم تو قیر دینے لگے ہیں۔

یہاں سے معلوم ہوا ابوبکر وعمر وعثمان ان کی نظر میں اتنے محترم نہیں جتنے معاویہ اور عمر بن عاص ہیں۔ ابوبکر وعمر کو وہ لوگ بطور چھت استعمال کرتے ہیں۔ یہاں تک ان کے علماء نے کہا ان کی مذمت ہماری کتابوں میں بھی آئی ہے۔ معلوم ہوا خلفاء کے دشمن دراصل یہ لوگ ہیں ورنہ کیوں اپنوں میں ان کے خلاف لکھنے والے موجود ہیں۔ دوسری طرف سے شیعہ ابوبکر وعمر وعثمان عائشہ سے بغض عداوت ونفرت، علی فاطمہ وحضرات حسنین کی دوستی میں نہیں کرتے بلکہ خلفاء بذات خود ان کی دشمنی کا نشانہ ہیں۔

جناب ناقد ناقوری! شعوری مذاہب اور دین میں کوئی ہمنوائی نہیں۔ بلکہ ان میں ایک نا قابل تردید ضد اختلاف اور تشکیک موجود ہے چاہے آپ اس کے برعکس ہی قسم کیوں نہ کھائیں۔ یہ حوزات و مدارس، امام بارگاہوں ماتمی دستوں میں پڑھنے والے نصاب فقہ اصول فقہ کلام تفسیر اور مجالس میں پڑھے جانے والے اشعار احادیث میں قرآن اور محمد سے گریز غیر ضروری کے مظاہر اور نا قابل انکار حقائق ہیں۔ قرآن بغیر تفسیر، اہلبیت اصحاب علی کو نفس رسول کہہ کر محمد سے گریز، سروران اولین کی شان میں اہانت و جسارت سب وشتم لعنت واضح ثبوت ہیں۔ حوزے میں اسلام کی اولین معتبر شخصیات کے بارے میں عداوت ونفرت کا پھیلاؤ اور تبلیغ واضح ہے۔ اس کے چند ایک مظاہر میں پھر سے واضح کرتا چلوں کہ شعوبیوں کے غیر اعلانیہ محور و مرکز دو ہی ہیں۔

جیسے جود وسخا، جاہلیت کے اہم فضائل میں سے تھی۔ یہ اس وقت کی

ضروریات ناگزیر میں سے تھی لیکن قرآن نے اس میں تعدیل وترمیم کی۔
قرآن نے اس کو مزموم وممنوع قرار دیا۔ مدعیان منصوصیت آئمہ، فاقدان چہرہ شرم وحیانہیں رکھتے ورنہ قیام نفس ذکیہ ابراہیم، فرزندان عبداللہ محض، زید بن علی کو غاصبین نہیں کہتے۔ حتی امام زادگان نے بھی دعوی امامت کیا بلکہ مجہول افراد آل عقل سے انتساب کیا۔ بعض نے علسی ہونے کا دعویٰ کیا۔
بصرہ کوفہ، بحرین میں قرامطہ نے کوفہ میں آل عقیل سے منسوب علوی اصفہان، اولاد عبداللہ بن جعفر نے دعویٰ امامت کیا۔ امام بننے کے لیے کوئی خاص شرط نہیں سوائے دعویٰ بنی ہاشم کے۔ حاکم باللہ، کیا بزرگ قلعہ الموت ،آغا خان سب شیعہ علی ہیں لیکن کوئی مسلمان شیعہ علی نہیں ہوسکتا ہے۔
آغائے جعفری نے مجھے خود بتایا کہ بلتستان میں کوئی آغا خانی کسی ادارے کا افسر تھا اس نے آغائے جعفری سے کہا ہم آپ کے ساتھ علی کے نام پر ملتے ہیں لیکن محمد وقرآن کے نام پر نہیں مل سکتے۔ بلکہ آغا خانی نے کہا ہمارے اور ان کے درمیان صرف پانچ فی صد اختلاف ہے۔ علی کے لیے جو بولنا چاہتے ہیں بولیں۔ لیکن یہاں سوال اٹھتا ہے علی سے کس حیثیت میں ملتے ہیں؟

عشوانہ فضائل علی

کسی شخص کو عشوان غیر حقیقت کی حقیقت دکھانا ایسے ہے جیسے سحر وجادو یعنی بے فضیلت کو فضیلت مند، محروم کو حامل فضائل پیش کرنا۔ اب یہاں پہلے خود فضیلت کے لغوی معنی بیان کرتے ہیں۔
ا۔ فضائل جمع فضیلت مادہ فضل سے لیا گیا ہے۔ فضل لغت میں زیادہ کو کہتے ہیں یہیں سے بے سود بے فائدہ کو فضول کہتے ہیں لہذا کلمہ فضائل میں بذات خود کوئی خوبی نہیں پائی جاتی ہے۔
۲۔ انسان کے اندر دیگر مخلوقات کی نسبت زیادہ صفات پائی جاتیں

ہیں اس کو فضل کہتے ہیں چنانچہ مرد میں طاقت، قدرت، مزاحمت مقابلہ مشکلات مصائب ومتاعب کی برداشت کی قوت پائی جاتی ہے جبکہ عورتیں اس کے مقابلے میں محروم اور نرم ونازک مزاج کی ہوتی ہیں لیکن ان میں شفقت نرم دلی عطوفت اولاد کی پرورش والی صفات پائی جاتی ہیں جو مردوں میں نہیں پائی جاتیں۔ اللہ سبحانہ نے ہر ایک میں موجود صفت کو فضیلت کہا ہے ﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ﴾ نساء ۳۴

۳۔ فضیلت غیر متعدی ہوتی ہے جو صاحب فضیلت سے تعدی تجاوز، نقل انتقال نہیں کرتی ہے۔ جیسے صفت خوبصورتی دوسرے میں تجاوز نہیں کرتی ہے، ذہین وفطین خوبصورت جالب ہوتا ہے لیکن بدصورت منفور رہوتا ہے لیکن یہ طے ہے کہ کوئی خوبصورت کسی بدصورت پر شریعت میں برتری نہیں رکھتا ہے۔

۴۔ کچھ صفات تعدی تجاوز کرتی ہیں، قابل نقل وانتقال ہوتی ہیں جیسے مال دار، غنی، علم یہ دوسروں پر برتری حاصل کرتا ہے دوسروں میں منتقل ہو جاتا ہے جس میں منتقل ہوتا ہے ان کے پاس یہ ایک حیثیت رکھتا ہے۔

۵۔ فضائل کی قدر و قیمت ہر معاشرے ہر ملک وملت ادیان و مذاہب میں مختلف ہوتی ہے۔ دین اسلام نے فضائل جاہلیت کو مسترد کیا ہے قرآن کریم نے فضائل کے نئے معیارات قائم کیے ہیں۔ لیکن جو فضائل امیر المومنین کے نام سے گھڑے گئے ہیں غیر محسوس طریقے سے برے عزائم پر مبنی ہیں۔ ان فضائل کی اسناد، فاسد ہیں اور ان کے مصادر منابع کے اہداف وغایات علی کا نام لے کر درحقیقت اسلام کو اڑانا تھا لیکن ہمیں اسلام میں اس کی چکائی گئی قیمت کو بھی دیکھنا ہوگا تاکہ ہم بھی کہیں آغانیوں اور مجلسی کی طرح نہ ہو جائیں۔ انہوں نے غث وثمین، صحیح وغلط، معقول وغیر معقول

سب کو جمع کیا ہے جو فضائل نقل کیئے ہیں ان میں کچھ فضائل دو دھاری تلوار کی مانند نقل کیئے ہیں۔علی کی فضیلت کے نام سے اساس اسلام یا خود علی کو نشانہ بنایا ہے،ان کی اساس، اسلام کی تنقیص پر مبنی ہے۔

تمام طرح کے غشوان باطنیہ اوران کے تسلسل کے گھڑے گئے فضائل ومناقب، بے سند ہیں، مخدوش، خلافِ عقل وقرآن وعقل اور خلافِ اسوة محمد ہیں۔ ہر چیز کی صحت وسقم درست نادرست کے اصول واساس ہوتی ہیں۔حضرت علی کے فضائل میں تمیز کیلئے بھی یہی موازین ومقائیس چاہیں حسن وقبح کی شناخت کیلئے میزان قرآن کریم واوسوہ رسول کریم ہے۔

باطنیہ وبناتہا کے خودساختہ فضائل، محض استعارہ وکنایہ ہیں۔علی کے نام سے اسلام، قرآن، محمد، کعبہ، سروران وفدایان محمد کی عیب جوئی اہانت وجسارت کی گئی ہے۔بے فضیلت کوفضیلت میں شمار کر کے علی کے نام کومشکوک و متنازع بلکہ مطعون ومخدوش بنایا گیا ہے۔ان فضائل کے مصداق وہ علی نہیں جسے دنیا جانتی ہے۔ان فضائل کے مصداق کواس دنیا میں کسی جن وبشر نے نہیں دیکھا ہے۔ان فضائل میں سے بعض میں ان کواللہ متعارف کروایا گیا ہے جیسا کہ نصیری، علوی، علبائیہ، نمیری کہتے ہیں۔ان سے منقول فضائل میں علی کومخلوقِ غیر انسان متعارف کروایا گیا ہے۔بعض نے فضیلت علی کے نام سے تنقیص محمد، قرآن، کعبہ، اسلام اور مسلمانوں کونشانہ بنایا ہے۔ان فضائل میں آپ کوکہیں بھی محمدؐ کا پروردہ نہیں بتایا ہے بلکہ برابر محمد یا برتر ازمحمد یا وحدت محمد وعلی بتایا گیا ہے۔بطور چوتھے امیر المومنین کے متعارف نہیں کروایا ہے۔تمام فضائل کوجمع کر کے تجزیہ کر کے کہہ سکتے ہیں انہوں نے علی کے نام سے استعارہ کر کے اسلام سے انتقام لیا ہے اور عزاداری کے نام سے حسین بن علی سے انتقام لیا ہے۔

علی کے فضائل کے نام سے قرآن محمدؐ اور اسلام پر ضربات قاسیہ لگائی

گئی ہیں۔علی سے بعض کے قرائن وشوائد کی تعداد دہائیوں میں نہیں بلکہ ہزاروں میں ہے۔ان تمام فضائل کی اسناد، کتب، راویان مجاہل ومقدوح، مزموم، مردود غلات مردہ یا صوفیان کی شطحات قرآن اور سنت وسیرت محمد سے متصادم ہیں حتی کہ خود امیر المومنین کی اپنی سنت وسیرت سے متصادم پائیں گے۔ان فضائل کو عقلاء عالم کے مسلمات،قرآن کریم اسوۃ حضرت محمد کے سانچہ سے گزرنا ہوگا تو بعض فضائل اسلام افسانہ محمد،افسانہ قرآن، افسانہ اللہ،افسانہ علی پائیں گے۔علی کی الوہیت کے دعوے کے بعد تصور الوہیت افسانہ سازوں کا ایک ہی ہدف ہوتا ہے آیئے دیکھتے ہیں۔

فضائل امیر المومنین علی ابن ابی طالب بہت سے کتب شعر ونثر میں کثرت سے آئے ہیں۔ان فضائل کو بصورت موسوعہ نشر کرنے والوں کے عمل سے ان کی نیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ علی بن ابی طالب سے اخلاص پر مبنی نہیں بلکہ کسی مشن پر عمل پیرا ہیں۔اور انہیں بد نیتی سے جمع کیا گیا ہے۔ جیسے ناجائز و ناروا، غیر اسلامی غیر قرآنی غیر عقلائی چیزوں کو رواج دینا چاہتے تھے۔یا دوسری صورت میں چالیس حدیث یاد کرنے والوں یا اجتہاد کرنے والوں کو آگے لے کر آئیں گے۔فضائل امیر المومنین کو بھی اسی طرح پھیلایا۔محققین کتب ان فضائل پر مشتمل کتابوں کو نا قابل اعتماد گردانتے ہیں۔

۱۔مشارق الانوار رجب برسی

۲۔قضاد تہاعلی تالیف شوستری

۳۔شجرہ طوبی حائری

۴۔مختصر بصائر الدرجات

۵۔حملہ حیدری، منظوم بومان علی سابق مجوسی نے تین ہزار بیت غزوات علی کے بارے میں رقم کیئے ہیں۔نظم حملہ حیدری محمد رفیع بن محمد

مشھدی متوفی ۱۲۴۹ھ متخلص بہ باذل ہے۔ ان میں علی کو ایک محیر العقول، کل کائنات کا متصرف عنوان کیا ہے، بعد میں ان کو احادیث بنایا ہے۔ فضائل و مناقب امیر المومنین علی ابن طالب پر موسوعات آئی ہیں۔ وہ فضائل و مناقب معمہ بنے ہوئے ہیں۔ ان کتب کے مصادر کو ناقدین کتب مثلاً کتاب ریاض العلماء، کشف الظنون، موضوعات آثار ولا خبار وغیرہ نے مشکوک و مخدوش قرار دیا ہے۔ جو نتائج نکلتے ہیں ان میں علی یا اللہ کا دوسرا نام ہے یا افسانوں کے لیے مستعار نام لیا ہے، یا حکمرانوں کے قرب یا جائزہ کثیرہ لینے کیلئے لکھا ہے، اس کی مثال تالیفاتِ اہلسنت ہیں۔

نسائی ابن حدید، صاحب ''صواعق محرقہ'' مسیحوں اور سنیوں کے لکھے گئے فضائل یا تو کسی بھاری اجرت کے تحت لکھے گئے ہیں یا قرب حکمرانان کے لیے لکھے ہیں یا پھر مسلمانوں میں انتشار افتراق یا ایسے معیارات کے تحت لکھے ہیں کہ خود علی یا اصول و معائر قرآن کو مشکوک مخدوش بنانے کے لیے لکھے ہیں۔

فضائل امیر المومنین پر مشتمل کتب اور ان میں مندرجات فضائل کو دیکھنے کے بعد ان کی اسناد متون اور جامعین کو سامنے رکھ کر تجزیہ و تحلیل کریں تو کوئی بھی صاحب عقل و خرد، علم و دانش یہ مطلب با آسانی درک کر سکتا ہے کہ علی ابن ابی طالب بن عبد المطلب بنی ہاشم مسلمانوں کے چوتھے امیر المومنین کو ضرب علی الاسلام کے لیے بطور قوس استعارہ لیا گیا ہے۔ ان فضائل کے تحت کبھی الوہیت رب العالمین، کبھی خاتم النبین، کبھی اسلام، کبھی امت اسلام، کبھی قرآن، کبھی خود ذات علی تو کبھی ان سے پہلے گزرنے والے امیر المومنین کو نشانہ بنایا ہے۔ اس کے قرآئن و شواہد کثیرہ ملتے ہیں۔

۱۔ جس علی کے فضائل پر موسوعات و موضوعات آئی ہیں وہ مسلمانوں کے چوتھے امیر المومنین نہیں تھے۔

۲۔ان فضائل میں کسی قسم کی قابل قدر مسلمات کی کوئی فضیلت نہیں، جبکہ بے فضیلت چیزوں کو فضیلت میں گنا گیا ہے۔

کوئی خبر عصر معاصر کی ہو یا قرون گزشتہ کی تین جہات سے اس پر بحث وتحقیق کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

ا۔اس کا مخبر کون ہے؟ صادق ہے یا کاذب ہے۔

۲۔خبر کا مضمون عقل ونقل سے مطابقت رکھتا ہے یا متصادم ہے۔

۳۔یہ خبر واقعیت خارجی رکھتی ہے یا نہیں۔

کتب رجال میں علی ابن ابی طالب کے نام سے بہت سے نام آئے ہیں، جس سے یہ اسم نکرہ بن گیا ہے۔مسلمانوں میں دو علی کا نام لیتے ہیں لیکن صفات کے حوالے سے چندین علی پائے جاتے ہیں جو کہ جمع ناپذیر ہیں۔

ا۔ایک علی ابن ابی طالب بن عبدمناف بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی وہ ہیں جنہیں پانچ سال کی عمر میں حضرت محمد نے اپنی تربیت میں لیا۔حضرت محمدؐ کے مبعوث برسالت ہونے کے وقت آپ کی عمر دس سال تھی۔آپ خدیجہ کے بعد دوسری شخصیت دعوت محمدؐ قبول کرنے والے تھے۔ان کے جو فضائل کتب میں آئے ہیں، ان کی صحت سقم یا اخلاص یا خیانت پر مبنی ہیں۔

فضائل امیرالمومنین سے متعلق تصنیفات وتالیفات کا استقصاء اور انہیں اکھٹا کریں تو ان میں فضائل اسلام، قرآن محمد حتیٰ خود علی سے دشمنی پائیں گے۔ان میں مذاہب فاسدہ کے عقائد کی معجون پائیں گے۔آپ کے فضائل پر مشتمل کتب کے مولفین سب کے سب مذاہب فاسدہ سے منسوب ہیں۔ان کتب میں ان کے فضائل حقیقت اور واقعیت خارجی عقلی قرآنی سے متصادم پائے جاتے ہیں۔

گویا یہ آج کل کے کسی سروے کی مانند ہے۔ جس کسی نے اکثر و بیشتر برائے تحقیقی جائزہ لینے یا بغض علی میں وجود مبارک علی کو افسانوی، خرافاتی، عنقائی ثابت کرنے کے بعد دین کو خرافات و اختراع بشری بنانے کے لیے ان پڑھ جاہل عوام الناس سے جمع کیا ہے۔ اس سلسلے میں چند نمونے پیش کرتے ہیں۔ فضائل امیر المومنین علی ابن ابی طالب ان چند حقائق سے خارج نہیں ہونا چاہیے۔

۱۔ آپ فرزند ابو طالب یعنی عبد مناف بن عبد المطلب تھے۔ آپ کے والد اور دادا کا سلسلہ نسب قصی بن کلاب سے ملتا ہے اور وہ اسماعیل بن ابراہیم سے ملتے ہیں۔

۲۔ آپ نبی کریم کے پروردہ تھے۔ آپ والد حضرت حسنین شوہر فاطمہ زہرا تھے۔

۳۔ آپ چوتھے امیر المومنین تھے۔ کلمہ ''امیر المومنین'' کوئی صفت نہیں فضیلت بھی نہیں بلکہ ایک منصب کا نام ہے جو اس سے پہلے متعارف نہیں تھا۔ یہ لقب عمر بن خطاب کے دور سے شروع ہوا کیونکہ عمر بن خطاب خلیفہ رسول اللہ نہیں تھے۔ آپ ابو بکر کے بعد ان کی طرف سے نامزد تھے تو انہیں خلیفہ رسول اللہ کہنا پڑتا تھا۔ ایک عرب نے دربار میں آکر آپ کو سلام علیکم یا امیر المومنین کہا تو عمر حیران ہو گئے۔ پوچھا کہ تم نے یہ کہاں سے بنایا؟ ہے اس نے کہا آپ ہمارے امیر ہیں یا نہیں؟ کہا ہاں ہوں۔ کیا ہم مومنین ہیں یا نہیں؟ کہا ہاں تو پھر اس میں اشکال کہاں سے آیا ہے؟ لہٰذا علی بن ابی طالب انسان تھے انسانوں کا سلسلہ نسب آدم صفی اللہ سے ملتا ہے۔ آدم مٹی سے خلق ہوئے نور سے نہیں۔ آپ قبل از آدم نہیں تھے۔ آپ نسل آدم سے آخری پیغمبرؐ کی بعثت سے دس سال پہلے پیدا ہوئے تھے۔

فضائل امیر المومنین علی ابن ابی طالب کے بارے میں تالیفات و

تصنیفات کا ایک سرسری سطحی جائزہ لیں تو اندازہ ہوگا یہ لوگ علی کو کس قسم کا، کس نوع کا مانتے ہیں؟ نیز ان کے اہداف وغایات کیا ہیں؟ اس لیے پہلے مرحلے میں فضائل امیر المومنین پر لکھی گئی تصنیفات کے عناوین دیکھتے ہیں۔ یہاں دوصفات کے حامل علی ابن ابی طالب پائے جاتے ہیں۔ ایک نصیری، نمیری، علبائیہ، کاملیہ، سبائیہ، کیسانیہ والوں کے علی ہیں۔ وہ انسان نہیں وہ پیدا نہیں ہوئے پہلے سے تھے، قدیم تھے تاریخ سے بھی قدیم کائنات سے بھی پہلے تھے وغیرہ۔

کتب فضائل علی بن ابی طالب پر لکھے گئے فضائل کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

۱۔ فضائل متفرقات جس میں ہر فضیلت اپنی جگہ منفرد ہے اور اس کا دوسرے سے ربط نہیں۔

۲۔ دوسرا حصہ فضائل علی کے مرکزی محوری فضائل کہہ سکتے ہیں جن میں وہ علوم غیر محدود کے حامل ہیں۔ پہلے ان متفرقات کو پیش کرتے ہیں۔

۳۔ علی اور محمدؐ خلقت کائنات سے پہلے تھے، اس کے لئے احادیث گھڑی گئیں کہ آپ خلقت عالم سے ہزار رہا سال پہلے تھے۔ یعنی علی موجود حادث نہیں بلکہ علی قدیم ہیں۔ حضرت محمد اور علی دونوں نور سے خلق ہوئے ہیں۔

۴۔ یہ دونوں ایک نور کی شکل وصورت میں تھے۔ نور مولود مادہ ہے، مادہ کے اصطکاک سے نور نکلتا ہے، قبل خلقت کائنات، نور نہیں تھا۔ یہاں کبھی علی کو محمد کے برابر یا علی کو برتر از محمد پیش کیا گیا ہے۔

۵۔ علی خود اللہ ہے، اللہ علی ہے۔ ان چار متضاد مظاہر کو پیش کرنے میں آپ شیعہ وسنی دونوں کو متعاون متناصر اور مشترکہ پائیں گے۔

۱۔ قال رسول الله انا من علی بمنزلة راسی من

الجسد،هو امنى و انا منه، انسان کے جسم میں موجود اعضاء میں سر اہم ترین اہمیت کا حامل ہے۔اعضاء رئیسہ میں سر کاٹنے کے بعد انسان کا خاتمہ ہوتا ہے۔عظمت انسان، سر سے ہوتی ہے۔یہی عقیدہ علبائیہ ہے کہ علی برتر از محمد ہے۔

فضائل علی ابن ابی طالب میں سے ایک یہ ہے کہ آپکی شان میں غلو نہیں ہوسکتا، کیونکہ غلو کی تعریف میں آیا ہے حد سے تجاوز کرنا، جب محدود نہیں تو کیسے غلو ہوگا؟ یعنی علی موجود غیر محدود ہے،موجود غیر محدود صرف اللہ ۔یہ صفات آپ کی شان میں سنی و شیعہ دونوں نے گھڑی ہیں۔علی کی یہ شان عقل قرآن سے متصادم ہے۔علی کے بیان کیئے گئے فضائل کسی دلیل و برہان کے تحت نہیں آتے۔یہ خوف و ہراس، جبری تشدد اور اجتماعی دباؤ سے منوائے جاتے ہیں۔اور اگر کوئی ان کا انکار کردے تو اس کی سزا مانند مرتد ہو گی۔اس کی جان و مال دوسرں کے لئے حلال تصور کیا جائے گا۔اس کے بارے میں چند شواہد ملتے ہیں۔آج سے دس بارہ سال پہلے لاہور میں ایک مجلس عزاء میں آغائے حافظ ریاض نے اپنے خطاب میں کہا ہمارے مولا علی، اوالعزم انبیاء، نوح، ابراھیم، موسی، وعیسیٰ کی مشکلات میں ناصرو مددگار تھے۔اس مجلس میں سے ایک شیعہ دانشور بیٹھے ہوئے تھے اس نے اجازت لیکر سوال کیا قبلہ حضرت علی اس وقت نہیں تھے تو آپ نے انبیاء کے مدد کیسے کی؟ قبلہ نے پوچھا آپ سنی ہیں تو سائل نے کہا نہیں میں شیعہ ہوں تو قبلہ نے کہا اگر اس فضیلت کو نہیں مانتے تو آپ شیعہ نہیں ہیں۔

فضائل علی میں کثرت صوم وصلاۃ

کتاب موسوعۃ امام علی تالیف محمد رای شہری ج ۹ ص ۲۰۳ نقل از امام صادق۔آپ نے فرمایا **''فی کل یوم و لیلة الف رکعة''**

ا۔ایک ہزار رکعت ہے۔ایک رکعت کے لیے شرائط مذکور میں کتنا وقت درکار ہوگا؟

۲۔تمام صلاۃ نوافل جو کتب میں آئے ہیں سوائے نوافل نماز شب جو قرآن میں آئے ہیں، باقیوں کی اسناد نہیں ہیں۔مصادر قرآنی اسوہ محمدؐ کیا تھا؟اسے واضح کرنا ہوگا اوراس کی اسناد دینا ہونگی۔نبی کریم کے ایسے عمل کیلئے کوئی بھی اسناد نہیں آئی ہیں۔

۳۔صاحب ریاست امور مسلمین کے لئے، مسلمین کے امور سے افضل کوئی عمل نہیں۔

۴۔سوال ہے کہ کیا رسول اللہ بھی ہزار رکعت پڑھتے تھے؟

۵۔علی برتر از محمدؐ ہے۔جنگ خندق کے موقع پر علی جب عمر بن عدود کے مقابلے میں گئے تو پیغمبر نے فرمایا آج ایمان کل کفر کل کے مقابل میں گیا ہے۔یہاں یہ جملہ خلاف واقع ہے کیونکہ اس وقت ایمان کل خود رسول اللہ تھے، مشرکین میں کفر کل ابوسفیان تھے۔یہاں بھی علی کو برتر از محمد بتانے کے لیے کہا ہے۔

۶۔جنگ خیبر میں کہتے ہیں پہلے دن ابوبکر کو، دوسرے دن عمر کو بھیجا دونوں واپس آئے تیسرے دن علی کو بھیجا تو پیغمبر نے فرمایا کل یہ پرچم اس شخص کو دوں گا جو مرد کرار ہوگا فرار نہ ہوگا۔یہ ایک قسم کا طنز، تنقیص شان ابو بکر وعمر ہے ابوبکر عمر دونوں عمر رسیدہ تھے وہ تاریخ میں جنگجو نہیں تھے۔وہ ہر جنگ میں پیغمبر کی محافظت میں ہوتے تھے،ان کا جنگ میں ہونا ہی کافی تھا۔

۷۔علی کا شب ہجرت نبی کریم کے بستر پر سونا ہے۔علی کو نبی کریم نے باہر سے بلا کر یہاں سونے کے لیے نہیں بلایا ہے اور نہ یہ کہا ہے کہ آپ میری جگہ قتل ہو جائیں۔علی قتل ہونے کے لیے یہاں نہیں سوئے تھے نہ رسول اللہ اس کے لیے علی کو یہاں سونے کا کہہ سکتے تھے۔انسان اپنی جان بچانے کے

لیے کسی اور سے ہر قسم کی مدد لے سکتا ہے۔ لیکن یہ نہیں کہہ سکتا میری جان بچانے کے لیے آپ جان دیں۔ علی رسول کے پروردہ تھے، ابن عم ہیں نبی کی ناموس یہاں ہے۔ نبی کے پاس لوگوں کی امانتیں تھیں اس کو صاحبان تک پہنچانا تھا اس کو نظر انداز کر کے محض سونے کے معاملے کو اٹھایا ہے۔

جواد مغنیہ نے جود علی میں سب سے پہلے ان کے ہجرت کے وقت رسول اللہ کے بستر پر سونے کو قرار دیا ہے کہ علی نے جان کی بازی لگائی ہے۔ یہ نتیجہ اپنی جگہ غلط ہے کیونکہ اپنے کو بچانے کے لئے غیر کی جان دینا، منطقی عقلی وشرعی نہیں ہے۔ اپنی جگہ کسی دوسرے کو خطرے میں ڈال کو خود کو بچانے کی منطق کوئی بھی قبول نہیں کرتا۔ نبی کریم ایسا فعل کیسے کر سکتے تھے؟ نبی کریم نے علی کو اپنے گھر میں اپنا جانشین بنایا تا کہ اپنے اہل بیت کو بعد میں مدینہ لائیں نیز آپ کے پاس موجود امانتوں کو ان کے مالکان تک پہنچانا تھا۔

۸۔ علی ابن ابی طالب کو امت مسلمہ چوتھے امیر المومنین کے نام سے جانتی ہے۔ آپ کو خلیفہ بلا فصل کہہ کر خطاب کرنا گویا امت مسلمہ سے اعلان بغاوت اور علیحدگی کے مترادف ہوگا، یہاں مضمون خبر واقعیت خارجی کے خلاف ہے۔

۹۔ علی کو کبھی خلیفہ بلافصل کبھی وصی رسول اللہ کہہ کر پکارتے ہیں۔ سوائے فرقہ علبائیہ کے جن کا عقیدہ ہے علی نے محمد کو خلق کیا، یہ فرقہ علی کو نبی یا برتر از محمد مانتا ہے۔ جب آپ منتخبِ رسول اللہ کہیں گے تو یہ قرآن کریم کے خلاف ہوگا۔ قرآن میں تکرار سے آیا ہے کہ آپ ہمارے وکیل نہیں نساء ۶۷ یہ اختیار کسی کو نہیں دیا ہے کہ حجت اللہ بنائیں نساء۔۱۶۵۔

۱۰۔ علی خلقت کائنات سے پہلے تھے، علی اس کائنات کا جز ہیں تو وہ کائنات سے پہلے کیسے ہو سکتے ہیں؟ یہ بات بلا دلیل بے سند کے علاوہ محال ہے۔

۱۱۔علی اور محمد ایک نور ہیں نور مادہ سے نکلتا ہے جبکہ علی و محمد مٹی سے خلق ہوئے ہیں۔

۱۲۔کہتے ہیں کہ باطن میں علی ہی خلیفہ تھے۔ بھلا ایسی صورت میں ابو بکر و عمر کیسے غاصب ہو گئے؟ انہوں نے کیا چھینا ہے؟ کیوں انہیں غاصب کہتے ہیں؟

۱۳۔علی سے کوئی چیز مخفی نہیں، علی علام الغیوب ہیں، علی علوم اولین و اخرین جانتے تھے۔ یہ ان آیات کے خلاف ہے کہ حضرت محمدؐ بہت سی چیزیں نہیں جانتے تھے۔ جب رسول اللہ علم غیب نہیں جانتے تھے تو علی کو کہاں سے علم ہوا۔ وہ تو اپنا قاتل نہیں جانتے تھے۔

۱۴۔علی تصرف کل کائنات رکھتے تھے۔لیکن قرآن میں ہے کہ غیر اللہ مکھی بھی خلق نہیں کر سکتا ہے۔

جود وسخا امیر المومنین

ایسی جود و سخا قرآن وسنت و سیرت رسول اللہ کے خلاف ہے۔

۱۔بعض کے فضائل راوی قمبر نامی غلام سے مروی ہیں۔ایسے غلام کی تاریخ کتب رجال میں مشکوک مخدوش ملتی ہیں، جس طرح فضہ خادمہ کا نام ہے۔

۲۔اپنے بھائی عقیل کے ساتھ قصہ بیان کیا ہے۔

۳۔نہج البلاغہ میں آیا ہے **لو كا ن مال لی لسويت بينهم فكيف و المال مال الله نهج البلاغه طلحه و زبير فی المسلمين** ہے۔

فضائل امیر المومنین میں شعر وشعراء

شعر ورثہ جاہلیت ہے اشراف عرب اس سے نفرت کرتے تھے، شعر

گوئی کو دیوانگی وجنون گردانتے تھے لہٰذا انہوں نے حضرت محمدؐ کو شاعر کہا۔ اگر شعر گوئی میں کوئی فضیلت ہوتی تو مشرکین محمدؐ کو شاعر نہیں کہتے۔ سورہ یس ۶۰ ہمارے نبی کو شعر گوئی زیب نہیں دیتی۔ یہ تہمت لگائی کہ قرآن شعر ہے۔ چونکہ شعر بذات گمراہ حقیقت سے عاری ہوتے تھے اس لئے اللہ نے اپنی کتاب اور دین دونوں سے شعر کو نفی کی ہے۔ قرآن نے شعر و شعراء کو مذموم مدحور کہا لیکن انھوں نے اسے علی کے فضائل میں گردانا ہے۔ کتاب موسوعۃ امام علی تالیف محمد رای شہری ج ا ص ۸ پر لکھتے ہیں، قرآن اول اسلام میں جس وقت شعر دفن ہو چکے تھے۔ جنہوں نے علی کی شان مین شعر انشاء کیئے ان کے نام ہیں:

۱۔کعب بن زھیر ۲۔بشر بن منقذ عبدی ۳۔حسان بن ثابت
۴۔محمد حمیری ۵۔کمیت بن زید اسدی ۶۔سید حمیری
۷۔دعبل خزاعی ۸۔ابن رومی ۹۔المتنبی
۱۰۔ابوفراس حمدانی ۱۱۔حاطب بن عباد ۱۲۔مھیار ویلمی
۱۳۔ابن ابی الحدید ۱۴۔ ابومحمد منصور باللہ زیدی
۱۵۔شیخ رجب برسی حلی نویں۔۱۶۔شیخ احمد حسائی ۱۷۔ حرعاملی

ان تمام شعراء کے اہداف و مقاصد اور شخصیات مشکوک ہیں۔ قرآن و اسلام کے مقابل ان کا مردود شاعری سے شغف اور لگاؤ، شاعری کے حوالے سے ان کا غرور، تکبر، طمع روزگاران کی شناخت رہی ہے۔

موسوعہ امام علی ابن ابی طالب تالیف رای شہری ج ۱۰ ص ۲۸۹

انسان اس کو خیر و شر دونوں میں استعمال کر سکتا ہے۔ مردان خدا بہت شعر استعمال کرتے تھے لیکن اختلاف ہے کہ خود شعر انشاء کرتے تھے اور نقد بھی کرتے تھے۔ ابوبکر عمر شعر انشاء کرتے تھے، علی شعر کہتے تھے اور تعلیم

شعر کی رغبت بھی دلاتے تھے۔ رائے شہری لکھتے ہیں جاحظ اور مازئی میں اختلاف ہے علی نے شعر انشاء کیئے ہیں یا نہیں؟ لیکن حضرت علی سے شعر گوئی نسبت دینے والوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ فضائل امیر المومنین کے قائلین کے عزائم برے تھے۔ علامہ مجلسی نے لکھا ہے جو دیوان علی سے منسوب ہے یہ سب علی کا ہونا مشکل ہے لیکن اصل دیوان علی کا ہونا ثابت ہے۔ رای شہری نے مجلسی کو محقق قرار دیا ہے حالانکہ وہ صحیح سقم بلا تمیز جمع کرنے والے تھے۔ آغائے مجلسی کا اشعار منسوب بہ امیر المومنین کے بارے میں فتویٰ احتیاط آپ کی اصول کافی کی روایات کے بارے میں قضاوت جیسا ہے لیکن اپنی بحار کو بھول گئے۔ یہاں بھی ایسا ہے آپ نے علی کو شاعر ثابت کرنا تھا لہٰذا پورا دیوان علی کا نہیں کہا البتہ علی کا شاعر ہونا ثابت کیا۔ امام خمینی شاعر تھے، دیوان رکھتے تھے تو کیوں اپنی دوران رہبری اجتماعات میں عوام کو متاثر کرنے کے لیے شعر نہیں سنائے۔ امیر المومنین کی طرف منسوب دیوان میں رفع اختلاف دور کرنے کے لئے کچھ حصے کو رد کیا اور باقی کی اصل دیوان سے توثیق کی۔ امیر المومنین کی زندگی کے کئی واقعات اور دیگر شواہد و قرائن سے اس بات کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اگر انہیں شعر و شاعری سے لگاؤ تھا یا نہیں۔ وفات ابوطالب کے موقع پر نبی پر کیا گزری؟ رحلت فاطمہ، رحلت پیغمبر، خوشی کے ایام، فتح بدر، فتح مکہ، فتح خیبر گزرے۔ ان جنگوں میں سے کسی بھی جنگ میں آپ نے اشعار نہیں کہے۔ فضائل مزعوم امیر المومنین علی ابن طالب میں سے ایک آپ کا خود شاعر اور شعراء کے اشعار کا عنوان ہونا ہے۔

۱۔ شعر خود شعراء کے نزدیک کذب تخیلات وہمات ہوتا ہے۔
۲۔ شاعر جن زدہ مجنون ہے۔
۳۔ شاعر طابع حقائق نہیں ملمع سجع و قافیہ ہے۔

۴۔ ہمارے نبی شاعر نہیں تھے، شعرا نکے لئے زیب نہیں ہے یسین ۶۹

۵۔ قرآن میں شعراء کو تابع غاون کہا گیا ہے۔

۶۔ نبی کریم نے علی کو شعر کہنے کی اجازت نہیں دی۔

۷۔ شعراء میں حسان بن ثابت، کمیت اسدی، سید حمیری، دعبل خزاعی، ابولوس، ابوفراس، متنبّی ابومحتری متنبّی، انیس، دبیر، اقبال، بواعباس سب گمراہ وفاسد تھے۔ ان کے اشعار میں کفریات، لغویات، انحرفات خود اپنے مخالفین کی ہجویات یا فضائل خود ساختہ ضد قرآن پر مشتمل پائیں گے۔

قرآن اور محمدؐ ضد شعر و شعراء ہیں امت مسلمہ کی بربادی شاعروں کے اشعار سے ملتی ہے۔ تاریخ اسلام میں انحرفات کا سرا شعراء سے ملتا ہے۔ شعرا و غاو کا مطلب کیا ہے؟ خود شعراء، غاو یا شعراء کیوں غاو ہے؟ اگر شعراء شعر کی وجہ سے غاوٗ ہیں یا کسی اور عمل کی وجہ سے غاوٗ ہیں شعراء غاوٗ تاریخ میں تمدن اسلام سے ابھی تک شعراء غاوٗ کو جمع کریں گے تو مومنین کی تعداد زیادہ ہو مستثنیٰ مستثنیٰ منہ سے زیادہ ہونا باطل ہے۔

فضائل امیر المومنین علی میں شاعری

آپ کے فضائل میں سے ایک یہ ہے کہ آپ شاعر تھے شعر کہتے تھے۔ اس بات کا قوی احتمال موجود ہے کہ ہزار سال سے زائد عرصہ قبل گزرنے والے قصے کہانیوں میں جھوٹ اور سچ کی آمیزش موجود ہے۔ دونوں طرف تحقیق کرنا ہوگی کیونکہ ان میں صادق و کاذب، مومن و فاسق دونوں ہوتے ہیں لہٰذا اس پر مختلف زاویوں سے بحث کرنے کی ضرورت ہے۔ پہلا مرحلہ شعر کی تعریف کا ہے کہ آیا شعر گوئی بذات خود کوئی فضیلت رکھتی ہے یا نہیں؟ نیک صفات، پابند شریعت و قرآن اور اسوہ محمد کی تاسی

کرنے والوں کو زیب نہیں دیتا کہ یوں اگر اس فضیلت کے ہونے کا جواب مثبت کی جگہ نفی میں آ جائے تو یہ موضوع خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔ شعر کی تعریف میں خود شعراء نے کہا ''احلا شعر الکذبہ'' پسندیدہ ترین شعر وہ ہے جس میں جھوٹ زیادہ ہو۔ بہترین اشعار زیادہ جھوٹ والے ہوتے ہیں۔ عربوں کے دور جاہلیت میں بڑے معروف مشہور خاندان والے اس سے گریز واجتناب کرتے تھے، عیب سمجھتے تھے۔ چنانچہ امراء القیس کے والد نے امراء القیس کو شعر گوئی کی وجہ سے گھر سے نکال دیا۔ قرآن میں شعر و شعراء کی بہت مذمت آئی ہے، قرآن نے اس کو غاوین کہا۔ نبی کریم کے لیے غیر موزوں کہا، نبی کریم نے علی کو شعر کہنے کی اجازت نہیں دی۔ لیکن فضائل علی پر موسوعات لکھنے والوں نے شعر گوئی کو علی کے فضائل میں گنا ہے کہتے ہیں کہ اشعار انسانی معارف میں بڑا مقام رکھتے ہیں۔ شعر کی صورت میں اپنے افکار و نظریات کو دوسروں تک پہنچانا بہت آسان ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ مضامین معنی کے حوالے شعر بھی دیگر آلات وسائل کی مانند ہے۔ لیکن طلوع اسلام سے پہلے کے دور کو قرآن نے جاھلیت اولی کا دور کہا ہے یعنی جہاں حقائق متروک، مذموم ورذائل کا دور دورہ تھا۔ بطور مثال دور جاھلیت میں سب سے زیادہ جس چیز کو زیادہ رواج ملا وہ اشعار گوئی تھا۔ جس میں لوگوں کے معائب برائیاں بیان کرتے تھے۔ بعض کی مدح تملق کرتے تھے اور اسے سب سے بڑا مایہ افتخار سمجھا جاتا تھا۔ قرآن نے شعر و شعراء کی آخری حد تک مذمت کی ہے۔ شعر و شعراء پچاس سال ساٹھ سال تک قبرستان میں مدفون رہے۔ اسلام نے معاشرہ اسلام کے فضائل ورزائل کو الٹ پلٹ کیا۔ دور جاھلیت میں شعر کو جن زاد، کاہن، افسانہ گو، اور اساطیر نویس استعمال کرتے تھے۔ سب سے جاھل، احمق زداوں، غیر ممیّز کی سرزنش کے لئے استعمال کرتے تھے۔ ان کے نزدیک جاھل وعالم کا کوئی امتیاز نہیں تھا۔ غرض

قرآن نے جاھلیت کے فضائل ورزائل کو گردانا ہے اور نئے فضائل کا اعلان کیا۔ حضرت علی امیر المومنین چہارم کو کذب صریح حقیقت اور واقعیت کے خلاف امیر المومنین اول ثابت کرنے ، جانباز سرفروشان جان، فروشان مرادان اولین جن کے حق کا قرآن ثنا گویا ہے اُن کو مطعون کرنے کی غرض سے اور جاھلیت اولٰی کے فضائل نشر کرنے کے لیے موسوعات لکھی ہیں۔

دوسری فضیلت یہ کہ آپ علوم غیر محدود کے حامل تھے۔ اپنی مرکزی حیثیت میں آپ علوم کثیرہ جانتے تھے۔ چنانچہ آپ کی سیرت پر لکھی گئی کتب میں سے موسوعہ سلونی تالیف برداران محمد رضا حکیمی ، دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ دوسری موسوعہ امام علی ابن ابی طالب تالیف رئے شہری ہیں۔ ان دونوں موسوعات کے علاوہ سیرت امیر المومنین پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن میں نے تعداد شمار نہیں کی ہے۔

تاریخ اسلام میں حضرت محمدؐ کے نزدیک قریب ترین، عزیز ترین شخصیت علی کو گردانا جاتا ہے۔ آپ بھی باطنیہ کے عزائم ومنویات خسیسہ سے نہیں بچ سکے۔ بنام علم تمام نامعقولات، نامشروعات کے مجموعے کو آپ کے لئے موسوعات بنایا گیا، ان کو علام الغیوب بنایا ہے۔ یہ عقل کہتی ہے، وحی کہتی ہے یا شیطان کہتا ہے؟ استناد کریں آیت ﴿هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ زمر:۹﴾ اللہ نے اپنے نزدیک انسانوں میں فرق واضح کیا ہے کہ جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر نہیں ہو سکتے۔ جتنے بھی علوم علیؑ سے نسبت دیئے گئے ہیں وہ علم پرستوں نے دین پر علم کی برتری ثابت کرنے کیلئے گھڑے ہیں۔ قرآن میں جگہ جگہ اللہ نے نبی کریم سے خطاب فرمایا ’’آپ کو دیا گیا علم قلیل ہے، آپ لوگوں سے کہہ دیں کہ میں علم غیب نہیں جانتا ہوں، غیب صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ لیکن یہاں جو منہ پہ آئے چاہے خلاف قرآن ہی کیوں نہ ہو، عقل کے خلاف ہی

کیوں نہ ہو؟ چاہے تجربات مشاہدات کے خلاف ہی کیوں نہ ہو؟ علی کو ایسی شخصیت موہومی پیش کریں گے تاکہ آپ کی شخصیت واقعی، حقیقی، اسلامی کو افسانوی شخصیت بنایا جائے۔ حضرت علی کے پاس یہ علوم کیسے کہاں سے آئے تھے؟ آپ نے کس سے لیے تھے؟ علم استاد سے حاصل ہوتا ہے، کتب پڑھنے سے آتا ہے یا وحی سے آتا ہے۔ کیا علی کو وحی سے یہ علوم ملے تھے یا محمدؐ سے سیکھتے تھے؟ تمام مفروضے باطل ہیں۔ آپ کے پاس جو علوم تھے آسمان پر اڑ گئے یا زمین نے پی لیے یا دنیا میں علم، علی کے نام سے متعارف نہیں ہوا۔ باطنیہ نے تخریب دین کا عزم وارادہ کرنے کے بعد ایک جائزہ عمومی کا اعلان کیا ہے، جس طرح حدیث سازوں نے کیا تھا جو بھی منہ میں آئے بولیں۔ حضرت علی کو مبتکر علوم وفنون بنانے اور ابو ہریرہ اور عبداللہ بن عمر اور عائشہ، جابر بن عبداللہ اور محمد اصحاب امام صادق کو حافظ، یاران محمد گردانںے والے سب ایک کارخانے کے انتاج ہیں۔ کیا آپ کی اس درسگاہ میں علی کی شخصیت پر حقائق کے آئینے میں کوئی پایان نامہ آیا ہے؟ جو کچھ حضرت علی کی شخصیت پر لکھی گئی موسوعات کا سراسابقہ غالیوں، حدیث واشعار پرستوں، بوامان علی مجوسی اور باذلی بواشاہ عباس مشنری سے ملتا ہے۔ جس طرح کلیسا کا مذہب جہاں برگشت ہوا ہے۔ آغائے رائے شہری کی موسوعہ کے مصادر بھی انہی کی طرف برگشت کرتے ہیں ''انا و علی من نور واحد'' ''انا مدینة العلم و علی بابها'' رے شہری نے امام علی کے نام سے بارہ جلد کتب پیش کی ہیں لیکن سب جعلیات جمع کیں ہیں۔ آپ کی تاریخ کے قیل وقال کو رسول اللہ سے منسوب کرکے، رسول اللہ پر افتراء باندھنا، ان کا جواب قیامت کے دن دینا ہوگا۔ حسن ابطحی، رے شہری، مجلسی جس کسی نے اسلام کے راستے میں کوڑے پھینکے ہیں قیامت کے دن ان کے بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔ قیامت کے دن رسول اللہ اور علی

درگاہ رب العزت میں ان کے خصیم ہوں گے۔علی ہر قسم کی دنیا داری سے گریز کرتے تھے، لیکن انہوں نے اپنی دنیا بنانے کے لیے علماء کے نام کو استعمال کیا۔ان کا مقصد دین کی طرف متوجہ ہونے کے تمام راستے بند کرنا اور ضد دین اعمال وافکار کو کل دین ہونے کا چرچا کرنا ہے۔اس کی واضح روشن نا قابل تردید مثال، مظاہر عزاداری امام حسین ہیں۔امت مسلمہ متفق ہے کہ قیام امام حسین اپنی جگہ موازین شریعت کے مطابق تھا۔یزید نے جنایت کی تھی۔آپ کے قیام کو زندہ تابندہ رکھنے کے لئے قرآن میں موجود حکم امر بمعروف ونہی از منکر کے ذریعے ثابت ہے کہ امام حسین حق بجانب اور یزید نے جنایت کا ارتکاب کیا تھا۔

فضائل علی ابن ابی طالب کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ایک فضائل متفرقات جس میں ہر ایک فضیلت اپنی جگہ منفرد دیگر فضائل سے مختلف ہے۔دوسرا حصہ ایک موضوع کی طرف برگشت کرتا ہے کہ آپ غیر محدود علم رکھتے تھے۔

فضائل امیر المومنین کی تقسیم بندی کرنا ہوگی اس کی اقسام مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔کیا یہ فضائل واقعیت وحقیقت رکھتے تھے یا وہمیات ہیں؟علم دو قسم کے ہیں علوم دنیوی، علوم دینی۔علوم دنیوی کی کوئی فضیلت نہیں،اس کے حامل کی فضیلت برتری اسی پر ہوگی جس نے اس کے علم سے استفادہ کیا، مستفیض ہوا ہو۔علوم دنیوی متاع بازار ہیں۔دنیوی علوم میں جو جتنی محنت کرے گا، اتنا ہی اس کا پھل پائے گا اور آج تک نہیں سنا گیا کہ کسی نے اپنے علم کو مفت میں پھیلایا ہو۔جبکہ علوم دینی جس کی اجرت حقیر قلیل بھی حرام ہے آیات ''لا اسئلکم'' اس کی دلیل ہیں۔

۲۔علم کے معنی کسی چیز سے آگاہ ہونا ہے۔ہر علم بذات خود کوئی فضیلت نہیں رکھتا۔اس کے اغراض ومقاصد میں افادیت ہوتی ہے۔

۳۔فضائل امیر المومنین میں سے ہے کہ آپ گزشتہ وآئندہ کے حالات جانتے تھے یہ قرآن کے خلاف ہے ۔اللہ نے فرمایا آپ کہہ دیں میں علم غیب نہیں جانتا، نفع ونقصان کا مالک نہیں ۔ جو بات پیغمبر کے لیے نفی ہے وہ علی کے لیے کیسے منسوب ہے؟ تمام انبیاء کے علوم،علوم دینی تک محدود تھے،ہر نبی کے بارے میں آیا ہے کہ وہ آپ نہیں جانتے تھے۔

علم حاصل کرنے کے تین طریقے ہیں ۔ا کتاب،۲۔شاگردی، ۳۔وحی۔

''اے پیغمبر یہ غیب کی خبریں ہیں جن کی وحی ہم آپ کی طرف کررہے ہیں اور آپ نہیں تھے جب وہ قرعہ ڈال رہے تھے کہ مریم کی کفالت کون کرے گا اور آپ ان کے پاس نہیں تھے جب وہ اس موضوع پر جھگڑا کررہے تھے'' (العمران ۴۴)

''خدا صاحبان ایمان کو ان ہی حالات میں نہیں چھوڑ سکتا جب تک خبیث اور طیّب کو الگ الگ نہ کردے اور وہ تم کو غیب پر مطلع بھی نہیں کرنا چاہتا ہے ہاں اپنے نمائندوں میں سے کچھ لوگوں کو اس کام کے لئے منتخب کرلیتا ہے لہٰذا تم خدا اور رسول پر ایمان رکھو اور اگر ایمان وتقوٰی اختیار کرو گے تو تمہارے لئے اجر عظیم ہے'' (۱۷۹) العمران

''جس دن خدا تمام مرسلین کو جمع کرکے سوال کرے گا کہ تمہیں قوم کی طرف سے تبلیغ کا کیا جواب ملا تو وہ کہیں گے کہ ہم کیا بتائیں تو خود غیب کا جاننے والا ہے'' (مائدہ ۱۰۹)

۴۔علوم دنیاوی سائنسی،فلکیاتی،طبیعاتی کی کوئی فضیلت ہے؟ یا ان کے فوائد اور مقاصد ہیں؟ اس کا علی کے ساتھ کیا تعلق ہے اس کی تحقیق ہونی چاہیے۔ان علوم کو اس ہستی سے کیوں منسوب کیا گیا ہے؟ اس کے کیا مقاصد ہیں؟

﴿وَ ما أُوتیتُم مِنَ العِلمِ إلاَّ قَلیلاً . اسراء . ۸۵﴾ امیر المومنین علی ابن ابی طالب کے فضائل سازوں نے سب سے اہم فضیلت علم کو گردانا ہے۔ وہ علم کان ما یکون، اولین وآخرین، آسمان وزمین جانتے تھے۔ ہر وہ خبر آگاہی اس کے صحیح اور غلط کی ایک کسوٹی ہوتی ہے ورنہ انسان کو پتا نہیں چلے گا کہ غلط ہے یا صحیح ہے۔ چنانچہ اسے کسوٹی سے گزارنا ہوگا۔ ہم نے اپنی عمر میں دو چیزوں کی بہت فضیلت سنی ہے، ان پر لکھی کتابیں بھی پڑھیں۔ باطنیہ اور اہل مغرب اور جاہل عوام اس تسلسل میں علماء کے کہے پر چلتے ہیں، اس سلسلے میں حد سے زیادہ احادیث پیغمبر اور احادیث آئمہ نقل کی جاتی ہیں، تاکہ کسی کو شک وتردد نہ رہے اور یہ مسلمات بن جائے۔ کیونکہ کہتے ہیں دنیا میں مسلمات چیزوں کا انکار نہیں کرسکتے اس لئے علم کے فضائل بنائے ہیں۔ احادیث جانچنے والوں نے علم کے فضائل کے بارے میں بہت زیادہ روایات جمع کی ہیں۔ مجامع روائی میں مندرج احادیث پر تحقیق کرنے والوں نے اس پر کتابیں لکھی ہیں ان میں سے ایک ان آیات سے متصادم ہے جو نبی کریم سے نفی علم غیب ہے۔ سبط ابن جوزی نے دو جلد کتاب موضوعات کے نام سے لکھی ہے۔ موضوعات یعنی جعلی خود ساختہ، علم کے بارے میں جو فضائل ہیں وہ خود ساختہ ہیں ہر حدیث کے جانچنے کا ایک ذریعہ کہ یہ حدیث کب بنی ہے؟ مثلاً میری امت کے بہتر فرقے ہوں گے، قدریہ پر لعنت ہوگی، یا علی کے نام سے دو گروہ جہنم میں جائیں گے ایک محبّ مفرط اور دوسرا مبغض مفرط۔ یہ ساری پیشنگوئیاں ہیں کہ پیغمبر علم غیب نہیں جانتا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی فائدہ ہے، جب اس کی ضرورت پر عمل ہی نہ کرسکیں۔ علم کی جو فضیلت امیر المومنین کی شان میں جعل کی گئی ہے۔ وہ دو گروہ ہیں جن میں ایک فرقہ باطنیہ ہے جس نے دین کے مقابلے میں علم کو فضیلت دی ہے۔ اخوان الصفا جو کہ باطنیہ کی وزارت اطلاعات تھی، اس

نے چوتھی صدی کے آغاز میں کہا کہ ہم دین کو علم وفلسفے سے دھولیں گے۔
دوسرے علم کو اٹھانے والے اہل مغرب ہیں۔اٹھارہویں صدی کے بعد
انیسویں صدی میں مغرب نے ایک مہم چلائی ''علم دین پر جیت گیا ہے''
یہاں سے وقت حالات کے تناظر میں یا مشنری سکولوں کے اساتید، بانیوں
کی رشوت خمس کے صلے میں رہبران سیاسی، دینی کو خوش کرنے والے
حدیث فروشوں نے علم کی فضیلت کی بھرمار کی ہے۔خاص کر حقیقی مسلمان جو
دین کو حصول علم کی خاطر حاصل کرنے کے حق میں نہیں تھے۔مشنری سکول
میں پڑھنے کو دین فروشی، دین سے باہر، الحاد کفر پھیلانے والے گردانتے
تھے۔لہذا استعمار علماء سے متوسل ہوئے اور کہا کہ آپ لوگوں کو سمجھائیں تو
انہوں نے احادیث جعل کیں کہ علم کی یہ فضیلت ہے۔دین علم کی دعوت دیتا
ہے۔انہوں نے علم کی فضیلت میں کئی طرح کی احادی جعل کی ہیں۔ہم
جانتے ہیں کہ علم بغیر تجزیہ وتحلیل کے کوئی فضیلت نہیں رکھتا، پھر بھی امیر
المومنین کی فضیلت میں کئی طرح کے علوم بیان کیئے ہیں۔علی کو ان علوم سے
کوئی فائدہ ہوا ہو، نہ ملت کو اس سے کوئی فائدہ ہوا بتائیں کہ علی نے کوئی
درسگاہ بنائی ہو کہ اس علم کو دوسروں میں منتقل کریں۔جو علم علی سے نسبت دیا
جاتا ہے، وہ نہ علی کے فائدے میں نکلا نہ امت کے۔لہذا یہ علم علی کی مذمت
میں گئے ہیں۔جب اللہ پیغمبر کو کہتے ہیں آپ نہیں جانتے، تو اب سوال یہ
ہے کہ علی کے پاس اتنا علم کہاں سے آیا؟ کیا علی غیر از نبی کریم کسی اور کے
بھی شاگرد تھے؟ علی پیغمبر کے ساتھ رہے ہیں، پیغمبر نے علی کیلیئے کوئی خصوصی
درس رکھا ہو؟ وقت رکھا ہوتا کہ علی کو درس دے دیں ایسا کچھ نہیں ملتا ہے۔
حتیٰ کہ جو علوم پیغمبر کے پاس نہیں تھے وہ علی کے پاس کہاں سے آئے ہیں؟
جن علوم کی علی سے نسبت دی جاتی ہے ان کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نعوذ باللہ علی تو
اللہ کا نام ہے۔جب علی اللہ کا نام ہے تو یہ جو سقیفے کی بات کرتے ہیں یہ غلط ہو

گی یا پھر یہ فضائل علی کو رسول اللہ سے نعوذ باللہ برتر ثابت کرتے ہیں۔ یہ دونوں باتیں غلط ہیں نہ علی اللہ ہے اور نہ ہی پیغمبر سے برتر ہے۔ وہ علوم جو علی سے ہزاروں سال پہلے یونان میں تھے، جیسے علم ذرہ۔ محض علم یا حساب کتاب جاننے کی کوئی فضیلت نہیں کیونکہ علی ان علوم کے مبتکر تھے اور نہ توسیع دینے والے۔ چنانچہ علم کے دو زاویے ہیں، ابتدائیت و نہایت اور علی ان کے بیچ میں ہے اس لئے یہ علی کی فضیلت نہیں اور بعض علوم کو جو علی سے نسبت دی ہے ان کے مبتکرین فاسد، ملحد غلط عقیدوں والے تھے جن کو چھپانے اور چلانے کیلئے علی سے نسبت دی ہے۔ ان میں سے ایک نحو ہے، نحو کے بانی اس پر عبور رکھنے والوں کے کردار فاسد تھے۔ اس لئے علم نحو کو فروغ دینے کیلئے علی سے نسبت دی ہے۔ لہٰذا ہمیں سوچنا چاہیئے کہ علم بذات خود کوئی فضیلت نہیں رکھتا ہے۔ علم کی فضیلت بس وہی ہے جس سے کوئی جتنی دنیا کما سکے۔ اگر کوئی اعلیٰ ڈگری والا ہو اور اس کو ملک میں روزگار نہ ملے اور فقر و فاقے سے گزر گیا تو اس کو عالم نہیں کہیں گے۔ اس کی دیگران پر فضیلت نہیں ہوگی جتنا اس سے اس نے فائدہ حاصل کیا ہے یا سکھایا ہے اسی پر ہی برتری ہوگی۔ علم کوئی مستقل چیز نہیں ہے بلکہ تغیر پذیر ہے۔ کل کا جو علم واقعی تھا آج فرسودہ ہے۔ جس طرح پہلے کے علوم فرسودہ ثابت ہوئے ہیں۔ اور آج کے علوم بھی آگے جا کر فرسودہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ انبیاء دین لائے ہیں علم نہیں لائے۔ البتہ دین علم پر قائم ہے لیکن انبیاء علم پھیلانے کیلئے نہیں آئے تھے۔ علی کا سلسلہ انبیاء کے راستے پر ہے لہٰذا کہیں بھی ان فضائل میں علی کے دین کے بارے میں کچھ نہیں لکھا ہے۔ جن لوگوں نے علی کی فضیلت میں کتابیں لکھی ہیں انہوں نے جھوٹ لکھا ہے اور غلط نسبت دی ہے۔ علی کے دین و دیانت کے بارے میں اور اتباع پیغمبر کے بارے میں کچھ نہیں لکھا گیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دشمن علی تھے دوست نہیں تھے یا دشمن محمدؐ تھے۔

یہ علی کون تھے؟ تاریخ اسلام میں ان کو متضاد، متناقض اوصاف سے متعارف کرتے ہیں کس جنس سے تعلق رکھتے تھے جو ما کان یکون کو جانتا ہو، عرش ماتحت عرش جانتا ہو، کون مصیبت میں مبتلا ہوگا کہاں مرے گا؟ حشرات میں مذکر و مونث جانتے ہیں۔ آسمان کے راستے زمین سے زیادہ جانتے ہیں۔ جوان مردی، شجاعت مندی، لافتیٰ کا لقب دیا لیکن اپنی زوجہ کے حق کے بارے بے تفاوت خاموش رہنے پر بزدلی کا طعنہ ملتا ہے۔ کوئی جن ہوگا جو چند غیب جانتا ہے سب کچھ نہیں جانتا پھر یا فرشتہ ہوگا۔ ملائکہ بھی سب کچھ نہیں جانتے آدم کے بارے میں اعتراف کیا ہم کچھ نہیں جانتے، نبی مرسل ہوگا، نہیں نبی مرسل بھی نہیں جانتا، موسیٰ کو عبدالصالح نے سکھایا، سلیمان کو تخت بلقیس کا پتا نہیں تھا، ہدہد نے بتایا محمدؐ کچھ نہیں جانتے تھے قرآن کریم میں تکرار سے آیا ہے ''ما کُنتَ تَدرِی'' آیا ہے۔

جس علی کو معروف بنانے کی ضرورت ہے وہ کونسا علی ہے؟ پہلے مرحلے میں دو علی کا نام آتے ہیں پہلے فرزند ابوطالب بن عبدالمطلب بن عبدمناف بن قصی بن کلاب پنہی نسبہ الی اسماعیل بن ابراہیم خلیل کو جاتی ہے۔ یہ علی پانچ سال کی عمر میں اپنے والد کی کفالت سے نکل کر حضرت محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن عبدمناف بن قصی بن کلاب کے کفالت میں آئے۔ چھتیس ہجری کو محاصرین و قاتلین عثمان کے ریلے کی صورت میں خلافت ان پر ٹھونسی گئی۔ خلافت سنبھالنے کے بعد جمل صفین نہروان کی جنگوں میں پھنسایا گیا آخر میں چالیسویں ہجری کو مسجد کوفہ میں صبح کی نماز میں ملجم مرادی کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ امت مسلمہ کو اس علی کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

دوسرا علی وہ ہے جس کے بارے میں امت مسلمہ کے دو فرقوں میں اختلاف ہے۔ شیعہ کہتے ہیں سنی اس کو نہیں مانتے ان کا کہنا ہے ہمارے علی

وہ ہیں جو نبی کریم کے خلیفہ بلافصل تھے لہٰذا وہ ابھی تک اپنی اذان میں علی کو خلیفہ بلافصل کہتے ہیں یہ علی اور محمد خلقت زمین و آسمان سے قبل نور کی صورت میں موجود تھے آدم کا خمیر ان کی خلقت سے قبل علی نے بنایا۔ کشتی نوح کو طوفان سے علی نے بچایا۔ ابراہیم کو نار نمرود سے علی نے بچایا۔ علی پیدا نہیں ہوئے بلکہ علی ظہور ہوئے تھے۔ ہر حوالے سے حضرت محمد کے برابر یا برتری کے معتقد ہیں۔ البتہ یہاں یہ بات وضاحت طلب ہے کہ شیعہ کے دو مرکز ہیں جہاں ان کی درسگاہ کے علاوہ اعلی پیمانے کے قائدین موجود ہیں ان کا کہنا ہے ہم اذان میں خلیفہ بلافصل نہیں کہتے، ہم صرف علی ولی اللہ کہتے ہیں۔ علی ولی اللہ بھی مذہب فاسد صوفی کی اختراع ہے کیونکہ کلمہ ولی اللہ کیلئے استعمال ہوا ہے کہ اللہ اپنے بندوں کا ولی ہے۔ سارے بندے اللہ کے ولی نہیں ہیں۔ مومنین ولی تشریعی ہے لیکن علی ولی اللہ صوفیوں کی اصطلاح ہے۔ انہوں نے نبوت سے برتر ایک منصب اولیاء اختراع کیا ہے لیکن یقین کامل و قانع رکھتے ہیں کہ دنیا کے ہر گوشہ و کنار میں خاص کر پاکستان میں اذان اور محافل و مجالس میں خلیفہ بلافصل کہنے پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ خلیفہ اول و دوم کو کفر والحاد شرک سے ملعون مردود قرار دیتے ہیں۔ علماء یہ سب کچھ کرنے پر بھی ان اعلانیہ بیانات کو روکتے نہیں بلکہ در پردہ ان کی تائید و نصرت کرتے ہیں۔ اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ خلفاء کے نام سے جاری لعن نامہ خود ان کے گھروں میں ہوتا ہے جیسا کہ کتاب مفاتیح الجنان میں یہ بات ثبت ہے۔

لیکن ان دونوں فضائل کی اسناد متون کی صحت سقم کا فیصلہ کیے بغیر مرسلات سے جوڑا گیا ہے۔ آپ ان فضائل کو اپنی جگہ ایک دوسرے سے مختلف و متضاد پائیں گے ناقابل تحلیل پائیں گے۔ جامعین فضائل علی بن ابی طالب کے مدونات مثل مولف آغانی بحار، وسائل شیعہ مستدرک، وسائل ضعیفات مرسلات بغیر سند کے ہیں۔

کہتے ہیں ابوبکر، عمر بن خطاب ریاست ملت اسلامیہ کیلئے لیاقت و صلاحیت نہیں رکھتے تھے۔ ان کی قرائت صحیح نہیں تھی، کلالۃ کا معنی نہیں جانتے تھے۔ لیکن علی علوم اولین و آخرین کے حامل تھے۔ نصیر الدین طوسی اور علامہ حلی ہلاکو کے وزیر بنے، یہ علی سے بغض کی نشانی ہے۔

فضائل علی کے بہانے تنقیص کعبہ

علی ابن ابی طالب کعبہ میں پیدا ہوئے لیکن ان کا کعبہ میں پیدا ہونا کسی صورت میں فضائل میں نہیں آتا ہے چنانچہ تاریخ کعبہ پر لکھی گئی کتب میں کعبہ میں پیدا ہونے والوں کی تعداد پندرہ بتائی گئی ہے ان میں سے ایک حکیم بن حزام ہے۔ حکیم بن حزام وہ مشرک انسان تھا جو پیغمبر پر ایمان نہیں لایا جب تک کہ لشکر جرار محمد کعبہ میں نہیں پہنچا۔ ان میں سے کسی نے بھی اس کو اپنی فضیلت کے طور پر نہیں گنا۔ علی کا کعبہ میں پیدا ہونا اس فرقے کا اپنے برے عزائم کے نتائج کو اخذ کرنا مقصود ہے۔ وہ علی ابن اللہ ثابت کرنا چاہتے ہیں یا کعبہ کی توہین و تنقیص کرنا چاہتے ہیں؟ علی کے کعبہ میں پیدا ہونے پر اشعار بنائے جبکہ نثر میں کہتے ہیں کعبہ علی کا زچہ خانہ ہے۔

کہتے ہیں محمدؐ جس وقت مکہ میں تھے ایک دن علی کو لے کر اچانک کعبہ میں داخل ہوئے اور علی سے کہا آپ بیٹھ جائیں میں آپ کے اوپر چڑھ کر ان بتوں کو توڑوں گا لیکن علی پیغمبر کو نہیں اٹھا سکے تو پیغمبر نے فرمایا میں بیٹھ جاتا ہوں آپ میرے اوپر سوار ہو جائیں۔ علی فرماتے ہیں گویا میرا وجود آسمان تک پہنچا ہے عرش سے مس ہو رہا ہے یہاں علی کی برتری کو بیان کرتے ہیں۔ یہ واقعہ صاحب سیرۃ حلبی میں ہے جو کہ مرسلات ہے بے اسناد اور بے بنیاد ہونے کی دلیل یہ ہے کہ پیغمبر کی مکہ میں زندگی مشرکین سے عدم تعارض پر مبنی تھی۔ آپ وہاں ان کے غیض وغضب کو اکسانے یا حرکت

میں لانے کا کوئی اقدام نہ کرنے کی سیرت اپنائے ہوئے تھے۔

شاعر نثر خوان اس کو علی ابن اللہ بتانے کے لیے مثل مسیح بتانے کے لیے شعر پڑھتے ہیں اور اس حوالے سے شاعر کعبے کی بہت سی اہانت و جسارت کرتے ہیں یہاں سے وہ کعبہ پر کربلا کو فضیلت و برتری دیتے ہیں۔

عداوت علی

ان فضائل متضاد و متنا کر سے واضح و روشن ہوتا ہے کہ خط علی اور خط انبیاء و خط محمد میں تضاد ہے۔ بعثت انبیاء کی غرض و غایت یہ تھی کہ انسانوں کو الٰہی پیغام سے ڈرائیں، خوف دلوائیں اور اللہ کی بات منوائیں۔ یہ حیات اس دنیا تک محدود نہیں ہے، حیات اصلی واقعی یہاں سے رخصت ہونے کے بعد شروع ہوگی اس لئے ہدایت الٰہی پر عمل کرنے والے وہاں نجات پائیں گے۔ حکم اللہ اور شریعت اللہ سے اعراض و روگردانی کرنے والے جہنم میں جائیں گے۔ عذاب دردناک کے مستحق قرار پائیں گے ﴿وَ لَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيراً مِنَ الْجِنِّ وَ الْإِنسِ﴾ اعراف:۱۷۹ ہم نے جہنم کے لیے جن و بشر سے کثیر خلق کیا ہیں اکثر مخلوقات جہنم جائیں گے۔ ہر نبی اپنی جگہ منذر رہے۔ پیغمبر بھی انذار کے لیے آئے تھے جبکہ علی کو دنیا میں مشکلات حل کرنے کے لیے متعارف کروایا گیا ہے۔ جو علی سے وابستہ رہیں گے ان کی دنیا کی مشکلات حل ہو جائیں گی۔ لہٰذا علی کے لیے جعلی مزار بنائے اور مشہور کیا یہاں لاعلاج مریضوں کو شفا ملتی ہے لیکن ان میں جمع رقوم کہاں جاتی ہیں کس کی عیش و نوش بنتی ہیں؟ کیا یہ علی سے عداوت کی دلیل نہیں ہے؟ یہ علی کے فرمان کے خلاف ہے، علی سے عداوت کی دوسری دلیل یہ ہے علی کی محبت کو واجب گردانا ہے۔ علی کی محبت کی شرط قبول اعمال قرار دینے کی وجہ سے تمام شرائع احکام ہدایت ایک طرف ہیں اور محبت علی ایک طرف ہے۔

محبت علی کے بعد دیگر اعمال کی ضرورت نہیں۔ محبت علی تنسیخ شریعت ہے۔ اس سلسلے میں نصیر الدین طوسی اسماعیلی نے ایک شعر سرود کیا ہے۔ جواد مغنیہ نے فضائل امیر المومنین کے آخر میں ختام کے نام سے لکھا ہے کہ اگر کوئی آدمی تمام عمر صالح اعمال کو انجام دے گا کل انبیاء مرسلین سے محبت کرے گا عمر بھر روزہ رکھے گا رات بھر نماز قائم کرے گا، عمر بھر حج کرے گا، اللہ کے گھر کا طواف کرے گا، یہ چیزیں قیامت کے دن مفید نہیں ہوں گی، سوائے محبت علی کے۔ تو تمام اعمال ایک طرف اور محبت علی ایک طرف، یوں محبت علی کا پلہ بھاری ہے۔ لیکن قرآن کریم کی کس آیت میں محبت علی کے بارے میں حکم آیا ہے؟ یہ مذہب صوفی ہے، دین صرف محبت ہے، یہ صوفیوں کی اختراع ہے، اس کی سند کیا ہے؟ نہ نوابغ علماء کو کوئی سند ملے گی نہ فلاسفر مناطقہ کو ملے گی اس کی کوئی سند نہیں سوائے بغض شریعت، بغض محمد، بغض قرآن کے۔

دشمنان حقیقی اور واقعی اسلام و مسلمین کون

علی کو محمدؐ کی جگہ اسوہ بنایا یا اصحاب یا علماء کو اسوہ بنانے کے عزائم کے اندر حضرت محمدؐ کو پیچھے کرنا مراد مقصود ہے۔ امام خمینی ہمارے لیے نمونہ ہیں، یہ فکر ترقی نہیں، انحطاطی ہے۔ اگر علی کی سیرت یہ تھی کہ کسی سے انتقام لینا ہے تو موازین عدالت سے باہر نہ جائیں، اگر تجاوز کیا تو اشقیاء میں محشور ہوں گے۔ تاریخ اسلام گواہ ہے کہ سب سے زیادہ شقاوت دکھانے میں زیادہ ابن ابیہ، ثمرۃ بن جندب، حجاج بن یوسف، مختار ثقفی، عبداللہ سفاح، منصور دوانیقی کا نام آتا ہے جنہوں نے بنی امیہ سے انتقام لیتے وقت عدالت کا پاس نہیں رکھا تھا۔ جبکہ عمر بن خطاب نے اپنے قاتل کے بارے میں فیصلہ نہیں کیا بلکہ فیصلہ نئے منتخب خلیفہ پر چھوڑا۔ عثمان بن عفان کو معلوم تھا کہ کون کون ان کے خون بہانے کے درپے ہیں لیکن ان کو چن چن کر مارنے

کی وصیت نہیں کی۔ عثمان لوگوں کی نظر میں محبوب انسان تھے، ان کو داغدار بنانے والے اہلسنت کے مورخین ہیں۔ خلفاء راشدین کے ساتھ ظالمانہ جائرانہ رویہ رکھنے میں عدالت سے تجاوز کرنے میں شیعہ پیش پیش رہے ہیں، اور یہ سب کھلے چہرے سے کرتے ہیں۔ سنی نفاقی چہرے سے کرتے ہیں لیکن اہل تحقیق کے نزدیک یہ بھی اپنی جگہ ایک ظلم ہے۔ ایک شخص کو قتل کرتے ہیں دوسرا شخص ان کو بندوق دیتا ہے۔ وکیل بناتا ہے، ان کے گھر والوں کا خیال رکھتے ہیں یہ بھی شریک ظلم وجور ہی ہوگا۔

دنیا میں مجرمین کا معاون و مددگار اور سہولت کار معاشرے کا اصل ظالم ہوتا ہے۔ پوری دنیا کی عدالتوں میں ظالم اور ان کے معاون دونوں کو پکڑا جاتا ہے اس میں کوئی جائے شک وتردد نہیں رہا کہ خلفاء کے خلاف خود اہل سنت نے اسناد دی ہیں، چاہیے مفت میں دی ہیں یا پیسے لیکر دی ہوں۔

دنیا میں دوست دشمنی کا فارمولا انفرادی، گروہی مفاد پر ہی ناپا جاتا ہے لہذا دوست شناسی کے فارمولے میں حضرت علی نہیں آتے ہیں کیونکہ امیر المومنین مفاد پرستی نہیں کرتے لیکن عام طور پر یہ فارمولا مشہور ہے۔ انسان کے تین دوست ہیں۔

۱۔ خود آپ کا دوست

۲۔ آپ کے دوست کا دوست

۳۔ آپ کے دوست کا دشمن چونکہ یہاں دوستی کا فارمولا ہمیشہ دنیاوی مفادات پر ہی ہوتا ہے لہذا تمام انسانوں کے خیر خواہ اور اصل دوست صرف انبیاء ہی ہوتے ہیں۔ کیونکہ انبیاء انسانوں کے درمیان سے عداوت بغضاء اٹھانے، ظلم بربریت کے خلاف عدل قائم کرنے کے لیے مبعوث ہوئے۔ انبیاء کو مسترد کرنے والے، قرآن واسوہ محمدؐ سے روگرداں کسی بھی حوالے سے تمام انسانوں کی تو دور کی بات ہے اپنے ملک کے قوم کے عزیزو

اقارب رشتہ داروں بھائیوں عزیز والدین کے بھی دوست نہیں ہوتے ہیں۔
یہ صرف اپنے مفادات کے دوست ہوتے ہیں۔انبیاءاللہ کی طرف سے آئے ہیں اس کی کیا نشانی ہے؟ تو اللہ نے آپ کو نشانی قرآن قرار دیا۔
قرآن کو ماننے والے محمدؐ کے دوست ہیں، منکرین قرآن، دشمن محمد کی شناخت اہلبیت اصحاب نہیں، علماء نہیں بلکہ قرآن ہے۔

علی کے نام سے مبانی، اسلام سے مقاومت، افضلیت علی کے دعوی کی اسناد جمع کریں اوران کے روشنی میں انصاف کریں تو پتا چلے گا۔علی کے فضائل لکھنے والوں کی تاریخ اوران کے لکھے گئے فضائل سامنے لائیں۔علی کے خلیفہ بلا فصل یا علی کو الوہیت ربوبیت، متصرف کون ومکان علی از آدم صفی اللہ تا خاتم النبیین ، تمام انبیاء کی مشکلات کو حل کیا۔محبت علی کو تمام اعمال کی قبولیت کی شرط بتائی ہے۔علی سے محبت کا اصرار دین وشریعت سے آزادی پر مبنی ہے۔محبت دینے کی جگہ لینے کی بدعت صوفیوں نے رکھی، یہ اطاعت سے آزادی کا اعلان ہے۔محبت سب سے نیچے، روابط وتعلقات بے ثمر کا نام ہے۔تعلقات عامہ الناس کا نام ہے۔کافر مسلمان سے اور مسلمان کافر سے، بے دین دیندار سے، زانی زانیہ سے محبت کی کوئی قیمت نہیں ہے۔
محبت کیسے حاصل کی جاتی ہے؟ محبت کے کیا عناصر ہیں؟ کس مقولے میں آتا ہے جن اہلبیت کی محبت واجب ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان افعال کا تعلق دل سے ہے۔یہ موضوع امرونہی کی طرح نہیں ہے، یہ ویسا نہیں ہے جیسا اعضائے جوارح کے افعال ہوتے ہیں مثلاً نماز، روزہ، زکوۃ، حج وغیرہ۔
علی جیسے تمام صفات کے حامل کو چھوڑ کر بارہ ہزار لشکر لے کر علی کی جگہ اشعث بن قیس کو مانتے تھے۔امام حسن کو چھوڑ کر معاویہ کے پاس گئے، امام حسین کو چھوڑ کر یزید کو مانا۔

قرآن کریم میں اللہ، رسول اللہ سے محبت کا حکم نہیں آیا ہے اللہ نے

قرآن میں محمدؐ کی اتباع بتائی ہے۔اس قرآن میں اللہ نے اپنے اعزاء اقربا سے محبت کرنے کا حکم دیا، رسول اللہ کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔

علی کے ساتھ وہی کیا جو نصاریٰ نے حضرت مسیح کے ساتھ کیا۔قیامت کے دن علی سے وہی پوچھے گا جو حضرت مسیح سے پوچھے گا۔علی کو اس طرح مطعون کیا کہ علی کے میدان جنگ میں عبدود و مرحب جیسوں کو اس طرح مارا کہ پورے میدان میں علی تھے لیکن اس شجاعت جوان مردانگی کو بھول جائیں۔گھر میں فاطمہ زہراء کی زبان سے علی کو بزدلی کا طعن دیا، زوجہ علی پر حملہ ہو جائے علی کے منہ سے اس بارے میں کوئی جملہ نہ نکلے ایسے شوہر کو دنیا کی خواتین کس نام سے پکاریں گی؟ علامہ جواد مغنیہ جیسے مدافع شیعہ کا حضرت علی کے زہراء کے حق کے بارے میں خاموشی، لاتعلقی تحلیل کرنے سے عاجز رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ قصہ سقیفہ وفدک افسانہ ہیں۔تاریخ عرب میں عصر جاہلیت سے لیکرتا عصر حاضر تک شخصیات کی ناموس کا ذکر مجامع عمومی میں کرنا نا قابل برداشت سمجھا جاتا ہے۔لیکن باطنیہ نے زوجہ علی کے نام سے افسانہ بنایا اس کو عامۃ الناس میں رواج دینے کیلئے ایام فاطمیہ بنائے۔جب کے علی کو اپنی ناموس پر گزرنے والے مظالم پر خاموش رہنے والا اور محض دیکھتے رہنے والا پیش کیا گیا ہے، کیا قصہ سقیفہ اور دروازہ سوزی اور فدک میں جس فاطمہ اور علی کا نام لیتے ہیں یہ قاہرہ میں کسی فاطمہ کا نام ہو گا؟ دوسرا علی کو عنقاء بنایا جن کو جن و بشر نے نہیں دیکھا ہے۔علم کا مجسم بنایا۔ کوئی چیز علی سے چھپی نہیں لیکن محمد کو پتا ہی نہیں تھا۔کیا یہ عقیدہ وہی مذہب علبائیہ کا علی نہیں جن کے نزدیک امامت برتر از نبوت ہے؟ ان خلفاء کو ظالم اور علی اور زہراء کو مظلوم گردانے کے مصادر کتاب سلیم بن قیس، احتجاج طبرسی ،امامہ والسیاسہ ابن قتیبہ، ماہرین کتب شناسی و ناقدین رجال نے تینوں کو مشکوک و مخدوش نا قابل اعتماد کتب قرار دیا ہے تو کیونکر ناموس علی، حضرت

زہراء کے نام گرامی سے ایام فاطمیہ کے اختراع سے کس کی یاد تازہ کرتے ہیں؟ جن الفاظ وکلمات کی فاطمہ دختر رسول سے نسبت دیتے ہیں کہ انہوں نے علی سے اس طرح خطاب فرمایا ہے، وہ فاطمہ دختر رسول اللہ نہیں ہے شاید کسی فاطمین کی دختر ہوگی۔ ان کی شان میں افتراء، تہمت، نازیبا کلمات بیان کیئے ہیں۔

محافل علی مجالس حسین انتقام از علی انتقام از حسین ہے

اس کی دلیل یہ ہے اللہ نے قرآن سے شعر کو نفی کیا ہے۔ یہ قرآن کی شان کے منافی ہیں۔ شعر کی جیسا کہ شعراء نے تعریف کی ہے، سب سے اعلیٰ شعر وہ ہے جس میں جھوٹ زیادہ ہو۔ شعر وشاعر دونوں گمراہوں کا مشغلہ ہے گمراہ لوگ جادہ مستقیم سے منحرف لوگ ہیں۔ نیز سورہ یسین ایۃً ۶۹ قرآن شعر نہیں ہے۔ ہمارے نبی کو شعر کہنا زیب نہیں دیتا مناسب نہیں بلکہ عیب ہے کہ آپ شعر پڑھیں۔ جب جنگوں میں مشرکین اہل اسلام اہل مدینہ کی ہجو کرتے تھے اوران کی مذمت کرتے تھے تو پیغمبر نے فرمایا تم میں سے کوئی نہیں جو ان کا جواب دے تو کسی نے جا کر علی سے کہا آپ ان کو جواب دیں تو علی نے فرمایا رسول اللہ اگر فرمائیں گے تو میں پڑھوں گا۔ لوگوں نے رسول اللہ سے کہا آپ اگر حکم دیں گے تو علی جواب دیں گے لیکن رسول اللہ کو علی کی زبان سے شعر نکلنا پسند نہیں تھا۔ آج علی اور امام حسین سے منسوب محافل میں ان کے نزدیک مردود اشعار کی بھرمار ہوتی ہے۔ شعر ضد قرآن، ضد اسلام ہے حضرت محمدؐ، علی اور امام حسین سے انتقام ہے کہ آپ اسلام کے ساتھ اتنے وفادار کیوں رہے؟ ہم پیغمبر کے بعد نہ اہلبیت کو نہ یاران کو اسوہ سمجھتے ہیں لیکن پیغمبر کے بعد مسلمانوں کے منصب اولی الامر سنبھالنے والے قرآنی معیار کے مطابق ہستیوں کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ ان

کے برابر کوئی نہیں ان سے دشمنی علی سے دشمنی ہے کیونکہ علی نے ان سے دشمنی نہیں کی ہے، ان سے دشمنی پیغمبر اور اسلام سے دشمنی ہے۔

فضائل علی میں قرآن کی توہین:

کہتے ہیں ثلث قرآن علی کی فضیلت میں ہے۔ رجب برسی نے پانچ سو آیات علی کی شان میں بتائی ہیں، جواد مغنیہ نے صاحب صواعق محرقہ سے تین سو آیات لکھی ہیں۔ علامہ حلی نے نہج الحق میں ۳۵ آیات ذکر کی ہیں۔ خود جواد مغنیہ نے علی مع القرآن کتاب لکھی ہے۔ علی ہمیشہ قرآن کے ساتھ رہے اس میں جائے شک نہیں چونکہ اہل اسلام کا امام محمد مصطفیٰ اور قرآن ہے لیکن جواد مغنیہ کہتے ہیں قرآن علی کے ساتھ ہے جبکہ قرآن کوئی جسم و روح نہیں رکھتا جو علی کے گرد گردش کرے۔ محمدؐ و علی اور امت مسلمہ کا محور قرآن ہے۔ محمدؐ قرآن کے ساتھ ہوتے ہیں قرآن محمدؐ کیساتھ نہیں ہوتا۔ یہاں قرآن صامت سے قرآن ناطق افضل بتایا ہے یعنی علی قرآن ناطق ہے۔ سبحانی نے رسالہ تقریب میں کہا کہ امام علی کی ایک کتاب ہے جس میں علوم اولین و آخرین ہیں۔ جبکہ فقہاء مجتہدین علماء کا کہنا ہے قرآن میں تمام احکام نہیں تو علی کی کتاب میں علوم اولین و آخرین ہونا قرآن پر طنز ہے۔ قرآن جیسی جامع کتاب کوئی نہیں ہے۔ دیگر روایات اہلسنت میں آیا ہے قرآن کے علاوہ اللہ نے دو مقابل جوامع الکلام دیئے ہیں۔ علی رہبر و رہنمائے دین ہیں۔ کہیں بھی ان فضائل میں علی کو اس طرح سے متعارف نہیں کیا گیا ہے بلکہ علی کا نام حوائج دنیا کے لیے وسیلہ کے طور پر دنیا سازی کے لیے اپنایا گیا ہے۔

تعریف قرآن کریم

کسی بھی شخص یا کسی غیر ذی روح چیز کی تعریف مختلف زاویوں سے

ہوتی ہے۔ ہر ایک تعریف اپنی سطح فکر، علم و آگاہی کے حدود کے اندر ہوتی ہے۔قرآن کی تعریفات بھی اسی طرح ہیں۔

۱۔ایک تعریف جاہل کی طرف سے ہوتی ہے جو بہت سطحی سرسری ہوتی ہے۔وہ یہ تعریف کریں گے مسلمانوں کے دین کی کتاب ہے، مسلمان اس کی تعظیم کرتے ہیں۔

۲۔دشمن یہود وعنود، کذب افتراء بانٹتے ہیں جیسا کہ مستشرقین نے اس طرح تعریف کی کہ یہ اللہ کی طرف سے نازل کتاب نہیں، اور کبھی عربوں کی دینی کتاب، تو کبھی کتاب محمدؐ کہتے ہیں۔

۳۔منافقین کی تعریف، دوسرے ادیان اور معاشروں سے مسلمانوں کے خلاف فکری جنگ لڑنے کے لیے مسلم معاشروں میں مسلمان بن کے آئے۔انہوں نے تعریف کچھ یوں کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ کتاب پڑھ کر دم کریں تو فلاں فلاں بیماری سے شفا پائیں گے۔یہ کتاب گناہ گاروں کے گناہوں کی شفاعت کرے گی۔کبھی مہاجرین وانصار سے تعریف تو کبھی ایک علمی شخصیت کی طرف کریں گے۔کبھی خود نبی کریم سے منسوب تعریف ملے گی لیکن ان تمام تعارف سے حاصل معرفت ناقص ہوگی۔

اس کی مثال کچھ اس طرح سے بھی ہوسکتی ہے کسی کے ہاں بچہ پیدا ہو اس کا نام خود ماں باپ کی جگہ اس کے رشتہ دار، محلّہ والے رکھ دیں۔قرآن کی تعریف وہی حقیقی اور واقعی ہوگی جو خالق قرآن نے از خود کی ہے۔تعریف کی دو قسم ہوتی ہیں۔ایک کو اسم کہتے ہیں، اسم ہمیشہ تمام ذات پر اطلاق ہوتا ہے۔جب کوئی سنتا ہے تو خود اذہان میں منتقل ہوتا ہے، دوسرا اسم صفاتی ہوتا ہے یہ ایک پہلو کو اجاگر کرتا ہے۔قرآن کریم جسے علم بھی کہیں گے جب یہ اطلاق ہوگا تو ذہن میں ایک تصور پیدا ہوگا۔قرآن کریم میں اللہ سبحانہ نے اس کتاب کے لیے چار اسم بتائے ہیں قرآن، کتاب، ذکر، فرقان۔

غشوان مع القرآن

آپ نے قرآن کریم اور امت قرآن دونوں سے غش کیا یعنی قرآن ہی کا نام لے کر امت قرآن کو قرآن سے اجنبی کیا ہے۔ تفسیر قرآن کے نام سے قرآن کے رسم الخط کو باقی رکھ کر مطالب معانی کو جامع الاخبار بنایا ہے۔ ایک باب بلا، اساس بنام شان نزول اختراع کر کے قرآن کی آیات ایمانیات کو قصائد مدائح اہلبیت بنا دیا ہے۔ کفر و تکفیر، لعن و نفرین دشمنان اہلبیت نے بنائی ہے۔ قرآن کی آیات سے غیر مربوط معانی باتیں قرآن پر ٹھونسی ہیں کیونکہ تفسیر چاہے مادہ فسر سے ہو یا سفر سے دونوں حالتوں میں تفسیر کے الفاظ و کلمات آیات سے اجنبی معانی بیان کرتے ہیں۔

۱۔ آپ نے بھرپور طریقے سے معارضات قرآن یعنی قرآن کو روکنے کا عجیب و غریب طریقہ واردات استعمال کیا ہے۔ آپ کا یہ غشوان ام الغشوان ہوگا کہ قرآن کو یکسر چھوڑ کر شعر کو اٹھایا ہے ''**احلا شعر اکذبه**'' بہترین شعر زیادہ جھوٹ والا ہوتا ہے لہٰذا قرآن میں قرآن اور نبی کریم سے شعر کو نفی کیا گیا ہے حتی کہ مومنین سے بھی نفی کیا ہے۔ سورہ شعراء میں مومنین کو جو استثناء دیا گیا ہے وہ استثناء منقطع ہے۔ شعراء، مومنین نہیں ہو سکتے، شعراء مکمل طور پر غاوین ہی ہوتے ہیں لیکن مومنین اس سے مستثنیٰ ہیں۔ کس کو استثناء حاصل ہے؟ استثناء کس سے حاصل ہے؟ مستثنیٰ منہ کون ہے؟ یہ استثنائے منقطع ہے۔ جب جہاں کہیں کلام میں احتمالات پایا جائے تو منتخب احتمال کے حق میں دلیل دینا ہوتی ہے دوسرے سے احتمال کو دلائل سے رد کرنا ہوتا ہے۔ جب قرآن نے شعر کو کذب افتراء گمراہ کہا ہے تو مومنین اس سے پرہیز کریں گے،

بلکہ شعر کو فروغ دینے کے لیے، ہیجان میں رکھنے کے لیے نبی کریم کی

شان میں اشعار کہے ہیں۔ دین سے متعلق ہر چیز کو شعر میں تبدیل کیا۔ گویا جتنا شعر کو جاہلیت میں نہیں اٹھایا تھا اس سے زیادہ مذاہب نے بغض ضد قرآن میں اٹھایا۔ منظومہ فقہی، منظومہ نحوی، منظومہ فلسفی، منظومہ فضائل، منظومہ مصائب اور منظومہ نصائح بنایا۔

۲۔ قرآنی آیات کو سمجھنے کے لیے جعلی اشعار پڑھنا ضروری بنایا۔ اس کو کہتے ہیں محکوم کو حاکم، حاکم کو محکوم بنانا۔

۳۔ قرآن میں آیات متشابہات ہیں۔ آیات متشابہات کا معنی یہ کرتے ہیں جن کے معنی واضح نہیں بلکہ سوائے اللہ اور راسخون فی العلم کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے۔ یہ دونوں باتیں غلط ہیں متشابہ کا معنی سمجھ میں نہ آنے کا نہیں ہے، متشابہ کا مطلب متشاکل متماثل ہم معنی ہے۔ ان میں سے کسی کو انتخاب کریں۔ دوسرا راسخون فی العلم کا معنی جس کے پاس علم کے ذخائر خزانے ہیں۔ یہ معنی اختراع شدہ ہے، لفظ راسخ سے نہیں نکلا۔ کلمہ راسخون مادہ رسخ سے ہے اس کا معنی یہ علم ان کے اندر دج گیا، ناقابل تفکک ہے۔ وہ اپنے علم کی حدود میں توقف کرتے ہیں۔

ا۔ قربانی، جناتی، میلانی، عاملی، آصفی کی قرآن سے اہانت وجسارت میں سے ایک یہ ہے کہ کہا قرآن ایک ناقص کتاب ہے۔ عام ضروریات و نیازات، بشری امثال خمس، متعہ، تقیہ توریہ، این جی اوں الحادیوں سے تعاون رباخوری، بےحجابی، آزادی خواتین جیسے نیازات بشری اس میں نہیں پائے جاتے۔ کتاب علم الحدیث میں علامہ زین العابدین قربانی نے لکھا ہے کہ قرآن میں صرف ۶۶۶۲ آیات ہیں جو تمام جوامع بشر کے اعتقادی، اخلاقی، حقوقی اور عبادی مسائل کے حل کیلئے کافی نہیں ہیں۔ اس کمی کو پورا کرنے کی ذمہ داری اللہ نے اس قربانی جناتی کو دی تھی۔ علامہ علی طنطاوی مفتی دیار شام، فتاوی علی طنطاوی میں لکھتے ہیں کہ قرآن میں تمام احکام نہیں

ہیں۔قرآن میں اقیموا الصلوٰۃ آیا ہے۔قرآن سے اتنا حقد وکینہ وبغض عداوت اوراس سے زیادہ اہانت وجسارت کیا ہوسکتی ہے؟ اللہ کی کتاب، بندگان اللہ کا منہج، حیات محمد کی رسالت نبوت کا نشان ہے۔جس کو اللہ نے محمد کے لیے ثقیل گردانا ہواس پر حدیث کو حاکم کرنا، عترت کو مساوی قرآن قرار دینا، اہلبیت کے بارے میں آیات قرآن میں تکرار سے آئی ہیں یہ کہنا ان میں صالحین، مفسدین، مجرمین ومتقین سب پائے جاتے ہیں۔

علامہ حلی نے ۳۵ جبکہ جواد مغنیہ نے اہلسنت سے ۳۰۰ آیات فضیلت امیرالمومنین میں نقل کی ہیں۔قرآن سے مراد کتب صحاح ستہ یا کتب اربعہ میں موجود احادیث مراد ہیں جو دیار مذاہب فاسدہ، منافق نشینی میں تدوین ہوئی ہیں۔کہتے ہیں کہ علی نے خفیہ رکھا ہے، تمام جگہیں جہاں قرآن نازل ہوا، علی جانتے ہیں۔لیکن انہوں نے یہ امامت جو قرآن سے ثابت کی ہے ان آیات میں یا کسی بھی آیت میں امامت یا حضرت علی سے متعلق کوئی جملہ نہیں ملتا ہے۔جتنی آیات امامت، امیرالمومنین سے متعلق بیان کی ہیں وہ نہ علی سے مربوط ہیں اور نہ امامت سے مربوط ہیں۔انہوں نے اس آیت کے کس جملے سے امامت علی نکالی ہے؟ اس آیت (مائدہ ۶۷) میں علی اور واقع غدیر خم میں جہاں پر اعلان ہوا ہے، چوتھی صدی کے پہلے نصف تک کوئی ذکر، نام نشان بھی نہیں ملتا ہے۔

ایک نے کہا قرآن میں تحریف ہوئی ہے دوسرے نے کہا قرآن کی مختلف متعدد قرائت بتائیں اور عملاً تحریف قرآن سے متعلق روایات کی بھر مار کریں۔پھر تحریف کا الزام ایک دوسرے پر لگائیں اور تحریف پر کتاب لکھنے والوں کی تعظیم وتوقیر کریں تاکہ قرآن مطعون ہوجائے۔المیہ یہ ہے کہ قرآن کو محرف کہنے والے محترم رہنا چاہتے ہیں۔

۱۔مذاہب کا قرآن سے غش ''لا یخص و لا ینکر'' سب سے پہلا

واضح اور نمایاں غش ،تبین قرآن کی جگہ کلمہ تفسیر وتاویل کا رواج وتداول ہے۔
کلمہ تفسیر مادہ فسر سے ہو یا مادہ سفر سے، دور غیر واضح ہے جبکہ کلمہ تاویل کسی چیز کی عاقبت انجام کو کہتے ہیں۔ یہ دونوں بعد از فہم وادراک ،کلمات کے بعد ہوتے ہیں۔

۲۔آیات کی تفسیر سیاق وسباق سے نہیں بلکہ مشکوک متن والی بے سند احادیث سے کرتے ہیں۔ان احادیث کا حسب ونسب مجہول ہوتا ہے۔
مجہول سے کچھ معلوم یا معروف چیز اقتباس کرنا، غش دوم ہے۔

۳۔قرآن میں آیا ہے ہم نے اس کو آسان بنایا ہے، جبکہ مذاہب کہتے ہیں یہ تو کسی کو سمجھ نہیں آتا۔علوم موسوم قرآن کے تمام عناوین غش پر مبنی ہیں۔
تمام تفاسیر، غش بقرآن ہیں۔ابتداء میں تعریف، تمجید، تعظیم وتعریف قرآن کرتے ہیں پھر اس کو حجت سے گراتے ہیں۔

قرآن کے ساتھ خیانت

قرآن کے ساتھ خیانت کا مطلب یہ ہے کہ قرآن میں جو کلمات استعمال ہوئے ہیں آپ ان کے متبادل کلمات بنائیں۔ یہ خیانت بھی ہے بدنیتی بھی ہے۔سردست ہم دو اصطلاح یہاں بیان کرتے ہیں۔ایک اصطلاح کلمہ ایمان لانا ہے۔وہ چیز جس پر آپ ایمان لا رہے ہیں وہ قابل دید نہیں، اس آنکھ سے رویت ممکن نہیں لیکن وہ چیز اپنی جگہ ثابت ہونا دلائل قطعی سے ثابت ہے، ایسے دلائل جو قابل رد نہیں اس کو ایمان کہتے ہیں۔لہذا انبیاء اور انبیاء کی نبوت پر ایمان لانا ہے آخرت پر ایمان لائیں اللہ کے وجود پر ایمان لائیں یہ چیزیں قابل رویت نہیں یہ بات قرآن میں آیات اور مثالوں کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔قرآن میں کلمہ ایمان آیا ہے جبکہ آپ نے اس کے مقابل میں عقیدہ لکھا ہے۔آپ یہ نہ سمجھیں کہ یہ جو ایمان کی جگہ

عقیدہ رکھا ہے، اس میں کوئی معنی پوشیدہ ہے جو ایمان میں نہیں اور یہ زیادہ ہے۔ ایسا نہیں بلکہ یہ بدنیتی پر مبنی ہے۔ ایمان کی تعریف یہ ہوتی ہے کہ مشاہدہ حس میں نہ آنے والی چیز کو تسلیم کرنا ہوتا ہے۔ جبکہ اعتقاد کا معنیٰ ہے، دو مادی چیزوں کے درمیان جوڑ۔ مادہ، مادے سے جڑتا ہے، انسان انسان سے جڑتا ہے، انسان معاہدات سے جڑتے ہیں۔ ان افراد کا مقصد یہ ہے کہ عقائد جو انسانی، ذہنی، خیالات وتصورات ہیں انہیں دل سے باندھنا ہے تاکہ جتنے بھی عقائد اس میں شامل کرنے ہوں شامل کرلیں۔ ایمان باللہ کی جگہ، عقائد استعمال کرنا خیانت اور بدنیتی پر مبنی ہے۔ لہٰذا کتنے عقائد ہیں جن کی کوئی سند نہیں ہے لیکن یہ آپ کے عقائد میں شامل کردیئے ہیں۔

دوسری اصطلاح کلمہ معجزہ ہے۔ قرآن میں اس کی جگہ لفظ آیت آیا ہے ، آیت نشانی کو کہتے ہیں۔ جیسے ہمارے پیغمبر اللہ کی طرف سے آئے ہیں، اس کی نشانی قرآن ہے۔ اب آیت کی جگہ انہوں نے کلمہ معجزہ رکھا ہے تو کلمہ معجزہ اور آیت میں کوئی ربط نہیں ہے۔ معجزے کا معنی ہے کہ کسی کو کسی نہ کسی طریقے سے تنگ کرنا، تھکا دینا مجبور کرنا تاکہ وہ آپ کا مقابلہ نہ کرسکے۔ کسی کو بے چارہ، بے بس کرنے کو معجزہ کہتے ہیں۔ ان دونوں کلموں میں بھی کوئی ربط نہیں کیوں آیت کی جگہ پر کلمہ معجزہ استعمال کیا گیا ہے۔ مثلاً جو آیت تلاوت کی ہے مشرکین نے پیغمبر سے آیت طلب کی کہ یہ پیغمبر اللہ کی طرف سے آیا ہے، اللہ نے منتخب کیا ہے۔ ایسی نشانی ہمارے لئے بھی بھیجو۔ اللہ نے فرمایا یہ جو کتاب دی ہے جس کی صبح شام تلاوت کرتے ہو کیا یہ آیت کافی نہیں ہے؟ گویا پیغمبر کی نشانی قرآن ہے اس آیت کے تحت ایک ہی آیت ہے اور کوئی نشانی نہیں۔ اس لئے انہوں نے اس کی جگہ معجزہ رکھا اور معجزات گھڑنے لگے۔ پیغمبر کے نبی ہونے کی نشانی صرف قرآن نہیں ہے بلکہ ساتھ ہی آئین حیات بھی ہے۔ انہوں نے آیت کی جگہ معجزہ اس لئے استعمال کیا

ہے تا کہ معجزات در معجزات بنائیں۔تنہا پیغمبر کے معجزہ پر انحصار نہ کریں۔ ہر کس و ناکس کیلئے معجزے کی نسبت دیں کہ فلاں نے معجزہ کیا۔لہٰذا علامہ مجلسی نے ۴۴۴۴ معجزے لکھے جبکہ جواد مغنی نے لکھا ہے کہ کوئی حد نہیں۔ گویا پیغمبر کا کارنامہ معجزہ سازی ہے۔ یہ بھی ایک بڑی خیانت ہے غش ہے کہ قرآن کے ساتھ لفظ کو بدل دیں بغیر کسی جواز و دلیل کے۔اس بات کی کوئی ترجیح نہیں بنتی کہ ایمان کی جگہ عقیدہ اور آیت کی جگہ معجزہ لے لیں۔

عشوان شان نزول

عشوان شان نزول، قرآن کریم کو عربی سے عجمی، الٰہی سے انسانی، حقیقت سے خرافاتی، یقین سے گمانی بنانے کے عشوان شیطانی میں سے ایک ہے۔قرآن مجید کی ہر آیت کا ایک شان نزول بنایا گیا ہے۔ یہ شان نزول قرآن کو غیر مربوط گردانے کیلئے بنائے گئے ہیں۔اس کا مطلب ہے کہ قرآن مجید بذات خود نازل نہیں ہوا، اللہ نے اس کو بطور ھدایت نازل نہیں کیا، بلکہ واقعات حوادث کے بارے میں نازل ہوا ہے۔اگر یہ واقعات نہیں ہوتے تو یہ آیات نازل نہیں ہوتیں جیسے سورہ مائدہ کی آیت؛ ۶۸ سورہ شوریٰ کی آیت:۲۳ سورہ آل عمران آیت:۶۰ سورہ الکوثر اور سورہ بقرہ آیت:۲۰۷، احزاب ۳۳ تمام آیت کے سیاق وسباق سے بے ربط ایک قسم کا غلط ترجمہ کر کے اس کا نام شان نزول رکھا گیا ہے۔اس کے لئے قصہ بنایا کہ پیغمبر اکرم کے بعد آپ کی وصیت پر علی نے قرآن جمع کیا جس میں ہر آیت کا شان نزول بنایا ہے۔اپنے اس دعویٰ کے خود ساختہ جواز کو فاش ہونے سے بچنے کے لئے ایک فارمولہ وضع کیا کہ یہ کتاب تاریخی ہے کتاب ہدایت نہیں ہے۔ایک واقعہ سے مربوط ہے، اگر یہ واقعہ نہیں ہوتا تو یہ آیت نہیں اترتی۔لیکن یہاں ان کی اس بات کا کوئی جواز نہیں بنتا اس کے جواب

میں انھوں نے کہا(**العبرہ العموم اللفظ لا بخصوص**)عبرت لفظ میں شامل عموم پر ہے نہ کہ موردنزول ہے۔لیکن جواب ہے (**انا اعطینا ک الکوثر**)پیغمبر کے شان میں نازل ہوئی ہے،اس کے عمومی میں کون آتا ہے؟اسی طرح سورہ احزاب کی آیت: ۳۰ زوجات نبی کے مطالبے کے جواب میں آئی ہیں یہ خصوصی ہے تو اس کے عموم میں کون آئے گا؟اگر آپ عموم بنائیں گے تو آیت دب جائے گی۔غرض انہوں نے دروغ گو، شان نزول گھڑ کر آیات کو ان کے بقول قصائد اہلبیت بنایا ہے۔شان نزول، تفسیر،تاویل قرآن مبدعات باطنیہ ہیں۔مجموعی اور اتفاقی مقولہ ہے تین قسم کی احادیث پر اعتماد نہیں،پہلی شان نزول والی،دوسری پیشنگوئیاں اور تیسری قصص انبیاء ہیں۔غرض قرآن کریم سے متعلق غلو جیسے مکی مدنی تاریخ،نزول ناسخ ومنسوخ،سارے قرآن کریم کو کنارے لگانے والے علوم ہیں۔ان علوم میں سے ایک اسباب نزول قرآن ہے۔یہ سب سے پہلے چوتھی صدی میں آئے ہیں۔اس کے دلائل مخدوش ہونے کی وجہ سے اکثر علماء نے اعراض کیا ہے۔صرف مجلسی جیسے خس وخاشاک جمع کرنے والے سب سے پہلے لباب منقول فی اسبابِ نزول قرآن بیان کیئے۔جیسا کہ مباحث فی العلوم القرآن ص:۶۷ میں آیا ہے۔کتب علوم کاشف ابن خیاط جلد اول ص:۱۷۶ میں آیا ہے۔علی ابن مدنی سب سے پہلے لکھنے والا ہے اندلسی ۴۰۲ھ دوسرا احمد بن عسکر طرافی ہے،ابی الحسن علی ابن احمد نحوی متوفی: ۴۶۸ھ برھان الدین ابراہیم جعفی متوفی: ۷۲۹ھ عبدالرحمٰن بن علی بن جوزی بغدادی شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی متوفی: ۸۵۲ھ سیوطی نظام نقول فی اسباب نزول ابی جعفر علی بن شعیب: ۵۸۸ لکھا ہے۔

تفسیر قرآن اکبر و اعظم غش ہے

۱۔کسی بھی وقت کسی بھی کلام کا توضیح بیان اس میں مستعمل کلمات کے تناظر میں ہوتا ہے۔تبین و توضیح کی جگہ کلمہ تفسیر تاویل کا استعمال کرنا اپنی جگہ غش ہے۔کیونکہ تفسیر خارج از کلام ہے۔

۲۔تفسیر مختلف وسائل ذرائع سے ہوتی ہے لیکن عام رائج ذریعہ کا تبین کے نام سے حدیث اثر روایت سے کرتے ہیں۔

جس کتاب کو صاحب کتاب نے عام فہم اور آسان و بیان میں واضح کہا ہو اس کی توضیح و تشریح میں اس کے کلمات کی روشنی کو واضح کرنے کی بجائے اجنبی غیر مربوط الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ابھی تک مادہ ''انفسنا'' کو تفریق کے نام سے امت میں پھیلایا جا رہا ہے۔عوام الناس کیا،بعض خواص بھی یہ سمجھتے ہیں کہ تفسیر میں آیت کی وضاحت ہوتی ہے۔جبکہ مفسر نے واضح کو گونگا،اجنبی،نا قابل فہم و درک بنایا ہے۔کیونکہ اس میں مخلوق کی خالق سے کئی گنا زیادہ قوت بیانی ثابت کرتے ہیں اصل مادہ جس سے وہ خلق ہوا ہے وہ مخلوق ہے۔اس میں موجود تمام مزاجات،احساسات اور قدرت تکلم قدرت بیان بھی اس کی طرف سے حاصل ہیں چنانچہ سورہ الرحمٰن میں آیا ہے

﴿الرَّحْمَٰنُ (1)
عَلَّمَ الْقُرْآنَ (2)
خَلَقَ الْإِنسَانَ (3)
عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (4)﴾

انسان کے اندر قوت بیان بھی اس کی طرف سے ہے جس کی مثال ایک علمی شخصیت جس کا دنیا میں قوۃ بیان معروف مشہور ہے وہ کسی اجتماع سے خطاب کرتے ہیں۔ان کے خطاب کے بعد ان کا شاگرد برجستہ اٹھ

کے ان کے خطاب کو اپنی عبارات میں دوبارہ تکرار کرتا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے استاد سے زیادہ شاگرد نے اچھی وضاحت کی ہے اگر چہ یہ یہاں ممکن ہوسکتا ہے لیکن قرآن میں ممکن نہیں ہے۔ فہم آیات میں محمد واسطہ نہیں ہیں بلکہ محمد قرآن لانے کا واسطہ ہیں۔

غشوان علوم قرآن

بقول نجفی، علوم قرآن پر تالیف و تصنیف سب سے زیادہ مذہب اہلبیت والوں نے کی ہیں۔ ہاں یہ دعویٰ اپنی جگہ سچا اور سچی خبر لگتا ہے جو واضح نظر آتا ہے کیونکہ قرآن کو نقائص والا اور نا قابل استدلال بنانے میں مذہب اہل بیت والے سب سے سبقت والے اور مقدم رہے ہیں۔ لیکن علوم قرآن کی وضاحت ضروری ہے۔ علوم قرآن یعنی قرآن کو حجت سے گرانے، قرآن میں کلمات نا قابل فہم، غیر مانوس کلمات غریب، قرآن کی متعدد قرأت بنائیں، کس کو مانیں کس کو نہ مانیں؟ اصل قرآن علی نے جمع کیا ہے جو امام مہدی کے پاس ہے۔

قرآن سے غش کے مظاہر کثیرہ ہیں

ظاہر میں اپنے آپ کو اس کی عظمت کا قائل دکھاتے ہیں۔ قرآن کن کن چیزوں میں عظیم ہے؟ راز، عظمت کے متعرض نہیں ہوتے، صرف فصاحت و بلاغت کو لا ثانی بتاتے ہیں۔ نوابغ فصحا بلغاء، عرب کو خاضع و خاشع بتاتے ہیں ظاہر میں تحریف قرآن کی نفی کرتے ہیں۔ اندرون خانہ کتاب میں تحریف کے نمونے دکھاتے ہیں۔ جتنی آیات امامت میں دعویٰ کیا ہے وہ سب تحریف قرآن کے نمونے ہیں۔ میلانی، بروجردی، محسن نجفی نے بھی ایسا ہی کیا ہے دار القرآن کی عمارت عالیہ بناتے ہیں اور اندر خانہ دروس میں قرآن کے نقائص ثابت کرتے ہیں۔ غیر متشرعوں کا حافظ قرآن

بناتے ہیں، ایک رات میں قرآن حفظ کرنے کا دعوی کرتے ہیں، قرآن کی سورتوں سے آیت نکالنے کا معجزہ بتاتے ہیں۔ حفاظ قرآن، آیات کی تلاوت کو موسیقی کی لے پر رکھتے ہیں، لیکن انسانی زندگی کے مختلف مناہج میں طرح طرح کے نقائص نکالتے ہیں۔ یہاں تک پہنچنے کے بعد معائب ونقائص کی بوچھاڑ کرتے ہیں۔ قرآن سے زیادہ سیوطی، کفایۃ، رسالہ عملیہ مجتہدین کو جامع وکامل بتاتے ہیں۔ لوگوں کو قرآن سے زیادہ فقہی کتابوں کی اہمیت بتاتے ہیں۔ درسگاہوں میں قرآن کو بطور نصاب رکھنے کی مخالفت کرتے ہیں۔ حتی کہ کسی کو یہ اجازت نہیں دیتے کہ دلیل و برھان کے قیام میں قرآن سے استناد کرے۔ قرآن کی تعریف یہ ہے کہ یہ کلام اللہ ہے۔ جبرائیل نے لوح محفوظ سے بحکم اللہ قلب محمدؐ پر نازل کیا ہے لیکن جہاں جہاں قرآن کو اٹھانے کی آواز سنتے ہیں فوراً کہتے ہیں لگتا ہے کوئی عمری یا پرویزی ہوگا۔

قرآن کی آواز بلند ہوتے ہی احادیث والوں کے پیٹ میں مروڑ، دل میں ناسور، زبان سے قرآن کی شان میں اہانت و جسارت شروع ہو جاتی ہے۔

یہ لوگ یکے بعد دیگر دفعات لگاتے ہیں، یہ لوگ معارضین قرآن مشرکین، یہود ونصاری، مجوسی وقت نزول قرآن کے طعونات کو دوسری عبارت میں یکے بعد دیگرے مشرکین کی ناکامیوں کو پورا کرتے ہیں۔ سب سے زیادہ قرآن کو ظنی الدلالہ کے نام سے گراتے ہیں۔ یہ طعن اپنی جگہ زیادہ موثر ہوا جہاں نبی کریم کی منع کردہ تدوین حدیث کو کبھی جوامع لکلام کے نام سے تو کبھی کتاب امام علی کے نام سے، کبھی مصحف فاطمہ کے نام سے، قرآن سے زیادہ جامع کامل متعارف کراتے ہیں۔ لیکن ہر شخص اس کو نہیں سمجھ سکتا ہے۔

یہ بھی پہلے جملے کی نفی ہے کیونکہ کسی کلام کے اعلی پیمانے یا اوج بلندی، فصاحت وبلاغت پر فائز ہونے کا لازمہ یہ ہوتا ہے کہ یہ کلام ہر عام وخاص سمجھتا ہے۔ چنانچہ بلاغت کی تعریف میں آیا ہے کہ جاہل ان پڑھ بھی ایسا

کلام پیش کرنے کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔لیکن امامت کے بارے میں استناد آیات میں کوئی کلمہ حذف ہوا ہے۔اصل میں یہ آیت کسی اور جگہ سے یہاں لائی گئی ہیں۔ترتیب کنندگان جاہل تھے۔اصل قرآن اہلبیت کے پاس ہے، یہ بھی پہلے جملے کی نفی ہے۔یہ ترتیب غیر مربوط جمع ہے یہ اعتراف کرتے ہیں لیکن اندر سے قرآن کے کمال و جمال خوبیوں کو دیکھنا سننا گوارا نہیں کرتے۔

ایک عرصہ دراز سے فرقہ باطنیہ و بناتہا قرآن عظیم پر حملہ آور ہیں۔ان حملوں کی اقسام میں اور طور طریقوں میں کبھی نفاق کی زبان ہے کبھی متضاد و نا موافق وجوہات، کبھی قرآن کی فصاحت و بلاغت میں کمی کرتے ہیں تو کبھی منافقین خراسان، ہرات و بخارا کی زمینوں سے مجہول الانساب انسانوں کی جمع کردہ احادیث کو قرآن کریم پر حاکم اور قرآن کو محکوم قرار دیتے ہیں۔کبھی قرآن کو نیچے اہلبیت کو اوپر کبھی قرآن کو صامت اہلبیت کو ناطق، کبھی ترتیب سرکاری، کبھی دعاؤں کو قرآن پر برتری، کبھی دعا کی کتابیں جیسے مفاتیح الجنان مصباح کفعمی، اقبال، سید طاؤس، صحیفہ سجادیہ کو برابر و مساوی قرآن گردانتے ہیں۔اوباشوں ملحدین کی تصانیف، طلاب مدارس وحوزات کی بغل میں ہوتی ہیں لیکن قرآن الماری میں ہوتا ہے۔درسگاہوں میں قرآن کو نصاب میں رکھنے سے انکار پر مصر رہتے ہیں۔ان باتوں کی وجہ سے میں پہلے حوزات سے بدظن بعد میں مذاہب سے بدظن ہوا کیونکہ یہ مذاہب ضد قرآن میں بہت آگے نکلے ہیں۔انہوں نے قرآن مخالفت کی مہم سازی کو ایک قسم کی نیلامی میں دیا۔جاہل اوباش سے لیکر عالم متبحر نما تک قرآن کی اہانت و جسارت میں حصہ لیتے ہیں اس کے چند اہم اور نا قابل انکار نمونے پیش کرتا ہوں۔

۱۔علماء فقہاء لکھتے ہیں کہ اسلام کے چار مصادر ہیں قرآن، سنت، عقل اور اجماع۔یعنی دین اسلام کا ڈھانچہ تنہا اللہ بلا شریک غیر نہیں ہے بلکہ

ہزاروں کی تعداد کے شرکاء رکھتے ہیں۔یعنی شریعت اسلام کو اللہ کے علاوہ فقہاء، مجتہدین سب نے مل کر بنایا ہے۔گویا دین اسلام، خالص من عنداللہ نہیں بلکہ باطنیہ کے مخفی اجلاس کی قراردادیں ہیں جنہیں اتفاق رائے سے پاس کیا گیا ہے۔

۲۔آغائے سید محمد شیرازی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے مصادر اسلام تین ہیں۔قرآن، نہج البلاغہ، صحیفہ سجادیہ۔نہج البلاغہ اور صحیفہ سجادیہ دونوں از لحاظ اسناد مراسل میں شمار کرتے ہیں۔نہج البلاغہ پانچویں صدی میں بغیر کسی اسناد راوی شریف رضی نے امیر المومنین سے نقل کی ہے۔اسی طرح صحیفہ سجادیہ بارھویں صدی میں حر عاملی اور ان کے بعد محسن امین ان کے بعد محدث نوری حسن ابطحی کی جمع کردہ ہیں۔ابھی تک کسی نے اعتقادات میں یا احکام میں اس سے استناد نہیں کیا۔نہج البلاغہ امیر المومنین سے اور صحیفہ سجادیہ زین العابدین سے مستند اگر ثابت ہو بھی ہو جائیں تو بھی قرآن کے مساوی کیسے ہو سکتی ہیں؟

۳۔محمد جواد مغنیہ نے اپنی کتاب علی مع القرآن میں لکھا ہے مصادر اسلام،قرآن، سنت رسول،قول امیر المومنین ہیں۔

۴۔علی طنطاوی، مفتی دیار شام نے اپنے فتویٰ میں لکھا کہ قرآن میں تمام احکام نہیں۔

۵۔اردبیلی زبدۃ الاحکام محمد تقی ابرہیم جناتی نے لکھا ہے کہ ہم قرآن کو اہلبیت سے لیتے ہیں۔

مذاہب کا قرآن عظیم کو نظام سے باہر کرنے کی تدلیسات ،تلبیسات،اور عشوانیات

۱۔قرآن کی جگہ سنت اہلبیت ،سنت اصحاب کو حجت گردانناہے۔

۲۔محمدؐ کی جگہ علی ابوبکر عمر کو اسوہ بنایا۔
۳۔اسلام کی جگہ شیعہ اور سنی کہنا۔
۴۔حلال وحرام کی جگہ نفلیات ومستحبات کو رکھا۔
۵۔جہاد کی جگہ، اعیاد اور عزاداری کو رواج دیا۔
۶۔تلاوت قرآن کی جگہ، حدیث کساء اور قرآن کے ممنوع کردہ اشعار رکھنا۔
۷۔کعبہ کی جگہ مزارات کو رکھا۔
۸۔تحقیق کی جگہ اجتہاد کو رکھا۔
۹۔اطاعت کی جگہ تقلید کو رکھنا۔
۱۰۔شاذات ونوادرات کو تواتر بنانا۔
۱۱۔حجت کے لیے تواتر بنانا۔
۱۲۔مشکوکات مطعونات کو ثوابت گردانا۔
۱۳۔منکر بدعات کو کافر مرتد گردانا گیا۔
۱۴۔اللہ کی نعمتوں پر ''الحمداللہ'' کہنے کا حکم آیا ہے، لیکن الحمد للہ کو روکنے کیلئے ''صلوۃ بر حسین'' اختراع کیا ہے۔

قرآن میں تمام احکام نہیں کا معنی یہ بنتا ہے کہ دین اللہ، محمد، اہلبیت اصحاب ومجتہدین سب نے مل کر بنایا ہے۔اس صورت میں ان آیات کا کیا معنی بنے گا۔آپ سے بعض نے استفتاء کیا، سوال رسول اللہ سے کیا ہے جواب اللہ دیتا ہے، فتویٰ اللہ ہی دیتا ہے﴿وَ يَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّساءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتيكُمْ فيهِنَّ وَ ما يُتْلى‏ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتابِ في‏ يَتامَى النِّساءِ اللاَّتي‏ لا تُؤْتُونَهُنَّ ما كُتِبَ لَهُنَّ وَ تَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ وَ الْمُسْتَضْعَفينَ مِنَ الْوِلْدانِ وَ أَنْ تَقُومُوا لِلْيَتامى‏ بِالْقِسْطِ وَ ما تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ كانَ بِهِ

عَلیماً. نساء. ۱۲۷ ﴿یَستَفتُونکَ قُلِ اللّٰہُ یُفتیکُم فِی الکَلالَۃِ إِن امرُؤٌ ھَلکَ لَیسَ لَہُ وَلَدٌ وَ لَہُ أُختٌ فَلَھا نِصفُ ما تَرکَ وَ ھُوَ یرِثُھا إِن لَم یَکُن لَھا وَلَدٌ فَإِن کانَتَا اثنَتَینِ فَلَھُمَا الثُّلُثانِ مِمَّا تَرکَ وَ إِن کانُوا إِخوَۃً رِجالاً وَ نِساءً فَلِلذَّکَرِ مِثلُ حَظِّ الأُنثَیَینِ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُم أَن تَضِلُّوا وَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیءٍ عَلیمٌ. نساء. ۱۷۶﴾

کثیر آیات میں اللہ کو وحدہ لاشریک بتایا۔ اگر احکام ان سب کے اشتراک سے بنے ہیں تو اس میں شرکاء بھی ہوں گے۔ بعض آیات میں آیا کہ اللہ کے لیے شریک مت بناؤ۔ بعض میں کہا کہ فتویٰ صرف اللہ ہی دیتا ہے۔ کیا قرآن میں یہ احکام بیان نہیں ہوئے ہیں؟

۱۔ نساء ۱۲۷۔ ۱۷۶ کیا حکم رباء قرآن میں نہیں آیا؟ ۲۷۵۔ ۲۸۱ تک حکم رباء بیان ہوا ہے۔

۲۔ احکام قرض جسے قرآن میں آیت دین کہا ہے۔ تمام آیات قرآن سے طویل ترین آیت ہے ۲۸۲۔ ۲۸۳

۳۔ حرام ماکولات بقرۃ ۱۷۳۔ ۲۷۵ العمران ۱۳۱ النحل ۱۱۵۔

۴۔ محرمات زواج نساء ۲۳ کیا احکام حیض نفاس زواج طلاق قرآن میں نہیں آئے ہیں؟

تحریف کے داعین

قرآن ایک تحریف شدہ کتاب ہے اس سلسلے ایک ضخیم کتاب بنام ’’فصل خطاب فی تحریف کتاب رب الارباب‘‘ تالیف شیخ حسین محدث نوری [۱۲۵۴ھ۔ ۱۳۲۰ھ] اس تالیف پر جب اہل قرآن نے غوغا احتجاج کیا تو بعض شخصیات نے اس احتجاج کو ٹھنڈا کرنے روکنے کی خاطر

مذمتی بیان دیا۔حتیٰ کہ علماء لکھنوی جو غلو میں بے مثال ہیں، نے بھی ایک پیانیہ جاری کیا ہے۔ بعد میں انہی عمائدین نے جبران مافات کر کے ان کی تجلیل تو قیر کی ہے۔آغائے سید علی میلانی، جعفر مرتضیٰ عاملی، مرتضیٰ مطہری، سبحانی اور محمد حسین ڈھکو نے ان کا نام بڑی تجلیل سے عمائدین شیعہ میں شمار کیا ہے۔ یہاں شیعہ کی شعوبیت واضح ہے کہ قرآن کو محرف کہنے والے شیعہ تھے۔انہوں نے جس انداز میں ان کی تجلیل کی ہے گویا انہوں نے کوئی غلط کام نہیں کیا۔آغائے سید علی میلانی نے التحقیق فی عدم تحریف پر کتاب لکھی کہ موجودہ قرآن ایک محرف کتاب ہے۔ کیونکہ قرآن کو علی نے جمع کیا، قرآن کی تفسیر علی نے کی ہے، اس قرآن کی آیات میں کلمات حذف ہوئے ہیں، آگے پیچھے کیے ہیں۔ مائدہ ۶۷ شوریٰ ۲۲ کسی اور جگہ سے یہاں لائے۔ رجعت کی آیات میں کلمات حذف ہونے کا دعویٰ کر کے ثابت کیا کہ قرآن ایک تحریف شدہ کتاب ہے۔قرآن میں تحریف نہیں ہوئی، یہ ان کا سیاسی بیان تھا۔ یہ بات صرف علامہ زین العابدین قربانی کا نہیں بلکہ اکثر قریب الاتفاق فریقین شیعہ وسنی سب کی ہے۔ چنانچہ علامہ قرطبی صاحب، جامع احکام قرآن نے مقدمہ میں لکھا ہے کہ احادیث حاکم بر قرآن ہے۔علامہ نجفی کا بھی یہی نظریہ ہے۔تھوڑا تحمل سے سوچیں کہ کیا یہ اللہ کی کتاب پر افک وافتراء نہیں؟ کیا اس سے بڑا کوئی افتراء ہوسکتا ہے؟

غرض یہ صرف محدث نوری نہیں بلکہ یہ تمام علمائے مذاہب، متقدمین تا متاخرین کا نظریہ ہے۔فرق صرف اتنا ہے کہ بعض نے یہ نظریہ تلویحات، بعض نے صراحت سے اور بعض نے اشاروں کنایوں میں بیان کیا ہے۔ تحریف قرآن کے داعیوں میں سے صرف ایک فرد کا ذکر سوال طلب ہے کہ ان میں کیا خصوصیت تھی جس کا ذکر کیا اور دوسروں کا ذکر نہیں کیا۔شاید یہ حجم تصریح عبارات کی وجہ سے ہوگا۔تحریف قرآن کے بغیر کوئی مذمت نہیں بن

سکتی ہے۔ مثلاً امامیہ جب تک قرآن تحریف نہیں کریں ان کے مذہب کا ڈھانچہ کھڑا نہیں ہوسکتا۔ مذاہب کا اپنا تعارف سنی، شیعہ، امامیہ، اہل حدیث کرنا خود تحریف قرآن ہے۔ کیونکہ اللہ نے صرف اسلام کہا ہے۔ عامۃ المسلمین کے جذبات احساسات تک کی فہرست بنائیں یہی کچھ نظر آئے گا۔ لہٰذا اس بارے میں کچھ وضاحت ضروری تھی۔ ایک طویل عرصہ تک تحریف قرآن، شیعہ سنی کے درمیان گیند کی مانند رہی ہے ایک دوسرے کو متہم کرتے رہے ہیں۔ گرچہ شیعہ زیادہ متہم تھے یہاں سے انہوں نے کچھ نہ کچھ رسمی بیانات عدم تحریف کے حوالے سے دیئے۔ ان کے لئے ایسی تردید چنداں مسئلہ بھی نہیں تھا۔ کیونکہ جھوٹ، تقیہ، مصلحت سازی کو یہ اپنے فرقے کے لئے درست مانتے ہیں، واجب سمجھتے ہیں لیکن تحریف قرآن دونوں کا مسئلہ ہے۔ تحریف قرآن اس دن نہیں ہوئی جس دن محدث نوری نے کشف الخطاب فی تحریف کتاب الارباب تحریر کی ہے۔ بلکہ ان سے پہلے ملا محسن فیض کاشانی، ہاشم نجرانی کتاب نورالثقلین حویزی بھی لکھی گئیں۔ غرض سب سے پہلے قرآن کو تابع تفسیر اہلبیت یا مشروط سنت ثابتہ قرار دیا گیا۔ اور جس دن قصر برامکہ میں مذہب امامت کی بنیاد رکھی گئی تھی اس دن سے تحریف قرآن شروع ہو چکی تھی۔ اس کی ایک مہم، سامانیوں، شعوبیوں کی سرپرستی میں حدیث نویسی کا اعلان نیلامی کیا گیا۔ اس طرح اہلسنت والجماعت میں جس دن کتاب درمنثور رجامع احکام قرآن قرطبی آئی ہے، تحریف قرآن کی تاسیس اس کے فوراً بعد شروع ہوئی۔

تمام مذاہب آپس میں تضاد، نفرت اور تفرقہ دکھاتے ہیں۔ لیکن قرآن کریم سے غاشیانہ انداز میں بظاہر تو تعظیم و تکریم لیکن اندر سے نفرت کدورت رکھتے ہیں یہی غش علی الاسلام ہے۔ انہوں نے قرآن کی تعریف و تمجید اسے بوسہ دے کر لیکن اس کو انسانی حیات سے بدر کر کے اس کی جگہ

ممنوع تدوین رسول اللہ کو خراسان، افغانستان، قازقستان، تحت نظارت ساسانیان سے تدوین کر کے جاگزیں کیا ہے۔ قرآن کی تفسیر کے نام سے ان تمام جعلیات کو جس طرح کوئی چیز ردی میں پھینکتے ہیں، قرآن کو بھی ممنوعہ کر رکھا ہے۔ آیات کو مزید پیچھے کر کے تمام شرکیات و کفریات کو رواج دیا ہے۔

تحریف قرآن کے بارے میں دونوں طرف سے مستقل کتب آئی ہیں لیکن دونوں طرف کے مصنفین نے تحریف کو مخالف کی طرف نسبت دی ہے۔ اپنے فرقے کے حوالے سے عدم تحریف کے بارے میں بزرگ مشہور و معروف علماء کے بیان نشر کرتے ہیں۔ ایران میں انقلاب اسلامی کے بعد ایران کے غالیوں نے سنیوں کے خلاف اور سنیوں کی طرف سے شیعوں کو تحریف قرآن کا الزام لگایا۔ ہم چونکہ انقلاب کو اسلامی سمجھتے تھے جو بیان وہاں سے جاری ہوتے تھے اسی کے مطابق شیعہ کا دفاع کرتے تھے۔ چنانچہ میں نے ملکی سطح پر یوم قرآن کے نام سے ایک کانفرنس منعقد کی اس میں اس بات پر زور دیا کہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل نہیں بلکہ عدم تحریف کے قائل ہیں۔ مکتب تشیع اور قرآن کے نام سے کتاب نشر کی۔ دوسری دفعہ جب لاہور میں ۲۰ قرات پر مشتمل قرآن لانے کا اعلان کیا گیا اور ایک منافق نے مجھے یہ خبر دی تو میں نے ''اٹھو قرآن کا دفاع کرو'' کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں شیعہ اور سنی علماء کے بیانات کو جمع کیا۔ میں ابھی تک متوجہ نہیں تھا کہ یہ بیانیہ نفاقی ہے لیکن جب ہمارے ذہن میں قرآن کو دوبارہ اٹھانے کے لیے عزم وارادہ آیا اور تفاسیر قرآن کے معانی مصادیق کی طرف رجوع کیا تو معلوم ہوا بلکہ کشف ہوا کہ مفسرین نے قرآن کو کونے پر لگا کر حدیث کو اٹھانے کے لیے قرآن کو چھتری بنایا ہے۔ جس جس نے قرآن کے عدم تحریف پر بیانات دیئے جیسے طباطبائی، مغنیہ تا طوسی از قرطبی، ذھبی، سیوطی

سب ہی تحریف کے قائل نکلے۔ان کی قرآن کے بارے میں اندر سے غلاظت پائی جاتی تھی۔قرآن کی فصاحت و بلاغت کے قائلین کہتے ہیں کہ قرآن کا بغیر سنت حدیث تفسیر کے جائز نہیں کا فتوی سنی شیعہ مفسرین کا متفقہ علیہ نظریہ ہے۔

آپ کے عمائدین میں سے ہر ایک نے اپنی بساط کے مطابق قرآن سے امامت ثابت کرنے سے عاجز قاصر ہونے کے بعد نقائص و معاتب کی نشاندہی کی ہے جو کہ اپنی جگہ اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ آپ کے اندر اس عظیم کتاب کے لیے بہت میل کچیل نظر آتا ہے۔خالق قرآن نے نبی کریم کو بتایا کہ ہم نے اپنی کتاب کو بلند و بالا مقام سے تنزل کر کے نازل کیا ہے تاکہ انسانیت اس سے راہ سعادت حاصل کرے۔اس کو کبھی کتاب، کبھی ناقص، کبھی گونگا، کبھی محرف کبھی غیر منظّم، کبھی من مانی ترتیب سرکار اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ آپ کے دل میں سیاہ قسم کی غلاظت لگی ہوئی ہے، کسی قسم کے غسل سے دھو نہیں سکتے ہیں۔

اللہ کی کتاب جسے اللہ نے جن و بشر کے لئے تا قیام قیامت تک تحدی کیا ہے اگر اس میں نقص و عیب پائے جاتے تو مشرکین حجاز مکہ و مدینہ والے نشاندہی کرتے، معارضہ کرتے۔تحریف قرآن کی صدا کب نکلی؟ دنیا یہود و نصاریٰ، مجوسی، زردشتی، برہمن، الحادی اور ضد اسلام طبقات اس میں کوئی عیب و نقص تو پیدا نہیں کر سکے یا کوشش کرنے کے بعد شرمندہ ہو گئے، خود اٹھا کے لے گئے، یا پھاڑ دیا۔لیکن مذاہب کے مجتہدین، فقہا مروج الاحکام یا آیت اللہ العظمی کہلوانے والے، نقائص معائب کی دفعات لگانے والے، قاہرہ، ریاض، نجف قم یا لکھنو کے اصول فقہ خوانوں نے عیبوں کی لمبی فہرست پیش کر کے قرآن کو اپنی درسگاہوں سے بے دخل یا بدر کیا ہے۔آپ لوگوں کا قرآن پر یہ احسان ہے قرآن کو کس دور علاقے میں بدر نہیں کیا بلکہ اپنے

قبرستانوں میں رہنے کی اجازت دی ہے۔یا یوں کہیں کہ نمک حرامی سے بچنے کے لئے شرم وحیا کر کے برائے نام قرائت کی حد تک رکھا۔

یہ تعبیر کسی جاہل ونادان کے منہ سے نہیں نکل سکتی ہے بلکہ کسی مدعی، عالم غرور علمی رکھنے والے، عاند، متکبر، کینہ وحقد سے بھرے انسان کی زبان سے نکلی ہوگی۔جوسورج کی روشنی کا منکر ہو، دن کورات، مٹھاس کوکڑواہٹ، جمال کوقبیح کہنے والا اور جواندر سے بغض وحسد وکینہ سے لبریز ہو۔کیونکہ ہر شخص یہ جانتا ہے کہ فصاحت وبلاغت کسے کہتے ہیں،اس کے کیا معنی ہیں؟ دنیا بھر کی اقوام وملل بیان میں فصیح وبلیغ،عرب ضرب المثل کوان کے امتیازات خصوصیات میں شمار کیا گیا ہے۔قرآن کریم نے اپنی فصاحت و بلاغت کے سامنے ان کے فصحاء وبلغاء کوشرمندہ کیا ہے۔قرآن کیوں فصاحت وبلاغت کی اوج وبلندی پر نہ ہو جب کہ یہ خالق قرآن خالق انسان ،خالق علق،خالق بیان کا کلام ہے،اپنے بیان میں فصیح وبلیغ کیسے نہ ہو،کیسے واضح نہ ہو۔قرآن نے اپنا تعارف بیان سے کیا ہے۔بقرہ ۱۸۷، ۲۶۶،نساء ۲۶،نحل ۴۴،عمران ۱۸۷،ابراہیم ۴۵،الرحمٰن ۴۔

﴿۔۔۔تِلكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلا تَقرَبُوها كَذلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آياتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ﴾ (بقرہ۱۸۷)

﴿۔۔۔كَذلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآياتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ﴾ (بقرہ ۲۶۶)

﴿وَ إِذْ أَخَذَ اللَّهُ ميثاقَ الَّذينَ أُوتُوا الْكِتابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَ لا تَكْتُمُونَهُ فَنَبَذُوهُ وَراءَ ظُهُورِهِمْ وَ اشْتَرَوْا بِهِ ثَمَناً قَليلاً فَبِئْسَ ما يَشْتَرُونَ﴾ (عمران۱۸۷)

﴿يُريدُ اللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَ يَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذينَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَ اللَّهُ عَليمٌ حَكيمٌ﴾(نساء۲۶)

﴿وَ سَكَنتُم فِى مَسَاكِنِ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنفُسَهُم وَ تَبَيَّنَ لَكُم كَيفَ فَعَلنَا بِهِم وَ ضَرَبنَا لَكُمُ الأَمثَال﴾(ابراہیم ۴۵)

﴿بِالْبَيِّنَاتِ وَ الزُّبُرِ وَ أَنزَلنَا إِلَيكَ الذِّكرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيهِم وَ لَعَلَّهُم يَتَفَكَّرُونَ﴾(نحل ۴۴)

﴿عَلَّمَهُ البَيَانَ﴾(الرحمٰن ۴)

ہمارا احتمال ہے کہ ہوسکتا ہے ازروئے عناد ایسا کیا ہوگا لیکن ان کے بعد کے اقدامات سے اس کی تائید بھی ملی ہے۔انہوں نے کوئی موقع محل نہیں چھوڑا جہاں قرآن کو پست کرنے کا موقع کھو جائیں۔ان کی صفات یہ تھیں:۔

۱۔قرآن کی بغیر ثابت سنت کے تفسیر نہیں کرسکتے،یعنی سنت ثابت سے قرآن کو نسخ کرسکتے ہیں۔

۲۔قرآن کی عام حدیث سے تخصیص کرسکتے ہیں۔

۳۔قرآن کو عام حدیث سے بھی رد کرسکتے ہیں،جس طرح آغا نجفی کہتے ہیں کہ فہم تفسیر جو سنت ثابت کے ساتھ ہو،کشتی ناخدا کی مانند ہے۔قرآن کو بغیر تفسیر کے سمجھنا ان کی نظر میں ناممکن ہے۔

۴۔قرآن میں کلیات ہیں،جزئیات ہم نے بنانی ہیں۔آپ سے سوال ہے ''یہ جزئیات بنانے کا حق آپ کو کس نے دیا؟ جبکہ قرآن میں کلیات کے سینکڑوں جزئیات بیان ہوئے ہیں۔کلمات قرآن کے صیغوں،اختلاف قرات کے نام سے کتنی آیات میں کلمات اختلاف دکھایا گیا ہے۔جمع وترتیب وتنظیم آیات میں غلط ترتیب کا اصرار کیا ہے۔

۵۔قرآن ہرکس وناکس کے فہم میں آنے والی کتاب نہیں ہے اس سے زیادہ بغض وعناد کیا ہوسکتا ہے یا دھوکہ دہی نہیں ہوسکتی ہے اور اللہ پر افک وافتراء کیا ہوسکتا ہے۔عرب بدو دشمنان محمدؐ قرآن کو سمجھتے تھے لیکن عمر

بھر علوم شعوبی میں گزارنے والے قرآن نہیں سمجھ سکتے۔ دانشوران قرآن نہیں سمجھ سکتے ہیں۔ اللہ نے قرآن میں کتنی بار قرآن کو کتاب مبین کہا ہے ،ہم نے اس کتاب کو واضح آسان زبان میں بھیجا ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن ہر کس و ناکس کے فہم میں نہیں آ سکتا۔ ابو جہل مشرک، ابوسفیان، عاص بن وائل، ابولہب نے سورہ قل **یا ایہا الکافرون تبت ید ابی لھب** کو سمجھا۔ مستشرقین نے مسلمانوں سے مجادلہ کرنے کے لیے معجم مفہرس قرآن بنایا، قاموس قرآن بنایا۔ لکھتے ہیں ہمارا پہلا مصدر اللہ کی کتاب ہے لیکن بیان کی توضیح عجمی کریں۔ احادیث جیسا کہ نحوین کا کہنا ہے یہ قول رسول اللہ نہیں ہے بلکہ قول رسول کو راوی نے اپنی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ اس لیے نحوین نے کلمات عربی میں استشہاد کے لیے احادیث استناد کرنے سے گریز کیا۔ نبی کریم نے قلب قریش سے ہونے کی وجہ سے فرمایا ''**انا افصح من نطق بالضاد** '' خود کلام کی فصاحت کا مقابلہ حتی مقاربہ تک نہیں کر سکتے۔ چہ جائیکہ خراسان ہرات و بخارا کی جمع کردہ احادیث قرآن بن جائیں۔

۶۔ قرآن بغیر تفسیر از حدیث کشتی ناخدا کی مانند ہے۔ آغائے نجفی کے مطابق قرآن اور حدیث میں اختلاف کی صورت میں قضاوت حدیث کو حاصل ہے۔

۷۔ فہم قرآن مخصوص بہ امام ہے کیونکہ ان کے گھر میں نازل ہوا ہے۔ اس میں کئی طرح کے غش ہیں، قرآن اعم از کافر، منافق، ملحد، بے دین اور مومن سب سے مخاطب ہے۔ قرآن کسی ایک، خاص شخص یا فرد کے لئے مختص نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ قرآن ہمیشہ گھر میں نازل نہیں ہوا میدان جنگ میں بھی نازل ہوا ہے۔ اگر گھر میں نازل ہوا ہے تو زوجات کے گھر میں نازل ہوا جبکہ علی زہرا حضرات حسنین الگ اپنے گھر میں رہتے تھے۔ میرے

لئے اپنے علاقے کے دوجید ظاہر صلاح عالم علوم شعوبی آغائے نجفی اور آغائے صلاح الدین کا آیت تطہیر شوری ۲۲ مائدہ ۶۸۔۵۵ آیت مباہلہ کی شان نزول کے حوالے سے مصداق میں علی، فاطمہ حضرات حسنین کو گردانا حیرت انگیز تھا۔انہوں نے آیت میں موجود کلمات، اسم، فعل، حرف ضمیر سیاق سب سے چشم پوشی کر کے غضب صاحب قرآن مول لے کر خوشنودی باطنیہ چاہی ہے۔اس میں بھی غش فی غش ہے، اولاً اہلبیت از دواج ہیں دوسرا یہ آیت اہلبیت کی فضیلت میں نہیں آئی بلکہ ان کے نامناسب مطالبہ اضافہ ورواتب کی رد میں نازل ہوئی ہے۔آیت تطہیر سے آغائے صلاح الدین نے معتزلہ کی بین المنزلتین سے عصمت تکوین وتشریعی بنائی ہے۔ محسوس ہوتا ہے فضائل اہلبیت بنانے میں ایک اعلان نیلامی ہوا ہے کہ جو منہ میں آئے بولیں۔ یہ ان آیات کے خلاف ہے جن میں یاایھا الناس، یاایھا الکافرون یاایھا الانسان آیا ہے، جن میں منافقین سے خطاب آیا ہے۔ان احادیث کے حسب نسب کو دیکھیں گے تو لانسب ملیں گی۔

۷۔قرآن صامت سے قرآن ناطق افضل ہے۔ایران، مصر یا پاکستان کے آیات فروش قرآن کو کسی بھی صورت اٹھانا برداشت نہیں کرتے، قرآن ان کے گلے میں پھنسی ہڈی کی مانند ہے۔

۸۔تلاوت قرآن کی جگہ احادیث جاگزیں کر کے اہلبیت، مجہول الحال اصحاب، مجہول النسب کو مثل رسول اللہ حجت اللہ بنایا ہوا ہے، قرآن میں منع کردہ شرک کو توسل کے نام سے رواج دیا ہے۔

۹۔قرآن اور محمدؐ سے دوری کیلئے اہلبیت واصحاب کا نام گھڑا ہے۔

۱۰۔قرآن کے مقابل میں مصحف فاطمۃ بنانا۔

۱۱۔کتاب امام علی کو جوامع الکلام بنایا۔

۱۲۔حدیث قدسی اور غیر مقدس راویان غیر موثقہ کو جاگزیں کیا ہے۔

آج سے دس بارہ سال پہلے میں حوزہ علمیہ قم میں پہنچا تو پاکستان کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے میری تذلیل کرنے کے لئے میری رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔ علوم شعوبی کو علوم اسلامی کا نام دے کر بہت سے نوجوان یہاں اغواء بلاتاوان کی مانند زندگی گزارتے ہیں۔ یہاں انہیں عیش ونوش کی تربیت دی جاتی ہے۔ مفت خوری کس چیز کا نام ہے کیسے کرتے ہیں یہ سکھایا جاتا ہے۔ کراچی میں ایک تاجر نے مدرسہ کھولا تو اس میں طلبہ کو ایک مخصوص لباس جیسے فوجیوں یا پولیس اہل کاروں کا ہوتا ہے، پہناتے تھے۔ کراچی یونیورسٹی کے شعبہ اقتصادیات کے چیئرمین کو دعوت دی گئی۔ اس نے اپنے تاثرات میں لکھا کہ یہاں پڑھنے والے اندرون سندھ، پنجاب یا دیہاتوں میں نہیں جاسکتے ہیں ان کو مدرسے میں ہی تادم حیات قیام کرنا ہوگا کیونکہ اس طرح کی تکلفانہ زندگی کہیں اور میسر نہیں آئے گی۔ حوزات میں مقیم افاضل کی مجبوریاں بھی ایسی ہیں جو سہولتیں یہاں حاصل ہیں وہ ملک میں کہیں اور میسر نہیں۔ یہاں عش ہی عش ہے، انہیں یہاں آپ کیا کام کرتے ہیں؟ کتنی تنخواہ ہے جیسے سوالات کا سامنا بھی نہیں ہے۔ یہاں چند سال گزارنے کے بعد حکومت شناسنامہ دے یا نہ دے ایرانی بن جاتے ہیں۔ اگر مرد نہ بنیں تو خواتین ضرور بنتے ہیں۔ ایرانی کسی بھی وقت زندگی سے راضی نہیں ہوتے یہاں باہر سے آنے والے ہی راضی رہتے ہیں، لہٰذا جاہل، بے دین کھڑ پینچ برا نہیں لگتا ہے۔ اس لئے جب علماء مقتدر کی نظریں قرآن اُٹھانے والوں کو دیکھتی ہیں تو ان کی آنکھوں میں خون آجاتا ہے۔ کیونکہ قرآن میں مسرفین کو اخوان شیاطین کہا گیا ہے۔ ایک مقولہ مشہور ہے کہ ہوش مند زیرک انسان اپنے دشمنوں کی اساس کو چھیننے یا اساس سے الگ کرنے کے لئے ہمیشہ تلا رہتا ہے انکوششوں میں کبھی کوئی کسر نہیں چھوڑتا۔ صلیبی جنگوں کے دوران برطانیہ کے وزیر اعظم گلیڈسٹون (متوفی

۱۹۹۸ء) نے دارالعوام میں قرآن ہاتھ میں اٹھا کر کہا جب تک مسلمانوں کے ہاتھ میں یہ کتاب ہوگی ان کو کوئی شکست نہیں دے سکتا۔ چنانچہ بادشاہ فرانس جب مصر میں اسیر ہو کر جیل گیا تو فرانس نے بھاری فدیہ دے کر اس کو آزاد کرایا۔ اس نے اپنی یاداشت میں لکھا تھا کہ مسلمانوں سے تسلیماتی جنگ کی بجائے فکری جنگ لڑیں۔ جنگ جو بھی انہی میں سے بنائیں۔ اہل یورپ اور دیگر ممالک سے سیاحت اور تبلیغ کی غرض سے آنے والے غیر مسلموں کی اکثرت نے مسلمان ملکوں میں سالہا سال گزارنے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مسلمانوں کی کل اساس قرآن ہے۔ جبکہ نجف قم کے باطنین کب سے اس پر عمل پیرا تھے جہاں پڑھنے والوں کو پوری عمر گذارنے کے بعد بھی قرآن سے رغبت نہیں ہوتی۔ لہٰذا باطنیہ توسل کے نام سے شرکیات بیچنے والے انصاریان اور کراچی کے تاجر نے پہلے میرے عزیز داماد اور بیٹے کو قرآن پر کام کرنے سے روکا اور جلدی سے انہیں ایران منتقل کیا۔ ان کا مقصد قرآن کو ہر حال میں پیچھے ہی رکھنا ہے۔ جس طرح بعض پر میری قرآن سے متعلق کتابیں خار چشم مغیلاں بنی ہوئی ہیں۔ مرکز اسلامی کے اعزاز یافتہ سکندر صاحب کو میری کتاب ''قرآن میں محمد مصطفیٰ'' مثل تیر سہ شعبہ لگی تھی۔ جس دن اس نے یہ کتاب دیکھی اس دن سے اسکے تجسس سے مجھے نجات ملی ہے کیونکہ ''طلوع اسلام'' پڑھنے والوں کو قرآن و محمدؐ برداشت نہیں۔

قرآن سے اعراض کر کے، قرآن کو محرف فرض کر کے، امام منصوص من اللہ ہونے کا استناد آیات متشابہات و روایات خود ساختہ سے کیا ہے۔ چنانچہ آغائے رئیسی نے اپنے تالیف امامت میں بھی ایسا کیا۔ جس طرح صلاح الدین اور محسن نجفی نے مائدہ ۶۷ سے اعلان امامت کا استناد کیا۔ امام بعد از نبوت انسانوں کا خود ساختہ منصب ہے۔ جس کی ایک مثال ایران میں

انقلاب اسلامی کے ابتدائی دور میں منصب جانشین کے نام سے آغائے منتظری معرفی کی ہے۔ ابھی انقلاب آئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا جانشین رہبر کا تقرر خفیہ مجلس میں طے ہوا ہوگا، جن کا تمام اداروں حتیٰ کہ سفارت خانوں میں بھی حکم چلتا تھا۔ کیا حب اقتدار کی رسہ کشی نہیں تھی؟ کہ اسلام کے خلاف تو چھوڑیں اپنے ملک کے آئین میں بھی نہ ہو۔ ملک میں ایک طویل عرصہ اندرونی چپقلش بنی رہی۔ منتظری اوران کے طرف داراس غیر آئینی عمل کی سزا میں مطعون ہوئے۔ موت حیات تو اللہ ہی جانتا ہے لیکن جو سنت اللہ سے تعدی کریں گے ان کے لئے شرمندگی ہی ہوتی ہے۔ امام کا معنی عرفی لے لیں تو سامنے بنتے ہیں۔

چنانچہ مجتہدین اعلمیت میں پھنس گئے تھے۔ امام خمینی نے نجف میں اپنے درس ولایت میں ضعیف روایات سے استناد کر کے ولایت فقیہ کا نظریہ پیش کیا۔ پھر لکھا کہ امام زمان کی طرف سے حق حکومت، مجتہدین کو دیا گیا ہے۔ لیکن انقلاب کامیاب ہونے کے بعد یہ حکومت بازرگان ضدروحانیت بنی صدر قطب زادکہاں کہاں نہیں گیا؟ باریش قاریان کے ساتھ پوری سج دھج والی موسیقار خواتین ملک سے باہر سیاسی وفد میں ساتھ جاتی رہیں۔ اس انقلاب اسلامی کو مایہ افتخار سمجھنے والے کرتا دھرتاؤں نے مسلمان ممالک کے ساتھ برے روابط رکھے اورانہیں خالی ہاتھ لوٹاتے رہے۔ اور کہا ''اینچاه حکومت دست مردم'' ایرانیوں کا ابھی تک یہ افتخار رہا ہے کہ ہمارے ہاں بہترین جمہوریت ہے، واقعاً ثابت کیا ہے۔ لیکن آغائے سبحانی، عزت الدین کریمی، جواد مغنیہ رئیسی، جواد نقوی، محسن نجفی، آقائی حیدری فرمان شگری ابھی تک نص کو مثل الغتیہ ابن مالک رٹا رہے ہیں۔ یہ بزرگان عوام کے مجمعے میں محض چہرہ دکھاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نص کی بات نہیں کرتے، ہم تو ان کی اعلمیت کی بات کرتے ہیں ایسا اس لئے کرتے

ہیں تا کہ فتنہ پرست خاموش ہو جائیں۔ آغائے بروجردی، آغائے ابراہیمی، آغائے فضل اللہ، آغائے ملا صدرالدین اور جواد مغنیہ کہاں سے ثابت کریں گے؟۔ یہ کہاں سے نکالا تھا کہ سربراہ مملکت کے لیے اعلم ہونا شرط ہے۔ کس عقل فیلسوف کی ہے وہ شاہ عباس صفوی اکبر بادشاہ، معتصم عباسی کو کیا کہیں گے؟ ہارون رشید کہاں کے پڑھے ہوئے تھے؟ جو امپراطور اسلامی کا بادشاہ تھا، ہارون الرشید نے اصمعی سے کہا آپ حضرات علماء ہیں لیکن ہم عقلاء ہیں ہمارے پوچھے بغیر کوئی بات نہ کریں۔ جس پر بڑی بڑی شخصیات نے کتابچے لکھے۔ انقلاب شیعی جعفری جمہوری نے منصوصیت کے سبعہ حصوں کو مسمار کر کے، یہاں کے ساکنین کو جلاوطن کر کے قم کے غلاط شہر میں پناہ گاہ امام خمینی میں بسایا ہے۔

قرآن اور دعاؤں میں موازنہ

اس کا راز باطنیہ کے پاس ہے یعنی شرک کو توحید کے نام سے پھیلانا ہے۔ تلاوت قرآن روکنے کے لیے شرک سے بھری محافل دعا منعقد کی جاتی ہیں۔ ان دعاؤں کی کتابوں میں مدفون اجداد مشرکین کی زیارات لکھی ہوئی ہیں۔ اگر یقین نہیں آتا تو دعاؤں کی کتابیں کھول کر دیکھیں۔ قرآن کی جگہ مفاتیح الجنان مفاتیح الحیات ادعیہ وزیارات، خودساختہ صوفیین اخبار میں محمدؐ کی جگہ اہلبیت واصحاب مجتہدین وعلماء کو جاگزیں کیا گیا ہے۔ قرآن کریم نے اپنی فصاحت وبلاغت کے سامنے ان کے فصحاء وبلغاء کو شرمندہ کیا ہے کہ فصاحت وبلاغت کی اوج وبلندی پر کوئی اور نہ ہو۔ خالق قرآن، خالق انسان، خالق حلق، خالق دندان جہاں سے حروف بنتے ہیں منطقہ دھان مصانع حروف ہے۔ خالق بیان کا کلام ہے، اس کے مقابلے میں سب ایک جیسے فصیح وبلیغ نہیں ہو سکتے، اسے واضح کیا ہے۔ قرآن نے اپنا تعارف بیان

سے کیا ہے۔ بقرہ ۱۸۷، ۲۶۶، نساء ۲۶، نحل ۴۴، عمران ۱۸۷، ابراہیم ۴۵، الرحمٰن ۴۔ ہم نے احتمال دیا کہ ہوسکتا ہے ازروئے عناد ایسا کیا ہوگا، لیکن ان کے بعد کے اقدامات سے اس کی تائید بھی ملی ہے۔ انہوں نے کوئی موقع محل نہیں چھوڑا جہاں قرآن کو نیچا کرنے کا موقع کھو نہ جائے۔

جبکہ قرآن کو مختلف طور طریقوں سے تحریف کرنے والوں کو اعزاز مفسر دیا جاتا ہے۔ طوسی اور طبرسی نے قرآن میں تعدد قرائت کو ثابت کرنے کے لیے ہر آیت کے لیے چندین قرائت نقل کی ہیں۔ آیات متشابہات سے امامت امیر المومنین حدیث کے ذریعے ثابت کی۔ کراچی میں سیکولروں کے مغز متفکر پروفیسر کرار کو مفسر قرآن کا لقب دیا گیا۔ محفل خراسان کے امام جماعت نے عربی تلاوت کرنے سے روکنے کیلئے اردو پارے بنائے تھے۔ ان کو مفسر قرآن کا لقب دیا گیا۔ قرآن کو چھوئے بغیر تراجم کو کاٹ کاٹ کر ترجمہ کرنے والے بھی مفسرین میں شامل ہوگئے ہیں۔ غالیوں کے مجتہد محمد حسین نجفی نے ہومیو پیتھک ڈاکٹر اسد کے ترجمہ قرآن پر مقدمہ لکھا۔ بلتستان کے مانے ہوئے سیکولر عام مسلمانوں سے نفرت کرنے والے یوسف حسین کے بلتی ترجمہ کو رہزنی ایرانی اسلام آباد سے چھپوا کر تقسیم کیے گئے۔ یہاں سے بہت سے سیکولروں کی ہمت بندھی ہے۔ اس بارے میں ایک حکایت نقل کرتے ہیں۔ ایک گرم علاقے کا رہنے والا شخص کسی سرد علاقے میں پہنچا۔ صبح سویرے باہر دیکھنے کیلئے نکلا تو ایک کتا بھونکتا ہوا آیا، اس نے پتھر مارنے کیلئے اٹھانا چاہا تو پتھر برف میں جما ہوا تھا، نہیں ہلا۔ اس نے کہا یہاں کے لوگ بھی کتنے برے ہیں، بھونکنے والے کتے کو آزاد چھوڑا ہوا ہے اور خاموش ساکت پتھر کو باندھ کے رکھا ہوا ہے۔ بعینہ یہاں پر تحریف کرنے والوں کو اعزاز دیا جاتا ہے۔

مذاہب کا قرآن پر ایمان ایسا ہے جیسے صدر اسلام میں منافقین ایمان

رکھتے تھے۔اپنے خطابات کا آغاز کسی شاعر کے شعر یا حدیث معروف یا مجہول سے کریں گے۔قرآن سے شروع کرنے سے گریز کریں گے۔اکثر و بیشتر علماء آیت سے شروع کرتے ہیں لیکن آیت کی توضیح وتشریح،حدیث سے کرتے ہیں۔ہر کتاب میں ہر بحث میں لکھیں گے اس مدعی پر آیات قرآن سے ثابت ہے۔لیکن قرآن کی تفسیر کے موقع پر قرآن فہمی کو مشکل بلکہ مایوس کر کے رکھیں گے۔اس کے دو چہرے ہیں ایک چہرہ مکشوف پائیں گے جس میں غث وثمین،غلط وصحیح،مکشوف ومشہود ہے۔درمنثور سیوطی،نور ثقلین، بحرانی،طوسی وطبرسی،فخر الرازی،طنطاوی،تفاسیر تصوف،تفاسیر علم پرستان میزان وفرقان،تفسیر عرفان آملی ہر ایک نے قرآن کو نہیں اٹھایا ہے بلکہ اپنے مذہب ومسلک کو اٹھایا ہے۔

قرآن اس وقت بھی دعوت غور وفکر دے رہا ہے۔قرآن مکہ اور مدینہ میں نازل ہوا جبکہ حدیث تیسری صدی میں بلاد منافق نشین میں جمع ہوئیں۔ اس وضع مرسلات مطعونات پر سب کو اعتراف ہے پھر قرآن مسکن حدیث ہے لیکن سوال یہ ہے کہ حدیث کس اصول کے تحت حجت بنی ہے۔

’’اعاذ نا الله و اعاذ الامة اسلامیه فی ای یوم من داهیة الدنیا و الاخرة و آعاذمناظرنا و مجادلنا و محاورنا آغائے فرمان شگری‘‘

عشوان بمع محمد

قرآن کریم میں حضرت محمد کی نبوت ورسالت،خاتم انبیاء خاتم شریعت خاتم کتب بتایا گیا ہے آئندہ نبوت ورسالت قرآن کا کوئی بدل نہیں آئے گا۔قرآن اور محمدؐ ترازو کے دو پلے جیسے ہیں جنہیں ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کر سکتے ہیں۔اس کے مقابل مزاحم میں خراسان،ہرات بخارا میں زیر سرپرستی ساسانیوں نے ہر سو ہر طرف سے محدود مفقود کرنے میں

کامیاب ہونے کے بعد اگلے مرحلے میں قرآن کو لانے والے محمدؐ کی نبوت کا گھیرا تنگ کیا ہے۔

۲۔نبوت کے بعد ایک نیا منصب بنام امامت کا اعلان کر کے اللہ اور رسول دونوں پر افتراء کی مہم چلائی ہے۔پھر غصہ میں آئمہ کی قبور بنا کر مذہب مشرکین کو احیاء کیا جس سے بت خانے کا اہتمام ہوا۔یہ منافی ختم نبوت نہیں کہ امامت کو برتر از نبوت بنایا پھر اس کو شور شرابہ جنگ وجدال کر کے دوبارہ نظام کسرائی قیصرائی کو جاگزین کیا۔

۳۔امام غائب آئیں گے، نئی کتاب اور نیا دین پیش کریں گے۔

۴۔امام ولایت تکوین ''متصرف اکوان'' ہے۔اس صورت میں اللہ اور ان کے درمیان میں کیا فرق رہ گیا؟ کہا کہ آپ کا یہ نظریہ ہے کہ قیام آسمان میں اللہ اور زمین میں امام نظام چلا رہے ہیں، یہاں آپ توحید خالقیت کی کیا تفسیر کریں گے؟

۵۔مقابر آئمہ طاہرین اور ان کے لیے شرک سے بھری زیارات، پھر امام زادوں، زوجات کی زیارات کی بھرمار کو دیکھ کر دور مشرکین میں بت خانے بنانے والے مشرکین بھی شرمندہ ہو جائیں۔

۶۔فقہاء مشرکین کو وارث انبیاء بنایا ہے۔

۷۔امام مہدی، حضرت عیسی اور خضر کا انتظار کروا رہے ہیں۔

۸۔انکار یوم آخرت کے لیے عقیدہ رجعت آئمہ بنایا کہ آئمہ رجعت کریں گے۔

۹۔میدان فقہ میں فقہاء کی قیل وقالات بھی مصادر بن سکتی ہیں۔

یہاں تک کہ فقیہ بننے کے لئے قرآن کا نیاز مند نہ رہے۔یہاں تک قادیانی، آغا خانی تنسیخ شریعت والے کیا کہہ رہے ہیں سنتے نہیں کہ پیچھے سے واویلا کر رہے ہوں گے کہ ہم تو آپ کے پیچھے ہیں۔انہوں نے شیطانی حربوں

سے طول و عرض میں امامت اولیاء بنائی ہے طول و عرض میں عیسیٰ و مہدی بنائے ہیں، طول عمر مہدی بنائی ہے۔

۱۰۔ ختم نبوت کی جگہ اہلبیت اور اصحاب کو رکھا، کیا یہ ذوات جاگزین محمدؐ رسول ہو سکتی ہیں؟ شریعت مخصوص ذات اللہ بلاشریک تھے، محمد اس میں شریک نہیں تھے اس کو اہلبیت، اصحاب، اتباع اصحاب، حتی کہ مجتہدین، ابو حنیفہ، مالک، شافعی کے ہاتھوں میں دیا ہے۔ آپ اصحاب اہلبیت کو مصادر شریعت بنا کر خود حضرت محمد سے بھی اوپر لے گئے ہیں جو حق محمد کو نہیں تھا ان کو دیا۔ اللہ نے تکرار سے رسول سے فرمایا ہے آپ ہمارے وکیل نہیں۔

غشوان سنت

آپ کا سب سے بڑا غش سنت رسول اللہ ہے۔ اس میں بدایت سے نہایت تک غش ہی غش ہے۔ سنت عربی زبان میں طور طریقہ، روش دائمی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ آپ نے سنت کا معنی قول و فعل تقریر رسول کیا ہے۔ سنت زبان عرب میں مستعمل ہے جیسا کہ لغت میں سنہ کو سال کہا ہے۔ اس کا جمع سنن آیا ہے اور قرآن کریم میں اسے چار مصادیق میں استعمال کیا گیا ہے۔

۱۔ قحط سالی ۲۔ ایام دور ۳۔ سرعام طور طریقہ

۴۔ قرآن کریم میں سالہا سال متمادی مسلسل مستعمل چیزوں کو سنت کہا گیا ہے۔ لیکن آپ نے عمل مسلسل مرتب کو قول و فعل، تقریر کی یہ اصطلاح کس کی اجازت سے وضع کی ہے؟ ارباب وجوہ و نظائر میں سنت، عمل مسلسل، طریقہ مسلسل کو بتایا ہے۔ تبدیل و تغیر ناپذیر بتایا ہے جبکہ آپ کا قول و فعل و تقریر، ناقابل اعتماد افراد تک پہنچ سکتا ہے۔ سنت کے معنی سے باہر ایک نیا معنی جو اس کلمہ کے معنی لغوی سے نہیں نکلتا ہو، وہ غش ہوگا۔

کتاب فقہ مقارن میں محمد تقی الحکیم پہلے صفحے پر تعریف سنت میں لکھتے ہیں کہ سنت عرب میں جاری طور طریقے کو کہتے ہیں جسمیں معنی دوام پایا جاتا ہے یعنی یہ ہمیشہ سے ایسے ہی ہے۔ فقہا کے نزدیک سنت مقابل بدعت استعمال ہوا ہے علماء اصول کے نزدیک سنت ہر وہ حکم جو پیغمبر سے صادر ہوئے ہیں۔

ا۔قول وفعل وتقریر صحابہ بھی حجت ہے۔

۲۔قول وفعل واہلبیت بھی حجت ہے۔

سوال یہ ہے کہ قول وفعل وتقریر ورسول کے حجت ہونے کی دلیل کیا ہے؟ استاد لکھتے ہیں اگر سنت پیغمبر نہ ہوتو معالم اسلام واضح نہیں ہوتے۔ عمل قرآن معطل اور کوئی بھی حکم استنباط نہیں ہو سکے گا کیونکہ قرآن میں تمام احکام خصوصیت سے بیان نہیں ہوئے ہیں قرآن میں اصل تشریح بیان ہوئی ہے۔ لیکن سنت نبی صحابہ واہلبیت کے حجت ہونے کی دلیل کیا ہے؟

ا۔قرآن نے سنت نبی کو حجت گردانا ﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَ الرَّسُول العمران:۳۲﴾

﴿وَ ما آتاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَ ما نَهاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا حشر:۷﴾

﴿وَ ما يَنْطِقُ عَنِ الْهَوى ☆إِنْ هُوَ إِلاَّ وَحْيٌ يُوحى نجم۳،۴﴾

صاحب کتاب لکھتے ہیں ان آیات سے سنت نبی ثابت ہے

۲۔ سنت نبی کے حجت ہونے کی دوسری دلیل اجماع امت ہے یہ اجماع بہت سے علماء نے اپنی کتب میں لکھا ہے اور اس پر مسلمانوں میں اجماع ہے کہ جو سنت یعنی قول وفعل وتقریر نبی، سند صحیح، مفید علم اور ظن واضح سے پہنچی ہے، سب نے نقل کیا ہے۔ لیکن اجماع خود حجت ہے اسکی کیا دلیل ہے؟

فقہاء ومجتہدین کے نزدیک سنت دوسرا مصدر شریعت ہے، یہ پہلا غش ہے۔ پھر سنت سے مراد قول وفعل تقریر رسول اللہ لیتے ہیں، یہ دوسرا غش ہے۔ اس کے بعد سنت اصحاب واہلبیت یہ تیسرا غش ہے۔ اس کے بعد کلمۃ سنت میں خبر اثر روایت حدیث کو بھی شامل کیا ہے یہ چوتھا غش ہے۔ یہاں ایک غش نہیں بلکہ غشاوین ہیں۔ سنت طریق روش مداوم غیر متغیر کو کہتے ہیں۔ نبی کریم کی ۲۳ سالہ عمر نبوت ورسالت مسلسل دیکھی گئی ہے جس کی پوری امت شاہد وناظر ہو قرآن کریم کے مقابل میں برابر قول رسول جا گزین کرنا بذات خود غش فی غش، غش جلی اور شرک کبیر ''الا له الحكم و الامر '' کے خلاف ہے۔ پھر سنت سے مراد قول فعل تقریر نبی کے ناقل دو فرد ہو سکتے ہیں قول، فعل، تقریر اہلبیت واصحاب تیسری غش نبی کریم نے اپنی سنت کی تدوین سے منع فرمایا تھا لہٰذا یہاں امر ونہی حرام وجائز جمع ہے یہ ایک غش ہوگا۔

۲۔ آپ کا سنت میں دوسرا غش اہلبیت اور اصحاب کو شامل کرنا ہے، اہلبیت واصحاب کو کس نے حجت گردانا ہے جبکہ قرآن میں نساء ۱۶۵ کے تحت رسول کے بعد ہر قسم کی حجت کو نفی کی گئی ہے۔ پہلے مرحلے میں خود تاریخ تدوین سنت پیش کریں۔ سنت رسول کے موضوع پر کتب کہاں اور کس کی نگرانی میں جمع ہوئی ہیں؟

مصادر احادیث ومجامع روائی اخبار

مصادر ومنابع ومجامع روائی، زمان ومکان کا معین ہونا ہر ایک اپنی جگہ مشکوک مخدوش ہے۔ احادیث تیسری صدی کے آغاز سے شروع ہوئیں لہٰذا حافظان احادیث میں تسلسل امکان پذیر نہیں، خود ان کے مصادر کیا تھے، ان کے مصادر دو قسم کے ہوتے ہیں۔

ا۔مصادر کتابی ہوتے ہیں۔ مصادر کتابی جن کتابوں سے نقل کیا ہے ان کتابوں کو دیکھیں کہ انہوں نے ان مصادر کو کہاں سے نقل کیا ہے؟ ان کتابوں میں یہ مواد ہے یا نہیں؟ صحیح بخاری کے پرانی نسخے بہت قیمتی ہیں۔ ایک مولانا میرے پاس صحیح بخاری کے پرانے نسخے خریدنے کے لیے آئے تھے کیونکہ تاجران دین نئ مصطلحات کے موقع پر عبارت میں وقت حالات کے تحت حرف اضافہ کرتے ہیں۔ کتب احادیث میں یہ بات معمولات میں سے ہے کیونکہ گزشتگان کی عبارات میں حذف اضافہ معمولات میں سے ہے۔ چنانچہ شعراء کی مذمت میں سے سرقت اشعار کہتے ہیں معلقات جو اس وقت بازار کتب میں ہے، وہ امرا القیس کی نہیں بلکہ تیسری چوتھی صدی کے شاعروں کا مجموعہ ہے۔ آپ سوچیں صحیفہ سجادیہ حر عاملی کے بعد کتنی ضخیم ہوگئی ہے اس طرح ثواب، اعمال صدوق دوگنا ہوگیا ہے، نہج البلاغہ کتب اربعہ وغیرہ بھی اسی طرح ہیں۔

اخبار دینی دو قسم کے ہوتے ہیں۔

ا۔دین اسلام کا حقیقی مصدر، وحید صرف قرآن ہے، احادیث بر فرض حجت نہیں۔ دل سے وابستہ عمل کو ایمان کہتے ہیں، جبکہ اعضاء و جوارح سے وابستہ عمل کو عمل صالح کہتے ہیں۔ ایمانیات وہ ہیں جن پر ایمان لانا تصدیق کرنا واجب ہے ضروری اور نا گزیر ہے نیز یہ اخبار روایت سے ثابت نہیں ہوتے۔ چونکہ ایمان بماورا مادہ غیر اللہ کوئی خبر نہیں دے سکتا ہے۔ اخبار احکام، فرائض طور طریقہ رسول اللہ نے خود بیان کئے ہیں، یہ اخبار صرف اخبار صحیح مستند حجت ہوں گے۔

۲۔امت رسول اللہ، حکم رسول پر گامزن رہ کر منع تدوین کلمات رسول اللہ کی وجہ سے اولین دو صدیاں گزرنے تک کسی کی ہمت و جرأت نہیں ہوئی تھی کہ امت ناظر، حافظ قرآن اور حافظ فرمان رسول اللہ بنے۔

۳۔رسول اللہ سے منسوب اقوال جمع کرنے کا سلسلہ دوسوسال بعد شروع ہوا۔اسلام مخالف طبقات، مسلمانوں کی نظراندازی کی وجہ سے دور دراز علاقوں سے اکٹھے ہونے شروع ہوئے جن میں زنادقہ ملحد، یہودو نصاریٰ ، مجوسی شامل ہیں۔یہ خراسان، سمرقند، ہرات، کوفہ اور بصرہ کے علاقوں میں ان مقاصد کے لئے اکٹھے ہوئے۔مسلمانوں کو ان تین حقائق کے تناظر میں سوچنا چاہیے۔رسول اللہ کے نام سے افترائات کہاں، کس نے باندھی ہیں؟ قول رسول جاگزین کرنے کیلئے آیات قرآن میں تحریف کیوں کی ہے؟

۴۔قول رسول جاگزین از قرآن کرنا، رسول کو جاگزین ربوبیت و الوہیت کرنے کے مترادف ہے۔عبد جہاں کہیں بھی جائے، کتنا اونچا اعلیٰ مقام ومنازل تک عروج وصعود کرے۔صدرۃ المنتہیٰ سے اوپر چلا جائے، امام انبیاء وملائکہ بھی قرار پاجائے پھر بھی عبد ہی رہے گا۔کبھی عبد معبود نہیں بنے گا، حاکم نہیں بنے گا محکوم ہی رہے گا۔مرسل نہیں رسول اللہ ہی رہے گا لہٰذا بہت سی آیات صراحت کے ساتھ آئی ہیں کہ آپ ہمارے وکیل وحفیظ نہیں، آپ لوگوں کو مجبور نہیں کرسکتے ہیں، آپ لوگوں کو ہدایت نہیں کرسکتے ہیں، آپ جبر نہیں کرسکتے ہیں۔اگر جبر نہیں کرسکیں گے تو حاکم کیسے بنیں گے؟ رسول کی اتباع آئی ہے، رسول شارع ومشرع بن کے نہیں آیا۔

۵۔قرآن کی بہت سی آیات میں اللہ نے قرآن میں رسول کے قول اور فعل پر تنقید کی ہے کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟

جن لوگوں نے رسول کے قول کو حجت گردانے کیلئے خود رسول اللہ سے منسوب اکاذیب سے استناد کیا ہے، آیات جوامع الکلام یا آیات متشابہات ﴿وَ ما يَنطِقُ عَنِ الْهَوى﴾ سے استناد کیا ہے جیسے کہ ﴿أَطيعُوا اللَّهَ وَ أَطيعُوا الرَّسُولَ﴾، ﴿وَ ما آتاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ﴾ سے استناد

کیا ہے، یہ طریقہ منافقین ہے۔رسول کی زبان سے بہت سے کلمات صادر ہوئے ہیں اور خود آپ نے انہیں واپس لیا ہے۔

صافات ۱۱۳ مریم ۱۶۹، ان کے صفحات تاریخ سوائے چند محدود افراد کے باقیوں کے صفحات سیاہ اور غلیظ ہیں۔صحیح سقیم سب کو ملا کر قرین ور دیف قرآن قرار دینا سوائے اہانت اور جسارت بقرآن کے علاوہ اور کیا ہوسکتا ہے؟ اگر قرآن نہ ہوتا تو محمد کی نبوت نہیں ہوتی۔اس کے نزول کے لیے اللہ نے محمد کو آمادہ رہنے کا حکم دیا ہے ہم آپ پر گراں کتاب نازل کر رہے ہیں۔ تلقین کرنے کے لیے آمادہ رہیں۔جس کا متوازی محمد نہ ہو اس کا اہلبیت کیسے متوازی ہوسکتے ہیں؟ یہ حدیث رسول اللہ سے کیسے انتساب کی ہے اس حدیث کی سند تلاش کرنے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ یہ قرآن سے معارض حدیث ہے۔مسلمانوں کا دین، قرآن محمدؐ لانے والے ہیں۔محمدؐ کے لیے قرآن میں تکرار سے آیا ہے کہ آپ ہمارے وکیل نہیں ہیں۔ان کے اہلبیت ،ان کے اصحاب دیگر انبیاء و مرسلین کے اہلبیت اور اصحاب سے فرق نہیں ہے۔یہ حدیث منافق عادی کی زبان سے نہیں منافق مکابر معاند کی زبان سے نکلی ہے کہ قرآن میں کلیات آئی ہیں جزئیات ہم نے بنائی ہیں اور اپنے آپ کو شریک رب بنایا۔تعالی اللہ عما یقول الظالمون

دوسرا غش تدوین حدیث ہے، حدیث کہاں ہوئی، کب ہوئی، کیسے ہوئی؟ حدیث کی تعریف کتاب قواعد فی علوم الحدیث تالیف ظفر احمد التھانوی متوفی ۱۳۹۴ھ ص ۲۴ پر لکھتے ہیں ''**الحدیث فی عرف شرع ما یضاف الی النبی الحدیث اعم من ان یکون من نبی او الصحابی او التابعی فعلھم و تقریرھم**'' حدیث میں غش ہے کہ حدیث عام ہے چاہے نبی سے ہو، اصحاب اہلبیت کے اقوال افعال تقریر ہوں۔اسکی کی سند کیا ہے کہ قول فعل تقریر اہلبیت ، اصحاب، تابعین تبع

تابعین حجت ہے چہ جائیکہ ان سے منسوب حجت ہو جائے۔اس سے بڑی تلبیس وتدلیس اور خیانت اور کیا ہو سکتی ہے؟ لاکھوں امت محمد کا اصحاب و تابعین کے قول وفعل وتقریر کو قرآن کے برابر گردانناکیا خیانت نہیں؟ کیا ان اصحاب میں جھوٹے، کاذب اپنے منتخب امیر المومنین کو گھر میں محصور کرنے والے یا میدان جنگ میں ان سے لڑنے والے یا ان سے بغاوت کرنے والے نہیں گزرے؟ امیر المومنین کی گھر میں محصوری سے چشم پوشی کر کے گھروں میں بیٹھے یا منتخب مسلمین کے خلاف اسلحہ اٹھائیں، مخالف لشکر میں شریک ہو جائیں۔اس طرح کل امت دور رسول اللہ کو اصحاب کا لقب دینا یا اہلبیت کے نام سے چار اماموں سے منسوب فتاوی کو اہلبیت سے منسوب کرنا خیانت و بدنیتی پر مبنی ہے۔اہلبیت واصحاب دونوں نص قرآن کے تحت ان میں ہر نوع وصنف کے لوگ پائے جاتے ہیں جیسے خود انسانوں کی اقسام و اصناف ہیں۔ ہر ایک انسان دوسروں سے مختلف ہے۔اس کے علاوہ قرآن کریم کی ان سورتوں بقرہ، نساء، توبہ، احزاب، منافقون، جمعہ میں ان کی جنایات کا ذکر آیا ہے۔فاسد فاسقین کو مہاجرین صالحین سے بھی اوپر اٹھایا گیا۔غرض کسی بات پر کسی بھی فرد کے قول وفعل وتقریر کے حکم بننے کی کیا دلیل ہے؟ اللہ کی طرف سے حجت صرف انبیاء ہیں پس اور کوئی حجت نہیں۔آدم علیہ اسلام کی تخلیق سے لے کر خاتم تک سوائے چند ایک محدود انسانوں کے سب نے فتنہ فساد، خون خرابہ، آتش زنی ہی برپا کی ہے۔کیا اب بھی شرم و حیاء کا نقاب پہننے کا وقت نہیں آیا ہے؟ جب اپنے ہی علماء نے احادیث کے مجموعوں سے جھوٹ کی لمبی فہرست نکالی۔

۱۔مجامع روائی میں احادیث مرسلات، ضعیفات، مرفوعات، مقطوعات، شاذات موضوعات کا وافر ہونا مسلمات میں سے ہے۔علماء حدیث نے ان کو جداگانہ کتابوں میں بیان کیا ہے۔

۲۔احادیث منع تدوین رسول اللہ کی وجہ سے تیسری صدی میں ساسانیوں کی پشت پناہی کے مراکز اسلامی سے دور خراسان، تاجکستان، قازقستان، بخارا، اور ہرات میں حسب تحقیق احمد امین سروی جیسے راویوں نے جمع کی ہیں۔

۴۔احادیث، منحرف ادیان کے مراکز میں جمع کی گئی ہیں۔

۵۔احادیث طمع ولالچ اور مالی معاونت کے ذریعے سے جمع ہوئیں۔

تعداد روایات مجامع روائی از کتاب رجال سبحانی ۱۳۰۵ اصول کافی ۱۶۱۹۹ تعداد صحیح ۵۰۷۲ موثق ۱۱۱۸ احادیث قوی ۳۰۲ احادیث ضعیف ۹۴۸۵ ہیں۔

۲۔صحیح بخاری نقل از کشف الظنون ۷۳۹۷ مقر نکالنے کے بعد ۷۶۱ ۳۔

۳۔مسلم کل روایت چار ہزار سے ۷۲۷۵

۴۔ابوداؤد ۴۰۸

۵۔من لا یحضرۃ الفقیہ مدون ۳۸۱م ۵۹۶۳ ۵۵۵۰ مرسل احدیث سند ۳۹۱۳ بعض نے کہا ہے اس کتاب کے مرسل اسانید سے کم نہیں کیونکہ کوئی عادل شخص جب کچھ کہتا ہے تو وہ خبر صحیح ہوتی ہے

۶ تہذیب الاستبصار طوسی ۴۶۰

۷۔الکافی ۱۶۱۹۹ صحیح ۹۴۸۵

مجموعہ روایات اصول کافی از علی بن ابراھیم بنا بر نقل رجال سبحانی ۷۰۶۸ روایت ہیں۔

بعد میں ان میں جعلیات خودساختہ کو تحفظ دینے کے لیے تالی تلو قرآن کا پروپیگنڈہ کیا گیا۔کافی، بخاری، نہج البلاغہ، صحیفہ سجادیہ حدیث کساء، تالی تلو قرآن کی قیلات سے گھڑی ہیں۔یہ تالی تلو قرآن کہنے والے ناقل کا نام

نہیں بتا سکتے ہیں کیونکہ خراسان، بخارا ہرات مخالف قرآن ہوں گے۔ان کو صحیح کہنا اونٹ کا حمام میں جانے کے مترادف ہے۔ کتاب موطا ابن مالک مرسلات ہے، ترمذی، نسائی، داؤد، ابن ماجہ سے البانی کے مطابق ضعیف احادیث نکالنے کے بعد کتنی احادیث رہ جاتی ہیں؟ کافی سے علامہ مجلسی نے ۱۶ ہزار احادیث میں سے نو ہزار احادیث کو ضعیف گردانا ہے، من لا یحضرہ، استبصار، تہذیب بحار کی عدم حجت پر سب کا اتفاق ہے۔ایسا کیوں ہوا کہ اسلام مکہ مدینہ انصار و مہاجرین کے جہاد کی قربانیوں سے پھیلا ہے؟ جبکہ احادیث کی فیکٹری فارس میں بنائی گئی ہے وہ بھی دوسو سال گزرنے کے بعد، انسان جنہیں اللہ نے عقل سے نوازا ہے وہ آسانی سے یہ بات درک کر سکتے ہیں۔ درحقیقت بصرہ وکوفہ کو مخالفین اسلام کے مورچے سمجھا جاتا تھا۔ یہاں لغت عربی پر سر توڑ زور دیا گیا کیونکہ ان کے روزگار کا مسئلہ تھا۔ دوسرے ایک تو اپنے گزرے ہوئے اقتدار کی بازیابی چاہتے تھے اور یہ ان کا اسلام سے انتقام بھی تھا۔ یہاں تک کہ بصرہ، فارس کا صوبہ بن گیا تھا۔ صحاح ستہ لکھنے والوں میں صرف مالک بن انس ہیں، جو اہل مدینہ تھے۔ جبکہ مالک بن انس اور محمد بن ادریس کا سلسلہ نسب ابھی تک روشن نہیں ہوا، باقی سب اہل فارس تھے۔ لغات لکھنے والے نحوین کسائی، سیبویہ، فرایہ علوم معانی بیان میں سکاکی، عبدالقاہر جرجانی سب اہل فارس تھے۔ یہ لوگ قرآن سے برے عزائم رکھتے تھے ورنہ اچانک کیوں رک گئے۔ آج حوزہ والوں کا علم لغت کو عرب نصاب میں نہ رکھنا لمحہ فکریہ ہے۔ ہزار سال سے قائم حوزات میں خاص کر خود نجف کے حوزے میں لغت عربی کا نہ ہونا لمحہ سوالیہ ہے۔ اب اس بات پر کوئی تامل وتفکر نہیں رہا، کم از کم واضح ہوتا جا رہا ہے کہ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ حوزات علمیہ، قرآن، اسلام، محمد لغت عرب حتیٰ کہ خود اپنے اعتقادات کی تاریخ کو نصاب میں رکھنے سے خائف ہیں۔ اس لئے اعلیٰ اسناد رکھنے

والے عوام الناس جیسے خرافات مزخرفات سے ان کا دفاع کرتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ ان حوزات کے طلبہ واساتید نے کبھی قرآن کو تبیان، میزان یا الفرقان کے پیمانوں پر پرکھا ہے؟ عرض کرتا ہوں اگر آپ لوگوں نے حوزے میں لغت شناسی کا نصاب رکھا ہوتا تو کب سے درک کرتے کہ تفسیر کس مادہ سے ہے، فسر سے ہے یا سفر سے ہے؟ دونوں معنی کلام سے دور، اجنبی معانی کو اخذ کرنے کو کہتے ہیں۔ گویا باطنیہ نے سحر و جادو شعبدہ بازی کر کے وہ مقاصد حاصل کئے کہ قرآن کا ظاہر مراد نہیں باطن مراد ہے۔ اور باطن صرف امام جانتا ہے اسے کوئی دوسرا نہیں جانتا۔ لہٰذا تمام تفاسیر چاہے شیعوں کی لکھی ہوئی ہوں یا سنیوں کی، صوفیوں نے اسلام، قرآن اور محمد پر پشت سے حملہ کیا ہے۔ یہ بدترین تحریف قرآن ہوگی۔ یہ کشف الخطاب فی تحریف کتاب کے مصادر ہونگے۔

عشوان حدیث

حدیث بمعنی تازہ حوادث، واقعات، مکالمات اور ایجادات کے لیے ہوتا ہے جس کا رسول اللہ سے نسبت دینا بذات خود غش فی غش ہے۔ ہمیں کوئی خوف ہراس نہیں جب تک فریق افہام و تفہیم اپناتے رہیں اور شعبدہ حیلہ بہانہ تراشی پر نہ اتریں۔ اس سے گھٹیا کوئی منطق نہیں ہوگی کہ حدیث کو بھی دین کا مصدر بنا دیا ہے۔ اس موضوع پر زیادہ نہیں لکھوں گا تاکہ آپ یہ نہ کہیں کہ یہ سب الزام تراشی ہے۔ اس میں غش کا بھی سلسلہ حسب ونسب معلوم کرتے ہیں۔ حدیث مادہ حدث سے بنا ہے۔ حدث جیسا کہ مفردات راغب میں آیا ہے "**کون الشئی بعد ان لم یکن**" کوئی چیز جو پہلے نہیں تھی، اب ہوگئی ہے "**ایجاد الشئی بعد العدم**" حدیث یا خبر اثر ایک ہی معنی رکھتے ہیں۔ اسالیب البیان ص ۳۵ پر آیا ہے "[ہر وہ کلام جو انسان

کے منہ سے نکلتا ہے دو حالت سے خالی نہیں، یا کسی بھی چیز کے تقرر تحقیق کا اعلان کرتے ہیں۔ کوئی ایسی چیز جو ابھی پیدا نہیں ہوئی ہم خود اس کو وجود میں لاتے ہیں جسے عرف نحوین میں انشاء کہتے ہیں، چاہتے ہیں یا روکنا چاہتے ہیں یا اس کی تمنا کرتے ہیں یا معلوم کرنا چاہتے ہیں یا پکارنا چاہتے ہیں، جو چیز پہلے سے موجود ہے اس سے متعلق خبر دینی چاہیئے۔ خبر کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں احتمال صدق و کذب دونوں ہوتے ہیں۔ اغراض و اہداف خبر اپنی جگہ متعدد ہوتے ہیں۔ علماء بلاغت نے اغراض خبر کے بارے میں کافی لکھا ہے۔

یہ ایک عشوا ن نہیں جس زاویے سے اٹھائیں غش ہی غش ہوگا۔ سب سے پہلا غش منع تدوین ملفوظات معلولات نبی کریم ہیں کس نے یہ جسارت وجرأت کی کہ احادیث کی تدوین ہوئی؟ منع تدوین احادیث ایک متفقہ علیہ بلا معارض حقیقت ہے اس سلسلے میں ہمارے کتاب خانے میں دو ضخیم کتب موجود ہیں۔

۱۔ منع تدوین حدیث تالیف شہرستانی ضخیم کتاب ۵۸۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

۲۔ السنۃ قبل تدوین حدیث تالیف محمد عجاج الخطیب استاد جامعہ دمشق۔

۳۔ کتاب ضحیٰ الاسلام ۴ ص ۸۶ پر آیا ہے نبی کرم کی ممانعت کی وجہ سے کسی کی جرأت نہیں ہوتی تھی کہ کوئی حدیث نقل کرے۔ مسائل کا قرآن سے حوالہ دیتے یا زبانی بیان فرماتے تھے۔ نبی کریم کے دور میں ایسا ہوتا تھا۔ یہاں تک ایک صدی گزرنے کے بعد عمر بن عبد العزیز نے احادیث جمع کرنے کی کوشش کی لیکن ان کی جلد وفات کی وجہ سے اس پر عمل نہیں ہوسکا۔ یہاں تک کہ تیسری صدی کے پہلے پچاس میں دور دراز ساسانیوں کی

سرپرستی میں مختلف شہروں میں چھپا کر احادیث جمع کی گئیں۔اس سے پہلے لوگوں میں حدیث کا بحران تھا چنانچہ فقہاء نے احکام شرعیہ کیلئے احادیث کے بحران کو جواز بنا کر اپنی رائے کو مصادر میں شامل کیا۔یہاں سے فقہ وجود میں آئی۔محمد بن اسحاق ۱۵۱ھ، مالک بن انس ۱۷۹ھ، ربیع بن صبیح ۱۶۸ھ، حماد بن سلیمان ۱۷۶ھ، سفیان ثوری ۱۶۱ھ میں سامنے آئے ہیں۔لیکن ان سب کے پاس جمع احادیث کو یکجا کرنے کا کوئی لائحہ عمل یا تجویز کسی کے پاس نہیں تھی۔سب سے پہلے جو کتاب حدیث کے نام سے منظر عام پر آئی وہ موطا مالک ابن انس ہے۔کتاب تاریخ تشریع اسلامی تالیف شیخ محمد خضر منش وزارت اوقاف مصر ص ۸۱۸۱ پر آیا ہے "سب سے پہلے موطاء امام مالک ۱۷۹ھ آئی اس کے بعد محمد بن اسماعیل متوفی ۲۵۶ھ، مسلم بن حجاج ۲۶۱ھ آئی۔آغائے نجفی کا تدوین احادیث میں سبقت لینے کا دعویٰ ادھورا رہا کیونکہ وہ کوئی کتاب پیش نہیں کر سکے۔شیعوں میں یہ تدوین اسی سال بعد محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۹ھ میں آئی تھی، آپ کا دعویٰ، ہم حدیث لکھتے رہے، لیکن وہ حدیث کہاں گئی ہیں؟ یہ معلوم نہیں۔

ان کی پوری عمارت کلمات، مصطلحات وذو معانی توریہ پر قائم ہے۔کوئی لفظ کہتا ہے، دعویٰ کرتا ہے پھر کہتا ہے ہمارا مقصد یہ نہیں تھا۔مثلاً عقیدہ رجعت کہ جہاں آئمہ دنیا میں آئیں گے اس کے تین چار مصادیق بنائے۔کبھی مہدی کی مہدویت بتائی۔اس میں ہر نا گوار نا قابل برداشت کو شامل کرتے ہیں۔عرف عام میں جھوٹ کہتے ہیں، انہوں نے اپنے مذہب کو جھوٹ پر قائم کیا ہے۔جو بھی اپنے مذہب کی سند جھوٹ پر بناتے ہیں جلد ہی انہیں اس سے ہاتھ اٹھانا پڑتا ہے۔قرآن کریم کی ۳۵ آیات متشابہات کو روایات موضوعات سے سند دکھانے کی کوشش کی تھی وہ کامیاب نہیں ہوسکی۔آخر میں آغائے سید حسین بروجردی ۱۳۴۰ھ کے دور سے اس سے بھی ہاتھ

اٹھانا پڑا۔پیغمبر اکرم کے فرمان سے دینے کی کوشش بھی کی تھی لیکن کسی سندو متن کے حوالے سے غیر مخدوش قانع کنندہ پیش نہیں کر سکے۔سند و متن کی کسوٹی سے جان چھڑانے کیلئے انہوں نے ان روایات کو متواتر بنایا۔خود تواتر کی حجیت ثابت کرنے سے عاجز قاصر رہے چہ جائیکہ اسے کوئی اصل ثابت کریں۔امام خمینی اپنے نجف کے دروس ولایت فقیہ میں، جواد مغنیہ، آغا فضل اللہ اور حسین صفار عالم شیعی احساء وقطیف نے سعودی صحافی کو انٹرویو میں کہا ہمارے پاس نص خاص نہیں ہے۔آغائے ابراہیم امینی نے اپنے دروس ثقافۃ اسلامیہ میں خلافت بلافصل علی کو اعلمیت حضرت علی سے استناد کیا۔لیکن جلد ہی اس سے بھی دستبرداری کرنی پڑے گی کیونکہ یہ بھی اپنی جگہ مغربیوں کے علم معبودی سے متاثر عقائد پر مبنی ہے۔علم اپنی جگہ وسیلہ سے مافوق نہیں علم ایک وسیلہ ہے۔خود غرض و غایت نہیں گو ایک اصل مسلم پیش کیا ہے۔اہل مغرب علم دین پر جیتنے کے پروپیگنڈے میں عشیان میں علم کو معبود بنانا شروع ہو گئے یہاں تک کہ دھڑا دھڑ احادیث موضوعات سے بازار علم بھرا ہوا ہے۔

کتاب فجر الاسلام احمد امین ص ۲۰۲ پر ادیا السنه اوال حدیث ماور و عن رسول الله من قول اور فعل اور تقریر و بعد عصر رسول صم الی الحدیث ما ورد من الصحابه التابعون للصحابه لم یدون فی عهد الرسول کما دون القرآن کے لیے کتبات تعین کیے تھے لیکن حدیث کے لیے کتبے معین نہیں بلکہ احادیث کثیرہ ملتے ہیں۔آپ نے تدوین حدیث سے منع کیا جیسا کہ صحیح مسلم میں ابی سعید خدری سے نقل کیا ہے۔

٥

ا

تدوین احادیث از کتاب علم الحدیث

ا۔ابو ہریرہ۔۵۳۷۴۵ احادیث جمع کردہ بود ۸۰۰ نے احدیث نقل کی۔

۲۔عبداللہ بن عمر ۲۶۳۰ احادیث یاداشت

۳۔انس بن مالک ۲۲۸۶ احادیث

۴۔عبداللہ بن عباس ۱۶۶۰ ساتھ احادیث

۵۔جابر بن انصاری ۱۵۴۰

۶۔ابوسعید خدری ۱۱۷۰

قرآن کی جگہ حدیث کو جاگزین کرنا

غرض شیعوں اور سنیوں کو اپنی اپنی کتابیں اٹھانا مقصود نہیں بلکہ اس بہانے سے قرآن کو گرانا ہوتا ہے۔شیعہ اور سنی دونوں کے دلوں میں قرآن کسی حد تک بوجھ اور آنکھوں میں کیل بنا ہوا ہے۔ہر قسم کی بے اعتنائی، استناد گریزی اور اسے مخدوش کرنے کی افتراء نہیں چھوڑتے۔

ا۔بخاری اور حدیث کساء کی تلاوت۔

۲۔صحیح کتاب، تالی تلو قرآن، جوامع الکلام، کتاب امام علی، حدیث نویسی کے فضائل سب مختلف ناموں کے تیر ہیں جن سے قرآن کو گرایا ہے۔

منقولات شرعیہ کی حیثیت دیگر منقولات اخباری سے احتمال صدق و کذب میں مختلف نہیں ہے۔انہیں اصول مقررہ، تحقیق بین صدق و کذب سے گزارنا ضروری ہے ورنہ احکام شرعیہ جائز ناجائز، حلال حرام ثابت نہیں ہوں گے۔واجب و حرام پر عمل کرنا دشوار اور باعث زحمت ہوگا۔وجوب حرمت ثابت کرنے کے لئے مندرجہ ذیل مراحل مراتب سے گذرنا ہوگا۔

ا۔یہ حکم کس کتاب میں ہے؟

۲۔ جس کتاب میں یہ حکم ہے اس نے کس کتاب کا حوالہ دیا ہے؟

۳۔ فرض کریں یہ کتاب بخاری کافی یا کتاب احتجاج میں ہے۔ یہ حدیث کس راوی سے استناد کی گئی ہے؟ اس راوی کا نام اور حال جن کتابوں میں دیکھنا ہوگا کیا ایسا کوئی راوی پہلے تھا یا اس نام کا کوئی اور راوی نہیں ہے یا علماء نے ان کی توثیق نہیں کی ہے۔

۴۔ اس راوی کے بارے میں علماء رجال کیا کہتے ہیں۔

۵۔ اس کتاب میں کیا اس کی توثیق ہوئی ہے۔

۶۔ اگلا مرحلہ کتب جرح وتعدیل میں دیکھنا ہوگا۔

جس راوی کی توثیق کی ہے اسے کتاب نقد و جرح میں دیکھنا ہوگا۔ دوبارہ کتاب کے بارے میں دیگر شکوک ملاحضات کو دیکھتے ہیں کہ کسی کتاب شناس نے اپنی کتاب میں تصدیق کی ہے۔ مثلاً کتاب سلیم بن قیس آتش فتنہ افروختہ نے اس کتاب میں کہا ہے تو اس کا ذکر کتاب فہرست ندیم میں دیکھیں گے۔ صاحب فہرست خود کس قسم کے انسان تھے؟ پھر خود اس کتاب کے بارے میں دیکھیں وہ کس حد تک منصف انسان تھے۔

بہت سی کتب کے اصل مخطوط بتاتے ہیں کہ یہ کتاب مخطوط صورت میں مصر کے فلاں کتابخانہ میں تھی یا برطانیہ میں کسی کتاب خانہ میں ہے۔

یہ علم نہیں دین نہیں یہ غش ہے، تدلیس ہے

جو کتاب خالق کائنات نے ملک مقرب جبرائیل امین کے توسط محمد امین عندالعرب پر نازل کی ہے اسے کنارے پر چھوڑ کر احادیث مجہول، اسناد مجہول، متن مجہول، رواۃ مجہول، جامعین مجہول، تاریخ مجہول اماکن کو قرآن کی جگہ جاگزین کیا ہے۔

احادیث کب، کہاں، کس کس نے کن حالات میں جمع کی ہیں، اگر

آپ مطمئن ہیں تو اسے سامنے لائیں۔ کتاب ضحیٰ الاسلام ج ۲ ص ۸۸ پر لکھتے ہیں جمع احادیث تیسری صدی کے آغاز سے شروع ہوئی۔ اس میں سر فہرست محمد بن اسماعیل متوفی ۲۵۶، محمد بن مسلم ۲۱ سنن ابن ماجہ ۲۷۳ھ، سنن ابی داود ۲۷۵ھ، سنن ترمزی ۲۷۹ھ، نسائی ۳۰۳ھ، احمد بن حنبل ۲۴۶ھ، محمد بن یعقوب کلینی ۳۲۹ھ، محمد بن بابویہ ۳۸۰ھ، محمد بن حسن ۴۴۸ھ ہیں۔ جامعین احادیث کو مافوق سوال رکھنے کے لیے غلط اعزاز دیئے گئے ہیں۔ جاہلیت اولی کے داعی بنی امیہ اور ان کے بعد بنی امیہ سے زیادہ سفاک دور میں مدعین نبوت سے دلیل کا مطالبہ کرتے تھے اور دلائل نہ دینے والے کو موت کے گھاٹ اتارتے تھے۔ محمد مصطفیٰ سے کیا دلائل نہیں پوچھے گئے؟ لیکن کوئی ماں کا لال ہے جو ان جامعین سے ان کی اسناد پوچھیں؟ آپ کو کس نے اس کام پر لگایا، آپ کا دین و دیانت کیا تھا کسی قسم کا سوال نہیں پوچھ سکتے۔ آفتاب آمد، دلیل آفتاب آپ نے دعوی کیا یہی آپ کا احسان ہے یہی آپ کی دلیل ہے۔ ورنہ ہمیں کیا پتا ہوتا کہ محمد بن اسماعیل، مسلم صحاح، مالک بن انس، محمد بن کلینی، محمد بن مالک، محمد بن طوسی، محمد بن باقر، محمد بن حر عاملی، محمد بن حسین نوری حافظان شرع ہیں۔ ان کا مقصد صرف قرآن اور محمدؐ کو کنارے پر لگانا محمدؐ کا ساتھ دینے والوں کو مطعون کرنا اور کچھ نہیں ہے۔ اس طرح انہوں نے ایک عرصے قرآن پر دفعات پر دفعات لگا کر کنارے پر لگایا۔ شیعہ اور سنی متضاد صاحب نظریہ دکھاتے رہے یہاں تک ہمیں ان دونوں میں حق بجانب یا قریب یا بعید کون ہونے میں ایک طویل عرصہ گزرا۔ عمر کھپائی حتیٰ مجھے سنی مذہب اختیار کرنے کی الزام تراشی میں بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی لیکن میں نے شیعوں کو قانع مطمئن کرنے کے لیے سنیوں اور وہابیوں پر لعنت نہیں بھیجی نہ شیعوں کی ضد میں سنیوں سے دفاع یا خود سنی نہیں ہوا۔ اس الزام تراشی میں میرے ادارے کی واجب

الا دارقم ادا نہیں کی گئی۔ ہر کسی نے موقع دیکھ کر اپنا مطلب نکالا لیکن اللہ کا فضل واحسان ہے مرنے سے پہلے مجھے واضح ہوا شیعہ سنی دونوں قرآن اور محمد اور آپ کے قریبی شیدائوں کے دشمن تھے۔ یہاں سورہ کوثر انا اعطینک الکوثر کے تمام اختیارات بیان مصداق کے باوجود مجھے کشف ہوا اللہ نے کوثر کیوں کہا ہے؟ عربی زبان والے کہتے ہیں کوثر بروزن فاعل صیغہ مبالغہ کثیرہ یعنی ہم نے آپ کو بہت بہت دیا ہے ختم ناممکن ہے۔اب میں اس پر بھی بول سکتا ہوں لکھ بھی سکتا ہوں لیکن پہلے ایک تمہید پیش کرتا ہوں کہ یہ ختم ناممکن کیسے ہے؟ حکومت عثمانیہ کے آخری سقوط وزوال کے دور میں عبدالعزیز اور اس کا وزیر اعظم ایک بڑا وفد لے کر یورپ کے دورے پر گئے۔اس وفد میں عبدالحمید ثانی جو آخری سلطان عثمانیہ تھے، وہ بھی شامل تھے۔ یورپ فرانس یا لندن میں صحافیوں نے وزیر اعظم سے پوچھا آپ اس وقت دنیا میں سب سے بڑی طاقت قدرت والی حکومت کونسی حکومت کو سمجھتے ہیں؟ تو وزیر اعظم نے برجستہ جواب میں کہا عثمانیہ، صحافیوں نے پوچھا وہ کیسے؟ وہ تو حالت احتزاری میں ہے۔وزیر اعظم نے کہا پورا یورپ ہمارے خلاف ہے، خطے کے بعض مسلمان حکمران ہمارے خلاف ہیں، اندرون مملکت غیر مسلمین ہمارے خلاف ہیں لیکن اس کے باوجود ہم زندہ ہیں۔

دوسری عالمی جنگ کے بعد پورا مغرب اپنے تمام اختلافات سے صرف نظر کر کے اسلام و مسلمین کے خلاف متحد ہو گیا۔ عالم اسلامی میں اس صورت حال کو دیکھ کر اتحاد قائم کرنے کی بجائے ایران اور سعودیہ نے دو محاذ بنا کر مسلمانوں کو ٹکڑے کیا۔ عالمی مالیاتی بینک سے تخریب تحریف اسلام کے لیے فنڈنگ کر کے عالم اسلام میں مساجد ضرار بنائی گئیں۔ ارباب مدارس دینی نے کالج بنانے شروع کیے۔ جامعہ بدون بسم اللہ وجود میں لائے گئے۔ خرافات شدومد سے پھیلائی گئیں، سیاہ علم کو شعائر اسلام بنایا گیا لیکن قرآن

اور محمد کا نام نہیں مٹا سکے۔ یہاں تک آغائے محسن نجفی، آغائے صلاح الدین کی قرآن کو جامعات سے ہٹانے کے لیے تمام تر کاوشیں ناکام ہونے کے بعد قرآن بطور اسلحہ استعمال کرنے پر اتر آئے۔ ان کی نظر میں کوثر عظمت قرآن اور محمد کے لیے نہیں بلکہ کوثر سے اہلبیت مجہول النسب والحسب والے مراد ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کو طاہر و مطہر پائیں اس کے لیے دلیل ضمیر مذکر کا استعمال کیا ہے۔ طہارت سے مراد عادی نہیں بلکہ تکوینی اختیاری کے بیچ والے مراد ہیں لیکن اہلبیت بھی وہ قرآن میں بیان کردہ اہلبیت نہیں ہیں بلکہ احادیث میں بیان کردہ اہلبیت مراد ہیں۔

تفسیر الکوثر ج ۷ ص ۴۲۔۴۴ احزاب آیت ۲۸ سے یا ایھا النبی قل لا ازواجک آیت ۳۳ تک کی آیت ازدواج نبی سے خطاب ہے۔ لیکن ۳۳ کی آیت کے آخر میں تکمیل خلاصہ آیات کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں اس کلام کے معنی ومفہوم آیت میں بیان شدہ کلمات سے نہیں باہر سے کتب احادیث میں وارد مصداق ہونے چاہییں۔ یہاں سے عاری احتمال کو تقویت ملتی ہے۔ شیعہ اور سنی دو متضاد مذہب نہیں بلکہ باطنیہ کی دوشاخیں ہیں۔ اندر سے دونوں ملے ہوئے ہیں سادہ عوام الناس کو اندھیرے میں سلا کر رکھنے کے لیے دو دکھاتے ہیں۔

مدارس اور علوم اسلامی

منگل ۱۴ ماہ رمضان مبارک ۱۴۴۲ھ کو نشر ہونے والی اخبار دنیا صفحہ ۶ پر آیا ہے گورنر پنجاب چودھری سرور نے شعیب سڈل کی سفارشات پر تعلیمی نصاب اسلامی مواد ہٹانے کا نوٹیفکیشن واپس لیا ہے جس پر شاید بعض ہم جیسے دنیا و مافیہا سے غافل مومنین کو حیرت ہوگی آیا اسلام دشمنی اس حد تک پہنچی ہے کہ ملک کے بڑے حاکم اعلی جن کے خود اپنے نام میں نام محمد موجود ہے وہ

اسلامی مواد نصاب نکالیں مسلمانوں کے لیے یہ کتنا المیہ کا مقام ہے حالانکہ مدارس حوزات نے پہلے سے ہی اپنے نصاب تعلیم میں اسلامی مواد کو داخل ہی نہیں کیا تھا۔

ان حوزات و مدارس کا سلسلہ نسب شعوبیوں کا جاتا ہے، اس کے قرائن و شواہد ایک دو نہیں یہ درسگاہیں یہاں امت اسلامیہ کی زمین بوسی ،گداگری، کذب گوئی ،کہنہ پرستی ،عنادین عدم برداشت ،حسین پر گریہ گری، رونے دھونے اسلام مخالف درسگاہیں ہونا ''**الشمس فی رائۃ النہار**'' ہے۔علوم قرون وسطیٰ کی کتابیں پڑھیں پھر اصرار کرتے ہیں ہم نے ترقی کرنی ہے۔لیکن مسئولین مدارس وحوزات اس کو نفرت و کراہت کی نظر سے دیکھتے ہیں کیونکہ ان کی نظر میں بڑے اونچے علماء کو گونگا اور سر ہلانے والے چاہیے جو منہ کم کھولتے ہوں ان کی نظر میں اچھے اور بہتر انداز میں گفتگو کرنے والوں کو روضہ خوان کہا گیا ہے لیکن یہاں یہ سوال اٹھتا ہے کہ یہ مصطلح دوسرے معنی میں کب اور کیسے داخل ہوئی۔

عشوان فقہ

مذہب اہلبیت واصحاب کے عشوانوں میں سے سب سے پہلا بڑا غش حاکمیت الٰہی کی جگہ حاکمیت انسانی جاگزین کرنا ہے۔اس میں صرف ایک دو غش نہیں بلکہ ہر موڑ پر غش ہے۔خود کلمہ فقہ کے لغوی معنی سے ہٹ کر احکام قرآنیہ کی جگہ آراء ونظریات اشخاص کا جاگزیں کرنا ہے۔اس فقہ میں ایسا کچھ نہیں کہ جس پر عمل نہ کرنے والوں پر قہر وغضب الٰہی اور جہنم واجب ہو۔دوسرا غش اس فقہ کے مصادر ہیں، یہاں دکھاوے کیلئے قرآن اور سنت عقل اجماع ہیں۔ان تینوں کی اپنی جگہ حجت ہونے کی کوئی دلیل نہیں، یہ من جانب اللہ واضح تمایلات، تخرصات عقل، اجماع سنت ہے۔احکام قرآنیہ

کے مصدر نا قابل رد ہیں جبکہ فقہ کے تمام مصادر مردود غش فی غش ہیں۔
احکام الٰہی کا ایک مصدر ہے جبکہ فقہ کے چار مصادر بیان کئے ہیں، ان کے پاس قرآن برائے نام کی حد تک ہے۔ باقی سب جعلیات ہیں، انسانوں کی آراء ونظریات ہیں۔

کلمہ فقہ جیسا کہ مفردات راغب صفحہ ۴۳۰ پر آیا ہے ﴿**الفقه: هو التوصل الى علم غائب بعلم شاهدا، فهو احض من العلم**﴾ فقہ کے معنی علم حاضر سے علم غائب تک پہنچنے کو کہتے ہیں۔ کسی بھی مجہول، غیر واضح کو گہرائی میں سمجھنے، احاطہ کرنے کو کہتے ہیں۔ لیکن امت مسلمہ کو مصطلحات قرآنی سے دور رکھنے کا منصوبہ بنانے والوں نے کلمہ فقہ کو احکام شریعت کیلئے استعمال کیا ہے۔ فقہ سے مراد احکام تکلیفہ لیتے ہیں یہ اپنی جگہ غش فاحش ہے۔ یہ مصطلح کس نے وضع کی ہے؟ وضع اصطلاح کا حق کس کو حاصل ہے؟ جس کو عرف عام میں مصطلح متشرعہ کہتے ہیں اس کا معنی لغت میں عمق و گہرائی، وسعت میں فہم وادراک کو کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں یہ کلمہ مختلف متعدد صیغوں میں آیا ہے لیکن کہیں بھی کلمہ فقہ بمعنی احکام کے قریب بھی نہیں آیا۔ نساء ۷۸ فتح ۱۰ توبہ ۱۲۲۔ فقہ مصطلح اجتہاد میں احکام کے بارے میں شخصی ذاتی ادراک کو کہا ہے۔

۱۔ کلمہ فقہ عمق و گہرائی میں کسی چیز کو سمجھنے کو کہتے ہیں لیکن انہوں نے احکام قرآن کے مقابل مجہول شخصیات کی آراء ونظریات کو فقہ کا نام دیا ہے۔

۲۔ مخصوص افراد کے خیالات ونظریات اور اسناد، خلاف قرآن عمل ہے، خلاف آیات قرآن ہے۔

۳۔ احکام تکلیفہ میں یقین محکم چاہیئے جبکہ فقہ میں ظن و گمان کافی ہے۔

۴۔ بہت سے محرمات قرآن کو جائز گردانا ہے۔

علم عقل وجدان اور ضمیر کی دنیا میں رواج یافتہ مسلمات کے خلاف ہونا "الشمس فی رائعته النهار" ہے۔فقہ دوسری صدی کے پہلے پچاس میں تدوین ہوئی۔تمام کتب فقہ رسالہ عملیہ اور استدلالیہ میں آیا ہے کہ انسان مکلّف کو اپنے عہدہ سے بری الذمہ ہونے کے لیے اجتہاد یا احتیاطاً تقلید میں سے ایک کو انتخاب کرنا ہوگا۔اجتہاد کے مصادر قرآن برائے تبرک یا توریہ احادیث، اجماع، قیاس تینوں مشکوک مخدوش ہیں۔جہاں احتمال حرام ہے اس کو اصول کا درجہ دیا ہے۔حج میں احرام میقات معین سے ہونا چاہیے۔اس کو عمداً توڑنے کے لیے اپنے گھر سے ہوائی اڈہ سے باندھنے پر اصرار کیا ہے۔اس سے واضح ہوا کہ فقہ نامی کوئی چیز نہیں ہے، مال شبہ سے اجتناب احتیاط ہے۔لیکن میرے انکار امامت پر میرے حقوق کو سلب کرنا جائز قرار دیا گیا ہے۔

آپ نے فقہ کے نام سے جو غش تدلیس چلائی ہے یہ دنیا کے میکاولی سیاست والوں نے بھی چلائی ہے۔پہلے مرحلے میں کلمہ فقہ جو کہ فہم دقیق عمیق گہرائی میں سمجھنے کو کہتے ہیں چنانچہ اس معنی میں استعمال ہو رہا ہے فقہ اللغہ فقہ السنۃ دین اسلام پہلی بار حضرت محمد پر نازل نہیں ہوا بلکہ نوح نبی سے شروع ہوا ہے۔نماز انبیاء کی شریعت میں تھی، لہٰذا مکہ میں ابتداء دعوت میں نماز پڑھتے تھے۔

آپ کو جزئیات بنانے کی اجازت کس نے دی ہے؟ آپ نے اپنی طرف سے جس طرح نوافل، تطوع تبرع کیے دیگر جگہوں پر آپ کے بقول نقص خلا کو پر کریں گے یہ آپ نے جھوٹ بولا ہے۔کیونکہ قرآن میں تفصیل آئی ہے چنانچہ انہوں نے مصادر فقہ میں قرآن وسنت، اجماع، عقل یا قیاس بتائے ہیں جبکہ اجماع کا کوئی وجود نہیں۔سنت کے حجت ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ان کے پاس قرآن کا استناد نہ ہونے کے برابر ہے۔پہلے

مرحلے میں پورے چودہ سوسال میں کہیں اجتماع علماء نہیں ہوا ہے۔ دوسرے مرحلے میں اگر ہو بھی جائے وہ حکم اللہ نہیں بن سکتا۔ یہ بات مسلمات میں سے ہے کہ اوراس کے لئے کسی دلیل و برھان کی ضرورت نہیں، کہ فقہ کی پیدائش وآغاز عراق کے شہر کوفہ میں ہوئی۔ اسکا مبتکر ابوحنیفہ ۱۵۰ھ ہے۔ یہ دلس ہے، دین اللہ کا ہے رسول کو مصطلحات وضع کرنے کا حق نہیں ہوتا چہ جائیکہ مجہول حسب ونسب والعلم والا یمان کو یہ حق حاصل ہو۔

۱۔ ابوحنیفہ نے کہا احادیث نہ ملنے کی صورت میں میں اپنی رائے سے فتوی دوں گا۔

۲۔ امام مالک کا کسی سے بھی درس لینے کا ذکر نہیں ملتا سوائے عبدالرحمان بن ہرمز کے جبکہ ہرمز شریعت سے ناواقف تھے۔

۳۔ محمد بن ادریس کا مکہ یا مدینہ میں کسی کے شاگرد ہونے کا کوئی ذکر نہیں ملتا سوائے عرصہ محدود احمد بن حنبل کے، اسی طرح جعفر صادق بھی کسی کے شاگرد یا کسی کے استاد نہیں تھے۔ گویا آج کل کے دور میں مفتیان مصر، حجاز، عراق، نجف، قم پاکستان کے فتاوی کی اسناد نہیں ہیں۔ اس کی بدایت نہایت وسط الف سے ی تک غش فی غش، غش ہی غش ہے۔

فقہ وحدیث میں تاخیر وتقدم کا مسئلہ

علی طنطاوی نے اپنے فتاوی طنطاوی میں لکھا ہے کہ تمام اصحاب مدینہ فتوی دیتے تھے۔ اس طرح مصادر اجتہاد کے بارے میں فریقین نے لکھا ہے کہ نبی کریم کے بعد دوسری صدی کے پہلے پچاس سال میں اس کا آغاز ہوا جس کے جواز کے لئے معاذ بن جبل سے روایت بیان کی ہے جہاں قرآن وسنت کا حکم نہیں ہوگا وہاں خود اجتہاد کروں گا۔ اگر فتاوی دینا معاذ بن جبل و دیگراں کے لیے کوئی مسئلہ نہیں تھا تو اللہ نے رسول کو کیوں روکا جہاں

سائل نے فتوی مانگا تو اللہ نے آیت نازل کی ان سے کہہ دیں فتوی ہم دیتے ہیں۔

مالک اجتہاد کرنے کو تسلیم نہیں کرتے تھے، وہ کہتے تھے عراقی دارضرب احکام بنے ہیں ان کے قیل وقال کو حکم شرعی کہتے ہیں کیونکہ اس وقت حدیث تدوین نہیں ہوئی تھی کیونکہ منع تدوین رسول اللہ کے باوجود مالک بن انس نے عمل اہل مدینہ کو مصدر شریعت قرار دے کر اس کو حدیث کا نام دیا تھا۔

جبکہ اس وقت دیانت اہل مدینہ، رقص موسیقی غزل گوئی بنی ہوئی تھی اور محمد بن ادریس نے عراق میں آنے کے بعد شخصی رائے کو حکم شرعی قرار دینا شروع کیا اگر مسلمان تاریخ تدوین فقہ اور تدوین احادیث کی تاریخ میں موازنہ و مقارنہ کریں گے تو پتا چلے گا کہ فقہ، حدیث سے سو سال بڑا ہے۔ دونوں سے متعلق شواہد و قرائن جمع کریں تو تاریخ تدوین فقہ کو تاریخ قبل از تدوین حدیث پائیں گے کیونکہ فقہ کی آخری رکنیت پانچ معروف فقہاء سے ملے گی۔

بعد میں جب منصور دوانیقی نے مالک بن انس سے مسائل فقہ لکھنے کا کہا تو آپ نے موطا لکھی۔

عشوان اجتہاد

کلمة اجتهاد فی مصطلحه و اسناده و بداية نشو و رجالاته و مصادره وماخذه و حدد و اختياره و تصرفاته وما يوخذ بازات غش فی غش الف الف غش کلمه غش و تجاوز و تعدی فی حدود الله و رسوله ومن يتعد حدود الله ..ما عليه

اجتہاد بھی ایک بڑا عشوان ہے جو باطنیہ اور ان کی اولادوں کی ایجاد

کردہ غلوآمیز اختراع ہے۔احکام قرآن کی جگہ انسان کے بنائے قوانین لاگوکرنے کے لئے اجتہادسب سے بڑادھوکہ ہے جس میں کئی طرح کے غش پائے جاتے ہیں۔اس کلمہ کا انتخاب دوسرے مصادر، مردود، اجماع، قیاس، احادیث کی طرح ہے۔ یہ تیسرے خطا کارکوبھی اجردینے کا اعلان ہے۔تشویق ترغیب کے لیےحتی خطاء کارکوبھی ایک اجردینے کےاعلان کے علاوہ اندر سےاسلام کےخلاف عزائم منویات سب سے بڑاغش ہے۔

اجتہاد میں یہاں چندغشوں کاذکرکرتے ہیں۔اس کاتعین غیب سے ہوتا ہے اسےکوئی روک نہیں سکتا ہے،اس کی کوئی سندنہیں ہےلیکن یہ رمزوراز تشتت، تفریق تمزیق امت میں کامیاب نسخہ ثابت ہوگیا ہے۔ چنانچہ اس کےآغاز سے ہی عالم اسلام چاراقالیم میں تقسیم ہوگئے تھے۔یکےازنو پسندگان معاصر عرب نے ''نواۃ الحقل'' کےنام سےایک کتاب لکھی ہےجس میں بہت سے افکارنظریات رائج الوقت کی تنقیص وتقبیح کی گئی ہے۔اس ضمن میں اجتہاد کے بارے میں بھی لکھا ہےاس کی شروعات نعمت تھی نہ ہی نہایت نقمت ہوگی ''نهايتها كبدا يتها'' اجتہادبھی گمراہ کن مصطلحات میں سے ایک ہے جسے ضالین نے اصلاح سازی کےنام پرتدلیس تلبیس سے رواج دیا ہے۔اس کےتمام عناصرترکیبی گمراہ کن ہیں۔کلمہ اجتہاد مادہ جہد سے نکلا ہےجوکہ جسمانی مشقت زحمت تگ ودو کےلیےاستعمال ہوتا ہے۔جب اس کوباب افتعال میں لیا جاتا ہےتوغیرطبیعی عمل کوکہاجائے گا۔اس کوفکرتگ ودومیں استعمال کرنا،اس کے مادے میں گنجائش نہیں ہے۔دین کا مصدرایک ہی ہے وہ قرآن ہے۔جبکہ اجتہاد کے مصادرعقل وسنت وسیع وعریض از اصحاب تابعین،اصحاب اہلبیت ،سنت عمل،اھل مدینہ اجماع امت یاعلماء امت حجت ہیں۔

عام لوگ اس کلمہ کامعنی تحقیق سمجھتے ہیں۔میں بھی اس وہم میں تھالیکن

یہ کلمات ذومعانی میں سے ہے۔ ارباب اجتہاد کوئی اور معنی مراد لیتے تھے یعنی ہماری تحقیق میں کتنی ہی بڑی غلطی کیوں نہ ہو جائے ہم جواب دہ نہیں ہیں۔

اجتہاد کا مصدر ظنی و گمان ہے۔ اجتہاد یعنی اللہ کی کتاب قرآن عظیم کو پس پشت ڈال کر اپنی ذاتی خواہشات کو مسلط کرنے نافذ کرنے کو کہتے ہیں۔ سیاسی اصطلاح میں اس کو آمریت کہتے ہیں۔ آمریت نیاز مند حصار حصون وقلائع یہود مانند محتاج رہتا ہے۔ ان حصاروں میں سب سے زیادہ محکم حصار کو تقلید کہتے ہیں۔ اس کو جبرا کراہ بھی کہا جاتا ہے۔ بے دلیل بے سند کو اجتہاد کہا گیا ہے۔ اسے بے دلیل بے منطق رائے تحمیل کرنے کو کہتے ہیں جسکی مذمت میں آیات محکمات ہیں۔ میری کتابوں کی تالیفات کے خلاف مزاحمت کی گئی۔ میں نے کسی بھی دن اپنے اہل خانہ جاہل از اسلام پڑھے لکھے بنین و بنات دامادوں اور نام نہاد علوم شعوبی پڑھنے والے برادر زدگان سے نہیں کہا یہ جو مذہب آپ کے پاس ہے باطل ہے۔ اس کو چھوڑ کر خالص اسلام کی طرف آجاؤ میری بات سنو مجھ پر اعتماد کرو کیونکہ میرے دین قرآن اور حضرت محمد کی سیرت میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ نبی کریم نے اپنے اہل خانہ خدیجہ، زید بن حارثہ، علی ابوطالب کو دعوت اسلام نہیں دی کیونکہ یہ ذوات حضرت محمد کو ایک پیکر عفت صداقت مانتے تھے۔ محمد میں حب دنیا نامی، اقتدار طلبی، جاہ طلبی جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی تھی۔ حضرت علی جو آپ کے پروردہ تھے اُن سے نہیں کہا یا علی مجھے اللہ نے نبوت سے نوازا ہے آپ ہمارے ساتھ اس عبادت میں شریک ہو جائیں۔ خود علی نے پوچھا یہ عمل جو آپ کرتے ہیں کہیں نہیں دیکھا تو آپ نے فرمایا اگر آپ شریک ہونا چاہیں ہو جائیں۔ یہ جو عبدالصالحین اور جامعہ ازہر کے عہد کے درمیان گھڑ جوڑ کی کہانی بنائی ہے نبی کریم نے اپنی نبوت کا ولیمہ دیا تھا آپ نے آیت ''انذر عشیرتک الاقربین '' کے نزول کے بعد اپنے گھر میں بکرا ذبح کر کے

دعوت کا بندوبست کیا۔ اس کہانی کو صاحب مراجعات نے روایات تواتر مزورہ کا دعوی کیا ہے۔ یہاں کوئی دعوت نہیں ہوئی ہے۔ یہ کہانیاں آیت میں موجود کلمہ نذیر کے بھی خلاف ہیں وانذر یعنی ان کو ڈراؤ، آگے عذاب دردناک جہنم ہے یہ بات آپ نے کوہ ابوقیس پر جا کر تمام قریش سے خطاب میں بتائی ہے۔ میں نے کسی بھی دن اپنے اہل خانہ اور اولادوں کو جمع کر کے ان سے نہیں کہا یہ مذہب چھوڑو یہ فاسد مذہب ہے۔ خالص اسلام کی طرف آجاؤ کیونکہ سب جانتے ہیں اس تحقیق سے مجھے کیا مل رہا ہے۔ میرے گھر میں کون آرہا ہے؟ کس کا فون آتا ہے کون پیسہ لاتا ہے؟ پیسہ لانے والوں کو شرمندگی ہوئی کچھ نہیں مل سکا۔ بیس سال سے اپنے لیے جوتا نہیں خریدا لیکن اولادوں نے سو بار قیمتی جوتے خریدے بلکہ گھر کو جوتا خانہ بنایا۔ میرے اہل خانہ بخوبی جانتے ہیں میرے نمک حرام باطنیہ کے نمک خوار گوریلے نے میرے گھر کو اسلام مخالف مورچہ بنایا۔ میری گزراوقات کیا ہے بنک میں رقم کتنی ہے؟ مجھے بنک میں سلپ بھرنا بھی نہیں آتی ہے۔ اگر میرے پاس مال و دولت آتا تھا تو آج میرا پروردہ آغا سعید میرے مخالفین سے نہ ملتا میری اولاد بیٹے بیٹیاں مجھے مخاطب کر کے یہ نہ کہتے کہ آپ اپنا عقیدہ ہمارے اوپر ٹھونس نہیں سکتے، چنانچہ میں نے ان کو اپنی کتاب تک نہیں دی۔

میں نے پچیس سال پہلے علماء کے لباس کو اتارا اور خمس لینے سے گریز کیا ہے۔ تحفہ تحائف عطیات تک لینا بند کیا۔ شہرستانی کے دو لاکھ تومان کو مسترد کیا۔ درسگاہ اعتزالی اور قرمطی خاص کر شگر اور کواردو والوں کے علماء پر بوجھ نہ بنے۔ میں ان کے علوم شعوبی میں تبحری کا حاسد ہوں اور نہ ہی ان علوم میں تبحری میں ناکامی کو احساس حقارت سمجھتا ہوں اور نہ ہی پیچھے رہنے کی وجہ سے احساس کمتری میں مبتلا ہوں تاکہ ان کی تذلیل و تحقیر کروں۔ مذہب منسوب بہ جعفر صادق والوں کی طرف سے میرے ادارے

کو مسدود کرنے اور منکر امامت کے مال کو غنیمت قرار دے کر میری واجب الاداء رقوم کو روکنے خاص کر میری ماں کے حق ارث کو روکنے میں آغا سعید ضامن طہ منافقین علی آباد زھوقہ اور میرے مقدمات میں وکیل خائن اور بھتیجے کی مشترکہ ڈراما سازی ہے۔ اجتہاد بہت فائدہ آور علم ہے اگر ایسا ہے تو ان سے مسائل کی اسناد دلائل پوچھنے پر قدغن بنام تقلید لاگو کیوں ہے؟ اسلام مخالف لوگ مسلمانوں کی پسماندگی بدبختی کی وجہ اس تقلید کو گردانتے ہیں اس تقلید کے کیا دلائل ہیں؟ بعض نے کئی آیات قرآن سے تقلید کی مذمت میں آیات پیش کی ہیں۔ بعض کہتے ہیں مجتہدین کے قواعد فقہی میں سے بعض قواعد مثل الحساب کے بارے میں دلیل پوچھتے ہیں۔

جناب عالم شعوبی اجتہاد بھی ایک نفع بخش سرمایہ ہے جیسے آپ کا فلسفہ کا موضوع شناخت بدآیت ونہایت ہے۔ ہر انجام کی ابتداء ہوتی ہے۔ اس انجام کا سبب آغاز میں پوشیدہ ہوتا ہے یہ کیوں وجود میں آیا ہے اور کب ختم ہوگا۔

جناب عالم شعوبی آپ نے اجتہاد کے خلاف جنگ بلا امان لڑی تھی اجتہاد نا منظور کا نعرہ لگایا اچانک اس کا ولولہ چل رہا ہے۔ کس نے شروع کیا کیوں کیا ہے؟ اجتہاد کے خلاف تھے آپ کہ کہاں اجتہاد کیا ہے اور کیوں شروع ہوا تھا؟ اب اس کے مفاسد بڑھتے جا رہے ہیں یہ کب تک چلے گا کب بند ہوگا؟ صرف آپ کے اجتہاد کے خلاف نہیں بلکہ دنیا اس اجتہاد سے نالاں ہے۔

جناب ناقد وناقر وناقد کلامی مناظر فاضل! میں آخر میں بچی کچی حیثیت سے دست بردار ہو کے ارباب حوزات و مدارس کے سامنے اپنی جہالت اور نادانی کا اعتراف کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کے مدارس اور حوزات کو اضافہ بہ دین سے مجھے دھوکہ ہوا۔ مجھے بحیثیت ایک فرد مسلمان مومن یہ دین

اسلام اپنے لئے حق حاصل ہونے کا زعم تھا۔ یہاں جاری نقائص معائب کی نشان دہی کروں۔ بقول یہاں کے حکمرانوں کے اپنے مسائل کو ذرائع ابلاغ یا روڈوں پر اچھالنے کی بجائے اس کیلئے مخصوص جگہ یا اداروں میں اٹھائیں۔ میں ایک جاہل اور ناتجربہ کار نے ان مسائل کو حوزات و مدارس کے مسئولین کی خدمت میں پیش کیا۔ یہاں تشریف لانے والے عمائدین حوزہ جام شورو میں تاسیس ہونے والی درسگاہ کے افتتاح میں آیت اللہ مومن کے حضور میں پیش کیا۔ پھر اپنے شکایت نامہ کو افق گفتگو میں پیش کیا۔ میں جب سے حوزات و مدارس اور مجالس موسوم عزاداری کو ضد اسلام کی راہ پر گامزن دیکھ کر عرائض پیش کرتا رہا جس کا مثبت نتیجہ یہ نکلا کہ مجھے ایک فرد متنازع بلکہ مطعون ثابت کیا گیا۔ میری نگاہ میں ملک اہل دین و دیانت کیلئے درپیش مسائل میں سے خواتین کے مسائل تھے جن میں حق ارث سے محروم ہونے کے علاوہ ان کا ازدواج نہ ہونا، زواج ہونے والی خواتین کی طلاق ہونا، اس کے نتیجے میں فحشاء کا اضافہ دیکھ کر ان کی اصلاح کیلئے اقدام کرنے کی کوشش کی۔ سب سے پہلے میری اس کاوش میں میرے عزیز بھتیجے داماد محمد سعید، جناب آغا جعفری، میرے دوست جعفری کے خلاف، ہر منحرف گمراہ کے معاون مددگار جناب حاجی محمد علی ان کے بعد میرے دوسرے داماد علی عباس سیادت پر مفتخر، ان کے بعد میری جامعہ زہراء کی فارغات اور میرے یہاں کے روشن خیال دو اولاؤں اور ان سب کے چاہنے والوں کی کوشش سے میں معاشرے میں اپنے دین کا نام بلند کرنے کے جرم میں خانہ نشین ہوا۔ بعض کم ہمت، عاجز و قاصر کی یہ کوشش و ارادہ ہوتا ہے اگر وہ اپنے مخالف سے انتقام لینے سے عاجز و قاصر رہیں تو وہ اس دن کا انتظار کرتے ہیں جب وہ کسی مصیبت میں گر جائے تو وہاں جا کر پتھر ماریں۔ اب سے پہلے مجھے کنویں میں پتھر مارنے کیلئے سبقت کرنے والے علاقہ شگر کے بے

دین ماتم داروں اوران کے ساتھ یہاں اورکواردو کے علماءنحو وصرف بوستان وگلستان رہے ہیں۔

اب مجھے فرق و مذاہب سے خطرات ہونے لگے ہیں۔ یہاں روشن خیال سیاستدان وصحافی کی دین سے لاتعلقی کودیکھ کردین میں ہر قسم کے کوڑے کرکٹ کو دین میں پھینکنے میں تیزی دکھانے لگے ہیں۔سیاست دانوں کے منہ سے کلمہ اسلام نکلنا محال کی حدتک پہنچ چکا ہے۔ویسے ان کوکلمہ نہ آنے کا چندسال پہلے کے الیکشن میں واضح ہوگیا تھا۔ایران میں ایک دفعہ مجمع جہانی کے سیمینار میں پاکستان میں دینی خدمات کی تجاویز پرغور کیا گیا۔ ہم نے تجویز دی کہ مجالس امام سے خرافات دروغ گوئیوں کاازالہ کریں لیکن انہوں نے الٹا اس سلسلہ کو جاری رکھنے والوں کی پذیرائی کی ہے۔ اسلام قرآن، اسلام محمدؐ سے چڑ احزاب الحادی سیکولروں سے گزرکر اعلیٰ پیمانے پر برسر اقتدار حکمران مسیحوں، ہندوؤں کو مسلمانوں پر برتری دینے کا سلسلہ شروع ہوگیا۔اسلام قرآن اور محمدؐ کی جگہ اسلام جناح واقبال ریاست مدینہ کی تکرار ہونے لگی۔مسلمان خواتین کسی تعدی تجاوز کا شکار ہوکر ذلت و عار کی حدتک پہنچی ہیں اگرکوئی عورت مغرب میں رہ کر یہاں آئے اوروہ زیادتی کا نشانہ بنے تو شور شرابہ ہوتا ہے۔یہاں کے حکمران ایک طرف تو اگر مسلمان طہارت کریں اور ہندو اس پران سے زیادتی کریں تو اس کی مذمت کرتے ہیں اخباروں میں خبریں دیتے ہیں۔لیکن دوسری طرف یہاں ہندوؤں کو مسلمانوں کے برابر گردا ننے کے لئے اسلام وکفر کی ثقافت کو معاشرے سے ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔علماء ہندوستان کا کہنا ہے کہ شیعہ جو مظاہرہ کرتے ہیں جس سے ہندو مسلمان تقسیم ہوتے ہیں اور یہ غلط ہے۔کیا مسلمان اور ہندو الگ الگ رہنے میں کوئی قباحت ہے؟ اگر یہ قباحت یہاں ہے تو اس کی کوئی حیثیت نہیں۔اب اسلام کی آپ کے مدارس

وحوزات اور مساجد سے کوئی امید رکھنا سراب کی مانند ہے۔اب آپ حضرات جی بھر کے عیش کریں۔ان شاء اللہ روز محشر میں اگر اللہ نے اجازت دی تو ملاقات ہوگی۔

غشوان محبت ذوالقربیٰ

یہاں دو غش ہیں۔ پہلا غش محبت ذوالقربیٰ کو واجب گردانتا ہے۔

۱۔پہلے مرحلے میں یہ چند آیات کریمہ،نفی اجرت انبیاء ومرسلین سے متصادم ومتناقض ہے۔

۲۔دین عمومی پر اللہ کی دل سے اطاعت کا نام ہے یہ تابع اوامر ونواہی قرار نہیں پاتا۔

۳۔اہلبیت سے محبت کی جگہ ان کا رویہ مخاصمت،عداوت وغدر والا رہا ہے۔

کسی سے محبت کسی دوسرے سے کراہت کی وجہ نہیں بنتی، دنیا میں انسانوں نے محبت نبھائی کم اور محبت شکنی زیادہ کی ہے۔ یہ محبت کا پرچار شریعت سے قطع تعلقی کے لئے یہ اصطلاح صوفیوں کی وضع کردہ ہے۔ چنانچہ اسماعیلی بار بار اسقاط تکالیف یعنی شریعت سے قطع تعلقی کراتے آئے ہیں۔آئیں دیکھتے ہیں کہ محبت کی کیا حقیقت ہے۔محبت افعال قلوب میں سے ہے۔ یہ دائم الانقلاب وعوارضات میں سے ہے، محبت ہمیشہ مادی رغبتوں اور تمایلات کے گرد گردش کرتی ہے۔محبت موضوعِ فضیلت ومذمت نہیں ہے۔اس کے دس درجات بتائے گئے ہیں۔سب سے پہلے درجہ کو ہوائے نفس کہتے ہیں، جو خواہشات کے تابع ہوتا ہے، جہاں زیادہ فائدہ نظر آتا ہے پہلے کو چھوڑ کر دوسرے کو انتخاب کرتے ہیں۔والدین عزیز کو چھوڑ کر گلی کے بچوں سے محبت کرتے ہیں۔اپنے سگے بھائی کو چھوڑ کر اجنبی سے

محبت کرتے ہیں۔ یہ ہمیشہ دنیوی زندگی سے جڑ کر رہتی ہے۔ ملجم مرادی نے قطام کی محبت میں امیر المومنین کو قتل کیا۔اسی طرح عصر معاصر میں لڑکیاں لڑکے اپنے محبوب سے مل کر اپنے والدین کو قتل کرتے ہیں۔اس وقت کے لوگوں نے علی کو چھوڑ کر معاویہ سے محبت کی۔معاویہ کے لشکر میں انشقاق و شگاف نہیں آیا لیکن علی کے لشکر میں کئی باغی ہو گئے۔ بعد میں چار ہزار نے علی سے جنگ لڑی۔انہوں نے امام حسن کو میدان جنگ میں مارااور امام حسین کو میدان جنگ میں تنہا چھوڑا۔اسی طرح حضرت علی کے بھائی عقیل معاویہ کے پاس گئے لہٰذا یہ محبت کسی امرونہی کے متعلق نہیں رہی ہے۔قرآن کریم نے قبول عمل کے لیے محبت کی شرط نہیں لگائی ہے۔ نبی کریم سے محبت کرنے کا حکم نہیں آیا ہے حتی کہ خود اللہ سے محبت کرنے کا حکم نہیں آیا ہے بلکہ اللہ نے اپنے بعض بندوں کی شکایت کی یہ لوگ مجھ سے اپنی اولادوں کے برابر بھی محبت نہیں کرتے۔محبت کو علی کی حقانیت گردانتے والے بدنیتی پر مبنی ہیں۔ انسانوں کی محبت ہمیشہ ہواؤں کی زد میں رہتی ہے۔عبیداللہ بن عباس، علی کا چچازاد چھ ہزار لشکر لیکر معاویہ کے پاس گیا، علی سے محبت کی دعوت دینے والے محمد بن ادریس شافعی ہیں جو نفس ذکیہ کے داعی تھے۔ بعد میں ہارون الرشید کے داعی بنے۔

دوسرا غش ذوالقربیٰ کے مصادیق کا تعین ہے۔جو ذوالقربیٰ نہیں، اسے ذوالقربیٰ گردانا گیا ہے۔جیسا کہ سورہ اسرا:۲۶﴿وَ آتِ ذَا الْقُرْبی حَقَّهُ﴾اور سورہ حشر:۷﴿وَ لِذِی الْقُرْبی وَ الْیَتامی وَ الْمَساكِینِ وَ ابْنِ السَّبیلِ﴾ میں وارد ذوالقربیٰ سے مراد حضرت فاطمہ، حضرت علی و حضرات حسنین کو بتایا ہے حالانکہ لغت اور قرآن دونوں میں انہیں ذولقربیٰ نہیں کہا گیا ہے۔

قربیٰ قرآن میں

قربیٰ مادہ قرب سے ہے۔ قرب مقابل ''بعُد'' آتا ہے۔ دونوں کلمات طرفیہ میں آتے ہیں۔ زمانی اور مکانی دونوں میں آتے ہیں۔ اس کے بعد نسبت، رعایت خطوات، قدرت، درجات میں آتے ہیں۔ ﴿وَ لا تَقْرَبُوا مالَ الْیَتیمِ ..انعام ..۱۵۲﴾ ﴿وَ لا تقْرَبُوا الزِّنی..اسراء ۳۲﴾ توبہ ۲۸ .زمان انبیاء ۱ .

ہر انسان دیگر انسانوں کے حوالے سے یا تو عزیز ہے یا قریب یا بعید ہے، پھر قریب میں نسبی محارم آتے ہیں، اسی طرح دینی وطنی آتے ہیں۔ بقرہ ۸۳، ۱۷۷، نساء ۸، ۳۶، انفال ۴۱، اسراء ۲۶، روم ۳۸، شوری ۲۳، حشر ۷۔

جس طرح اس دور سے نزول قرآن اور رسالت محمد مصطفیٰ کے زمانے سے فاصلہ بڑھتا گیا اسی تناسب سے ضد قرآن و محمدؐ اور ضد شریعت اعمال و افعال رائج ہونا شروع ہوئے۔ پہلے مرحلے میں شریعت اللہ کی جگہ شریعت انسانی کی نیلامی شروع ہوئی۔ معاشرے میں غیر معلوم حسب ونسب افراد متصدی شریعت ہونے لگے جو کچھ ان کے ذہنوں میں آیا انہوں نے اس کو حکم شریعت کا نام دیا اور فقہ وجود میں آیا۔ کیونکہ سلاطین مسلمین کے لیے شہری نظام ضرورت تھا۔ دوسری صدی کے اختتام اور تیسری صدی کے آغاز میں احادیث جمع کرنا شروع کیں وہ بھی دارالخلافہ سے دور تا کہ قرآن کو یکسرہ دور اور پیچھے کیا جائے۔ تیسری صدی سے چوتھی صدی میں اسلام کے خلاف فکری جنگ شروع کی گئی۔ اس صدی میں مراکز اسلامی سے دور ہر اوٹ پٹانگ کے منہ سے جو نکلا اس کو حدیث کہا گیا اور بعد میں حدیث کو قول رسول کہا پھر حدیث سے ازسرنو فقہ بنائی۔ فقہ سے حدیث بنائی گئی اس طرح دین کی اساس کو تہہ و بالا کیا گیا۔

عشوان عزاداری

امام حسین قرۃ العین رسول اللہ، امیر المومنین، زہراء مرضیہ، خلفاء راشدین اور امت ہیں لیکن ان کے نام سے قائم مجالس جلوس، اسلام مخالف اعداء لدود اسلام و مسلمین کا حسین بن علی کے نام سے انتقامی مظاہر ہیں۔ یہ مظاہر تنظیم و ترتیب دینے والے عمر ابن سعد کے اس اعلان کے مطابق ہیں جہاں عصر عاشور لشکر ابن زیاد سے خطاب میں کہا گیا کہ ہر طرف سے تیر نیزوں پتھروں سے ان پر حملہ کریں۔ اسی طرح اس ہدایت پر عمل کرتے ہوئے تمام اسلام کے خلاف حرکتوں کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ اجتماعات میں بیان ایمانیات، احکامات، تاریخ انبیاء مرسلین توحید و رسالت پر بندش ہے۔ آپ کے قیام کے اہداف و غایات بیان کرنے کی بجائے قرآن مخالف سمت پر گامزن ہیں۔ قرآن کے مردود اشعار وہ بھی جاہلیت والوں، منحرفین شراب نوشوں، چرس خوروں، خطباء، بے سند قصوں کہانیوں کے ذریعے اہداف امام حسین کو مسخ کر رہے ہیں۔ بڑے پائے کے علمی مغرور عوامی خواہش کے سامنے خاضع نظر آتے ہیں۔ غلط مقاصد و توجیہات اور عزاداروں نے اسلام مخالف، طنزیہ جملات سے تمام بدعات خرافات کو رواج دیا ہے، جس میں شامل بدعات کے خلاف بولنے والے کی عزت جان مال سب غیر محفوظ قرار دیا جاتا ہے۔ اقتدار طلب علماء ان بری رسومات کے حامی و محافظین کا کردار ادا کر رہے ہیں۔

اگر قیام حسین، حکومت وقت کے غیر اسلامی اقدامات کے خلاف تھا تو عصر معاصر کی عزاداری میں غیر اسلامی اقدامات پر احتجاج کیوں نہیں کرتے؟ ایسے مطالبات کا ذکر کرنے پر پابندی لگا کر مجالس امام حسین میں سیاسی بات پر پابندی ہے۔ تاریخ قیام حسین سے متعلق علماء کی تقاریر اور اس

سے متعلق کتب پڑھنے والے اپنے علاقوں میں جا کر جھوٹی کہانیوں سے دفاع کرتے ہیں۔فن خطابت پر پابندی لگائی گئی تا کہ کوئی خطیب قیام امام حسین پر پایان نامہ پیش نہ کریں۔اس لئے یہاں سے علم اصول فقہ غیر اسلامی پڑھ کر اپنے علاقوں میں جانے والے افاضل اراشد قریب اجتہاد والی ہستیاں یہاں آ کر وہی سکینہ بچی، فاطمہ فقیر مریضہ، بیوہ امام حسین اور طفلاں مسلم کی کہانیاں سناتے ہیں۔ یہ کہانیاں آغائے جواد مجتہد، آغائے آیت اللہ رئیسی کے پسندیدہ موضوعات ہیں۔آپ دونوں کے مخلص ہونے کے باوجود میرے بارے میں تذلیل وتحقیر اور طنزیہ نام لینے کی وجہ میری قیام حسین سے متعلق کتابیں آنے کے بعد لوگوں کا رونا چھوڑنا ہے۔ تنہا مجالس امام حسین نہیں، جشن امام مہدی بھی ایسا ہے۔جشن پندرہ شعبان کو منائیں گے۔الٹی سیدھی کہانیوں میں مذاق، اشعار صدائیں، سحر و اشعار و جگت بازوں کو بلائیں گے۔اس جشن میں ترقی سیاست، آغا خانیوں کی خدمات اور لنک روڈ کی تعمیرات کی لایعنی باتیں کریں گے۔

اگر میں عزاداری سے خرافات ہٹانے اور قرآن اٹھانے کا عمل نہیں کرتا تو میں آغائے محسن نجفی اور آغا جعفری، صلاح الدین کے نزدیک محترم ہوتا۔حالانکہ آغائے محسن نجفی اور آغائے سبحانی دونوں نے کتاب امام علی کے تعارف میں لکھا ہے کہ اس میں علوم اولین وآخرین ہیں۔ایک ہزار سے زائد صدی پہلے حق و باطل کی جنگ میں جان دینے والے حسین کے اہداف و غایات کو کنارے پر لگا کر قیام امام حسین کے اہداف کو عقل و منطق کی حدود و قیود سے خارج کر کے جنونیوں، دیوانوں کو قصہ کہانیوں میں ڈھالنے اور لادینوں کے قبضے میں دے کر گانے و موسیقی کو فروغ دیا گیا ہے۔ان نامعقول تصرفات اور نامشروع احکامات شریعت کو روکنے کے لیے، گریبان چاک کرنے اور رونے والوں کے جلوس تشکیل دیئے ہیں۔شاید لوگوں کو رلانے

کے لیئے بھی کوئی خصوصی کام کیا ہے۔

وہ نام حسین لیتے تھے لیکن اندر سے قرآن اور محمد کے مستہزا تھے۔

بواشاہ عباس جو مشنریوں کا ملازم تھا اللہ، قرآن محمد کا استہزاء کرتا تھا۔ پی پی اور آغا خانیوں کی مخالفت میں حاجی حسن ڈور پائے مجھے دھمکی دیتے تھے۔ سکردو خاص میں آغائے جعفری کی میں نے ایسے ہی خدمت کی تھی، مالی نہیں۔ بلکہ ان کے قیام کا مسئلہ تھا میں نے حل کیا تھا۔ ان کے حاشیہ نوابن کہ آغا خانی، پی پی کی حمایت نہ کرنے پر مجھے سکردو میں بند کیا تھا۔ یہاں بھی خصوصی اہتمام کے ساتھ بلتیوں نے میرے خلاف مزاحمت کی۔ میرے اپنے گھر میں میری اولادوں کو میرے خلاف ورغلایا۔ ان پرآشوب حالات میں بھی مجھے پریشانی ناگواری کا سامنا نہیں ہوا اور میں نے اطمینان قلب کے ساتھ اپنا کام جاری رکھا۔ اس حوالے سے میرے لیے اپنے وطن کی جگہ ناظم آباد جنت بنا ہے۔ عوامی عقائد کے پیش نظر مجھے وصیت کرنی چاہیے کہ میرے مرنے کے بعد مجھے اسی علاقے میں دفنائیں۔ لیکن یہ غیر عقلی، غیر منطقی، غیر شرعی وصیت ہوگی۔ انسان کے مرنے کے بعد اس کے مردہ جسم سے زندوں کو لاحق خطرات سے بچانے کے لئے دفنا دیتے ہیں۔ وہ کہیں بھی ہوسکتا ہے، کوئی خاص جگہ جو انسان کے لئے باعث مغفرت ہے۔ ایسی کوئی زمین نہیں کچھ عرصے گزرنے کے بعد جسم دوبارا اجزاء بن جائیں گے۔

تاریخ بشریت میں کوئی ایسا واقعہ یا حادثہ عقل وشرع دونوں کے مطابق ہوا ہو، اس کی جرأت مندانہ شجاعت، بسالت کرامت کو ہر طرف ہر زاویہ سے مسخ وفسخ کیا گیا ہو جھوٹ وافتراء، محرمات دینی، جنون سے بھرے کلمات استعمال کیئے گئے۔

عزاداری کے سیلابی ریلے میں بہنے والے علماء فقہاء کی تعداد کم نہیں۔ بڑے بڑے پائے کے علماء فقہاء اسی سیلاب میں غرق ہو گئے۔ اس میں

دو اہم شخصیت کا ذکر کرتے ہیں۔ شیخ محمد کاشف الغطاء آپ مشکل مسائل کے جواب انتہائی عام فہم اور شجاعت بیانی سے دیتے تھے۔ آپ سے مراسم عزاداری امام حسین کے بارے میں استفسار کیا تو آپ نے جواب میں کہا اگر اصول موازین شریعت کے سانچے میں جواب دوں تو اس کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ لیکن قصہ امام حسین اس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے تو حرج نہیں۔ اگر اخلاص پر مبنی ہو تو باعث اجر ہوگا۔ اس فتویٰ کو بعض نے خلاف شریعت قرار دیا۔ ایسے فتاوی دینے والے فقہاء کو عوام زدہ فقیہ کہتے ہیں۔

قیام امام حسین کے نام سے چلنے والی عزاداری صرف اسلام، قرآن اور محمد کی ضد ہے۔ جس میں تمام محرکات قرآن کا ارتکاب کیا جاتا ہے، اہداف قیام امام حسین کو مسخ کیا جاتا ہے۔ دوسری عالمی جنگ کے دوران ہندوستان کے ایک عالم دین شاکر حسین امروہی نے ایک کتاب بنام ''مجاہد اعظم'' تصنیف کی تھی۔ جس میں امام حسین کی مجالس میں بیان ہونے والے خرافات اباطیل اکاذیب کی نشان دہی کی تھی۔ لیکن یہ کتاب بازار میں نہیں ملتی تھی۔ میں نے ڈھونڈ کر اسے دوبارہ چھپوایا اور اسے کتب فروش علماء کو بھیجا۔ ڈیرہ اسماعیل خان میں کسی پروفیسر نے اس کی رد میں ایک کتاب مظلوم اعظم فی رد مجاہد اعظم'' لکھ کر فوٹو کاپی کر کے سٹال سے ''مجاہد اعظم'' کو اٹھا کر اپنی فوٹو کاپی رکھی۔ میں نے یہ دونوں کتابیں اپنے علاقے کے دو عالم ضامن علی اور محمد طہٰ کو بھیجیں تو انہوں نے ہمیں پیغام دیا کہ ایسی کتابیں یہاں نہ بھیجا کریں۔ تاریخ میں آیا ہے، بابلین کے دور میں جب لڑکا بیس سال کا ہوتا تھا تو وطن سے دفاع کرنے کا حلف دیتا تھا یہاں اپنے مذہب کا دفاع کرنے کیلئے جھوٹ بولنے کا حلف لیا جاتا ہے۔ قصر معلیٰ الاسلام کو افتراء و افک کے بموں سے اڑایا جاتا ہے جس طرح ہیروشیما کو ایٹم بم سے اڑایا گیا تھا۔ جہاں کہیں درسگاہ یا عالیشان مسجد نظر آئے وہاں اسلام کے اصول

ومبانی اور تاریخ اسلام پر تحقیق ممنوع ہوگی۔ کیونکہ یہ عمارت اسلام مخالف بجٹ سے بنی ہوتی ہے۔ انہوں نے توحید نبوت اور ایمان بر معاد سب کو ایک ہی بم، امامت وخلافت سے اڑایا اور امامت کو برتر از نبوت قرار دیا ہے۔ امام حسین نے اسلام کو بچایا" کہنے والوں کی مجالس میں اسلام سے متعلق گفتگو ممنوع ہے۔ مجالس امام حسین میں ایمانیات مواعظہ حسنہ تاریخ اسلام سب پر پابندی ہے، کہتے ہیں کہ ان ایام میں صرف مصیبت امام حسین پڑھیں جس میں سچ کی جگہ جھوٹ کی بھرمار ملے گی۔ اسی طرح ختم نبوت کو ظہور مہدی سے اڑایا ہے۔ امام مہدی کی حیات کے لئے خضر کا افسانہ گھڑا ہے۔ الوہیت کو گرانے کے لئے عرفان کو اُٹھایا کہ انسان بھی اللہ کی طرح خلق کر سکتا ہے۔ قرآن کو گرانے کے لئے قرآن ناطق برتر از قرآن صامت بنایا۔ احادیث کو حاکم بر قرآن بنایا۔ مصر وایران کے حافظان ریش تراشان قرآن سے افضل ہیں کیونکہ وہ ناطق ہیں اسی طرح توریہ، تقلید، اجتہاد، شہادت تفسیر ان کے رموز مذہب ہیں۔

عشوان امام مہدی:

تاریخ ادیان وضعی وسماواتی میں اہل دین نے لوگوں سے غش ودلس کرتے ہوئے انہیں جادہ مستقیم سے منحرف کیا اور بشر آخرت سے پہلے دنیا کی جہنم میں جل گئے۔ ان عشوان کی عداد واحصا ممکن نہیں لیکن جس شخص نے امام مہدی کے نام سے غش کیا اس جیسا غش تاریخ میں نہیں آیا ہے جو ہر حوالے سے غش در غش ہے۔ یہ عمل جہاں بھی ہو فاقد دلائل وبراہین مستمسکات والے ہی کرتے ہیں۔ غش کی خاصیت ہے کہ ناکام ہونے کے بعد فاش ہونے کے بعد، غاشی تشدد اور ظلم وستم پر اتر آتے ہیں۔ درست معنی معلوم نہیں کہ اس کا آغاز کس نے کیا ہے؟ تاریخ فرق اسلامی میں جو آیا ہے

امام مہدی کا اختراع کرنے والا عبداللہ بن سبا یہودی تھا جس نے امیر المومنین علی ابن ابی طالب کے لئے مہدویت کا دعویٰ کیا اور یہ آگے سلسلہ پھیلتا گیا۔ جہاں بھی لوگوں نے قیادت کا فقدان دیکھا انہوں نے ہر گزرنے والے کو امام مہدی کہا۔ اس غش میں مفاد پرست جاہل نادان، حشر و نشر نہ ماننے والوں کے علاوہ اہل علم و فکر، مجتہدین و عابد، دیندار و تہجد گزار بھی شعوری طور یا غیر شعوری طور پر اس غش میں پھنس گئے۔ ان میں سے چند افراد وہ ہیں جو اپنے زمانے کے اعلیٰ پائے کے علم پر فائز تھے۔ ان سے بھی یہ حقیقت کشف نہ ہوسکی اگر تو ریہ کیا ہے تو یہ حیرت انگیز ہوگا۔ جن لوگوں نے امام مہدی سے انکار کیا کہ امام مہدی نامی کوئی چیز نہیں تو ان کے پاس ثبوت کیلئے کوئی دلیل نہیں تھی جیسے شیخ محمد حسین کاشف الغطاء، باقر الصدر، مرتضیٰ مطہری اور امام خمینی وغیرہ نے دلیل نہ ہوتے ہوئے یہ کہہ کر جان چھڑائی کہ اگر اللہ چاہے تو کسی کو بھی اتنی لمبی عمر دے سکتا ہے۔ اللہ کسی چیز سے عاجز نہیں ہے لیکن یہاں اللہ کے چاہنے کا کوئی ثبوت نہیں دیتے ہیں۔ امام مہدی کو ایک ہزار سال سے منوا رہے ہیں۔ کثرت اعتراض اشکالات سوالات کی بھرمار کی وجہ سے انہیں کلمہ مہدی میں ترمیم کرنا پڑی مثلاً کسی نے کہا ہم مہدی کے انتظار میں نہیں بلکہ ہم مہدویت کے انتظار میں ہیں۔ امام مہدی کہیں یعنی ایک خاص شخص کسی سے منسوب فرزند ہوگا یا کہیں سے بھی آئے گا تو انہوں نے کہا ایک آخری امام آئینگے۔ امام مہدی کو منوانے کیلئے حضرت عیسیٰ کو ابھی تک زندہ رکھا ہے۔ عیسیٰ کو منوانے کیلئے خضر بنایا۔ دنیا میں تین طریقے سے انسان پیدا ہوئے ہیں ایک طریقہ بغیر ماں بغیر باپ جیسے آدم صفی اللہ، دوسرا ماں سے جیسے عیسیٰ، تیسرا ماں اور باپ سے پیدا کیا۔ لیکن چوتھا طریقہ نہیں ہے۔ صرف ماں سے پیدا ہوا ہو باپ کا نام نہ ہو وہ اولاد نسل حرام ہے۔ تنہا ماں سے پیدا ہو جائے تو اس کی حقانیت حق

ثابت کرنے کیلئے بہت بڑی آیت چاہیے، نشانی چاہیے۔ مریم بتول نے تمنا موت کی تھی کہ لوگوں کو کیا جواب دونگی۔ اللہ نے مریم سے کہا آپ کچھ بھی نہ بتاؤ۔ اگر کوئی سوال کرے تو اشارے سے کہو کہ بچے سے پوچھو، چنانچہ حضرت عیسیٰ نے گہوارے سے ماں کی حقانیت کی گواہی دی۔

امام مہدی جن کے باپ کو امام حسن بتاتے ہیں، امام حسن عسکری نے کسی سے کہا ہو؟ کوئی معتبر انسان ہو، ان کا دوست عزیز ہو، مومنین سے کہا ہو کہ یہ میرا فرزند ہے۔ اسے کسی کو دکھایا ہو، کہیں بھی ذکر نہیں آیا ہے۔ امام حسن عسکری کا بیٹا دکھانے والے یہودی مجوسی نصاریٰ ہیں۔ کہتے ہیں کہ فلاں یہودی نے دیکھا ہے، فلاں نصاریٰ نے دیکھا ہے۔ ان کی ماں کا نام نہیں۔ کبھی اس کا نام صیقل کہتے ہیں، کبھی سوسن کہتے ہیں تو کبھی نرگس کہتے ہیں۔ یہ تینوں پھولوں کے نام ہیں۔ دنیا میں کوئی مرد اپنی زوجہ کے بارے میں کہہ سکتا ہے کہ عاقلہ ہے، مئودب ہے مومنہ ہے صادقہ ہے لیکن کوئی بھی شخص نہیں کہتا کہ میری بیوی پھول ہے، خوبصورت ہے۔ امام حسن عسکری کے اپنے خاندان میں سے کسی نے دعویٰ نہیں کیا سوائے محمد نمیری کے جو ایک فاسد انسان تھا۔ بعض نے کہا پیدا ہوتے ہی غائب ہو گئے۔ بعض کہتے ہیں، کنیز حاملہ تھی۔ غرض لوگوں کو غیبت دکھا کر ستر سال گزرے لیکن ناکام ہوئے۔ وہ لوگ تو دعویٰ کرتے تھے امام نے ہمیں نمائندہ بنایا ہے، وکیل بنایا ہے۔ لیکن ان کے بعد والوں نے دعویٰ کیا کہ ہم امام زمان کی طرف سے نمائندہ ہیں ہمیں اجازت ہے اور اختیارات حاصل ہیں لیکن ان کے یہ اختیارات کسی سربراہ کے پاس بھی نہ تھے جو ان کے پاس ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اختیارات لے کر جو پیسے جمع کئے ہیں، اس میں خیانت دھاندلی اقربا پروری عیش و نوش کی مثالیں قائم کیں ہیں۔ تعجب و حیرت کی بات ہے یہ لوگ صدر اسلام کے راشدین کے بارے میں بے ادبی کرتے ہیں ان

جیسا غش نہیں دیکھا ہے۔ چار اماموں کے قائل زیدی غلات مردہ کی بدعتیں ،بدعت عزاداری، عید غدیر وغیرہ سب کی معزالدین الدولہ، آل بویہ نے ۳۵۰ھ میں بنیاد رکھی تھی۔ عزاداری جیسی بدعت، محدث قمی سے نقولات نقل کرنے والے مفاتیح میں جعلی دعائیں، شرک پر مبنی دعائیں کرنے والے ہیں۔ چار امام، پانچ امام، چھ امام، سات امام، غالی و مرتد والوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ سب لوگ ہم سے ہیں کہتے ہیں۔ آغا خانی ہم سے ہیں ،نصیری ہم سے ہیں ہم سب ایک ہیں تھوڑا فرق ہے۔ علوی اور نصیریوں کے ساتھ تعلق بناتے ہیں۔ لیکن جو ظلم جو ستم تاریخ میں یادرکھنے کیلئے جن پر روا رکھا ہے اس کا نام برقعی ہوگا اور علی شرف الدین مثال ہوگا۔

ایک طرف سے آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین کہتے ہیں۔ آپ کے بعد آسمان ہدایت کا سلسلہ ختم ہوا ہے دوسری طرف سے امام منصوص من اللہ کی غیر محدود تعداد کے قائل ہیں، اصرار کرتے ہیں۔ امامت، نبوت کا جزو ہے ختم نبوت نہیں ہوا ہے۔ جس جس نے امامت پر کچھ لکھا ہے چاہے صحیح ہو یا غلط اس کی دنیاوی زندگی بن گئی ہے۔ لیکن اگر کوئی دین سے ہٹ کر بنائے گئے مذہب کا دفاع کرے گا چاہے کتنا ہی ہیرو کیوں نہ ہو نابغہ روزگار ہی کیوں نہ ہو وہ اعرج ہے۔ وہ بڑی بڑی کھلی غلطیاں کرے گا۔ تضاد گوئی کرے گا۔ ہر شخص محسوس کرے گا کہ اتنی بڑی شخصیت نے اتنی بڑی غلطیاں کی ہیں۔ ہم نے امام مہدی کے خلاف لکھنا شروع کیا تو یاد آیا کہ مرتضیٰ مطہری نے انقلاب مہدی کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی۔ اس کو تلاش کیا تو اس میں آپ نے لکھا تھا کہ امام مہدی کا وجود ہونا ایک ضروری نا قابل انکار حقیقت ہے کیونکہ دنیا کے تمام اقوام و ملل اس کو مانتے ہیں کہ مہدی آئینگے۔ تاریخ مہدویت پڑھنے والوں پر عیاں ہوگا کہ ہر مفاد پرست نے اپنے وفات شدہ امام کو مہدی موعود قرار دیا گیا ہے۔ عبداللہ

بن سبا نے علی کو امام مہدی بنایا۔ کیسانیوں نے محمد بن حنفیہ کو امام مہدی بنایا۔ امام محمد باقر کی وفات پر امام مہدی بنایا۔ امام صادق کے بعد امام صادق کو امام مہدی بنایا۔ ان کے بیٹے اسماعیل کو امام مہدی بنایا تھا۔ موسیٰ ابن جعفر کی وفات کے بعد امام مہدی بنایا۔ یہ تو اچھے دینی چہرے تھے۔ ابی الخطاب اسدی ابی زینبِ نے امام صادق کی وفات کے بعد امام صادق کے بارے میں دلیل دیتے ہوئے کہا کہ ہمیں جعفر صادق نے کہا میری غیبت کے بعد اگر کوئی میرا سرتن سے جدا کر کے لائے اور پچاس مومنین گواہی دیں اور کہیں امام صادق مرے ہیں تو نہیں ماننا۔ یعنی آپ کے پاس انکار کوئی بڑی چیز نہیں ہے۔ نابالغ امام ہونا آپ کے پاس جائز ہے۔ امام سامنے کو کہتے ہیں، کفر سے عالم جنگ میں آگے ہو لیکن آپ کے پاس پیدا نہ ہونے والے بھی امام ہیں یا وہ امام ہیں جن کا کسی کو پتہ نہ ہو۔ جس کی ماں کا پتہ نہ ہو کہاں سے اور کس خاندان سے تعلق رکھتی تھی وہ بھی امام ہیں۔ امام کے نام سے خمس کھانے والے مراجع کے ہاں ہزار قسم کی دھاندلی ہیں۔ افراط تفریط ہے جن کے آغاز کاروں، حاشیہ پرداروں کی کتنی جائیدادیں ہیں۔ ان میں سب سے نالائق کمتر آغائے بہجت کے اکاؤنٹ میں کتنے پیسے ہیں؟ تو آپ کے مذہب کے پاؤں مور کے پاؤں کی طرح نظر آئینگے۔ سر نیچے کریں گے تو سر نیچے ہونے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔ نہ آپ امامت کو اور نہ اس کے اوصاف وشرائط کو تسلیم کر سکتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں وہ غلط خطا کاروں سے معصوم ہیں اگر وہ عصمت کی وجہ سے معصوم تھے تو یہ جبر ہوگا اور اگر آزاد ہیں تو عام انسان جیسے ہونگے۔ اللہ نے انبیاء کو انسانوں ہی سے بنایا ہے، انسان کا نام نسیان سے ہے بھول جاتا ہے، بھول جانا انسان کی خاصیت میں سے ہے۔ وہ چاہے نبی مرسل ہی کیوں نہ ہو وہ محفوظ نہیں۔ آپ نے کہا جسے اللہ انتخاب کرتا ہے اس سے خطا نہیں ہوتی آدم کو اللہ نے انتخاب کیا تھا انہوں نے خطا

کی ،نوح نے اپنے بیٹے کی نجات کے لئے اللہ سے درخواست کی اس پر اللہ نے عتاب کیا کہ اس کے بارے میں درخواست کرنا صحیح نہیں، آپ کو یہ حق نہیں ہے۔آپ نے کہہ دیا کہ مستحق عذاب ہے اور توجہ کی معافی مانگی تو اللہ نے کہا کہ ہم نے معاف کیا۔حضرت ابرہیم نے عید کے دن لوگوں کے ساتھ جانے سے انکار کیا کہا میں مریض ہوں۔موسیٰ نے ایک آدمی کو مکہ مارا وہ وہیں پر مر گیا تو موسی نے کہا یہ کار شیطان ہے۔شیطان کسی کو نہیں بچاتا ہے گمراہ کرتا ہے، موسیٰ نے عبد صالح سے کہا اس دفعہ ہم بھول گئے آئیندہ نہیں کریں گے۔

عشوان حسب ونسب

انسانوں کی برگشت نفس واحدہ پر ہوتی ہے، خود کو دوسروں سے برتر گردانںا درست نہیں۔اس کے علاوہ یہ دین اسلام کے مصدر وحید قرآن کے بھی خلاف ہے، اوائل اسلام میں لوگ زیادہ تر حکومت گذشتہ نبی امیہ کی مذمت ونکوہش کرتے تھے تاکہ نومولود عباسی حکومت کی تعریف کریں جس سے انہیں پذیرائی ملے۔بنی امیہ دیگر قوموں کو ذلیل کرتے تھے اس کے اسباب وعوامل ہو سکتے ہیں۔وہ اہل فارس کے ماضی کے مقتدران اسلام کا نام لینے سے ڈر کے قومیت کو اٹھائیں۔اہل فارس، اسلامی حکمرانوں کے بارے میں نفرت پھیلاتے تھے۔جو حکومت اسلام کے مسئولین کیلئے مسائل پیدا کر رہے ہے یہ تو ایک طبیعی ردفعل نژاد پر نژاد تھا۔اگر شعوبین عدم مساوات کی شکایت پر اکتفاء کرتے ،اس پر رک جاتے تو ان کا موقف درست ہوتا لیکن انہوں نے اہل فارس کی برتری کو ثابت کرنے کے لئے احادیث پر احادیث جعل کی ہیں۔جیسے سلمان فارسی کو اہل بیت میں شامل کیا، سلمان سمیت یاران دیگر ابوذر، مقداد پر مبنی ایک فرقہ کی تاسیس کی۔اس دین میں فضیلت

وبرتری مقام ومنزلت صرف تقوی کی بنیاد پر، تقویٰ یعنی نواہی حق تعالیٰ کی مخالفت سے گریزی ہے اور کچھ نہیں۔

﴿ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ﴾ حجرات:۱۳ تقویٰ کے امور میں باپ، بیٹا، شوہر اور بیوی سب برابر ہیں۔ طاقت، فضیلت مادی صلاحیات کا تعلق امور دنیا سے مربوط ہے۔ اللہ کے نزدیک کوئی، دوسرے پر فضیلت نہیں رکھتا، زندگی کی ضروریات سب کے لئے برابر ہیں۔ کھانا اور لباس یا کسی کا قد بڑا یا چھوٹا ہو، پیٹ چھوٹا یا بڑا ہو، تقویٰ کی نوعیت میں فرق نہیں آئے گا۔

جناب مفتخر بعلم الکلام

جناب مفتخر بعلم کلام آپ مجھ جیسے تشنہ حقائق ودقائق، معارف دین اسلام کو یہ وضاحت کرنے کی زحمت فرمائیں گے کہ علم کلام پڑھنے والے معاشرے کو لاحق مشکلات کا حل کیا ہے؟ آسان سادہ زبان میں بیان کر سکتے ہیں؟ دین اسلام کی ایمانیات واحکامات کے دقائق اور باریک حکمتوں کی تحلیل کر سکتے ہیں۔ علم کلام بمعنی لغوی یعنی بہتر گفتگو، تبلیغ وارشاد کرنا اور سامعین آسانی ان کی بات سمجھ سکتے ہوں کیونکہ اس انسان نے لوگوں سے بات کرنے کے فن میں مہارت حاصل کی ہے۔ علم کلام قدیم یونانیوں کا فلسفہ ہے جو ان کے فاسد عقائد سے نکلا ہے اسے لوگوں کو کسی صورت میں بھی نہیں سمجھا سکتے ہیں۔ چنانچہ یہ حکایت مشہور ہے کہ پڑھے لکھے انسان میں اپنے پیغام وبیان کو بہتر انداز میں پیش کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ داماد استاد صدر المتاھلین کو جب قبر میں رکھا تو منکر ونکیر آگئے اور پوچھا من ربک؟ تو انھوں نے جواب میں کہا ''اسقطس فوق اسعطات'' نکیرین کی سمجھ میں نہیں آیا۔ درگاہ خداوندی میں نکیرین نے عرض کی یا اللہ تیرے اس

بندے کو کیا جواب دیں، ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ اللہ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو، یہ جب دنیا میں درس دیتا تھا تو ہماری سمجھ میں بھی کچھ نہیں آتا تھا۔ چنانچہ آپ لوگ بھی ایک مخمصہ میں پھنس گئے ہیں۔ جہاں آپ ایک طرف دعویٰ کرتے ہیں ہم وارث انبیاء ہیں جبکہ انبیاء ان پڑھ عوام کو آسانی سے سمجھاتے تھے۔ چنانچہ مشرکین نے محمدؐ کی دعوت کو سمجھ کر مسترد کیا تھا۔ انبیاء تو اصول کلام نہیں پڑھے ہوئے تھے۔ مجالس عزاء میں شریک عوام الناس، ان پڑھ لوگ گریہ اور مصائب کو سمجھتے ہیں لیکن آپ کے مسیحوں کے عقائد جیسے عقائد کہ حضرت علی کی کتاب میں خلقت دنیا سے لے کر فناء دنیا کے علوم تھے، جس کا نام علم جفر یا علم جامعہ معصومہ فاطمہ کسی صورت میں سمجھنے کے قابل نہیں ہیں سوائے اس طریقہ تشدد کے جس طرح آپ نے برقعی کو سمجھایا تھا۔ اس لیے عوام قم نجف سے آنے والوں کو پسند نہیں کرتے، یہ حضرات اپنے ملک جانے کو پسند نہیں کرتے۔ آپ دونوں میں فاصلہ بعید ہے لہٰذا آپ حضرات عوام الناس کے اجتماعی مسائل میں دخل نہیں دے سکتے کیونکہ آپ کے پاس اس کا حل نہیں ہے کیونکہ یہ کفایہ منظومہ اور اخبار نہیں ہیں۔ یہ کتب اسقطس فوق اسعطات کیونکہ عالم دین خود کو مقام نبی کریم پر قائم متعارف کرواتے ہیں۔ جبکہ نبی کریم کا منصب انفرادی زندگی نہیں تھا، اجتماعی تھا۔ اللہ نے جگہ جگہ آپ سے خطاب میں فرمایا قل، قل لوگوں سے کہو۔ جامعہ اسلامی کے مسائل کے حل یہ ہیں۔

محصلین حوزات و مدارس کے دین عزیز اسلام کے لئے خدمات کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ وہ یا جدید اجتہاد دینے والوں کی فہرست میں اپنا نام لکھوانے کی تیاریوں میں رہتے ہیں یا اپنے ملکوں میں علاقوں میں واپس آئیں گے۔ مذہب حروفی کی کتب مفاتیح الجنان، مفتاح و دیگر تعویزات اور گریہ اور اکاذیب، حقوق پائمال کرنے، شہادت اور الحادیوں کو بر سر اقتدار

پر لانے کے لیے کہتے رہیں گے۔ کہتے ہیں کہ ہماری سیاست ہمارا دین ہے۔ سیاست بڑوں کا دین ہے جبکہ آپ کی اولادوں کا دین کرکٹ، والی بال، فلم نیٹ، موبائل اور والدین سے بغاوت ہے۔

جناب محقق کلامی آپ کے یہ دوصفحہ کا تعارف

جناب محقق کلام! آپ کے دوصفحات کا ہم نے اپنے فہم سطحی ظاہر کے تحت غاشیہ نام رکھا تھا لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ قرآن کریم نے بھی اس کی تصریح کی ہے۔لوگ ظاہر کو جانتے ہیں باطن سے غافل رہتے ہیں۔ دوسری آیت میں فرماتے ہیں جس چیز کو آپ برا سمجھتے ہیں وہ حقیقت میں آپ کے لیے خیر بھی ہوسکتی ہے۔ چنانچہ یہ دوصفحات بھی ایک دوسرے کا چہرہ نہ دیکھا ہو، لیکن واللہ آئینہ دکھایا ہے۔آپس میں اظہار خیال، حال واحوال جاننے کا موقع ملا ہے۔آپ نے علم کلام میں تحقیق کی جبکہ میں اس سے بدظن ہوں، امامت آپ کے نزدیک اپنوں کے درمیان اصل الاصول ہے باہر والوں کے ساتھ اصول مذھب ہے۔ لیکن میں مذہب کو ضد دین سمجھتا ہوں۔ میرے دین کی اساس قرآن ہے اس قرآن میں اصول دین، توحید، نبوت، آخرت ایمان بہ کتب انبیاء ایمان با انبیاء ہے۔کلمہ امامت مذہب والوں کا اختلاق ہے۔ یہ کلمہ ظرفیہ زمانی اور مکانی میں استعمال ہوا ہے۔قرآن میں اچھے اور برے دونوں معنی میں استعمال ہوتا ہے لیکن آپ کے بانیان مذہب نے مصانع روایات سازی سے تھوک میں خرید کر اس کو تواتر بنایا ہے۔تواتر عرف بازار میں جسے جملہ فروش کہتے ہیں، روایات سے آیات متشابہات کو خریدا ہے۔ پھراس کی تقریبات بنا کر عوام سے مقدسہ کی تائید لے کر مخالفین کو دردناک سزائیں دینے کی دھمکی دی ہے۔ مسلمان قرآن کے علاوہ کسی اور اساس کو نہیں مانتے۔احادیث مصنوعہ خراسان ہیں۔ یہ اساس دین نہیں

ہوسکتی ہیں۔ یہ آپ کی اساس، دین والوں کی اساس، دین والوں کو منوانے کے لیے آیات محکمات ہیں۔ اگر آپ کے پاس آیات محکمات ہیں تو بسم اللہ کیجیئے جتنے صفحے لکھنا چاہیں لکھیں۔

جناب مدافع نحوی آپ کو میرا یہ جملہ گراں گذرا ہے کہ میں نے نحو کو قرآن توڑ کہا ہے۔ نحوین نے مراکز اسلامی پر طویل عرصہ قبضہ جمائے رکھا۔ آپ سے سوال ہے، یہ جو باب فقہ میں جو اصطلاحات جعل کی ہیں ان کے تحت بغیر کسی آیت سے استناد حکم شرعی بتانا کس نے وضع کیا ہے؟ وہ کونسی صاحب اختیار ہستی تھی جبکہ حدود حکم کا حق صرف اللہ کو حاصل ہے۔ جناب عالم معتزلی شعوبی آپ کی طرف سے وصول دو صفحات اس کا نام غاشیہ رکھا۔ لیکن بہت غور وخوض کے بعد ثابت ہوا یہ بعض مسائل کے لیے رہنما اصول بھی بن سکتے ہیں۔ یہ ہر آئے دن آپ کے لئے غاشیہ ہوں گے۔ آپ ہر آئے دن ضلالت وگمراہی کی دلدل میں پھنستے جائیں گے۔ آخرت آپ کی برباد، جنت حرام ہو جائے گی۔ دوسری طرف میرے لیے حقائق کھولنے کا مفتاح ہوگی اور اس آیت کریمہ کا مصداق ہے کہ بہت سی چیزیں تم اپنے لئے شر سمجھتے ہو وہ تمہارے لئے خیر ہوگی۔

علم نحو وہ عمر خور علم ہے جس کا لب لباب اور افادیت صرف اتنی ہے کہ کلام میں موجود کلمات کو رفع ونصب، جر وجزم اور مذکر ومونث الگ الگ کرتا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ ضرب زید اعمرو جس طرح ضرب موسی عیسی میں کہتے۔ مقدم فاعل اور موخر مفعول ہے، تو اس میں کیا قیامت برپا ہو جائے گی؟ قصہ علامہ مذکر ومونث ہے، ایک قسم کا دھوکہ ہے۔ کتاب المجر رفی النحو تالیف اسماعیل مصرت ۲۰۷ ج ۱ ص ۳۶۴ پر لکھتے ہیں تمام اسماء جتنے بھی ہوں، سینکڑوں مونث ہوں تو بھی ایک مذکر غالب ہوگا، صیغہ مذکر استعمال ہوگا۔

۲۔ لکھا ہوا کلام تین چیزوں سے مرکب ہوتا ہے اسم، فعل اور حرف۔

حروف جو بھی ہوں ان کے لیے صیغہ مذکر بھی استعمال کر سکتے ہیں، مونث بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ اس کو حرف کی حیثیت سے، مذکر کلمہ کی حیثیت سے۔

۳۔ حرف مبانی بھی اس طرح ہیں۔ مذکر، مونث دونوں میں استعمال کرتے ہیں۔ افعال جو بھی ہو مذکر ہوگا کیونکہ افعال مشتق مصادر ہیں اور مصادر مذکر ہیں۔

تاریخ معارضین کا دوسرا دور تاسیس علم نحوی کے نام سے از سر نو شروع ہوتا ہے۔ اُن کی پہلی معارض کتاب سیبویہ تھی۔ جس کسی کی بغل میں کتاب سیبویہ نظر آتی، مومن بقرآن یہی کہتا کہ یہ قرآن کے خلاف لکھی ہے۔ پھر واقع اور حقیقت تاریخ نحو یہ بھی بتاتی ہے کہ نحو قرآن کے خلاف وجود میں آئی ہے۔

۱۔ سیبویہ کا استاد خلیل احمد فراھیدی کو بتایا جاتا ہے۔ وہ اپنے دور کا مانا ہوا عالم بکلمات عربی تھا۔ وہ خوارج سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کی حیات میں کوئی ایسے قرائن وشواھد نہیں ملتے ہیں کہ اس نے قرآن کو اٹھایا ہو جبکہ علم قروص شعر کی ابتکار اسی کو دی جاتی ہے۔

۲۔ سیبویہ نے اپنی کتاب میں تین ہزار اشعار کا دور جاہلیت تا مولدین سے استناد کیا لیکن قرآن سے صرف پچاس آیت سے استناد کیا۔

۳۔ کیسائی دوسرے مرجع نحوی ہیں کہ وہ بلا دامپراطور ہارون رشید کے مقرب محترم بندوں میں سے تھے۔ اس نے قرآن کی مختلف قرائت پیش کی ہیں۔ لیکن حقائق معارض قرآن پیش نہیں کیئے۔

۴۔ جس نحوی نے قرآن کے کلمات کے معانی بیان کیے ہیں ان کا نام غریب القرآن رکھا ہے جبکہ خود قرآن کریم نے اپنے اندر کلمات غریبہ کو رفع کیا ہے۔

بحوالہ کعب اخبار تہدید ۸ ص ۳۹۳ وصف بن متنبہ ۱۴۷ رجال تفسیر

سعید بن جبیر مجاہد عکرمہ مولی ابن عباس طاوس بن کسان عطاء بن ابی رباح
عکرمہ بن ابی جہل ۲۳۰ تہذیب التہذیب ۲۳۰ علم نحوی علم لسانیات میں آتا
ہے۔ اس کی افادیت عرب ملکوں میں ملازمت کرنے کے خواہشمندوں کے
لیے ضروری ہے۔ جس طرح انگریزی مغربی ملکوں میں ملازمت کے
خواہشمندوں کے لیے انگریزی ضروری ہے یا وہ حضرات جو عرب ملکوں
میں جیسے تبلیغی جماعت کے ساتھ تبلیغ کے لیے جاتے ہیں۔ یا اسی طرح اگر
کتاب لکھنا ان حوزات میں پڑھنے والوں کے اہداف مقاصد میں ہوتا تو
عربی سیکھنا ضروری ہوتا۔ لیکن انہیں یہاں تو دس بیس سال پڑھنے کے بعد
عربی میں خطاب کرنا آتا ہے نہ عربی میں کتاب لکھنی آتی ہے۔ لہٰذا اہل دین
کے لیے یہ علم بذات خود سیکھنا درست نہیں ہے کیونکہ اس علم کے بانیان کے
اہداف و غایات میں دین نہیں ہے۔ جن لوگوں نے یہ علم اختراع کیا ہے
انہوں نے اس کو دوسرے مرحلے میں حاصل کیا ہے۔ اعراب بادیہ نشینوں
میں جا کر ان کا تلفظ سیکھا اور دوسرے مرحلے میں انہوں نے فلسفہ و منطق کے
ذریعے اصول قواعد وضع کر کے، خود الفاظ میں شامل کر کے، اعراب لگا کر
عربی بنا کر اسے رواج دیا ہے۔ انہوں نے اپنی بنائی گئی عربی ہونے کے
ثبوت میں فاسد، بے دین رائج شعراء مثلاً بشار، برا جمال الروایہ، حریرا
اصطر، فرزدق، ابو طیب مختری، ابی تحام، ابونواس کے اشعار سے استناد
استشہاد کیئے، ان کے اعمال کردار ضد قرآن تھے لہٰذا جن لوگوں نے نحو آنے
کی بنیاد پر قرآن کی تفسیر کی ہے، انہوں نے قرآن کو متشابہ بنانے کی کوشش کی
ہے۔

قرآن عربی زبان میں نازل ہوا جس کی کثیر آیات میں وضاحت آئی
ہے۔ لہٰذا یہ قرآن کسی اور زبان کا ترجمہ نہیں ہے۔ فہم آیات مشرک، کافر،
فاسق مسلمان عالم اور جاہل سب کے لئے یکساں ہے۔ کلمہ اہلبیت کوئی نئ

اصطلاح قرآن میں نہیں ہے اور نہ نبی کریم نے کوئی نئی اصطلاح اختراع کی ہے۔اہلبیت کیلئے آیت تطہیر کے حوالے سے جن آیات کا حوالہ دیتے ہیں اور آیت میں موجود کلمات کے سیاق وسباق سے استناد کیا ہے۔کسی جاہل، عالم،مسلمان اور کافر کا فہم اہلبیت میں دو طرح کا نہیں ہے۔آیت مباہلہ میں مقابلہ اہلبیت کا نہیں تھا بلکہ کلمہ عترت، والد کی طرف سے تمام تر نسبت کو کہتے ہیں۔اس کے علاوہ حدیث ثقلین کے سند ومتن دونوں مخدوش ہیں۔ ضمیر کم کے اصول نحو کے تحت ازواج کا اخراج دو حالت سے خارج نہیں یا تو مذکر ومونث کا موارد استعمال بھول گئے یا پھر مذہب کے تعصب میں اعتماد واعتبار کھودیا ہے۔ لہٰذا فہم اہلبیت رسول کوئی خاص امتیاز نہیں، اگر اس کو اہلبیت کی شان کہیں گے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ولایت کفار بعض مسلمین فرقوں کی شناخت ہے۔

کلمہ نحو کے آغاز کے بارے میں ہم میں سے کوئی بطور یقین واطمینان نہیں جانتا ہے۔جیسے کائنات کی ابتداء ہوئی تھی کسی نقطہ آغاز کو انجام سے پہچانتے ہیں۔ کیونکہ انجام آغاز کا عکس ہوتا ہے۔ چنانچہ ہم کائنات کا آغاز نہیں جانتے، کائنات کی یہاں تک کی نہا یت کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ کائنات حادثہ ہے۔ اس اصول کے تحت نحوین کے آغاز کے لیے قرائن وشوائد چاہییں ۔ایک قرینہ شاہد عصر معاصر کی نحوی ہوسکتا ہے۔عصر کی نحوین جتنی دیکھی سنی ہے۔ ماھم انما ھسو دھصو دقسود غرور طموع نقود لجوج طموج دین و ایمان میں جاہل دیکھا۔(انہیں ہر حوالے سے بے شعور، بے منطق، جاہل ،مغرور، لالچی اور مفاد پرست ہی دیکھا ہے۔)

امامت یا کسی ریاست کی قومی قیادت کو زمانہ اہل فارس ہو، جہالت کا اولین زمانہ ہو، مشرق سے مغرب، شمال سے جنوب، ماضی اور حال میں خاندانوں سے ہی انتخاب کرتے آئے ہیں۔اللہ نے جو دین محمدؐ پر نازل کیا

ہے، اس کتاب نے قانون انساب کی نفی کی ہے۔ محمدؐ نے میدان عرفات میں امت سے خطاب میں فرمایا آج ہم اقوام کی برتری ،تفوق خاندانی اور ریاست زعامت کو اس جگہ پر دفن کر کے جاتے ہیں۔لیکن قوم پرستوں نے اللہ اور محمدؐ سے وہی بات کی جو ابلیس نے اللہ سے کی تھی کہ ہم آپ کو نہیں چھوڑیں گے اور آپ کے دین کو تہ و بالا کریں گے۔قرآن کی اشعار خوانی، محمد کی جگہ اہلبیت اصحاب، دین کی جگہ حدیث کو جاگزین کیا ہے جتنے جھوٹے فضائل علی سے منسوب کیے وہ علی سے انتقام کے لیے بنائے گئے ہیں۔

بلتستان کے دوسرے علاقوں کا میں کچھ نہیں کہہ سکتا خاص کر شکر کا میں کچھ نہیں کہوں گا۔لیکن علاقہ چھورکا میں یہ کب سے آباد ہوئے۔ان میں کوئی حلال وحرام بتانے والا، حشر ونشر حساب کتاب سے ڈرانے والا کوئی عالم پیدا نہیں ہوا۔ بواشاہ مسیحیوں کا مترجم تھا۔ کتابت قرآن پر اس کا گذر اوقات تھا۔اس کے کہے گئے اشعار میں مشرکین سے زیادہ اللہ کا شرک، اہانت رسول اور اہانت قرآن ہے۔

ان کا دین علی سے شروع اور علی پر ختم ہوتا ہے۔ان کے فرزند منصور پٹواری تھے۔گھر میں رہتے ہوئے لوگوں سے الگ الگ راشن لیتے تھے۔ ایک دن ملازم نے کہا صاحب مرغی ذبح کرتے وقت غلطی سے مردار ہوگئی ہے تو انہوں نے کہا کوئی بات نہیں اگر مردار نہ ہوتی تو کونسی حلال ہوتی کیونکہ ہم حرام ہی تو کھاتے ہیں۔ان کے فرزند مرحوم آغائے سید عباس نے کچھ بھی دینی علوم نہیں پڑھے تھےلیکن اردو کی مجالس کی کتاب سے پڑھتے تھے۔

جناب ناقد ظریف فریس! آپ کے علوم شعوبی میں تبحر وتسلط کا اندازہ محکومیت علی شرف الدین پر قلم فرسائی سے ہوتا ہے۔آپ نے خود کو نیچے کر کے دو صفحے انتہائی متواضعانہ انداز میں تحریر کیئے ہیں۔لیکن میں نے ان دو صفحات کو آپ کے عزائم اور منویات کے تناظر میں ان کا نام عشوانہ رکھا ہے،

تا کہ میں جواب دینے اور نہ دینے میں سرگرداں پریشان نہ ہو جاؤں۔ لیکن میں بہت دیر تک سوچ بچار کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ کی طرف سے دو صفحات سے پہلے آغائے فدا حسین کا پایان، نامہ قبلہ آغائے محمد حسین کا ایک صفحہ اور ان کے بعد جامعہ اہلبیت کے تین اساتذہ بمعہ سرپرست اعلی محسن علی نجفی کا اصول دین کے منکر کے نام سے کتابچہ آغائے شفا نجفی کا توحید کا کتابچہ اور حسن ظفر صاحب کا استغاثہ، صانع خرافات میانوالی کے غالیہ خرافات، شرف الدین کے عقائد فاسد، دانشورین کے جمل وصفین فدک کے بارے میں تین صفحات اور یہاں آ کے ذیلی استہزاء مسخرہ کرنے والوں کی اہانت وجسارت کو اللہ سبحانہ کی طرف سے اس مظلوم و مقہور ومحصور، نعمت غیر مترقبہ تصور کر کے ہم نے بے اختیار اپنے نفس سے خطاب کر کے کہا **فاغتنم الفرصه واکتب مزایا الاسلام واذکرهم یوم القیامة حیث یقوم محمد فی ذالک الیوم و یقول الرسول یا رب ان قومی اتخذوهذا القرآن مهجورا**۔ ہمارے عزیزان ودلبران پتا نہیں آپ کس کے شاگردوں میں سے ہیں یا ہم درسوں میں سے ہیں؟ یا اونچے درجہ پر فائز ہیں؟ اُن سے عصمت کا فارمولا پوچھا تھا، مٹی پر سجدہ کرنے کے بارے میں صرف پانچ روایات سند ومتن ٹھیک کر کے دیدیں، تو جواب نہیں دیا۔ کہا کہ بارہ امام کی تعداد کو اصول وموازین کے تحت بھیجیں تو نہیں بھیجے۔ لہٰذا آپ کے دو صفحات میرے لئے تو الف باب کھول چکے۔ لیکن حضرت علی کے بارے میں کھلے ہیں یا نہیں تحقیق کرنا ضروری ہے۔ ہم اس فرصت کو غنیمت شمار کرتے ہوئے آپ کے مذہب سے متعلق کچھ سوالات کرنے کی اجازت چاہتے ہیں۔

جناب فاضل گرامی آغائے فدا حسین کے پایان نامہ پر لکھے گئے ملاحظات پر نقدات کے دو صفحات سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ حوزہ میں بڑا

مقام رکھتے ہیں نیز یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ دنیا و مافیہا سے خصوصاً اسلام و مسلمین کو لاحق مسائل کے بارے میں آپ کی آنکھوں پر ایسے پٹی بندھی ہے جیسے سابق زمانوں میں کنوئیں سے پانی نکالنے والے بیلوں کی آنکھوں پر پٹی باندھتے تھے۔ آپ نے آنکھ رکھنے کے باوجود اپنی آنکھ کی پٹی کھول کر دیکھنے کی ہمت جرات بھی نہیں کی ہے کیونکہ حوزے میں حدود نصاب سے تجاوز کرنے والے پر رقیب وعتید موکّل ہوتا ہے۔ آپ کو معلوم نہیں ہوگا کہ شیعوں کے کتنے فرقے ہیں؟ مسلمانوں میں فرقے کب بنے ہیں، کیوں بنے ہیں؟ عام طور پر فرقوں پر لکھی گئی کتابوں میں اس کی بر گشت حدیث منسوب مرفوع و مرسل و مفتر بر رسول اللہ کو جاتی ہے ان جعلی اور مضحکہ خیز احادیث سے پردہ ہٹنے کے خوف سے آپ حضرات نے ان احدیث کو متفقہ علیہ قرار دے کر خود کو نجات پانے والے قرار دیا ہے۔ اس کے ساتھ امت مسلمہ میں فرق جبر من اللہ قرار دیا ہے۔ آپ کے فرقوں پر تحقیق کرنے والے قبلہ آغائے سبحانی اور استاد دانشگاہ تہران جواد مشکور، سعدی، اشعری، نوبختی، یحیی شریف شیعی نے بھی انہیں مسلمات میں گنوا کر ان کی سند و متن دونوں سے اعراض کلی کر کے تحقیق شدہ یا نئی تحقیق سے بے نیاز گردانا ہے۔ آپ سے سوال ہے کیا آپ نے اس حدیث کی تمام اسناد و راویان اور متن کا تمام محتملات اور جہات پر بحث کی ہے یا اس کو بھی مفرغ گردانا ہے؟ کتاب کے تعارف میں ملل و نحل شہرستانی کا نام لیتے ہیں جبکہ وہ سنی اشعری تھے لیکن خود شیعوں نے بھی جیسے نوبختی نے فرق شیعہ لکھی اور اشعری قم نے مقالات فرق لکھی ہے۔ جواد مشکور استاد دانشگاہ تہران نے فرہنگ فرق اسلامی یحیی شریف امین لبنانی نے معجم فرق اسلامی لکھی ہیں۔ میں نے محمد باقر اور محمد سعید کو یہ کتاب دی کہ اس کو پڑھیں لیکن دوسرے دن کمرے میں چھوڑ گئے کیونکہ حوزے کے عمائدین اور یہاں پاکستان میں اس مذہب کے دربان کی

ہدایت ہوگی چنانچہ معصومین کے حوالے سے کتب درس کے علاوہ کوئی اور کتاب نہ پڑھیں سوائے طلوع اسلام کے۔ حوزہ میں اس طرح کی سوچ کو پرورش دیتے ہیں۔

اس لیے قم کے فضلاء کو فرقوں سے متعلق کتب پڑھنے پر پابندی ہے ان کے اصول اساس تنظیمی قرارداد ہوتی ہے جسے وہ اسرار کہتے ہیں۔ بقول آغا رئیسی، مذہب پر تنقید کرنے والے قومی اسرار کے خائن ہیں۔ جناب آغا ابو الفضل برقعی قومی خائن تھے۔ شرف الدین قومی خائن ہے جبکہ اسلام سے لڑنے والے، اسلام کو کنارے پر لگانے والے ان کے امین و محسن ہیں۔ قرآن اٹھانے پر مرحوم صادقی اور طباطبائی مہجوریت کے عالم میں رخصت ہوئے۔ اس طرح صالح نجف آبادی، ابوالفضل برقعی بھی اس صورت حال سے دوچار ہوئے۔ اس مذہب والوں کی غیرت مذہبی معاویہ کی مانند ہے جتنا ان کے خلاف بولیں انکے بال تک نہیں بھیگتے۔ میں ایک دن عباس کتابخانے گیا، دیکھا کہ ایک بارہ جلد کی کتاب شیعہ مذہب کے خلاف چھپی ہے۔ کتاب دیکھی خرید کر لایا شیعہ مذہب کے درمندوں کو دیکھائی لیکن ان کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ ایک جملہ تک نہیں بولا، احسان ظہیر الٰہی اور ابوالحسن ندوی نے اس مذہب کے خلاف لکھا لیکن ان کے مرنے کے بعد ان کی رد میں لکھا گیا۔ میں نے امام غائب اور امام نابالغ پر سوالات لکھے اور آغائے نثار کے ساتھ فاضل قم کو بھیجے تو انہوں نے اس پر مذاق اڑایا۔ کیا مرنا حساب کتاب نہیں ہے، حشر ونشر نہیں ہے؟ کہ اس طرح گدھا اور گھوڑا جیسا باندھ کر رکھیں۔ اپنے مذہب کے اصول ومبانی جانتے لیکن دفاع نہیں کر سکتے ہیں، دوسرے مذاہب کو رد نہیں کر سکتے ہیں۔ قرآن اور محمدؐ کے قانون پر نہیں چلتے یہ حقوق انسان والوں کے قانون کے نگہبان ہیں۔ محمد سعید نے کسی سے کہا تھا مجتہدین ان مسائل میں دخل دینے سے منع فرماتے

ہیں، شیعوں کے تین سو فرقے بتاتے ہیں۔ امت اسلامیہ نے نصیریوں، علیوں، آغا خانیوں غلات زیدیوں کو دائرہ اسلام سے خارج کیا ہے۔ لیکن یہاں سے جانے والے جب قم جاتے ہیں تو واپس قم تہران نجف آکر کے کہتے ہیں ہم نے توریہ کیا تھا، ہمارے پاس غالی غیر غالی نہیں، ہم سب ایک ہی ہیں۔ اعتراض کرنے والوں کو آنکھیں دکھاتے ہیں۔ تہتر فرقے والی حدیث، حدیث رسول اللہ نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا کوئی بھی علماء اس کی تصحیح نہیں کر سکے نہ اشکالات کی توجیہ کر سکے ہیں۔ ابھی فرقے ہزار تک پہنچ چکے ہیں۔ حدیث تہتر آنکھ چرانے والی جعلی حدیث ہے۔ اس کا کوئی اصول نہیں اسے یہود نصاری مجوس کے ثالوث نے بنایا ہے اس کی اساس تقسیم مفادات پر مبنی ہے۔ آپ کے بارہ اماموں کا اعلان کرنے والے دو لوگ ہیں ایک محمد بن نمیر نصیری ہے اور دوسرا اسماعیل صفوی ہے۔ آپ کے اماموں میں صرف امیر المومنین اور حضرات حسنین میدان قیادت و رہبری میں رہے جبکہ باقی سات آئمہ اپنے گھروں سے بھی باہر نہیں نکلے ہیں۔ انہوں نے اس کے لیے بھی فلسفہ تراشی کی ہے کہ آئمہ نے جب دیکھا کہ قیادت حاصل کرنا ممکن نہیں تو شعبہ تعلیم پر کام شروع کیا ۔ یہ علماء انبیاء کے علوم کے وارث نہیں بلکہ دنیا میں حرام خوری، حرام کاری، ظلم بربریت، دین سے کھلواڑ کرنے والے، دین کو اوپر نیچے، شمال جنوب کرنے والے تصوف کے استاد متعارف ہیں۔ یہاں سے امیر المومنین کو اس شعبہ کا سرپرست اور استاد متعارف کروایا بقول ان کے کیڑے مکوڑوں، کورونا جراثیم، کے محقق بھی علی تھے۔ ان کی بات اوجست کانٹ کی وہی بات ہے کہ دین کو چھوڑ و علم کو آگے لاؤ۔ اس کا پہلا داعی اخوان الصفاء ہے اور اٹھارویں صدی میں یہ شعبہ فرانس و برطانیہ سے مصر میں پہنچا۔ وہاں جامعہ ازہر میں محمد عبدہ نے اعلان کیا کہ آئندہ یہاں سے علم نشر ہوگا۔ ان لوگوں نے دس صفحات کے اصول از خود نہیں چھوڑے

ہیں۔ صحیفہ سجادیہ، حر عاملی، محدث نوری کی جمع ہے، مذہب اہلبیت مذہب، اصحاب اسلام کے خلاف مقدمۃ الجیش ہے۔

جناب غاشی ناقر! روایات اسلامی میں آیا ہے ''لا اغلال و لا اسلال''، میں کسی کو غل کرتا ہوں نہ سفلی یعنی اندھیرے میں رکھتا ہوں، نہ سرقت حواس کرتا ہوں، کلمات ذو معنی استعمال نہیں کرتا۔ میں مذہب اہلبیت کے تابع ہوں نہ اصحاب میں کسی سے محبت کرتا ہوں نہ کسی سے بغض و عداوت نہ سب و شتم کرتا ہوں۔ میں مسلمان ہوں۔ حکم قرآن ہے کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' پڑھنے والے کے لیے دوسرے مسلمان کی جان و مال و ناموس کی طرف تعدی و تجاوز کرنا حرام ہے۔ تاریخ میں صحیح و سقیم دونوں ہیں۔ تاریخ لکھنے والے خالص مسلمان نہیں تھے۔ وہ مذاہب سے وابستہ اپنے مذہب کی حمایت و دفاع اور دوسرے پر الزام یا دفعات لگانے میں ماہر ہیں۔ لہٰذا تاریخی واقعات کے بارے میں فیصلہ کرتے وقت تحقیق ناگزیر ہے۔

اصحاب اور اہلبیت دونوں صراط مستقیم پر قائم رہے نہ سب مجرم و فاسق ہوئے۔ جو شخص ان کے عدول پاکیزہ کا دعوی کرتے ہیں یا سب کو مجرم قرار دیتے ہیں ایسا کلی فیصلہ کرنے والے حکم قرآن کے مخالف ہیں۔ قرآن میں دونوں کے محسنین و مجرمین کا ذکر آیا ہے۔ دونوں کی تاریخ جرم و جنایت سے پر ہے۔ مجھے میری کتاب دین قرآن کا حکم ہے کہ مرتے وقت مسلمان مروں ﴿وَ لا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَ أَنْتُم مُسْلِمُونَ العمران ۱۰۲﴾ چونکہ مجھے اپنا مرنے کا وقت معلوم نہیں لہٰذا مجھے ہمہ وقت مسلمان ہی رہنا ہے جب مرنا ہے تو مسلمان مروں تو یہ اولاد، اعزاء، صلہ ارحام، دوست احباب، اور بزرگان میرے کس کام آئیں گے؟ انسان جتنا دنیا کی سہولتوں، عیاشیوں سے محروم ہوتا ہے وہ دوسروں کی چہ مگوئیوں کی فکر نہیں کرتا ہے۔ یہ چہ مگوئیاں انسان کی حیات دنیا کی خاطر ہوتی ہیں۔ اس طرح کوئی تعارف اسی دنیا

کیلئے ہوتا ہے۔عزیز واقارب اسی دنیا کیلئے ہوتے ہیں، جب مرنا میرے لئے یقینی ہے تو چہ مگوئیوں سے کیوں ڈروں؟ آپ لوگوں کی چہ مگوئیاں میرے اوپر کیا اثرات چھوڑیں گی، میرے مرنے پر لوگوں میں مٹھائی تقسیم کی ہے یا نہیں۔یا میرے جنازے پر روئے ہیں یا مذاق اڑایا اس سے مجھے فرق نہیں پڑتا۔میرے پسماندگان فاتحہ پڑھیں یا روایتی منافقانہ دن منائیں، مجھے فرق نہیں پڑتا۔میں آپ لوگوں سے وہی بات کرتا ہوں جو نوح و ہود نے اپنی قوم سے کی تھی۔

جناب فاضل راشد حمیس آپ سے معذرت چاہتے ہوئے ایک سادہ معمولی سا سوال کروں کہ علم فلسفہ کا مقدمہ، علم منطق بتایا ہے۔ہوسکتا ہے آپ کو علم منطق میں مہارت ہو۔علم منطق میں اشیاء کا ایک دوسرے سے تقابل بتاتے ہیں مثلاً انسان اور حیوان میں کیا تقابل ہے۔آپ سے سوال ہے کہ مذہب اور دین میں کونسا تقابل ہے؟ مترادف ہے، سلب وایجاب ہے، ضدین ہے، عدم وملکہ ہے، فصل وجنس نوع وصنف ہے۔آپ کی اصل اسلام اس کی فصل شیعہ یا اصل شیعہ فصل الاسلام ہے جو کبھی کبھار ضرورت کے موقع پر استعمال کرتے ہیں۔آپ صاف صاف بات کریں، ٹال مٹول نہ کریں آخرت میں شرمندگی اٹھانا پڑے گی۔ہم دونوں صورتوں میں آپ سے گفتگو جاری رکھنے کے خواہاں ہیں۔نیز خود شیعہ اور سنی کے درمیان تقابل کس قسم کا کس نوع کا ہے؟ یہ دونوں اساس اسلام کے خلاف مشترکہ موقف رکھتے ہیں، تعبیرات لفظی میں کمی بیشی پر فرق میں نورا کشتی دکھاتے ہیں جیسے ہمارے ہاں انتظامیہ فوج اور پولیس دو متقابل دکھاتے ہیں۔جبکہ دونوں شہر میں نظم کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔قرآن اور محمد کو پیچھے کرنے میں دونوں کا ہدف ایک نظر آتا ہے، پہلے محمدؐ آئے ہیں یا پہلے اہلبیت؟ واضح کریں کیونکہ آپ کی معما گوئی، ذو وجوہ، معانی کلمات کے استعمال سے دنیا سرگرداں

ہے کہ آپ کس کو مقدم اور کس کو موخر گردانتے ہیں۔

یہ سب آپ کے سامنے ہے آپ نے کبھی اس بارے میں سوچا نہیں ہوگا تو آپ کو عزت کہاں سے ملے گی؟ آپ کی دین اسلام سے عداوت اور نفرت، آپ کے سامنے ضد اسلام حرکات کو برداشت تحمل کرنے کی وجہ سے آپ آج ایسے بے دین دستوں کا سامنا کر رہے ہیں۔ ہماری غلطیوں کوتاہیوں کی وجہ سے محمد علی حسبجی مھدی علی آباد کے غنا خوانوں کا سامنا رہا۔ ان فرقوں کی مثال شیطان جیسی ہے اپنے مقصد نکالنے کی حد تک ساتھ دیں گے پھر چھوڑ دیں گے۔

ا۔ آپ لوگ اسلام و مسلمین کو درپیش مسائل کا ذکر بھول کر بھی زبان سے نکالنے سے احتیاط کرتے ہیں۔

۲۔ آپ جب تک یہاں مصروف رہتے رہیں گے عمارت شعوبی اور پایان نامہ شعوبی موضوعات لکھنے والوں کے مرشد رہیں گے۔ سہولیات شعوبی، غیب گوئیوں اور غریبوں کی اہانت و توہین میں وقت گزارتے رہیں گے۔

۳۔ جب علاقہ میں جاتے ہیں ہر ایک شعوبی کی طرف سے قائم مسجد ضرار، مدارس ضرار خانقاہ ضرار کی عمارتوں میں حاضری دیتے ہیں تا کہ قومی یکجہتی کا ثبوت دیں۔ ہم نے ہماری بھتیجی کے شوہر آغا نثار حسین سے کہا تھا کہ آپ لوگوں کا دین ایمان نہیں۔ مساجد ضرار نص قرآن کے تحت حرام ہیں آپ وہاں نماز پڑھنے جاتے ہیں تو آپ نے فرمایا جس طرح حضرت علی کو خلفاء کے دور میں مشکلات تھیں ہمیں بھی ایسی مشکلات درپیش ہیں یعنی تقیہ کرتے ہیں۔ آپ کتنے فاسد لوگ ہیں تمام محرمات تقیہ کے نام سے آسانی سے کرتے ہیں۔ شائد آپ حضرات بھی خانقاہ جدید میں تقیہ کر کے جاتے ہوں گے اس لیے آپ نے ان کا دفاع کیا۔

۴۔ جب ملکی سطح کے انتخاب ہوتے ہیں تو دین سے دور، بے دینی سے قریب افراد کے داعی بنتے ہیں جیسا کہ اشرف آج کل راجہ صاحب کے مداح بنے ہوئے ہیں۔

جھوٹ آپ کی کل اساس ہے۔ جھوٹ کے بغیر آپ ایک دن بھی زندہ نہیں رہ سکتے۔ لیکن آپ کے جھوٹ اور عام لوگوں کے جھوٹ میں آسمان اور زمین جیسا فرق ہے۔ عام لوگ جھوٹ بولنے کے بعد احساس کرتے ہیں کہ ہم نے غلطی کی ہے، ہم نے گناہ کیا ہے۔ اگر رمضان کے روزے کی حالت میں بولا ہے تو فوراً استغفار کرتے ہیں، بعض کفارہ تک دینے کے لئے بھی آمادہ رہتے ہیں۔ لیکن آپ اس کو اساس مذہب سے دفاع مقدس کے لیے بولتے ہیں۔ عام لوگ اپنے جیسے لوگوں سے جھوٹ بولتے ہیں لیکن آپ خاتم المرسلین سے بولتے ہیں۔ آپ اللہ سے جھوٹ بولتے ہیں کہتے ہیں آئمہ کا تعین اللہ نے کیا ہے۔

آپ اپنے امام سے اپنے نبی سے، اپنے خالق قدیر و علیم سے جھوٹی نسبت دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایسا امام حسین نے فرمایا۔ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں، آپ کیا کرتے ہیں؟ جواب میں کہتے ہیں "علم دین پڑھتے ہیں" جبکہ حقیقت میں آپ علم، ضد دین، علم اجداد، علم دشمن اسلام، مسیحیوں والا اور معاش و روزگار کا علم پڑھتے ہیں۔

جناب فاضل نطاسی معتزلی از اسلام! آپ نے توریہ کیا کہ میرے ہاتھ میں کچھ نہیں میرا ہاتھ خالی ہے کیونکہ قابل برداشت نہیں تھا۔ کتاب کے سرورق کو دیکھ کر لکھا ہوگا چنانچہ اس سے پہلے آغائے یوسف عبادی نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ ہم نے امام نابالغ و امام غائب اور امام منصوص اور ہر قسم کی حجت کو بعد از نبی کریمؐ نص آیات کے تحت مسترد کیا ہے کتاب ویب سائٹ پر موجود ہے۔ اختلاف کی صورت میں فیصلے کے لئے قاضی چاہیے۔

ہم یہ ویب سائٹ دیکھنے والوں کو تقاضا کرتے ہیں کہ آپ اگر اس کتاب پر ملاحضات پیش کرنا چاہئیں کہ ''آپ کے جواب پر یہ اعتراض وارد ہے''''آیات کے استناد پر یہ اشکال ہے''''احادیث کی اسناد و متن پر یہ اعتراض ہے''۔تو ہم جواب کے لئے دوبارہ حاضر خدمت ہوں گے۔

۱۔ ہر بدعت کو رسول اللہ کے دور یا خود رسول اللہ سے انتساب کرنا شروع کیا۔

۲۔تہتر فرقے ،شیعہ علی،اصحاب نبی،اجتہاد،صدور فتاویٰ،اصول فقہ من جملہ در لغت عرب کو بھی فرمان رسول اللہ، وخلفاء گردانا گیا۔اس بات کو تمام قرائن وشواہد سے مسترد کرتے ہیں۔

۳۔فساد لحن کو فتوحات گردانا جاتا ہے جو ستر ہویں صدی سے شروع ہوئی ہے۔

۴۔فساد بچوں سے شروع ہوتا ہے بڑوں سے نہیں۔

۵۔تمام علماء نحو وصرف نے قواعد کیلئے ،شاہد و گواہ کیلئے تین دور قرار دیئے۔یعنی، دور جاہلیت، دور مخضرین، دور اسلام تا بدایۃ مولدین کے اقوال کو قرار دیا ہے۔

۶۔کلمہ نحو اس علم میں عنوان بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے، یہ اسم مکان ہے۔

۷۔ابوالاسود دوئلی ایک مشکوک شخص تھا جو زیاد بن ابیہ کے کاتب تھا، اس سے لے کر امیر المومنین سے انتساب کرتے ہیں۔

۸۔علم نحو کا آیات سے استناد تو ناممکن ہے جبکہ،اقوال و یاران رسول سے گریز ہے۔

۹۔نحوین میں سے کسی بھی شخص کی دیانت مثال و نمونہ نہیں بنی ہے۔

۱۰۔کسائی،سیبویہ سے پہلے ابوالاسود دوئلی سے ان تک افراد مشکوک

تھے۔

۱۱۔ بدایۃ تاسیس سے ہی ان میں اختلاف دلیل ہے کہ یہ اچھی نیت کے حامل نہیں تھے۔

جناب آغائے کلامی مناظر غاشی! آپ کی درسگاہوں میں تدریس و تدلیس سکھانے کے لیے کونسی کتاب پڑھائی جاتی ہے؟ جہاں آپ حقائق گوئی سے گریز کرتے ہوئے ذومعانی مصطلحات اختراع کرتے ہیں تاکہ ان کے طریقہ واردات کو سمجھوں اور دیکھوں کس طرح بندہ گان خدا کو گمراہ کرتے ہیں۔ اس حوالے سے حیرت انگیزی کا باعث بننے والی کتب میں آغائے سبحانی، آغائے سید عباس کریمی حسینی اور آغائے عزالدین زنجانی کی کتب معائر شرک دیکھیں۔ جہاں آپ حضرات نے قرآن کی ایک ہی آیت کے دو جملوں سے توحید الوہیت و ربوبیت کا اعتراف کرنے کی تلقین فرمائی۔ جہاں ایاک نعبد سے توحید کو ثابت کیا اور ایاک نستعین سے شرک کو بھی ثابت کیا ہے۔ گویا جس قرآن میں کلمۃ اسلام کے پہلے جزء کو نفی شرک قرار دیا ہے پھر اسی قرآن سے شرک کو بھی ثابت کیا ہے۔ آپ حضرات نے لکھا ہے شرک دو قسم کا ہوتا ہے ایک شرک غیر قانونی ہے جو جائز نہیں جبکہ دوسرا شرک قانونی ہے یہ تنہا ناجائز نہیں بلکہ عبادت ہے۔ اس کے بعد عیسی کی مثال دیتے ہیں مثلاً ﴿ وَ أُبْرِءُ الْأَكْمَهَ وَ الْأَبْرَص ﴾ اذکر قرآن میں آیا ہے لیکن اِن آئمہ کے معجزات کس کتاب وحی میں آئے ہیں بیان نہیں کر سکتے۔

جناب مجادل و مناظر کلامی آپ کے پاس اپنے فریق کو کسی بھی طرح ٹھکانے پر لگانے کا طریقہ کار موجود ہے جسے تدلیس کہتے ہیں۔ ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں کہ مخالف پکڑ نہ سکے۔ اس اصول کے تحت آپ نے امام کو دو بیت سے انتخاب کیا ہے۔ ایک بیت جس کا وصل حضرت محمدؐ سے ہے

جس کا اعتراف امت کرتی ہے وہ مدینہ والا بیت ہے اس بیت کا نام مخلوط اجتماع میں استعمال کرتے ہیں۔ دوسرا بیت علماء انساب نے الحاق الصادق کہا ہے وہ سلمیہ قیروانیہ، قاہرہ قلعہ الموت میں قیام پذیر رہا ہے۔ ان کے اصول اور مدینہ والوں کے اصول ایک دوسرے سے نہیں ملتے بلکہ ایک دوسرے کی ضد میں ہیں۔ مدینہ والے بیت والوں کا کہنا ہے ہم تابع قرآن ہیں ہم تابع محمد ہیں ہم حافظ اسلام ہیں ہم اسلام کے مجاہد ہیں۔ لہٰذا امام حسین کے قتل کے بعد دروازہ بند کر کے بیٹھے لیکن دوبارہ منافقین کے جال میں نہ پھنسے۔ جبکہ سلمیہ قیروانیہ قلعہ الموت والوں کا کہنا ہے قرآن کیا ہے؟ ہم قرآن سے افضل ہیں محمد سے افضل ہیں۔ ہم ابوبکر عمر عثمان وعلی کے دین والوں کے خلاف ہیں اور ہر کفر و شرک سے ہماری دوستی ہے۔ امامت ہمارا حق موروثی ہے لہٰذا ان کے پاس امام نابالغ ہو یا غائب ہو یا حاضر ہو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ آپ کے نابالغ امام، غائب امام پر، سرتوڑ اصرار سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ملک سلمیہ والوں کی بات کرتے ہیں۔ ان پانچ نابالغ آئمہ کے نام عیسی بن ظافر ۵ سال کی عمر میں امام ہوئے۔ عیسی بن ظافر ۵۴۹ھ۔ ۵۵۵ھ۔ دوسرا ابومحمد العاصد۔ ۵۵۵ھ۔ ۵۶۷ھ۔ تیسرا ابوعلی منصور بن العزیز حاکم بامراللہ ۵۷۳ھ۔ ۴۱۱ھ گیارہ سال کی عمر میں امام بنا۔ چوتھا معد بن ظاہر مستنصر باللہ ۴۱۹ھ۔ ۴۸۷ھ۔ پانچواں منصور بن مستعلی باللہ ۴۹۰ھ۔ ۵۲۴ھ، آپ اندر سے ان سے وابستہ ہیں اسلئے ان سے وابستگیوں کا دفاع کرتے ہیں۔ اس لئے نصریوں، علیوں، دروزیوں، آغا خانیوں، بوہریوں غرض جہاں کہیں اسلام مزاحم جماعت ہو ان سے دفاع کرتے ہیں۔ اپنوں کا خیال رکھنے کی سفارش کرتے ہیں اسی لئے تو کہتے ہیں ''یہ سب ہم میں سے ہیں''۔

بیت نبوت اور بیت امویت دونوں کا سلسلہ نسب عبد مناف بن قصی

سے ملتا ہے۔ دونوں میں جدائی عبد مناف کے دو بیٹے عبدالشمس اور ہاشم سے شروع ہوتی ہے۔ عبدالشمس اور ہاشم ریاست وزعامت میں عبد مناف کے بڑے بیٹے عبدالدار کے خلاف متحد تھے۔ مکہ میں مقیم قبائل قریش میں زمانہ بعثت میں کسی کا پلہ بھاری نہیں تھا۔ ایک خاندان کی ریاست کلی طور پر نا ممکن تھی، کوئی خاندان دوسرے کو نہیں مانتا تھا۔ اس کی وجہ ہر خاندان دوسرے کے مقابل ایک امتیاز کا حامل تھا جو دوسروں میں نہیں ہوتا تھا۔ اگر از روئے تصادفی مکہ پر ہجوم ہو جائے تو دفاع ناممکن تھا، اگر اتحاد و اتفاق کی زیادہ ضرورت محسوس ہو جاتی تو مناسب خاندانوں میں تقسیم ہو کر کرتے تھے۔ جس طرح آجکل اپوزیشن اتحاد میں ہوتی ہے چنانچہ حرب فجار اور حلف الفضول میں ایسا ہی کیا تھا۔ جب حضرت محمد مبعوث بہ رسالت ہوئے، مشرکین کے مخالفین نے انکی اقدار کو دفنانے والی آواز بلند کی۔ تو اہل مکہ کے درمیان اتحاد قائم نہ ہو سکا۔ اس طرح ہر خاندان والے اپنے خاندان کے افراد کو دعوت محمد سے دور نہ رکھ سکے۔ خود بنی ہاشم میں محمد پر اتفاق نہ ہو سکا۔ ابولہب آپکا چچا آپکا سخت مخالف نکلا۔ نوفل بن حارث اور ابوسفیان بن حارث چچازاد نبی کے مخالف نکلے۔

جناب فطیر وفطین! دنیا بھر میں ادیان وغیر ادیان کے نزدیک منفور و مغضوب شخص اہل غش وتدلیس ہوتا ہے۔ عالم لوگوں کو اندھیرے میں رکھ کر اپنا مطلب نکالتا ہے۔ سنت وسیرت، ساحران شعبدہ گاہ مدلسان رہے ہیں۔ مذاہب مسلمین انہی کی سنت وسیرت پر چلتے ہوئے ہمیشہ کلمات ذو معنی سے خلق اللہ کو گمراہ کرتے آئے ہیں۔ ان کے آخری دستہ ظلاب مدارس ما یسمیٰ الدین ہیں۔ عوام ان سے دین سننا دیکھنا چاہتے ہیں لیکن وہ لوگ اپنی دنیا کی بات بتاتے ہیں۔ یہ حضرات رضا کار معتزلہ اور اشاعرہ ہیں، دونوں ایک نقطہ اتفاقیہ پر ہیں۔ دونوں کا مقصد اسلام کو اباطیل بنانا ہے۔ نقطہ افتراق

تقسیم کار ہے۔معتزلہ قرآن کو نقل کہہ کر اڑائیں گے جبکہ اشاعرہ عقل کو اڑائیں گے۔لہٰذا دونوں نے ایک ہدف لیکر دو شعار میں امت مسلمہ میں افتراق جنگ اور عداوت و بغض کی بنیاد ڈالی ہے۔مقاصد اہداف نکالنے کے لیے اشاعرہ عقل کو استعمال کرتے ہیں اور معتزلہ خود کو مسلمان ثابت کرنے کے لیے دین کی بات کرتے ہیں جو کہ نقل ہے۔معتزلہ نے واحد کسوٹی عقل کو قرار دے کر قرآن سے امت کو دور رکھا، جبکہ اشاعرہ انہی کے پروردہ فلسفہ خوانوں نے عقل کی مذمت کر کے تابع وحی کہہ کر احادیث کو واحد کسوٹی دکھایا ہے۔انھوں نے فلسفہ کی جگہ کلام بنایا۔شیعہ اور دونوں انہی کا تسلسل ہیں۔دونوں کا ایجنڈا امت کو قرآن سے دور کر کے آخر میں اسلام سے دور کرنا ہے۔اسلام کے نفاذ کو روکنا ہے، دونوں میں مشترکات زیادہ اور متفرقات کم ہیں مثلاً:۔

۱۔قرآن کو میدان عمل اور فکر سے دور رکھ کر حدیث کو جاگزیں کرنا دونوں کا نقطہ اتفاق ہے۔

۲۔محمد کو کنارے لگانے میں دونوں متحد ہیں، ان کے بدیل اہلبیت و اصحاب کو جاگزیں کرنا ہے۔

۳۔اجتہاد اور اجماع جیسی اختراعات کو فروغ دینے میں دونوں مشترک ہیں۔

۴۔تمام ایمانیات و اعمال میں تقلید ٹھونسنے، مطالبہ دلیل و برہان کی سنت ختم کرنے میں دونوں کا اتفاق ہے۔

آپ اپنی جگہ خود مختار ہیں۔اللہ کے دین پر مریں گے یا دین نصاریٰ جیسے مذاہب پر مریں گے۔آپ کو اپنے گاؤں میں خاندان میں رہنا ہے، آپ کو بھی عمائدین کی طرح اسلام قبول کر کے نہیں مرنا۔آپ کے ہفتہ وار دروس سنڈے سکول کی طرح ہیں۔میں مسیحی نہیں ہوں، شیعہ سنی نہیں ہوں،

مجتہد مرجع تقلید کو نہیں مانتا ہوں۔ میں اس اسلام پر مروں گا جو قرآن میں آیا ہے۔ میرا کلمہ قرآن ہے رسالہ عملیہ قرآن، درس قرآن ہے۔ میں کسی کو اپنے مفاد مقاصد مصلحت کے لیے استعمال کرنا جائز نہیں سمجھتا ہوں۔

عرض کروں گا کہ آپ کتنے غلیظ کلمات اپنے مخالف مذہب والوں کے خلاف بولتے ہیں۔ ہم اہل قرآن ہیں، قرآن مخالفین کے لیے ہمارے پاس کوئی احترام نہیں۔ ختم نبوت کے بعد امامت، مذہب اہلبیت، مذہب صحابہ حدیث سے نکالا ہوا ہے۔ لہٰذا حوزات والے، قادری سے امیدیں باندھے ہوئے ہیں۔ آپ مجھے بتائیں گے کہ یہاں کسی بھی دن خالص اسلام کو درپیش مسائل پر کوئی مذاکرہ مباحثہ ہوا ہو۔ اگر آپ لوگوں کے دلوں میں تھوڑا سا بھی نرم گوشہ اسلام کیلئے ہوتا تو فوراً اپنے ملک میں فقر وفاقہ کے ساتھ اسلام کو اٹھانے کیلئے آتے لیکن اسلام سے آپ لوگ الرجک ہیں۔

ہمارے رشتہ دار عزیز، آغائے سجاد مذہبی غیرت میں کٹے ہوئے ہیں۔ اس طرح شیخ اعجاز بہشتی مذہب جامد باطنیہ کی خاطر علیحدہ ہوئے، آغائے محمد باقر اور آغائے سعیدان کے استاد قرمطی قم کے دوستوں جبکہ محمد باقر قم کے ناشر شرکیات انصاریان کے کہنے پر ہم سے برأت کیے ہوئے ہیں۔ لیکن وہ میرے خلاف لکھنے کیلئے اپنا لکھا میری قبر کے اوپر رکھیں گے۔ یہ لوگ ایک جملہ تک اپنے مذہب سے دفاع کرنے سے قاصر ہیں۔ اپنے مذہب سے دفاع کرنے سے عاجز ہیں، کیونکہ ان کا مذھب عقل وقران سے استناد نہیں ہے۔ بلکہ معز الدین فاطمی سے ملتا ہے، عبداللہ بن میمون سے ملتا ہے۔

انہوں نے خود دعویٰ نبوت شروع کیا تھا کامیاب نہیں ہوسکے۔ اس نے اپنے مخالفین کو ایک گھر میں بند کر کے اوپر سے چھت گرائی اور وہاں سے فرار ہو گیا۔ اس نے دعوی کیا وہ نسل آل عقیل سے ہے۔ وہ داعی محمد بن اسماعیل تھا جب لشکر اسکی تلاش میں نکلا تو وہ وہاں سے شام کے شہر سلمیہ فرار

ہو گیا۔اس کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام احمد رکھا گیا۔
جناب صاحب غاشیہ! آپ کی طرف سے آغائے فدا حسین کو داد دینا مسلمانوں کی بدبختی و زبوں حالی کا نشان بنی ہوئی ہے۔جو میدان ہارنے والوں کو ہی اعزاز دیتے ہیں جس طرح پاکستان کی کرکٹ ٹیم اور عصر حاضر کے وکلاء بارے میں یہ معروف ہے اپنے موکل اور مخالف دونوں سے رقم لیتے ہیں۔اسی طرح سے وہ جلدی راک فیلر بنتے ہیں۔مخالف سے شکست کھانے کے لیے حکومت سے انعام لیتے ہیں۔ادارے کو بچانے کے لیے نواز شریف کے دور میں پاکستانی ٹیم جب ہندوستان سے ہار کر واپس آئی تو کھلاڑی ڈر رہے تھے کہیں پتھراؤ نہ ہو جائے لیکن نواز شریف نے ہر ایک کھلاڑی کو دو دو کروڑ روپے انعام دیا۔
ایران میں انقلاب اسلامی کے بعد امام خمینی کے قریبی حلقوں کو اسلام مخالف بجٹ سے کچھ منصوبات کے ٹھیکے ملے تھے جن میں سے مدارس، مساجد، کتاب خانے اور ہسپتال وغیرہ بنانے تھے۔تاکہ لوگ اسلامی انقلاب کا مفہوم جدید سمجھیں۔اس تسلسل میں وہاں کی ایک بڑی شخصیت کو ایک ایسی نئی درسگاہ جس میں قرآن کریم کے خلاف مذموم وممنوع سرگرمیوں کو نصاب میں رکھنے کی خاطر ٹھیکہ دیا گیا تھا،اس کا نام مدرسہ امام خمینی رکھا۔ جہاں نصاب میں علوم شعوبی، بے سود و بے برکت کے ساتھ کھیل کود، شطرنج فلم، فلسفہ کی ڈاکٹریٹ وغیرہ کرائی جاتی ہیں۔یہاں ہمارے علاقہ سے ایک فاضل جن کو ہم نے نہیں دیکھا وہ پایان نامہ لکھنے والوں کے مرشد بنے ہیں۔ انہوں نے اپنے علاقے کے ایک طالب عالم کو میری کتابوں نظریات کے خلاف پایان نامہ لکھنے کی رغبت دی اور تعاون پیش کیا۔انہوں نے ان کے تعاون سے پایان نامہ لکھا۔ہم نے حسن ظن رکھتے ہوئے اس کی رد میں لکھا جوان پر بجلی بن کر گرا۔حالت غشیان میں پڑے ہوئے غصے سے میرے

جواب اور ذات کو اہانت و جسارت کے انداز میں دو صفحات لکھے جو میرے لیے غشیان تھے۔ اس میں انہوں نے اپنے بے اساس عقائد کے اوپر بے اساس اصول قائم کیئے۔ جبکہ ہم نے اس بے اساسیت پر قائم نظریات کی دلیل مانگی تھی۔

آپ لوگ اپنے مذاہب کو مختلف ناموں سے تعارف کراتے ہیں جس طرح واردات کرنے والے دہشت گرد کرتے ہیں۔ اب تک ان کے سینکڑوں نام ہو گئے ہیں جیسے شیعہ و سنی، بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث، شیعہ جعفری، امامیہ، باطنیہ، اسماعیلیہ شیخیہ۔ قرآن کی جگہ احادیث، محمد کی جگہ اہلبیت، مردان اولین کے نام سے نفرت و کراہت یہ سب باعث تشویش ہیں۔ قرآن کو کنارے پر لگا کر احادیث جا گزیں کر کے اسلام کے اصولوں کو تہہ و بالا، شمال و جنوب، مشرق و مغرب کیا ہے۔ توحید کی جگہ شرکیات، ایمانیات کی جگہ اعتقادات، احکام کی جگہ فقہ، دلائل کی جگہ تقلید ہے۔ تمام ذرائع سے جبر تشدد، رشوت خوف و ہراس پھیلا کر اپنی اباطیل کو مسلط کیے ہوئے ہیں۔ کبھی شیعہ اہلبیت، امامیہ، سنی، اشعری، معتزلی، امامی، پکڑے جانے کی صورت میں اسلام کا نام لیتے ہیں۔ اس طرح انہوں نے امت محمد کو طرائق قدداد کیا ہے۔ عام حالات میں اسلام سے علیحدگی کراہت برتتے ہیں جبکہ ناگزیر حالات میں اسلام کے پناہ دہندہ بنتے ہیں۔ اپنی تغاریر، تدالیس، تلابیس پر انگلی اٹھانے والوں کے لیے جینا دشوار بناتے ہیں۔ انہیں کوسوں ہزاروں میل مسافت پر رہنے والے مظلوم، محبوس خانہ کا نام سننا برداشت نہیں۔ موقع و محل تلاش میں رہتے ہیں اس کو فنا کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ پاکستان جوامت مسلمہ کے لیے ایک قابل فخر ملک بنا تھا، نظام امامت و خلافت کا چکر چلا کر سیکولروں کو اقتدار کی کرسی پر پہنچایا گیا۔ تمام محرمات اسلامیہ کو نشانہ بنایا ہے بلکہ دعوت مبارزہ پر اتر آئے ہیں۔ ہماری

خواتین ۸ مارچ کو عام شاہراہوں میں عریانی کی نمائش کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ میرا جسم میری مرضی جس طرح پیش کریں لیکن اس پر بھی بنات باطنیہ کا منہ نہیں کھلتا ہے۔ باطنیہ کی خرافات کو مذہب کا شعار کہہ کر کھلے اجتماع میں مردان اولین کیلئے گھڑے سب نامے بلند آواز سے پڑھتے ہیں تا کہ سننے والوں کے دلوں میں غصہ آجائے۔ امام سامنے کو کہتے ہیں، میدان جنگ میں اجتماعی قیادت کرنے والے کو کہتے ہیں۔ جبکہ باطنیہ خانہ نشینی، لاتعلق غائب، غیر معلوم اور طفل گہوارا کی امامت ٹھونسنے پر تلے ہوئے ہیں۔

بندگان اللہ کو دھوکہ تدلیسی دے رہے ہیں۔ تہران میں جمہوریت، قم میں منصوصیت، ریاض میں منصوصیت، شوارع عمومی، جمہوریت، آزادی بے مہار کا اعلان ہو رہا ہے۔ تاریخ آزادی کا اعلان ہونے والا ہے۔ دوسروں کو جلسہ وجلوس غوغا سے منواتے ہیں دوسروں کی بات کو "نہیں سمجھا" کہہ کر رد کر تے ہیں۔ قرآن کریم کے فصیح و بلیغ ہونے، اور قرآن کے فصیح و بلیغ ترین عربوں کو فصاحت و بلاغت میں شکست دینے کے باوجود کہتے ہیں کہ قرآن کا سمجھنا مشکل ہے۔ ایک ارباب اقتدار غاشی فاضل نے اپنے مذہب کیلئے اس حقیر کو باعث خطرہ ہونے کا عندیہ دے کر مجھے مزید تنگ کرنے کی دعوت دی۔ پاکستان کے صاحبان اختیار عمائدین اور ارباب مدارس کو میری طرف سے خطرہ ہونے کا اشارہ میرے لئے بجلی کی گرج چمک جیسا غصیلہ عشیان آور جیسا تھا۔ اس لئے میں نے اس کا نام غشوان رکھا کیونکہ یہ ایک غش نہیں بلکہ بہت سے غاشیوں کا نمائندہ ہے۔ میرا کوئی دفاع کرنے والا نہیں، باقر مجلسی اور نثار مجھے گھر میں مارنے کی نیت سے آئے تھے۔ میرے کمرے سے آوازیں بلند ہوئیں لیکن میرے بچے اپنے کمرے سے باہر نہیں آئے۔

لاہور کے جامعہ غلات میں منعقدہ اجتماع میں میرے خلاف مقدمہ دائر کرنے کی تجویز پیش کی گئی۔ بعض دوست نما جو غلات کی طرف سے ہماری

نگرانی کرتے تھے انہوں نے میرے خلاف مقدمہ دائر ہونے کی خبر بہت سے دولت منداحباب کو دی۔لیکن کسی کی طرف سے میری طرف اظہار ہمدردی نہیں دیکھی گئی نہ کسی نے پوچھا۔آپ کے دوصفحات میرے لئے غاشیہ عظمیٰ ہیں،اس لیے میں نے اس کا نام غشوان رکھا۔اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

تعارف آغا فرمان شگری

جناب آغائے فرمان شگری میں آپ کے تعارف میں ناقد ناقور لکھنے سے ناراض نہیں اور نہ ہی آپ کو گالی دی ہے،اور نہ ہی بے ادبی کے کلمات استعمال کیے ہیں۔کلمہ ناقد مادہ نقد سے لیا گیا ہے۔نقد کے بارے میں اب فارس ۳۹۵ھ نے لکھا ہے ن۔ق۔د سے مرکب اس کلمے کی ایک ہی اصل ہے کلمہ ''یدل علی ابراز شیء وبروزہ من ذلک''۔کشور فارس میں نقاد کے معنی میں لکھا ہے کہ روپیہ اشرفی پرکھنے والے کھوٹے کھرے سے امتیاز کرنے والا یہ عمل ضروری اور آسان ہے۔اس پر پابندی لگانے والے کسی کا دوست نہیں ہوسکتا۔وہ ہمیشہ بدعملی کے کردار کا حامل ہوتا ہے۔اگر کسی کے عیبوں اور نقائص کے اظہار پر پابندی لگائیں گے،تو سمجھیں کہ یہ پابندی لگانے والے کی نیت صاف نہیں۔لیکن یہاں آزادی مخصوص افراد تک محدود ہے۔بزرگوں کی اغلاط بھی صحیح ہوتی ہیں،اغلاط کی نشاندہی جرم سمجھی جاتی ہے۔قم نجف کے طلبہ پر خطابت کی پابندی تھی اسلئے وہاں سے فارغ علماء کو خطابت نہیں آتی تھی لہٰذا وہ جب بلتستان پہنچتے تو اپنے خطاب میں بے ادبی اور غلط کلمات استعمال کرتے تھے پھر ایک دفعہ غلطی پکڑے جانے کے بعد دوبارہ خطاب نہیں کرسکتے تھے۔اس وقت میں نے وہاں حلقہ خطابت بنایا۔ اس وقت کسی طالب علم کے پاس ٹیپ ریکاڈر نہیں تھا میں نے ٹیپ ریکاڈر

خرید کر خطاب کو ریکارڈ کر کے خود انھیں سکھایا کہ آپ نے یہ کلمہ غلط یا ادب سے باہر استعمال کیا ہے۔اس حلقہ میں سکردو سے تعلق رکھنے والے اچھے فاضل طلباء جوھری، آغائے جعفری، آغائے صلاح الدین، سید محمد وغیرہ تھے۔میں انکا خیر خواہ دوست تھا لیکن میں جب پاکستان آیا اور تصنیف و تالیف کا آغاز امام حسین سے متعلق نقد تفسیر قیام امام حسین، نقد مراسم لکھیں تو انھوں نے مجھے مجرم خطاء کار بنایا۔لیکن میری اصلاح نہیں کی کہ آپ نے یہ غلط لکھا ہے۔

جناب نحوی فطین، فلسفی فریس

آپ اپنے تعارف میں اضافی کلمات کو بلا مضاف الیہ استعمال کرتے ہیں۔ یہ طریقہ جعل ساز، شعبدہ ساز کرتے ہیں خود کو ابن رسول اللہ متعارف کرواتے ہیں۔مبہم ذو معانی کلمات سے تعارف کرواتے ہیں، زمان و مکان کے حساب سے مختلف تعارف کرتے ہیں۔جس سے متلاشی حق کو شکوک و شبہات ہوتے ہیں کہ کہیں ان کا مذہب برے کردار، جرائم پکڑ میں آنے والا تو نہیں۔ایک جگہ مضاف تنہا ذکر کرتے ہیں جبکہ دوسری جگہ اپنا تعارف شیعہ کرواتے ہیں۔کہیں اور جعفری سے کرواتے ہیں تیسرے اہلبیت سے کرواتے ہیں۔کلمہ مضاف بدون مضاف الیہ معنیٰ نہیں رکھتا ہے آپ ہمیشہ اپنا تعارف نکرہ سے کرتے ہیں۔

جناب عالم معتزلی شعوبی آپ کی طرف سے موصول شدہ دو صفحات کا میں نے سادگی اور عمومی سوچ کے تحت غاشیہ نام رکھا تھا لیکن بعد میں مزید غور و خوض کے بعد معلوم ہوا کہ آپ تو بڑے پائے کا عالم ہیں۔آپ نے یہاں طویل عمر گزاری ہے معلوم نہیں حوزے میں آنے سے پہلے آپ نے پاکستان کے مروجہ علوم میں کہاں تک پڑھا ہے۔یہاں آنے سے پہلے

پاکستان کی کس درسگاہ غلات میں کتنے سال عمر عزیز ضائع کر کے یہاں تشریف لائے ہیں۔ آپ کی اردو ادب میں مہارت سے محسوس ہوتا ہے کہ آپ مروجہ درسگاوں سے اعلیٰ سند لے کے یہاں تشریف لائے ہیں۔ ہم نے یہاں مروجہ درسگاہوں سے سند لے کر آنے والے بہت سوں کو دیکھا۔ وہ اپنی جگہ مغرور، دوسروں کو حقیر فقیر سمجھتے ہیں۔ اُن کا خود کو اسلام سے انتساب کی جگہ دین انسانیت سے انتساب کرنے کا افتخار پیش کرتے بھی دیکھا ہے۔ ایسے حضرات نے پاکستان میں دین کی جگہ الحادیوں کا ساتھ دیا۔ محسوس ہوتا ہے کہ آپ کے پاس میرے ذہن میں موجود بہت سے سوالات کے جواب ہوں گے۔ اس لئے ہم کیوں نہ آپ سے اپنے لیے معمہ بننے والے سوالات کے بارے میں استفادہ کریں۔ اس حوالے سے آپ کے دو صفحات میرے لیے غاشیہ نہیں، غاشیہ کی بجائے راہنما اصول بھی ہو سکتے ہیں۔ اس طرح بقرہ ۲۱۶ کا مصداق بنے گی۔ آپ کو میرے ملاحظات پایان نامہ پڑھنے سے اندازہ ہو گیا ہو گا۔ میرے ذہن میں نظام حوزہ کے بارے میں کتنے اور کس قسم کے خدشات پائے جاتے ہیں، بہتر ہے اس موقع سے استفادہ کر کے ان اشکالات شکوک وشبہات کا ازالہ کروں۔

آپ لوگ دشمنان اسلام سے تواضع، انکساری، انحطاطی، خاکساری کا سلوک روا رکھتے ہیں جبکہ دینداروں کے ساتھ متکبرانہ، مکروہانہ جبروتانہ اور مفورانہ سلوک کرتے ہیں۔ عمائدین سیاسی الحادیوں سے زیادہ کسی بھی مومن کی عزت نہیں کرتے جبکہ اغیار سے حد سے زیادہ تحمل و برداشت اور علمانہ رویہ رکھتے ہیں۔ اگر کوئی آئمہ کی شان میں گھڑے خرافات، غلوات اور ناشائستہ حرکات وسکنات کی اصلاح کرنا چاہے تو اس پر آپ شیر کی طرح دھاڑتے ہیں۔ جیسے بھیڑیے نے گوسفند سے کہا تھا تم نے میرا پانی کیوں

گندہ کیا۔ اپنے آپ کو وکیل واحد مجاز از امام زمانہ بنا کر غلو گرائی کے مخالفین کو دشمن آئمہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میرے پاس اسکے بہت سے نمونے موجود ہیں۔ سب سے پہلا نمونہ مرحوم ابوالفضل برقعی ہیں اور دوسرے نمبر پر ایک بیچارہ گمنام توحید کا مدافع جس کا نام لینا بھی آغائے عزت الدین کے لیے گوارہ نہیں۔ ایک کتاب عنوان مطارجات حول معیار شرک فی القرآن تالیف سید عزالدین زنجانی ہیں جنہوں نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ دعاء فرج زیارت جامعہ توحید کے منافی ہے۔ جب یہ خبر آپ کو پہنچی تو انہیں خوب ڈانٹ ڈپٹ پر مشتمل ایک خط بغیر مہر و دستخط ارسال کیا۔ بیچارے استاد نے انتہائی تواضع اور تجلیل سے بہت سی آیات قرآنی سے استدلال کر کے جواب ارسال کیا۔ جب خط آپکو پہنچا تو اس کے رد میں آئمہ استمد اد توسل اور انکے مقام میں غلو کو عین توحید گردانا۔ اس میں بھی انکا نام مخذوف رکھا گیا۔ غرض یہ کہ ان حوزات کے بے منطق و عقل، افعال سمجھ سے بالاتر ہیں۔

جناب فاضل کلامی

علاقہ بلتستان سے فلسفہ کلام، عربی و فارسی میں تخصیص کرنے والے کتنے افراد نکلے ہیں؟ شاید فارسی میں زیادہ ہوں، یہاں انہیں ڈاکٹر کہتے ہیں۔ سابق زمانے میں خلاف اسلام القاب گھڑے جاتے تھے۔ جیسے ثقۃ الاسلام، حجتہ الاسلام لیکن دین کا بول بالا تھا اس لئے اچھا لگتا تھا۔ جبکہ اب دین بے فائدہ عزت کی بجائے رسوائی کا سبب سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ اب ڈاکٹر لگاتے ہیں۔ لیکن اس کلمہ سے بعض کو اشتباہ بھی ہوسکتا ہے خدشہ ہے کہ کہیں بعض لوگ نئے امراض کے علاج کے لئے آپ کے پاس نہ آجائیں، اسی طرح کلمہ فلسفی کو گزشتہ زمانوں میں بے دین اور ملحد سمجھا جاتا تھا۔ انقلاب

اسلامی کے بعد یہاں سے کچھ جوانوں نے قم میں چند سال رہنے کے بعد پاکستان ملتان میں زکریا یونیورسٹی میں فلسفہ کی ڈگری کے لیے داخلہ لیا تھا ۔یہ لوگ اشیاء کے درست حقائق بتانے میں مہارت حاصل کرنا چاہتے تھے ۔لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ ایسا صرف ڈگری لینے کی غرض سے تھا۔غرض اب تو فلسفے اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری لینے والوں کو بھی اپنا مافی الضمیر بیان کرنا نہیں آتا بلکہ بدقسمتی سے دیگر اشیاء تو چھوڑیں یہاں سے فارغ طلباء کو کسی ملحد کو اپنا خالق ثابت کرنے سے عاجز و قاصر رہتے ہیں۔ چہ جائیکہ امام غائب کو ثابت کریں۔اس لیے ہمارے آغا سعید نے ایک محترمہ کے امام غائب کے بارے میں سوال پر کہا تھا مجتہدین ان مسائل میں الجھنے سے منع کرتے ہیں ۔ ان درسگاہوں سے فارغ ہونے والے حضرات نے کئی اصولوں کو اڑایا ہے۔ مجتہدین اپنے رسالہ عملیہ میں لکھتے ہیں کہ اصول دین میں تقلید نہیں ہے ۔بعض کے نزدیک امامت اصول چہارم ہے بعض کے نزدیک اصل اول اور امام مہدی تسلسل ہے اور اسے اپنے بنیادی اصول تقلید کے احکام تقلیدی میں گنا گیا ہے۔ابھی آج کل کے مروجہ سکول سے فارغ انسان ہم جیسے علم افہام و تفہیم نہ پڑھنے والوں کو پہلے ہفتے میں بڑا عالم، دوسرے ہفتہ میں جاہل فرسوداں و منحرف بناتے ہیں۔ اُس وقت یہاں جوانوں کی ایک کھیپ نکلی تھی۔ وہ لحاظ کیئے بغیر علماء کو اپنے مطالب اچھی طرح سمجھاتے تھے۔ چنانچہ بعض قائدین فرماتے تھے ہم سے زیادہ یہ لوگ اسلام کو جانتے ہیں۔ چنانچہ وہ بہت سے علماؤں کو سیکولر بنانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ امت اسلامیہ میں انتشار و افتراق پھیلانے کا تقریری مواد دیتے تھے۔ چنانچہ سندھ میں قائم اصغریہ والوں کو بعض نے کہا سنا ہے آپ لوگ یا علی مدد کو نہیں مانتے ہیں تو انہوں نے کہا ایسا نہیں بلکہ ہم تو علماء کو یا علی مدد سکھاتے ہیں۔ جبکہ ہم اس غلط فہمی میں تھے یہ لوگ ہم سے دین سیکھنے آتے

ہیں۔

جناب فاضل فلسفی کلامی! فلسفہ کی تعریف کسی چیز کے اصل ماخذ منبع تک پہنچنے کو کہتے ہیں جبکہ لغوی معنی میں اپنی مدعی کو سہل و آساں انداز میں ،فریق مخاطب کو خاموش یا داد و تحسین دینے پر مجبور کرتے ہیں۔آپ اپنے مذہب کے مصادر میں پہلے مرحلے میں قرآن اور سنت رسول کہتے ہیں لیکن دونوں لحاظ سے غلط بیانی کرتے ہیں۔آپ کے مخالفین اس بارے میں وضاحت چاہتے ہیں۔پہلے قرآن کے بارے میں عرض کرتے ہیں آپ ہر موقع و محل پر پہلا مصدر قرآن کو قرار دیتے ہیں پھر قرآن کو مصدریت سے گرانے کے لیے بہت سی دفعات و شرائط عائد کر کے اس کو میدان مصدریت سے خارج کرتے ہیں۔تنہا اس پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ قرآن کو ہر جگہ سے روکنے کے لیے حیلے بہانے پھر تہمت افترائی اس کے بعد طاقت بھی استعمال کرنے سے گریز نہیں کرتے ہیں۔گویا روئے زمین پر قرآن کا اگر کوئی دشمن واقعی ہے تو آپ حضرات ہی یہ دشمنی دکھاتے ہیں۔آپ کا اصل اصول امامت ہے لیکن خود اہل امامت کس اصل پر قائم ہے؟ جن آیات سے آپ امامت ثابت کرتے ہیں ان میں امامت کا کوئی نام و نشان بھی نہیں ملتا ۔تب اس کو بلا دمنافقین سے،احادیث بے اسناد سے استناد کرتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے اس کو دین اللہ کو روکنے کے لیے بطور اسلحہ وسیلہ استعمال کیا ہوا ہے۔

جناب فلسفی اعتزالی! مجھے فلسفہ ارسطو افلاطونی صدرائی سبزواری نہیں آتا نہ ان پر میرا ایمان ہے۔فلسفہ یونانی زبان ہے اس کا ترجمہ حکمت کیا ہے حکمت یعنی حقائق اشیاء کو جاننے کے بعد اسکے مطابق زندگی گذارنا ہے چنانچہ اس دور میں بلتستان میں بہت سے لوگوں کے لئے آغائے جعفری جیسی زندگی، قابل رشک اور عیاشی و استکباری والی ہے۔ جسے دیکھ کر بعض

دیوانہ وار ہو کر حوزہ میں پہنچے۔ بعض سکردو والے ان کی عزت وشہرت کو دیکھ کر اس صف میں شامل ہوئے تھے۔ چنانچہ میں نے خود کراچی میں سکردو سے تعلق رکھنے والے طالب علم سے پوچھا کہ آپ نے اس لائن کو کیوں انتخاب کیا؟ آپ کی اپنی خواہش تھی یا والد یا کسی اور صاحب نے رغبت دلائی تو انہوں نے کہا والد صاحب نے آغا جعفری کی مثال دی تھی کہ آج بلتستان میں ان سے زیادہ عزت کس کی ہے؟ جو بھی آغا جعفری کی حمایت حاصل کرنے میں عاجز و قاصر رہا وہ بلتستان میں نہیں جا سکتا ہے۔ اس کی مثال آغائے سید حامد ہے۔ بعض نے کہا ہمیں جان علی شاہ کی سیرت پر چلنا چاہیئے تو کوئی کہتا ہے صادق حسن کی سیرت پر چلنا ہے۔ کوئی کہتا ہے علی مدبری کی سیرت پر چلنا ہے تو کوئی آغائے محسن نجفی کی سیرت پر چلنا چاہتا ہے۔ کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ ہمیں حضرت محمد کی سیرت پر چلنا چاہیے۔ چنانچہ ایک دفعہ سرکاری اعزاز و کرسی ملنے کے بعد آغائے رضوی نے کہا ہم سیرت محمد پر نہیں چل سکتے ہیں۔ یہاں کے افاضل علوم عربی، فلسفی کلامی سب کا ارمان، آرزو عیش ونوش دنیا ہی ہے چنانچہ جن میں ان کی سیرت اپنانے کی صلاحیت نہیں انہوں نے قم ہی کو مستقل ٹھکانہ بنایا ہوا ہے۔

اسی طرح بعض نے ان کے خلاف آغا خانیوں سے رابطہ کیا، انہیں گاڑی، ڈرائیور اور محافظ ملے۔ انہوں نے اپنی مافوق الفطرت اہلبیت جیسی عزت کی نمائش کرنے کے لیے علاقوں کا دورہ کیا۔ چپلو کی جامعہ مسجد میں شکرانے کے لیے طواف کیا، انہوں نے آغا جعفری سے مزاحمت مول لی اور آخر میں دونوں کے محسن نے ان کے درمیان صلح کی تو آغا مدبری کو غصہ آیا اس پر آقا جعفری نے فرمایا کہ ہمیں مقامی مصالح کا خیال رکھنا ہوتا ہے۔

اعتزالی دونوں کے درمیان رہتا ہے۔ آغائے جواد صاحب تجدید اسلام کے داعی یا آغائے جان علی شاہ دونوں نے بلتستان میں زلزلہ برپا کیا

لیکن بقول آغائے رفسنجانی، آغائے جعفری کو پتا نہیں جیسے قتل گاہ کے بٹے پر کوئی پرندہ بیٹھ کر اڑ گیا۔ کوئی راجہ کی طرف اور کوئی ندیم کی طرف خود کو حجۃ الاسلام متعارف کراتے ہیں لیکن بعض بے دینی اور دین میں فرق نہیں کر سکتے۔ کہتے ہیں سیاست میں سب کچھ جائز ہے۔ اس کو فلسفہ اعتزالی کہتے ہیں۔ چنانچہ واصل بن عطاء کے معتزلی ہونے کی وجہ سے آغائے جعفریان کہتے ہیں کہ وہ شیعہ تھے۔ ام المومنین اور امیر المومنین دونوں کے ایمان میں شک کرتے تھے کیونکہ مومنین سے خطرے میں رہتے تھے۔ اس طرح حضرت علی کے بارے میں بھی آیا تھا۔ آغائے سبحانی کا بھی یہی فلسفہ تھا۔ واصل مخرب ایمان ہونے کی وجہ سے اس کی مذمت نہیں کرتے تھے اشاعرہ کے مذہب پر قائم ہونے کی وجہ سے بے دین نہیں کہتے تھے، اس فلسفہ کا نام اعتزالی ہے۔ وہابیوں نے منصوصیت کو مسترد کر کے چار سو سال ملک کا نظام منصوصیت پر ہی چلایا ہے۔ آپ نے اجتہاد کے خلاف موسوعات پر موسوعات، مجلّات پر مجلّات چھپوائے۔ اچانک اجتہاد کے نام سے تہران میں جمہوریت، فیضیہ شفاء مدرسہ امام خمینی میں منصوصیت چلانا شروع کی گویا عقلاء کے لیے تہران میں جمہوریت بچائی۔ بلہا حمعاد فلاسفہ کے لیے مدرسہ امام خمینی میں منصوصیت کا رٹہ لگانا شروع کیا۔

جناب ناقد گرامی، لائق احترام کلامی فلسفی! آپ نے درسگاہ شعوبی سے علم فلسفہ پر اعلیٰ سند حاصل کی ہے۔ فلسفہ کی تعریف میں آیا ہے ہر چیز کی اصل نکالنے کا نام فلسفہ ہے۔ یہ ایک سنہری موقع ہے کہ آپ اپنے تحقیقی موضوع سے اپنے مذہب پر عائد الزامات سے دفاع کریں۔ مجھ جیسا بہت کم علم نالائق، فلسفہ سے ناواقف آپ کے مذہب کے مصادر و ماخذ کے بارے میں شکوک و شبہات کثیرہ رکھتا ہے۔ میں آپ سے آپ کے مذہب کے مصادر کے بارے میں کچھ ضروری معلومات فراہم کرنے کی درخواست

کرتا ہوں۔آپکے مذہب میں قرآن،سنت،اجماع،عقل یا قیاس آیا؟
قرآن کو آپ نے کثیر دفعات لگا کر حوزے سے خارج کیا ہوا ہے۔اجماع کے دنیا میں دو تصور دیکھنے اور سننے میں آئے ہیں،ایک مذہبی اجماع کہلاتا ہے جہاں علماء امت یا علماء عصر یا علاقے کے علماء کسی احکام شرعیہ کے بارے میں ایک جگہ جمع ہوئے ہوں۔لیکن ایسا اجماع کہیں بھی تاریخ میں نہیں آیا ہے۔خود علماء مذاہب کا اعتراف ہے کہ کہیں تحقیق نہیں ہوئی ہے یہ صرف عالم فرضی وہم وخیال میں نقل در نقل چل رہا ہے۔کسی عین موقع ومحل پر اس سے کام لیتے ہیں۔اس کا بہترین نمونہ مغرب میں بتاتے ہیں وہاں بھی سب سے زیادہ مثال اقوام متحدہ کی دی جاتی ہے۔دنیا بھر کے ملکوں کے نمائندے وہاں ہوتے ہیں،جو مسائل کو اتفاق رائے سے طے کرتے ہیں۔
غریب ملکوں خاص کر مسلمان ملکوں پر فوجی مداخلت کر کے استحصال کرنا اسلام کے نشانات کو مٹانا ہے۔اور دین کے خلاف رسومات کو فروغ دینا ہے۔سنت نبی کی تشخیص کو علماء اعلام نے واضح نہیں کیا ہے اس میں ایک قسم کی دروغ گوئی خیانت بدنیتی،کہنہ پرستی عیاں نظر آتی ہے۔آپ کلمہ سنت کے خلاف وضع کردہ خود ساختہ اصلی لغت،دیگر خلافِ مستعملات قرآن کو من مانی جدید اصطلاح بتاتے ہیں۔قول وفعل وتقریر کو سنت نہیں کہتے یہ طواری حادثات میں آتے ہیں۔پھر اس میں غیر رسول اللہ کو شامل کرتے ہیں جن کو آپ اصحاب کہتے ہیں لیکن ان کے نام نہیں لیتے اور لیتے وقت افراد مقدوح کو مطعون لیتے ہیں۔تحریف فی تحریف بغیر مضاف ذکر کرتے ہیں۔پھر آگے اس کی تشریح میں سنت مخالف تصورات کو سنت کہتے ہیں۔قول وفعل تقریر پھر تجاوز کر کے کثیر تعداد مشکوک ومخدوش تک سرایت کرتے ہیں۔
خاص کر آپ تو کہتے ہیں کہ سنت آپ کے نزدیک سنت اہلبیت ہے لیکن اہلبیت کا نام نہیں لیتے۔جن کا نام نہیں لیتے ان سے کوئی نقل نہیں آئی ہے۔

جن کا نام لیتے ہیں وہ معاشرے میں باہر نہیں نکلے ہیں۔سنت میں اہلبیت سے ثابت کرنا خرطہ التقاء ہے۔آپ سنت پیغمبر کو بھی نہیں لیتے ہیں چونکہ اصحاب کے عدل پر آپ کو تحفظات ہیں۔اہلبیت کی سنت حجت ہونے کی کیا سند ہے تو فرماتے ہیں اہلبیت معصوم ہیں۔یہاں دو سوال پیش آتے ہیں ایک خود معصوم کیا ہے؟ اس کی کیا تعریف ہے کیا فارمولا ہے؟ معصوم بننے کے لیے کیا کرنا پڑتا ہے اور بننے کے بعد اس کی سنت حجت بننے کی کیا سند ہے؟ اس پر آپ فرماتے ہیں آیہ تطہیر سے ثابت ہے لیکن آیہ تطہیر میں عصمت کا ذکر کہیں بھی نہیں آیا ہے بلکہ جن سے خطاب کیا ہے ان کی تقصیرات کی رد میں یہ آیات اتری ہیں۔اس کے علاوہ اہل بیت سے مراد لغت اور قرآن دونوں میں ازواج مراد ہیں۔آپ کی یہ دونوں احادیث خود ساختہ اور شہر منافقین میں قرآن کے خلاف گھڑی گئی ہیں۔ازواج نبی معصوم ہونے کی منطق نہیں بنتی اور نہ کسی نے کہا ہے۔آپ نے کس منطق کے تحت علی، فاطمہ، حضرات حسنین کو داخل اہلبیت کیا ہے؟ اس کے جواب میں فرماتے ہیں روایات اہلسنت سے استناد کیا ہے جبکہ آپ نے سنت اہلسنت سے نہ لینے کا کہا تھا کیونکہ روایات اہلسنت غیر عادلین، فاسقین کے ہاتھوں سے مس ہوئی ہیں۔گویا آپ نے طہارت و پاکیزہ امامت کو فاسقین ظالمین ملعونین سے ثابت کیا ہے۔گویا آپ نے طہارت نجس سے لی ہے کہتے ہیں الزموھم بما الزموعلی انفسھم۔دین اسلام، مناظرو جدال سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ دلائل قاطعہ، صائقہ، صارمہ سے ثابت ہوتا ہے۔کوئی شخص دعویٰ کرے کہ میں نبی ہوں اور اس سے پوچھیں آپ کے نبی ہونے کی دلیل کیا ہے تو وہ جواب دے اس کی دلیل یہ ہے کہ میں خود کہتا ہوں کہ میں نبی ہوں۔دوسری دلیل میں حدیث ثقلین پیش کرتے ہیں کہ نبی نے کہا امت میں دو ثقل چھوڑے جا رہا ہوں، ایک کتاب اللہ اور دوسرے

میری عترت ہے۔ یہ حدیث اپنی سند مخدوش کے علاوہ بہت سی سقوم کی حامل ہے۔

۱۔ سب سے پہلے نبی کریم کو اپنے بعد ان دو ثقلوں کو چھوڑنے کا حکم قرآن کریم کی کس آیت سے استناد ہے؟

۲۔ قرآن خود آپ کی ذات سے بالا ثقل ہے۔ اللہ نے کئی آیات میں آپ کو اس طرف متوجہ کیا ہے **انا سنلقی علیک قولا تبدیلا** چنانچہ آپ کی عترت قرآن کے برابر کیسے ثقل ہوگا؟

۳۔ بقول آپ کے نبی اکرم نے فرمایا کہ قرآن اور عترت جدا نہیں ہوں گے جبکہ یہ دونوں الگ ہو گئے عترت، امام حسین کے بعد گھروں میں رہے۔ الغرض شیعہ اور سنی دونوں نے قرآن کو قابل فہم بنانے کی کوشش کی ہے۔

۴۔ عترت لغت میں عم زادوں کو کہتے ہیں اس میں اولاد عباس، اولاد ابی طالب سب شامل ہیں، کس کو مراد لیں گے؟

۵۔ ان میں صالحین کم مجرمین زیادہ نکلے ہیں۔

۶۔ بعض افراد کو علی نے مختلف علاقوں میں نمائندہ بنایا تھا لیکن عقیل معاویہ کے پاس گئے، عبیداللہ بن عباس ہزار کا لشکر لے کر معاویہ سے جا ملے، چنانچہ انہوں نے غلطیاں کی ہیں۔ حدیث کی حجیت اپنی جگہ دو شراط کے پاس ہونے کے بعد ہوتی ہے۔ ایک سند ہے، جس میں راویوں کی جانچ پڑتال ہوتی ہے لیکن کیا ثابت کرنے کی کوئی سند ہے؟ تواتر میں غیر مسلموں کو بھی شامل کرلیا جاتا ہے۔ آپ نے سنیوں سے لکھوا کر اسے تواتر بنایا ہے۔ ساری احادیث موضوعات وخرافات، ضد قرآن سنیوں نے ہی بنائی ہیں۔ یہ بات میرے لئے حیرت اور غم ودکھ کا باعث بنی، ہم نے شیعہ اور سنی دونوں اطراف سے نفی تحریف قرآن پر سیمینار کروایا اور کتابچہ لکھا تھا۔ جبکہ دونوں

طرف سے صادر کیا گیا بیاں تو ربانی تھا۔ اگر اللہ سبحانہ نے ایک ناقص کتاب نازل کی ہے تو اس کو مکمل کرنا آپ کی ذمہ داری کس نے لگائی ہے؟ کیا جس چیز کو اللہ نے ناقص خلق کیا ہے تو کوئی اور اس کی تکمیل کر سکتا ہے؟ آپ نے شیطان کی قربت میں یہ کام خود کیا ہے۔ خود یا تقرب بہ شیطین کیا۔

آپ فرماتے ہیں ہم سنت پیغمبر سے نہیں لیتے ہیں کیونکہ اصحاب عدول نہیں تھے اور سنت اہلبیت سے لیتے ہیں۔ سنت اہلبیت حجت ہے۔ لیکن یہ کہاں سے ثابت ہے، واضح نہیں کرتے۔ آپ کا اہلبیت سے مراد کون ہیں واضح نہیں کرتے، نکرہ رکھتے ہیں۔ اہلبیت کا مصداق جلی امیر المومنین، حضرت علی، حضرت فاطمہ حضرات حسنین ہیں۔ آپ کی مجامع روائی میں ان سے مروی روایات کی مقدار و تعداد متعین نہیں۔ یہ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ آپ کی اہلبیت سے مروی تمام روایات اکثر و بیشتر صرف امام جعفر صادق سے مروی ہیں لیکن امام صادق سے منسوب روایات میں ان روایات کی اسناد نہیں دیں۔ جبکہ حضرت علی، حضرات حسنین، سید سجاد اور امام صادق کے بعد موسی بن جعفر نے تو عمر زندان میں گزاری۔ علی بن رضا مامون رشید کی ولی عہدی میں گئے۔ امام جواد بھی ان کے داماد بن گئے۔ امام علی نقی، امام حسن عسکری متوکل عباسی کی قید میں رہے۔ ان آئمہ کی حیات و سیرت پر لکھنے والوں کو کوئی مراد نہیں مل سکی۔ پھر تمام آئمہ سے نسبت سمجھ میں نہیں آتی ہے۔ جب تک اہلبیت کی وضاحت نہیں آتی کچھ بھی قابل قبول نہیں ہوگا۔ محمد تقی حکیم نے کتاب ''السنہ'' میں آغائے آیت اللہ ابراہیم جناتی نے ''کہان اندیشہ'' مجلہ توحید اور راد وار اجتہاد میں لکھا ہے کہ ہم سنت نبی کریم اصحاب سے نہیں لیتے کیونکہ وہ اصحاب کے توسط سے آئی ہے۔ ہم سنت اہل بیت سے لیتے ہیں۔ استغفر اللہ واتوب الیہ دونوں نے صریح جھوٹ بولا ہے۔ آپ کی تفاسیر کا مصدر در منثور رہے۔ متعہ، تقیہ، اجتہاد، خاک پر سجدہ سب

اصحاب سے لیا ہے۔ان کا قول حجت ہونے کی کیا سند ہے؟ تو فرماتے ہیں آیت تطہیر سے ثابت ہے۔آیت تطہیر تو ازدواج کے بارے میں ہے۔آپ فرماتے ہیں ازدواج مراد نہیں بلکہ اہلبیت مراد ہیں۔یہ آپ نے کہاں سے نکالا ہے؟ یہ کلمہ اہلبیت سے نکالا ہے یہ آپ کا دعوی ہے اور دعوے کے لیے سند چاہیے۔کسی کلام کے قریب کے معنی یا کلمہ کے دور کے معنی نکالنے کے لئے خود لفظ میں گنجائش ہونی چاہیے۔دوسرے مرحلے میں راسخ معنی اخذ کرنے میں مخدوریت لازم آتی ہے۔اہلبیت کا مصداق اولی زوجات ہوتی ہیں۔یہ دین ہے کوئی تنظیم وحزب نہیں ہے۔لغت عرف عام سے لیتے ہیں، عرف عام میں اہلبیت زوجات ہوتی ہیں بیٹیاں ازدواج کے بعد کسی اور کی اہل بیت بنتی ہیں۔آپ نے سنت اہلبیت حجت ہونے کی دلیل کی سند حدیث ثقلین سے دی ہے لیکن آپ نے حدیث کی حجیت حدیث سے لی، اس کو مصادر عطلاب کہتے ہیں۔ آپ نے کہا ہمارے آئمہ کی امامت قرآن سے ثابت ہے اور آپ نے اپنے آئمہ کی تعداد بارہ بتائی ہے جبکہ اللہ نے ابھی تک پچیس سے زائد انبیاء مبعوث کرنے کا فرمایا ہے۔دوسرا ان بارہ میں سے گیارہ نے ۲۶۰ سال دنیا میں گزارے۔آئندہ تا قیامت صرف ایک امام کیسے ہوگا؟ یہ کس عقل وخرد میں آتا ہے؟۔

۴۔قرآن کی جگہ صحیفہ سجادیہ، بخاری، حدیث کساء کا اجراء پھر بھی قرآن کے ساتھ آپ کی مخاصمت برقرار رہی اور عالم تصور وِخیال میں ایک شیطانی کتاب کا خاکہ آپ کے ذہن میں ابھرا جس کا نام ''کتاب علی فی علوم الاولین وآخرین'' رکھا۔اس سے زیادہ قرآن کی اہانت وجسارت اہانت بھلا کیا ہوسکتی ہے؟

ماضی کے ایک مراجع نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کے تین مصادر ہیں۔ قرآن، نہج البلاغہ اور صحیفہ۔قرآن کے مقابل میں کبھی سنت کو، کبھی عترت

کو پیش کرتے ہیں قرآن کے برابر یا متوازی پیش کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کے دلوں پر قرآن کتنا بوجھ بن رہا ہے۔

۵۔ قرآن اور حدیث میں تزاحم ہونے کی صورت میں حدیث مقدم ہے۔

۶۔ حدیث بذات خود حجت ہے۔ قرآن محتاج حدیث ہے حدیث محتاج قرآن نہیں ہے۔

۷۔ آیات قرآن کے کلمات سیاق وسباق سے تجاوز کر کے مبارزہ قرآن کے لیے اقوال اہلبیت کو اللہ کی حجت گردانتے ہیں۔ اہلبیت کو نکرہ رکھا تا کہ سامعین ان سے مراد کوئی اور سمجھیں چنانچہ یہ مصر قاہرہ کے مجہول، فاسق اور منحرفین تھے جو ان باتوں کے مدعی ہیں۔ آیت تطہیر، آیت مودت،، آیت ولایت اور مائدہ ۵۵ آیت مباہلہ ہے۔ ان آیات میں اہلبیت کا ذکر ہے نہ حجت کا ذکر ہے تو کہتے ہیں اس سے احادیث مراد ہیں جو خراسان، بخارا، بصرہ، کوفہ میں تدوین ہوئی ہیں ان میں یہ آیا ہے۔ برہان نور ثقلین، مرحوم معرفت نے حالت خوف وتردد کے ساتھ ان تفاسیر کا پردہ چاک کیا تھا۔ آپ کا مذہب احادیث پر قائم ہے، جن کی تدوین رسول اللہ کے دور میں ممنوع تھی۔ آپ جو کہتے ہیں علی کو خصوصی اجازت تھی حدیث نقل کرنے کی وہ علی اور رسول اللہ دونوں پر الزام ہے کیونکہ یہ احادیث امیر المومنین کے فرزندان امام حسن امام حسین سے نقل نہیں ہوئی ہیں۔ یہ سب امام باقر اور امام جعفر صادق سے منسوب ہیں۔ ان میں احادیث رسول اللہ سے استناد نہیں۔ کہتے ہیں کہ دونوں تقیہ میں تھے گھر سے نہیں نکلتے تھے لیکن پھر بھی ان کے عراق جانے یا مسجد مدینہ میں انکا درس دینے کا کوئی نام ونشان تک نہیں ملتا ہے۔ امام صادق کے بعد دیگر آئمہ حکومت وقت کے قید خانوں میں رہے۔

۸۔کلمات قرآن کی قضاوت جائرانہ،ظالمانہ قضاوت ہے۔جس کی فصاحت، بلاغت اور برتری ثابت ہے۔المیہ یہ ہے کہ اس کے محکوم و معجوز کو اسی قرآن کے خلاف شاہد و گواہ پیش کیا جارہا ہے۔قرآن سے ظاہر و باطن ذولسانین استعمال کرنے کی وجہ سے مسلمان کفر والحاد کے نرغے میں ذلیل و خوار ہیں۔

آپ شیعہ اور سنی کو اسلام سے نسبت دے کر اسلامی کہتے ہیں حالانکہ اسلام اعرابی ہے۔یہ لحیقہ لصیقہ باسلام ہیں دونوں فرقے مدینہ میں موجود عبداللہ بن ابی کا تسلسل ہیں۔دونوں شاخیں باطنیہ ہیں۔دونوں کا ایک ہی ہدف،ایک ہی نشانی اور ایک ہی ذمہ داری ہے، ہر حال میں محمدؐ کو امت کے درمیان سے ہٹانا ہے۔ایک کی ذمہ داری یہ ٹھہرائی کہ تم نے صحیح بخاری کو اٹھاتے ہوئے اصحاب کو اٹھانا اور قرآن کو ہٹانا ہے۔دوسرے سے کہا تم نے محمدؐ کی جگہ آل کو اٹھانا ہے۔اس ڈرامے کو حقیقت اور سچ دکھانے کے لئے مردان صف اول اسلام، دارارقم کے شرکاء کے لئے کھلے عام لعنت نامہ عاشورا پڑھوایا جاتا ہے۔

عشوان مذاہب

عشوان کے معنی و مصادیق پہلے بیان کر چکے ہیں دوبارہ تکرار اسراف و تبذیر ہوگا۔ہم یہاں مذاہب کی تعریف کریں گے۔مذاہب مذہب کی جمع ہے۔کلمہ مذہب صیغہ صرفی کے تحت اسم فاعل اسم مفعول اسم مکان ہوسکتا ہے۔مذہب کا اصل مادہ ذ۔ہ۔ب ہے، ذہب یعنی جانے کو کہتے ہیں۔ چلے گئے، جہاں وہ گئے اس جگہ کو کہتے ہیں۔یہ مادی مکانی اور فکری بھی ہوتا ہے۔جس فکر کی طرف گئے چاہے صحیح ہو یا غلط، تحقیقی ہوسکتے ہیں۔کائنات میں ہزاروں اقسام کی مخلوقات ذی روح رہتے ہیں۔ان میں سے صرف

انسان اللہ کی طرف سے مکلّف ہیں، وہ پابند ہیں کہ اس کے احکامات پر عمل کریں۔انسان کی خلقت ایسی ہے کہ وہ دیگرانسانوں کے تعاون کے بغیر زندگی نہیں گزار سکتے۔یعنی ایک انسان اپنی تمام ضروریات پوری کرنے سے عاجز ہوتا ہے،اس کو مکان، لباس اور غذا چاہیے۔لہٰذا انسان اجتماعی زندگی کے بغیر نہیں رہ سکتا ہے۔جب اجتماعی زندگی گزاریں گےتو دانستہ وغیر دانستہ ،عمداً دھوکہ، غش تدلیس میں مبتلاء ہونا بدیہی ہے۔کسی معاشرے میں ہوشیار لوگ کم عقل، کم فکر، کم علم والوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔لہٰذا ایک دوسرے کے نفع ونقصان کی حد بندی کے لئے کوئی قانون، قرارداد اور معاہدہ ہونا چاہیے جس پر سب اتفاق کریں۔یہاں دو قسم قانون ممکن ہیں ایک خود انسان بناتا ہے، عوام کے نمائندے بناتے ہیں اس کو قانون وضعی کہتے ہیں۔قانون وضعی چاہے محلے کی صورت میں ہو یا صوبے کی صورت میں ہو ملکی سطح پر ہو عالمی سطح پر ہو، قانون بنانے والے قانون چلانے والے دونوں ایک دوسرے کو دھوکہ،فریب اور جانبداری سے محفوظ نہیں رہ سکتے ہیں۔جس طرح ابھی دنیا میں ہر کونے سے لے کر عالمی سطح پر انسان پس رہے ہیں، مر رہے ہیں، ذلیل وخوار ہو رہے ہیں، کیڑے مکوڑوں جیسی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ بہر حال قانون تو بنا چاہیے اس قانون کو قانون وضعی کہتے ہیں، یعنی بشر کا بنایا ہوا قانون ہے۔اس کے برعکس دوسرا قانون الٰہی ہے، اللہ کا بنایا ہوا ہے اس میں خطا، غلطی جانبداری، تمائل گرائی نامی کوئی چیز نہیں ہوسکتی۔دنیا جس مصیبت و بد بختی سے گزر رہی ہے وہ قانون وضعی کی وجہ سے ہے۔تاریخ میں دور نہیں جائیں حضرت محمدؐ خاتم انبیاء کی بعثت کا آغاز نزول قرآن سے ہوا جو کہ ۲۳ سال میں ایک کتاب مکمل نظام حیات کی صورت میں لوح محفوظ سے امین وحی نے پہنچایا ہے اور تا قیامت ہر قسم کے نقص وعیب سے پاک رہے گا ،امت اس پر عمل پیرا ہوئی، نبی کریم نے قرآن کو ہر قسم کی دست اندازی،

افکار بشری سے بچانے، محفوظ و خالص رکھنے کیلئے اپنے ملفوظات کلمات لکھنے سے منع فرمایا تھا۔ پیغمبر کے دور میں حکومت خالص قرآنی تھی، بہت کم محدود واقعات ایسے ہوں گے جن میں وحی کے احکامات کے بغیر پیغمبر نے کوئی بات فرمائی ہو۔ دورِ پیغمبر، دور راشدین دورِ فتوحات روم و فارس کے بعد اقتدار رفتہ کے خواہش مند یہود و نصاریٰ، مجوسی اور ضد اسلام افراد سب جمع ہوئے انہوں نے خفیہ اجتماعات کیے، اور دین اسلام سے مزاحمت و مقابلہ کرنے کا عہد کیا اور ایک فکری جنگ شروع ہوئی۔ مسیحی یہودی مجوسیوں سے مسلمان ہونے والے اندر سے اپنے مذہب پر قائم تھے چنانچہ انہوں نے اسلام میں تشکیک پھیلانے کی کوشش شروع کی اور لوگ دو گروہوں میں بٹ گئے یعنی ایک حکمران جماعت کی حمایت میں اور دوسرے حکمران کی مخالفت میں عمل پیرا ہوئے۔ اس عمل کا آغاز عثمان اور علی کے دور سے شروع ہوا۔ حکومت مخالف گروہ میں خوارج اور شیعہ نے اپنی مزاحمت جاری رکھی۔

ایران فارس والوں نے اس نکتہ پر توجہ مرکوز کی کہ ریاست مسلمین، خاندان نبوت سے ہونی چاہیے۔ یہ فکر ایک مذہب کے حوالے سے نہیں تھی بلکہ یہ عوام الناس کے جذبات احساسات کو اپنی طرف مرکوز کرنا تھا۔ انہوں نے اقتدار کو خاندان نبوت میں رکھنے کی تحریک چلائی۔ دوسرا اسلام میں جو نظام موجود ہے اس کو کمزور نہ کریں اس کی مزاحمت نہ کریں جو چل رہا ہے اس کو چلنے دیں۔ تیسرا حامی حکومت اور اس طرح حکومت کی حمایت اور مخالفت میں تحاریک چلیں۔ دوسری صدی کے پہلے پچاسویں میں ثالوث منحوس کے نمائندے بصرہ و کوفہ میں متحرک ہوئے۔ ہر ایک نے حلیہ دار بنی ہاشم کو پکڑا۔ ان میں کچھ افراد زندیق مثلاً ابی زینب میمون دیصانی مجوسی، ابی زینب اسدی، جابر جعفی، منذر ابن جارود وغیرہ نے فکری مخالفت شروع کی۔ بعض کو حکومت بنی امیہ نے سزائیں دیں اور آخر میں چند افراد کو جیل میں بھیجا۔

ان میں سے چار پانچ آدمیوں نے جیل میں ایک تنظیم تشکیل دی، جس کا نام باطنیہ رکھا یعنی ظاہر ہوئے بغیر اندرونی طور پر کام کریں اس لئے ان کو باطنیہ کہتے ہیں۔ انہوں نے دوسرے مرحلے میں ظاہر شریعت کو ملغیٰ کر کے اپنے من مانی معانی پیش کئے انہیں بعد میں تفسیر قرآن کے نام سے تصنیفات کرنا شروع کیں۔ اس کا سلسلہ مغرب اور مصر سے شروع ہوا اور اسماعیلی حکومت قائم ہوئی۔ ابتداء میں اسلام مخالف لشکر نے عراق اور مصر سے تحریک چلائی۔ سنہ ۳۵۱ھ یا ۳۵۲ھ کو زیدی غالی زید ابن علی کی تحریک کے افراد جو غالی تھے انہوں نے ابوبکر اور عمر کو نشانہ بنایا۔ کیونکہ وہ لوگ نام گرامی محمد، اسلام اور قرآن کا نام لے کر مزاحمت نہیں کر سکتے تھے چنانچہ اسلام، قرآن اور محمد کو پیچھے کرنے کیلئے اہلبیت واصحاب کا چرچا کیا۔ دین کو قرآن اور محمد سے لینے کی بجائے اہلبیت واصحاب کے فضائل جعل کئے اور شیدایان وفدایان اسلام کی مذمت نفرت شروع کی۔ اہلبیت اور اصحاب میں سے اپنے من پسندوں کو آگے لائے۔ محمدؐ کے خلاف، قرآن کے خلاف نہیں بول سکتے تھے لیکن قرآن کی جگہ ابوحنیفہ، مالک ابن انس، محمد ابن ادریس اور احمد بن حنبل سے لیکر آج تک خلاف قرآن احکام جعل کیے۔ پہلی بار حکم اللہ کے مقابل قانون وضعی شروع کیا۔ دوسری صدی کے آخر میں حکم قرآن کی جگہ فقہ آ گئی یعنی شخصی آراء آ گئیں۔ تیسری صدی میں، خراسان بخارا، تاشقند وغیرہ میں خفیہ طریقہ سے احادیث بنائی گئیں۔ یہاں سے مستقل مذاہب بن گئے اور اس پر اضافہ کرتے گئے۔ اس کے بعد حکومت موافق مخالف نام ختم ہو گئے اور خاندان نبوت اور اصحاب کے نام سے مذاہب بن گئے۔ ایک گروہ کو اصحاب کے نام پر لگایا اور دوسرے کو خاندان نبوت کے نام پر لگایا۔ اسی دوران ایک گروہ نے عقلی تحریک چلائی۔ چلانے والے معتزلہ تھے کہ انسان کے تمام فیصلوں میں مرکزی حیثیت عقل کو حاصل ہے۔ قرآن ہی کیوں نہ ہو

لیکن اسے تابع عقل ہونا چاہیے۔ معتزلہ کے افراد سب فلسفی تھے۔ انہوں نے کثیر الحاد پھیلایا اور چوتھی صدی میں معتزلہ سے کٹ کر متوکل کے زمانے میں صرف نقل پر زور دیا گیا اور کہا عقل کچھ بھی نہیں ہے اور ضد اسلام، ضد قرآن، ضد اللہ، ضد محمد، احادیث جعل کیں۔ لہٰذا مذاہب عمداً اسلام کے خلاف آئے ہیں۔ مذہب اہلبیت اور مذہب اصحاب کی وضاحت بعد میں کریں گے۔ دین اور مذاہب جمع ناپذیر ہیں یہ آپس میں جمع نہیں ہوتے ہیں۔ ممکن ہے کہیں فلاں نے ٹھیک کہا ہے، فلاں نے غلط کہا ہے۔ بڑے بڑے علماء نوابغ زمان، فلسفی فقیہ نکلے ہیں لیکن ہم کہیں گے فلسفی فقیہ عاقل عالم جو بھی ہو وہ مذہب پر تھے وہ اسلام پر نہیں تھے۔ آج کوئی مسلمان اپنا تعارف مسلمان سے نہیں کر سکتا انہیں مسلمان کہنے سے غصہ آتا ہے کہتے ہیں اپنا مذہب بتاؤ۔

مذاہب چاہے اہلبیتی ہو یا اصحابی ان دونوں سے شقاق شگاف بدیہی ہے۔ یہ شعائر اسلام کا مظاہرہ کرتے ہوں یا نہیں، مذاہب خطاء فہم آیات قرآن کی وجہ سے نہیں بٹے بلکہ عمداً اسلام کے خلاف وجود میں لائے گئے ہیں۔ جس کا ثبوت فرقہ شیعہ، سبائیہ، کیسانیہ سے شروع ہوتے ہوتے اثنا عشریہ اور اس کے شاخیں شیخیہ، رشتیہ سب تالیہ علی پر اتفاق رکھتے ہیں کہ علی کو مقام الوھیت یا برتر از محمدؐ گردان کر دین میں شگاف وشقاق پیدا کریں۔ کیونکہ ایسے شگاف دین کیلئے نقصان اور کفر کے فائدے میں ہیں۔ لیکن باہر مظاہر مختلف دکھاتے ہیں ایک دوسرے سے برأت و بیزاری، نجاست کی بات کرتے ہیں لیکن اندر سے موقع محل ملنے پر آپس میں وحدت یکجہتی کا اعلان کرتے ہیں۔ فرقوں کی توالد بعد از قتل امیر المومنین سے شروع ہوئی اور ابھی تک جاری ہے۔ لیکن زعماء شیعہ سب ایک ہونے کا اعلان کرتے آئے ہیں۔ چنانچہ عصر معاصر لبنان میں سید حسن شیرازی نے اپنے بھائی

سید محمد شیرازی کے حکم پر نصیریوں، علویوں کو اثنا عشری سے متحد بتایا۔اس طرح جواد مغنیہ نے ایک اجتماع کیا۔اسی طرح قم سے صادر مذاھب اسلامیہ میں آغا خانیوں علویوں کو بلایا گیا۔ پاکستان میں آغائے محسن نجفی، راجہ ناصر، آغائے جواد نے وحدت کا اعلان کیا ہے۔

ان دو مذاہب نے ایک ایسی عشیان تدلیس و تلبیس کی ہے جس کے فروغ و اشاعت کے لیے تمام ممکنہ مفروضات شیطانی، ابلیسی بالخصوص صلیبی، یہودی مجوسی ذرائع کو اپنایا۔ دونوں نے راہ تشدد، سیاست، رشوت، تفرقہ انتشار اور مفادات اپنائے۔ پہلے مرحلے میں مذہب اہلبیت سے بے معنی، بے اساس بے قیمت، معمولی، دھوکہ دہی جیسے اجزاء ختم کرنے کا دعویٰ کیا اور محبت کو اساس بنایا۔ دوسرے مرحلے میں اسلام کے اولین جانثاروں کو بظاہر سرسری انداز میں لیکن اندر سے ان سابقین اسلام، ہجرت اور صاحبان جہاد کو کونے پر لگا کر دین کو غیر معروف، مجہول لوگوں سے لینا شروع کر دیا۔

مذاہب کا پورے کا پورا جادہ اسلام، صراط مستقیم سے منحرف ہے۔لیکن مسلمانوں کے تمام فرقے عمومی اجتماعات میں اپنا تعارف مسلمان کے نام سے کرواتے ہیں۔لیکن اندر سے وہ شیعہ ہیں یا سنی۔ایک دوسرے کو گمراہ دائرہ اسلام سے خارج گردانتے ہیں۔شیعوں کے کوئی پچاس فرقے بتائے جاتے ہیں ڈاکٹر محمد حسین ذہبی نے اپنی کتاب ''تفسیر والمفسر ون مصری'' میں شیعہ فرقوں میں سے اثنا عشری کو معتدل بتایا ہے۔خود شیعہ تقریب مذہب کے اجتماعات میں اسماعیلیوں زیدیوں کو غلات کہتے ہیں۔لیکن مخصوص اجتماع میں اسماعیلی، دروز نصیری، علوی، آغا خانی میں کوئی فرق نہیں رکھتے، کہتے ہیں ہم سب ایک ہیں۔

جناب آغائے فرمان شگری! آپ نے حال ہی میں علم الکلام پر پیام

نامہ لکھا۔لیکن یہ پایان نامہ اپنے کسی افتخار،اعزاز کی بجائے اگر موضوع ”علم الکلام“ کی توضیح وتشریح،اس کے حسب ونسب وجہ تسمیہ اوراس کے نقطہ آغاز پر لکھتے تو بہتر ہوتا۔یہ بات عام طور پر مشہور ہے کہ ابوالحسن اشعری نے اپنے علم،فلسفے،الحادمیں ناکامی کے بعد علم الکلام کونزدیک اختراع کیا اور وہی اس کا بانی ہے۔جس طرح علم عرفان کو بھی اسی فلسفہ کے خاندان سے منسوب بتاتے ہیں۔بعض لوگ سمجھتے ہیں مطلب کوواضح اورآسانی سے پیش کرنے کے طریقہ کوعلم الکلام کہتے ہیں۔اس طرح کلام کواچھے انداز سے پیش کرتے ہیں،خاص کرآپ لوگوں کے لئے۔کیونکہ آپ لوگوں کے مذہب کی اساس،امامت ہے۔امامت مثل کلمۂ اسقطس جیسا ہے۔آپ کا مذہب بلکہ کل مذاہب بغیر کسی امتیاز واستثنٰی کے،ضداسلام،ضدقرآن ضدمحمد، ضدکعبہ،مزاحمت مقاومت مقابلہ پراستوار ہیں۔اسلام کی جگہ مذہب،محمد کی جگہ اہلبیت واصحاب،قرآن کی جگہ احادیث،نبوت کی جگہ امامت ہے۔ امامت کی اسناداصول کافی باب الحجۃ میں جمع روایات ہیں۔آغائے فلسفی کلامی! آپ کے مذہب کی کل اساس امامت ہے جس پرآپ کواعزاز وافتخار حاصل ہے۔دوسرآپ کی اس اساس کے بارے میں اعتراف بھی کرتے ہیں کہ امامت شیعوں کی کل اساس ہے لیکن مجھے معلوم نہیں آپ نے امامت کوکتنا پڑھا ہے؟ کس حدتک اس کا دفاع کرسکتے ہیں۔میں نے امامت کے بارے میں بہت سی کتابیں جمع کیں اورمیں نے نشر بھی کی ہیں۔امامت والوں کی امامت کے بارے دنیائے کفروالحادیوں کی سمجھ نہ ہونے نے مجھے تشکیک میں ڈالا ہے۔آپ کے چہرہ مفطاءاورآپ کے بھائی کی ظاہری منافرت اندرونی سے بہت سے مسلمانوں کی آنکھیں کھلی ہیں۔آپ برائے اتمام حجت ہمیں کسی ثبوت یاراز سے آگاہ کریں گے جوابھی تک فاش نہیں کیا ہو۔ذرامہربانی فرما کراپنی سابقہ اکاذیب کونہ دھرائیں ورنہ آپ قبلہ آغائے

محسن نجفی، صلاح الدین جیسے لوگوں کے ساتھ ہونگے۔انہوں نے اپنا علمی لوہا منوانے کے لئے یا علم دوستی کو ثابت کرنے کے لئے درسگاہوں پر درسگاہ ،کتابوں پر کتاب پیش کرنے کے بعد آخر میں اپنی تفسیر میں ثابت کیا کہ علم حقیقت میں علم علی کو کہتے ہیں۔ایسے علم والے کو ہم عالم کہتے ہیں۔جو عالم کچھ بے مواد،علوم حوزہ میں فیل اپنی نادانی کا اعتراف ہی کیوں نہ کرے اس کا زندہ رہنا ان کے لئے قابل برداشت نہیں۔

عشوان مذاہب اہلبیت واصحاب

دونوں غش تدلیس وتلبیس پر مبنی ہیں۔اہلبیت زوجہ گھر والے،خاندان کو کہتے ہیں،اس کے بعد زیر کفالت والوں کو کہتے ہیں۔انہوں نے غش کر کے اہلبیت سے مراد حضرت زہراء،حضرات حسنین بتائے ہیں۔حالانکہ یہ ذوات ہر حالت میں اہلبیت نبی نہیں تھے۔جبکہ ان لوگوں کی باطنی مراد قاہرہ ،قیروان اور اصفہان والے ہیں۔لیکن غاشیوں کے نزدیک یہ کلمہ اسم نکرہ ہے انہوں نے پشت در پشت کو بھی اس میں شامل کیا ہے۔

اسی طرح صحابہ طویل عرصہ تک اکٹھے ساتھ رہنے والوں کو کہتے ہیں۔ لیکن غاشیوں نے کوئی اور معنی مراد لئے ہیں۔کلمہ اصحاب میں کسی بھی قسم کی خیر یا شر نہیں پایا جاتا ہے۔یہ کلمہ بھی ہمیشہ دائم الاضافہ ہے،خیر وشر اپنے مضاف الیہ سے کسب کرتے ہیں جیسے امام،خلف،اہل بیت،شیعہ،سنت وغیرہ۔سب خیر وشر دونوں اپنے مضاف الیہ سے کسب کرتے ہیں۔کلمہ صحابہ مادہ صحبہ سے کسی کے ساتھ عرصہ دراز گزرنے والے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ صاحب دابۃ،صاحب دار صاحب،فہم صاحب،سیاد صاحب،حج صاحب ،سفر صاحب ہمسایہ۔لیکن سب سے زیادہ کلمہ صاحب جس کیلئے صدق بلا قرینہ آتا ہے وہ بیوی ہے،چنانچہ قرآن میں آیا ہے اللہ نے اپنے لئے بیوی

نہیں بنائی ہے۔ پہلے صاحبہ کی نفی کیا پھر نفی اولاد کی۔ نہ اولاد ہے نہ صاحبہ۔
نبی کریم پر ایمان لانے والوں کیلئے یہ کلمہ قرآن میں سوائے ایک دفعہ ابوبکر کیلئے استعمال ہوا ہے۔ کسی اور کیلئے استعمال نہیں ہوا ہے۔ یہاں غواشوں نے طویل عرصہ کی جگہ ایک گھنٹہ، ایک لمحہ رسول اللہ پر ایمان لانے والے کو صحابہ کہا ہے۔ یہ اصطلاح وضع کرنے والے کون ہیں؟ دین میں نئی اصطلاح جعل کرنے کا حق استحقاق کس کو حاصل ہے کیا یہ حق نبی کریم کو حاصل ہے۔ عربی کلمات کو کسی نئے معنوں میں استعمال کے لیے کوئی طریقہ وضع کرنا ہو گا، اصول ہوگا، قرینہ چاہیئے۔ اس کے بغیر قرآن میں کلمہ صلوٰۃ کا مطلب نماز نہیں ہوسکتی۔

جناب فاضل نطاس ناقد ظریف! آپ اور ہمارے درمیان اختلاف اجتماعی، رسہ کشی اقتصادی، سیاسی یا محراب و منبر کا اختلاف نہیں بلکہ اسلامی اور مذہبی ہے۔ آپ کا دعویٰ ہے آپ مذہب اہلبیت پر ہیں۔ یہاں حوزے میں چلتی مصطلحات معماتی، طلسماتی، اشاراتی ہیں۔ یہ کلمات نکرہ بہت استعمال کرتے ہیں لہٰذا سامعین مخاطبین اُلجھ جاتے ہیں کہ اہلبیت سے مراد کون ہیں؟ مذہب اہلبیت کہاں کس نے بنایا؟ کب کس تاریخ کو بنایا ہے، اس کی تاریخ تاسیس اور موسس کون تھے۔ کلمہ مذہب سے خود اندازہ ہوتا ہے یہ اسلام سے باغی گروہ ہوں گے، جس طرح مذہب اصحاب ہے جو صرف مدینہ کی چند ہستیوں کی توقیر تکریم کرتے ہیں۔ باقیوں سے الامان الامان کہتے ہیں۔ یہ مذاہب دیار منافقین میں بنے ہیں۔ اگر آپ میں ہمت و جرات ہے تو دونوں میں سے کسی کے نقش قدم پر دو صفحے نہیں، ہزار صفحات بھیجیں سر آنکھوں پر غور سے پڑھوں گا، آپ کا احترام کروں گا میں اپنی تمام قوت سماعت اور بصارت مرکوز کر کے سنوں گا اور پڑھوں گا۔ آپ کی نقدات کا حرف بحرف جواب دونگا۔ آپ تشدد پروپیگنڈہ، نفرت تذلیل،

تحقیر آنکھ میں خون جما کر مجھ سے مخاصمانہ مجادلانہ رویہ اپنانا چھوڑیں۔ پاکستان کے حوزہ کے عمائدین امثال آغائے عابدی، آغائے نجفی برجستہ افاضل مثلاً محمد علی گنگو، دانش مجلسی، سکندر رسید سجاد وسید نثار حسین اور میرے دلبراں ودلیراں نے جو رویہ میرے ساتھ اپنا رکھا ہے یہی طاقت اپنے مذہب کی شناخت میں صرف کرتے تو شاید اپنی ہدایت بھی ہو جاتی آپ تسلی سے مجھ سے مجادلہ ومناظرہ مکاتباتی بھی کر سکتے ہیں، لیکن آداب مکالمہ کا خیال رکھیں۔

جیسا کہ اسکی تعریف میں آیا ہے مذہب میں شخصی آراء، نظریات ترجیحات گروہی مفادات پر قائم ہوتی ہیں۔ لہذا انضمام، انحلال، انصرام افتراق اس کی تکون کے مرکزی عناصر ہیں۔ تاریخ میں کوئی مذہب فرقہ نہیں ملے گا جس میں حقائق واشگاف ہوئے ہوں۔ وضع کردہ ادیان اور مذاہب ایک ہی ہیں۔ لیکن ادیان کا انتساب، الٰہی بھی ہوسکتا ہے دوسرے لفظوں میں اس کو تمزیق تشتیت کرنے کا طریقہ مذہب ہی کے ذریعے ہی ممکن تھا۔ لہذا دشمنان اسلام نے اسلام میں ایک تنظیم سری بنام باطنیہ وجود میں لائی۔ اس کا مؤسس عبداللہ میمون دیصانی تھا جو مؤسس فاطمین بھی تھا۔ فرقہ باطنیہ کا سلسلہ یہود ونصاری مجوس سے ملتا ہے، دور حاضر کے مسلمانوں کے مذاہب کا جد باطنیہ ہی ہے۔ ان کی تکون میں وحدت ناپذیر ونا ممکن ہے۔ تفرق تشتت ان کے عناصر رئیسی میں سے ہیں۔ مذہب شیعہ اسکا پہلا فرزند ہے، اس کو فروغ دینے کیلئے باطنیہ اپنا انتساب غیر قانونی غیر شرعی کلمہ ''اہلبیت'' جو اپنی جگہ تمام زبان دنیا اہل ملل ونحل میں پہلا مصداق بدون قرائن ہے سے کرتے ہیں۔ یہ کلمہ قرآن میں بھی زوجہ کیلئے آیا ہے۔ دنیا میں کوئی ہستی کسی کلمہ لغت کو اس طرح غیر اور وضعی معنی میں استعمال نہیں کرتے۔ اللہ سبحانہ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے ''ہم نے اس کو عربی زبان میں نازل

فرمایا ہے‘‘۔ مذھب شیعہ قرامطہ چوتھی صدی میں ضد اسلام کے طور پر سامنے آئے جو حجاج بیت اللہ کو لوٹتے تھے۔ مذہب شیعہ کے ضد اسلام ہونے کی روشن اور تابناک دلیل، خاندان شرف الدین ہے۔ میں نے تمام خاندان کے افراد کے لئے بے مثال خدمات انجام دی ہیں لیکن ان کے دلوں میں میرے لیے بغض وعناد، نفرت وکدورت ڈھل نہ سکنے کی حد تک پائی جاتی ہے۔

اس مذہب نے اختلاق مذاہب میں غش تدلیس وتغزیر اپناتے ہوئے اس کے دو چہرے بنائے ہیں پہلا ظاہری چہرہ دین سے ملا جلا نظر آتا ہے جبکہ دوسرا باطنی چہرہ کفر الحادیوں سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ ان کی ترجیحات الحاد وکفریات، بے دینوں کی طرف جھکاؤ، پھر اس مذہب سے اور مذہب کے شگاف ہونے کی گنجائش رکھنی ہے۔ زیادہ عرصہ نہیں گزرا ان کی کئی شاخیں دین کے متضاد بلکہ کھلم کھلا ان میں مخالفت بھی نظر آتی ہے۔ پھر ان کے عمائدین ان کو وقتاً فوقتاً لساناً وکتباً اپنی وحدت کا اعلان کرتے ہیں۔ مذاہب کے نظریات ومنویات فاش ہونے، الحادیوں سے قربت، مسلمانوں سے دوری، نبرد آزمائی، جنگ ستیزی، قرآن سے کڑواہٹ قرآن پر غصہ، سب وشتم، جیسے عوامل سے شیدایان وفدایان اسلام کے دردمندوں میں یہ سوال اٹھنا شروع ہوا ہے۔ دین اور مذاہب میں کس قسم کا تقابل پایا جاتا ہے؟ میرا علم منطق کمزور ہے اگر جواب دیا تو عین ممکن ہے جواب غلط ہو، ممکن ہے درست بھی ہوسکتا ہے۔ کیونکہ چھوٹے بچے بھی کبھی درست جواب دے دیتے ہیں جیسا کہ سلیمان نے اپنی نوعمری میں اپنے باپ داؤد کی قضاوت پر تنقید کر کے ان سے بہتر فیصلہ دیا تھا۔ ہمارا خیال ہے کہ دین اور مذاہب میں تقابل آپس میں ضد ہیں۔ جہاں دین ہوگا وہاں مذہب نہیں ہوگا اور جہاں مذہب ہوگا وہاں دین نہیں ہوگا۔ کیونکہ دونوں کے لغوی اور

اصطلاحی معنوں میں یگانگت نہیں، تضاد زیادہ دکھائی دیتا ہے۔ دین کا لغوی معنی کسی غیر محدود قدرت کے سامنے مقہور و ذلیل و تسلیم ہونا ہے۔ اس کا اصطلاحی معنی اللہ کی طرف سے انبیاء پر نازل مناہج کو کہتے ہیں۔ حضرت محمدؐ پر نازل دین کا نام اسلام ہے جبکہ مذاہب کے لغوی معنی یہاں سے نکل گئے ہیں، چلے گئے ہیں، یہاں نہیں ہوتے ہیں۔ اس کے اصطلاحی معنی انسان کے اپنے خیالات و تصورات کی ساخت کو کہتے ہیں۔ لہٰذا مذاہب میں انشقاق انشگاف تفرقہ ہوتے رہتے ہیں۔ ہر انسان کے تصورات، خیالات مفادات ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں حتیٰ کہ عقل پرستی کرنے والوں میں پھوٹ رہتی ہے۔ چنانچہ مذاہب کے علماء کے آراء و نظریات متضاد ہوتے ہیں۔ کثرت شیعت، تفرقہ معتزلہ ضرب المثل رہا ہے، مذہب اور اجتہاد والد و مولود کا تعلق انڈے اور مرغی جیسا بتاتے ہیں۔

مذھب اصحاب واہلبیت

یہ دونوں باطنیہ کی ضد اسلام اختلاق ہیں جو ظاہر میں خود کو ایک دوسرے کا مخالف دکھاتے ہیں لیکن دونوں ایک دوسرے سے خفیہ مشترکات تعاون رکھتے ہیں۔

۱۔ مذہب اہلبیت اور اصحاب میں پس پشت تعاون ہوتا ہے۔

۲۔ انہوں نے ہر دور میں ظالمین و جابرین و ملحدین کی حمایت کی ہے۔

۳۔ قرآن کو کنارے پر لگانا اور احادیث بنانے میں دونوں کا یکساں کردار رہے۔

۴۔ خلیفہ شرعی عثمان اور علی کے خلاف مہم جوئی میں دونوں برابر کے شریک رہے۔

۵۔ اسلام سے دور اور اسلام سے عناد رکھنے والوں کو دونوں نے اٹھایا

ہے۔

۶۔اسلام اور قرآن کے نام سے قائم حکومتوں کی مختلف انداز میں مزاحمت کی ہے۔خوارج کی سیرت کو اپنایا ہے۔دونوں نے خوارج کی مخالفت کبھی نہیں کی ہے۔

لغت اور عرف دنیا میں کسی کے ساتھ ایک طویل عرصہ گزارنے کو اہل یا صاحب کہا جاتا ہے۔قرآن کریم میں ''اہلبیت'' زوجہ کے لئے آیا ہے، چاہے اچھی نیک ہو یا برے کردار کی ہو۔غرض دونوں کے مصادیق کثیرہ ہیں لیکن مذہب بنانے والوں کی مراد بدنیتی وخیانت پر مبنی ہے۔اہل بیت جلی طور پر خاص زوجہ کے لیے استعمال ہوا ہے جو عمر بھر ساتھ رہتی ہے، چنانچہ اللہ سبحانہ سے نفی زوجیت کی گئی ہے۔اہلبیت کا مصداق جلی بھی زوجہ ہوتی ہے لیکن باطنیہ کی وزارت اطلاعات نے اسلام میں تحریف کرنے اور مسخ کرنے ،اسلام کے نظام اجتماع کو درہم برہم کرنے کے لیے یہ دو الفاظ ذو معانی کثرہ لغوی اور عرفی سے دور معانی میں استعمال کیے ہیں۔قرآن کریم میں مجموعی طور پر انبیاء کے گھرانے سے اچھے برے دونوں نکلے ہیں۔(بقرہ، نساء) یہ کلمہ اسلام کو دیر سے قبول کرنے والوں کو مردان اسلام کے مقابل آگے لانے کیلئے گھڑا گیا ہے۔احزاب، منافقین، تحریم، طلاق میں ان کی مذمت آئی۔آیات پر غور کرتے تو کوئی مسلمان سر اٹھا کر ان کی مدح نہیں کرسکتا۔اہلبیت سے زوجات کو نکال کر بیٹی نواسے داماد کیلئے استعمال کرکے رسول اللہ پر افتراء تہمت باندھنا ہے۔

کلمہ اصحاب کو آغاز دعوت سے لے کر رحلت اور بعد از رحلت ساتھ دینے والوں سے خارج کرکے نامرادوں کیلئے استعمال کیا ہے۔قرآن کریم نے ایک دو جگہ نہیں دس مواقع ان افراد کے اسلام مضاد حرکات فاش کیے ہیں۔

۱۔ میدان جنگ و جہاد میں جانے سے حیلہ و بہانہ تراشی کرنے والے تھے﴿إِنَّما يَسْتَأْذِنُكَ الَّذينَ لا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ ..توبه. ۴۵﴾۔

۲۔ قاعدین از جہاد تھے﴿ وَ لكِنْ كَرِهَ اللَّهُ انْبِعاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَ قيلَ اقْعُدُوا مَعَ الْقاعِدينَ..توبه. ۴۶﴾

۳۔ میدان جہاد و جنگ جانے سے اور خود میدان جنگ کے بعد مسائل پیدا کرتے ﴿لَوْ خَرَجُوا فيكُمْ ما زادُوكُمْ إِلَّا خَبالاً وَ لَأَوْضَعُوا خِلالَكُمْ يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ وَ فيكُمْ سَمَّاعُونَ لَهُمْ ..توبه.۴۷﴾

۴۔ خروج جنگ کے لیے مخالفت برتتے تھے﴿ما كانَ لِأَهْلِ الْمَدينَةِ وَ مَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْأَعْرابِ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ.. توبه.. ۱۲۰﴾

۵۔ وہ جنگ میں جانے سے گریز کرتے تھے جیسا کہ حسان بن ثابت کے بارے میں آیا ہے وہ جنگ خندق کے موقع پر خواتین کے ساتھ اپنے گھر میں رہے﴿رَضُوا بِأَنْ يَكُونُوا مَعَ الْخَوالِفِ وَ طُبِعَ عَلى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لا يَفْقَهُونَ..توبه.۸۷﴾

۶۔ جنگ سے عدول کرنے والے معذرت چاہتے تھے﴿فَإِنْ رَجَعَكَ اللَّهُ إِلى طائِفَةٍ مِنْهُمْ فَاسْتَأْذَنُوكَ لِلْخُرُوجِ فَقُلْ لَنْ تَخْرُجُوا مَعِيَ أَبَداً وَ لَنْ تُقاتِلُوا مَعِيَ عَدُوًّا إِنَّكُمْ رَضيتُمْ بِالْقُعُودِ أَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوا مَعَ الْخالِفينَ ..توبه..۸۳﴾

۷۔ انفاق میں بخل﴿ها أَنْتُمْ هؤُلاءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوا في سَبيلِ اللَّهِ فَمِنْكُمْ مَنْ يَبْخَلُ وَ مَنْ يَبْخَلْ فَإِنَّما يَبْخَلُ عَنْ نَفْسِهِ ..محمد.۳۸﴾

۸۔ اگر جہاد میں نہیں جائینگے تو عذاب نازل کریں ﴿إِلَّا تَنفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ عَذاباً أَليماً وَ يَسْتَبْدِلْ قَوْماً غَيْرَكُمْ وَ لا تَضُرُّوهُ شَيْئاً وَ اللَّهُ عَلى‏ كُلِّ شَيْ‏ءٍ قَديرٌ ..توبه.. ۳۹﴾

۹۔ جھوٹی قسم کھاتے ہیں ﴿لَوْ كانَ عَرَضاً قَريباً وَ سَفَراً قاصِداً لاَتَّبَعُوكَ وَ لكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ وَ سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَوِ اسْتَطَعْنا لَخَرَجْنا مَعَكُمْ ..توبه. ۴۲﴾۔

بمطابق تفسیر شعراوی ج ۲۵ ص ۱۵۴۲۵، منافقین اور زید بن ثابت طائف کی طرف سفر کو گئے تھے کہ ایک غار میں آرام کرنے گئے تو منافقین زید کو باندھ کر قتل کرنے لگے۔ زید نے پوچھا مجھے کیوں قتل کر رہے ہو؟ منافقین نے کہا محمد تم سے محبت کرتے ہیں اور ہم محمد سے بغض کرتے ہیں۔ تو زید نے بلند آواز میں کہا اے رحمٰن میری مدد کر تو ایک آواز آئی ﴿وَ إِذا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسامُهُمْ وَ إِنْ يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ ..منافقون.. ۴﴾۔

شناخت منافق، ﴿وَ لَوْ نَشاءُ لَأَرَيْناكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسيماهُمْ وَ لَتَعْرِفَنَّهُمْ في‏ لَحْنِ الْقَوْلِ وَ اللَّهُ يَعْلَمُ أَعْمالَكُمْ ..محمد.. ۳۰﴾

مذھب اہلبیت و اصحاب کون اکذب و اخطر ہے

مذھب اہلبیت اور اصحاب میں سے کون زیادہ جھوٹا اور دین اسلام کو مسخ کرتا ہے؟ اس حوالے سے ایک بےلاگ قضاوت ہوگی۔ مذھب اہلبیت والا کہوں تو غلط نہیں ہوگا۔

ا۔ علی کا کعبہ میں پیدا ہونے پر اصرار کرنا، نیقہ کانفرنس کی قرارداد پر عمل

کرنا مراد ہے۔
۲۔علی کو محمدؐ کے برابر بلکہ علی کو محمدؐ سے برتر بنایا۔
۳۔اصلی قرآن اہلبیت کے پاس ہے۔تاریخ اہلبیت میں آیا ہے کہ بنی امیہ اور بنی عباس کے حکمرانوں نے بارہاان کے گھروں کی تلاشی لی ہے۔ ان میں دودفعہ یزید کی حکومت نے لی ہے ایک کربلا میں دوسرا مدینہ میں، اصول موازین تاریخ سے متصادم بات کرنے والوں سے الامان۔اگر موجودہ قرآن کے علاوہ کوئی قرآن ہوتا تو منظر عام پرآجاتا۔جو چیز حسین ابن علی اوران کے بعدان کی نسل سے کسی صالح فرد کے گھر سے نہیں ملی اُس کے بارے میں دعویٰ کرنا اوراسے قبول کرنا بلادلیل ہے۔
۴۔آئمہ کے جائے مدفن کو بت خانے بنائے ہیں۔
۵۔ان کیلئے زیارت نامے میں توحید، الوہیت، ربوبیت کواڑایا۔محمد کی جگہ اہلبیت ،قرآن کے مقدوح ومطعون کوآگے لانا اور کھلے عام مردان اول اسلام کوقبیح ترین شنیع ترین کلمات کانشانہ بنایاہے۔
۶۔مہدی کادعویٰ کرکے کفروالحاد کودعوت دی گئی ہے۔

مذاہب اصحاب واہلبیت

مذاہب جس کسی سے بھی منسوب ہوں، حتیٰ کہ خود خاتم النبیین سے بھی منسوب ہو، بدنیتی پرمبنی ہوگا۔اہلبیت یا اصحاب دیرینہ وفادار کانام استعارہ لینادلیل عقلی ،قرآنی حسی ،مشاہداتی سے نہیں بلکہ دغل، دلس، غش کذب افتراء رشوت طمع ،دھوکہ، جبرتشددوتقلید پرمبنی ہے۔جسکی مثال اگراعلیٰ سطح کی دیں توبغدادفارس میں آل بویہ،مصرمغرب میں فاطمین ،ایران میں صفوی، سعودی آل سعود، ایران میں نظام اسلامی کے نام نظرآئینگے۔
مذہب اہلبیت وصحابہ دونوں غش تلبیس سے بنے ہیں کیونکہ دونوں کے

مصادیق غیر معینہ وغیر محدود ہیں۔ دونوں معارض مقاوم اسلام کے لیے وجود میں آئے ہیں۔ مذہب اہلبیت سے مراد حضرت علی، فاطمہ زہراء، حضرات حسنین نہیں بلکہ سلمیہ قیروان قاہرہ، بغداد کوفہ نشین والے بنی ہاشم ہیں۔ کیونکہ انہوں نے تنہا ان ذوات کی قبور بنانے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ ہر مدعی امام زادوں کا بلکہ علماء کے بھی قبور بنانا، ان قبور کی نذورات ڈال کر اپنی حاجت روائی کا دعویٰ کیا۔

علماء و مورخین اسلامی، تحلیل گراں و تجزیہ نگاراں مسلمین، مسلمانوں کے زوال و بدبختی، شکست و ہزیمت کے اسباب کو جنگ عالمی دوم یا اس سے پہلے صلیبی جنگوں کو گردانتے ہیں۔ یہ تجزیہ، تحلیل مجرمین مباشر کی شناخت کی خاطر درست ہوسکتا ہے۔ اگر تجزیہ تحلیل، عمق و گہرائی میں کریں کہ ان کی پشت پر کون تھا؟ تحلیل طلب ہے۔ اس کے بارے میں تحقیق کریں گے تو اس سے پہلے ان عوامل کو تلاش کرنا پڑے گا۔ ہر معلولہ ہر تمجیدات معروف ہے کہ کسی بھی میدان جنگ کے بارے میں کہتے ہیں۔ میدان جنگ سے پہلے ایک داخلی وفکری جنگ لڑتے ہیں۔ اس میں فتح کامیابی حاصل ہونے کے بعد میدان جنگ میں داخل ہوتے ہیں۔ اس اصول کے تحت مسلمانوں میں ضعف ناتوانی، احساس کمتری، بزدلی، فقدان غیرت، اغیار پرستی وغیرہ کی جنگ کب، کس نے، کس اسلحہ سے لڑی تھی؟ اگر اسکی نشاندہی کریں گے تو اسکا سرا باطنیہ سے ملتا ہے۔ مسلمانوں سے فکری جنگ لڑنے والے باطنیہ ہی تھے۔ باطنیہ نے تمام فکری اور قرآنی اصول چھین لئے اور اسکے متبادل اپنے خودساختہ اصولوں کو ٹھونسا ہے۔ باطنیہ نے سب سے پہلے قرآنی اصول سے دور کرنے کے لئے مسلمانوں سے قرآن کو چھینا ہے۔ اس حوالے سے باطنیہ نے تمام اصول قرآن کو مسلمان معاشرے سے نکال کر اپنے جعل کردہ اصول جاگزیں کیے ہیں۔ یہاں چند اصول جو باطنیہ نے داخل کیے ہیں ان

کو پیش کرتے ہیں۔
۱۔ دین کی جگہ علم کی اہمیت پر زور دینا اور اسے بڑھا چڑھا کر پیش کرنا۔
۲۔ اللہ کی بندگی کی جگہ آزادی، عدالت کی جگہ مساوات۔
۳۔ اللہ کی عبودیت کی جگہ دین انسانیت، خدمت خلق، اخوت اسلامی و ایمانی کی جگہ خالی اخوت کا رواج، اس خود ساختہ تعریف و تبلیغ نے مسلمانوں کو سرگرداں و گمراہ کیا ہے۔ ایک لمبا عرصہ ان مفاہیم کی خود ساختگی کے شکوک شبہات پیدا کرنے کے بعد انکے پیچھے پڑے تھے۔ یہاں سے ایک اور حقیقت واضح ہوگئی کہ انسان خود کو کتنا ہی پڑھا لکھا تصور کیوں نہ کرلے جس انسان کی تعریف اللہ تعالیٰ نے بیان کی تھی اس کا بدل نہیں ہو سکتا وہ تعریف یہ ہے کہ انسان جاہل ہے۔ قاعدہ کے تحت مبالغہ ار جھل ہے۔ جھل، مجاہل جب اللہ نے انسان کو بطور مطلق جھول کہا ہے تو اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ جہالت سے نہیں نکل سکتا۔ جہالت کے ذرائع کثیرہ ہیں جہالت سے گریزی کا راستہ محدود ہے۔

عشوان اہلبیت

آپ اپنا تعارف مشکوک طریقے سے کرتے ہیں، یہ بڑا غش ہے۔ کلمہ شیعہ نکرہ ہے، مضاف الیہ مانگتا ہے اس کے مصادیق کثیرہ ہیں۔ جیسے شیعہ سبائی، کیسائی، زیدی، مقلاصی، قداحی شیخی، رشتی، نصیری، علوی، سلمانی، ناوسی، جارودی، ہشامی، ذراری، احسائی ہیں۔ کبھی اپنے تعارف میں یکسو نہیں ہیں۔ کبھی امامیہ کبھی جعفریہ وغیرہ کہلواتے ہیں جو ایک بڑا غش ہے۔ کلمہ اہلبیت بھی مثل کلمہ شیعہ مضاف الیہ مانگتا ہے۔ لغت قرآن کریم اور تاریخ میں اس جیسے کثیر المصادیق نکرہ والے کلمات نہیں ملیں گے۔ بیت حسنی، حسینی، سجادی، باقری، صادقی، عباسی ہر ایک نے اہلبیت کے نام سے

قیام کیا ہے۔زبان عربی میں کلمہ اہل کے لئے ایک معنی وضع کیا پھر قریہ اہل دین، کتاب اہل بیت سب سے زیادہ بیت میں مداوم ہمیشگی رہنے والے کو زوجہ قرار دیا ہے۔قرآن کریم میں جہاں جہاں اہلبیت استعمال ہوا ہے زوجہ کے لیے استعمال ہوا ہے۔لیکن قرآن کو حدیث سے نسخ کرنے والے مذاہب نے اس کو خلاف مصطلح لغت وقرآن سے بیٹی داماد دونواسہ کے لیے استعمال کیا ہے۔حالانکہ یہ ذوات اہلبیت نبی کے کفالتی بھی نہیں تھے بلکہ الگ گھر میں رہتے تھے۔فاطمہ، علی، حضرات حسنین کے لیے مخصوص ہو گیا کہ اہلبیت یہ چار ذوات ہوں گی۔لیکن ان چاروں سے دین کے بارے میں کوئی واضح ہدایات کتب احادیث میں نہیں آئی ہیں۔اس طرح اہل بھی مضاف ہے، مضاف الیہ مانگتا ہے۔بیت اپنی جگہ کثرت بیوت کی وجہ سے نکرہ ہے۔حضرت محمد سے منسوب بیوت ایک نہیں بیوت کثیرہ ہیں۔بیت ہاشمی کے بھی بیوت ہیں، بیت مطلب، بیت عبد المطلب، بیت ابی طالب، بیت عباس، بیت ابی طالب یہ بھی بیوت میں بٹ گئے۔بیت طیاری، عقیلی، علوی ہے۔بیت محمد بیت علی میں ضم ہو گئے لیکن جلدی دوبارہ بیوت میں بٹ گئے۔بیت حسنی، بیت حسینی، بیت حنفیہ، بیت اطرف، بیت عباس ہیں۔پھر مفسدین ومنافقین نے اپنا انتساب فاطمین کے طور پر متعارف کروایا۔ان بیوت میں سے کس بیت سے انتساب ہے؟ واضح نہیں کرتے تاکہ دنیا کو پتہ نہ چلے کہ آپ جس اہلبیت سے مذہب لیتے ہیں وہ اہل دین تھے یا مفسدین تھے؟ انہوں نے خاندانوں کی جنگ کو دوبارہ اٹھایا۔بیت نبی سے ملحق بعض لصیق بھی مسلسل حالت جنگ میں ہی گزارے ہیں۔ان کی ایک ہی منطق رہی ہمیں اقتدار چاہیے چاہے وہ کسی صورت میں ہو۔انہوں نے کبھی بھی اسلام کو اٹھایا ہو تاریخ میں نہیں ملتا۔ہنگامہ خیزی، خون ریزیاں چلتی تھیں۔بنی عباس کو جب اقتدار ملا تو خاندان بنی امیہ کے شریفوں کو بھی نہیں چھوڑا

ہے۔شقاوت،قساوت کا ریلہ قبور تک سرایت کر گیا۔اسی طرح بیت حسینی سے ایک پشت خانہ نشینی انتخاب کیا گیا تھا۔زین العابدین کے بعد زید بن علی اوران کے بیٹے دوبارہ اقتدار طلبی میں سامنے آئے جبکہ محمد باقر خاموش رہے۔ہاشم معروف نے اپنی کتاب سیرت آئمہ اثناعشری میں حیات امام صادق میں لکھا ہے کہ آپ نے حاضرین سے خطاب میں فرمایا۔ہماری مجلس میں،ہمارے سامنے خلافت کا ذکر نہ کریں۔امام صادق کے چار فرزند تھے چاروں کے چاروں میدان اقتدار میں رہے۔محمد دیباج کے فرزندان نے کعبہ کے اندر سے لوگوں کی امانتیں بھی لوٹ لیں۔موسی بن جعفر کے ایک فرزند کا نام زید النار پٹ گیا تھا وہ لوگوں کے گھروں کو آگ لگاتا تھا۔اس طرح شیعہ بہت سے نامرادوں کے مضاف بنے ہیں۔کلمہ شیعہ میں خوشبو کی جگہ بدبو زیادہ آتی ہے۔ویسے بھی اسلام کو چھوڑ کر اپنا تعارف جس کلمے سے کریں چاہے شیعہ یا چاہے سنی،بریلوی،دیوبندی یا نقشبندی بدبو ہی آتی ہے۔

جناب غاشی کلامی!محسوس ہوتا ہے آپ کے حوزہ کے نصاب تدریسی میں کتاب الغش بھی پڑھائی جاتی ہے۔جس طرح کلام کو مقام مراتب و اہمیت دی ہے اس طرح آپ کتاب غش بھی علم کلام کی مانند پڑھتے ہیں۔کلمات غش میں سب سے زیادہ مستعمل کلمہ اہلبیت واصحاب نظر آتے ہیں جہاں آپ نے امت مسلمہ کو اہلبیت اور اصحاب کے اصل معنی کے خلاف معنی ٹھونسے ہیں۔کیونکہ کلمہ اہلبیت دو کلمہ اھل اور بیت سے مرکب ہے دونوں کا مصداق جلی زوجہ ہے کیونکہ اہل سے مراد زوجہ ہے۔دوسرا بیت سے مراد رات گزارنے کو کہتے ہیں،ہمیشہ گھر میں ساتھ رہنے والی زوجہ ہوتی ہے۔آپ نے اہلبیت میں بیٹی،داماد،نواسے مراد لئے جو پہلا غش ہے۔دوسرا غش یہ ذوات تو محبوب مسلمین ہیں لیکن آپ نے اہلبیت سے مراد

اسلام ومسلمین کے دشمنان ان کی نیندیں حرام کرنے والے، دین کومسخ کرنے والے مراد لئے ہیں۔ مناسب ہوگا کہ میں آپ کے منسوب مذہب اہلبیت مجہول بین المدینہ واہلبیت سلمیہ قیروانیہ کی مثال ہاتھی کے دانتوں سے دوں۔ اظہار عمومی کے لیے مدینہ والے اور خصوصی کے لیے سلمیہ قیروان قاہرہ والے ہیں۔

ا۔ آپ کے عقائد ہاتھی کے دانت کی مانند ہیں۔ اجتماعات میں آپ کے عقائد پانچ ہوتے ہیں یعنی توحید، نبوت، عدل، امامت اور معاد جبکہ نجی محافل میں اسس الاساس امامت کو گردانتے ہیں۔ آپ کے نزدیک منکر امام مرتد ہے، اس کے اموال حکم غنیمت رکھتے ہیں حلال ہے۔ کتب اربعہ کو مافوق نقد گردانتے ہیں۔ آپ اجتماعات مخلوط میں اصول دین تین بتاتے ہیں یعنی توحید، نبوت اور معاد اور عدل اور امامت کو اصول مذہب کہتے ہیں۔

۲۔ تمام اعتقادات میں کلمات ذو معانی استعمال کرتے ہیں لیکن جب کسی کا اعتراض آجائے تو کہتے ہیں کہ اس کا یہ معنی مفہوم مراد نہیں ہے۔ کہتے ہیں امام منصوص من اللہ ہوتا ہے لیکن جب قرآن استناد کرنے سے عاجز ہوتے ہیں تو کہتے ہیں ہم نے منصوص از رسول اللہ کہا ہے اور جب استناد شدہ احادیث سے ثابت نہیں کرسکتے تو کہتے ہیں ہر امام سابق امام لاحق پر نص کرتے ہیں۔

۳۔ کہتے ہیں منصوص من اللہ کی آیات سے ہماری مراد وہ روایات ہیں جو ان کی تفسیر میں آئی ہیں کیونکہ تفسیر قرآن بغیر تفسیر آئمہ صحیح نہیں ہے۔

۴۔ عقائد کی کتابوں میں پانچ کا تذکرہ کرتے ہیں، ایک تین، دوسرا پانچ ہیں۔ یہ کتب محمد رضا، کاشف الغطاء، سبحانی نے لکھی ہیں۔ لیکن کہیں موقع ومحل دیکھ کر تعداد بڑھ جاتی ہے اور کبھی کم ہوتی ہے۔ جبکہ عزاداری آپ کے اصول دین میں شامل ہے۔ آپ کے تمام علماء منطق

صلاۃ، نبی کریم جو بتوسط جبریل امین وحی پہنچی وہ تو فروع دین ہے لیکن عزاداری معزالدولہ زیدی غالی ۳۵۱ھ اور اسماعیل صفوی دسویں ہجری سے لی ہے، وہ آپ کے اصول دین میں ہے۔

۵۔ جب امام مہدی ظہور فرمائینگے بہت سے عادل مومنین قبروں سے نکل کر دنیا میں آجائیں گے، یہ رجعت کا عقیدہ براہمہ تناسخین میں سے ہے۔ جب اشکال ہوتا ہے تو کہتے ہیں نہیں رجعت سے مراد ظہور حکومت آئمہ ہے۔

۶۔ بداء کا کوئی معنی لیتے ہیں لیکن جب اشکال آئے تو کوئی اور معنی استعمال کرتے ہیں۔

جناب مرشد فاضل، ناقد ظریف! سنا ہے آپ اپنے محلّہ خلتی خالی از دین وایمان کے درمیان مظلوم عالم ہیں۔ ہر مظلوم کو اپنی مظلومیت کے اسباب وعلل پر غور کرنا چاہیئے کہ آخر ہمارے مظلوم بننے کے کیا اسباب و وجوہات ہیں؟ بلتستان میں افاضل اراشد علماء کا مظلوم بننے کا سلسلہ کب رکے گا؟ دیگر مظلوموں کے مظالم رفع کرنے کے لیے بھی سوچیں اگر آپ اس بارے میں سوچیں گے تو شاید آپ کو اس مظلومیت سے نکلنے کا طریقہ ملے۔ ہم خود بھی محلّہ علی آباد سکورا زھوقہ سگلد و والوں کے ہاتھوں پٹنے والوں میں سے ایک تھے۔ یہ لوگ پہلے سے چوری، ڈاکہ، گانا دف ڈھول، بے دینی کے عادی تھے۔ سگلد و والے مثل جاہلیت عرب خواتین کو ارث سے محروم کر کے ذلیل وخوار کرنے والوں میں معروف ہیں۔ یہ میری ماں کی جائیداد پر قابض تھے۔ زہوقہ والوں کی ذہنیت ہی بہت بری ہے۔ وہ لوگ حسود ہیں ہمیشہ موقع ومحل کے انتظار میں رہتے ہیں۔ سکورا والے سے نیچے والوں کے لیے پانی بند کرنے والے، پہاڑی چراگاہوں پر قبضہ کرنے والے، اہل کوفہ جیسے ہیں۔ چنانچہ اس لئے ہماری ان سے نہیں بنتی تھی۔ ان پر

تف کریں یہ لوگ بت پرست ہیں۔انہیں اخوند عبداللہ جیسا چاہے۔علی آباد والوں نے میرے ساتھ دھوکہ دہی اور فراڈ کیا۔ضامن علی، طٰہٰ اور میرے داماد عزیز محمد سعید نے خاندان وفرڑ و پا سے مل کر ہر طرح کے مظالم ڈھائے۔ میں نے پہلے دن سے ان زیادتیوں کے اسباب ووجوہات پر غور کیا تو اس نقطے پر پہنچا کہ یہاں کے لوگ باطنیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ان کے اندر اصل اسلام سے عناد وعداوت بھری ہوئی ہے۔ان لوگوں نے متعہ ثابت کرنے کے لیے یہاں ایک جلسہ رکھا اور حاضرین سے خطاب کے لیے آغا علی خطیب، لاہور، بلتستان اور مفسد بین المسلمین فتح حسن فخر الدین کو بلایا تھا۔ انہیں کسی صورت میں اساس اسلام کا نمایاں ہونا برداشت نہیں ہے۔انہوں نے اساس اسلام کا متبادل بنایا تا کہ اساس اسلام کسی صورت میں یہاں نافذ ہی نہ ہو۔

واللہ ہم مسلمانوں کو ایسا روزگار نصیب ہوا کہ ہم خود اور مسلمین کو اس سے نکالنے کا سوچتے بھی نہیں ہیں۔ جو قوم، ملت اپنی عزت رفتہ کو بازیاب کروانے کے لیے سوچتی نہیں وہ سزاوار ہے کہ صفحہ ہستی سے مٹ جائے۔ برصغیر کے مسلمانوں نے بہت سی قربانیاں دیں تا کہ اسلام کا بول بالا ہو جائے لیکن تبرا اور نفرت کی تحریک چلانے والوں کے وارثین یہاں مسلمانوں کو متحد ہوتا دیکھنا برداشت نہیں کرتے۔ یہاں سیکولر طبقات کا راج بنا جنہوں نے یہاں فحاشی، عریانی، ناموس کش ایجنڈے اپنا رکھے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ملکی دولت لوٹ کر باہر لے جانے والوں کو خود پر سوار کر رکھا ہے۔

مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے دقیق ترین، مرموز ترین فارمولا استعمال کیا گیا ہے۔ چنانچہ علماء متبحر، نوابغ علوم عقلی ونقلی بھی ان رموز کو فاش نہیں کر سکتے ہیں ورنہ ان کو ٹکنے کی جگہ نہیں ملے گی ان کا جینا حرام ہو جائے

گا۔امت مسلمہ کو امت کفر کے خلاف لڑنے سے روک کر خود امت سے نبرد آزما دو بدو مثل جنگ لیلہ ہریر صفین جیسی اپنوں کے درمیان جنگ داخلی کی بنیاد رکھی ہے۔ظاہراً مسلمان لکھتے ہیں شیعہ،سنی افراد، بھائی، بیٹے یا زوجہ فکری غلامی کے بعد انہیں تنخواہ باطنیہ سے ملتی ہے لیکن لشکر باطنیہ اس کا بجٹ عالمی الحادی اداروں سے بناتے ہیں۔ان کے ہاتھوں میں لائحہ عمل غیر مکتوب دیتے ہیں۔ پہلا لائحہ عمل مردان اولین کو نشانہ بنانا ہے،ان کو میدان سے ہٹانا ہے،ان پر دشنام دوان اور تہمت وافتراء باندھنا ہے۔

مذاہب اور قرآن

مذاہب کا قرآن سے ''غش لا یجھل و لا ینکر ہے'' جس طرح سورج کا دائرہ نصف النہار پر نظر آنے سے انکار جیسا ہے لیکن جس طرح سورج کی تابناک کرنوں کا انکار ممکن نہیں ایسے ہی ان میں کئی ایک حسادو الوں،اعور اغشی جب کوئی عیب کسی میں نہ ملے تو مفت کے الزامات عائد کرتے ہیں۔مذاہب کی قرآن سے ہمیشہ دشمنی رہی ہے کیوں کہ یہ طے ہے کہ قرآن سے مخالفت کیئے بغیر کسی مذہب کا قیام ممکن نہیں۔قرآن حاکم جامعہ ہو جائے تو ان کا جینا ممکن نہیں۔غشوان مع القرآن منہ موڑنے کا نام ہے۔ہم نے بہت سے حاسدین کو دیکھا سنا ہے لیکن حاسدین قرآن کے بارے میں سوچا نہیں تھا۔بعض اللہ کے وعدہ حفاظت کو جھٹلا کر قرآن کو ناقص نامکمل کتاب کہتے ہیں۔آیات محکمات حفظ وصیانت قرآن کے باوجود ترتیب قرآن کو سرکاری قرار دیتے ہیں۔ابوحنیفہ ۱۵۰ھ، مالک بن انس ۱۷۹ھ،ابن ادریس ۲۰۴ھ احمد بن حنبل کو تکمیل شریعت کرنے والے بتاتے ہیں۔کسی نے اسے مجمل، مبہم کہا تو کسی نے کہا اقناع مخاطب نہیں کرسکتا ہے ۔گویا اللہ سبحانہ میں یہ قدرت نہیں کہ انسان کو خود خطاب کر سکے تو خراسان،

ہرات و بخارا والوں کو امام البلغاء فصحا بتایا۔ حسد کہیں رکتا نہیں۔ اس کو محافل میں تبرک کیلئے تلاوت برداشت نہیں ہوئی تو اس کی جگہ صحیح بخاری، حدیث کساء بنائی۔ عرب تو حروف مقطعات پر انگلی نہیں اٹھا سکے۔ مذاہب نے جھوٹی مرسل، غیر مستند احادیث مجامع کو قرآن کا ردیف قرار دیا۔ کافی نہج البلاغہ، صحیفہ سجادیہ کو قرآن کے برابر بتایا۔ پھر بھی نہیں رکے تو قرآن کی خدمت کے نام سے تفسیر و تاویل کے نام سے قرآن مخالف افکار و نظریات کو قرآن میں ملاوٹ کر کے پیش کیا۔ فرقوں کے منہ اور قلم سے نکلی سیاہ غلاظت کو اشارہ کرتے ہیں کہ اصلی قرآن تو مہدی لائیں گے۔

سید محمد شیرازی نے بتایا قرآن نہج البلاغہ صحیفہ سجادیہ اور جواد مغنیہ نے علی والقران، قرآن قول نبی قول علی کو مصادر اسلام بتایا ہے۔ لہٰذا ان کا اسلام مخالف ہونا واضح ہے۔

قرآن اور مذہب

دو علیحدہ سمتیں ہیں جن میں ایک سمت کا نام ہدایت اور دوسری کا نام ضلالت ہے۔ دونوں کے نقطہ التقاء، موڑ کا نام عقل ہے۔ عقل تفکر، تدبر، تذکر کے بعد فیصلہ کرنے والے غریزہ کا نام ہے، عقل بازار سے خریدنے والی چیز نہیں۔ عقل سکول و مدرسہ و درسگاہوں میں پڑھنے والی کتاب، سننے والے خطابات نہیں۔ عقل معلومات سابقہ کو جوڑ کر فیصلے کرنے کی قوت کا نام ہے۔ قوت فیصلہ ہر انسان کے پاس بقدر ضرورت موجود ہوتی ہے اسے بروقت استعمال کرنا ہوتا ہے اور اگر اس میں تاخیر کریں گے وقت پڑنے پر مصلحت اندوزی کریں گے تو پھر کبھی ہدایت نہیں ہوگی۔ جس طرح کسی مسافر جس کو مشرق کی طرف جانا تھا اس طرف سواری نہیں مل رہی تھی تو کسی نے یہ پیشکش کی کہ میرے ساتھ چلیں میں مغرب کی طرف جا رہا ہوں۔ تو

اس نے کہا میں نے تو مشرق کو جانا ہے آپ مغرب کی طرف جا رہے ہیں۔ وہ کہے کہ کچھ نہیں ہوتا ہے آپ کو اپنی منزل مقصود تک پہنچنا ہے تو ہمارے ساتھ چلیں، وہاں سے آپ کو نزدیک پڑے گا۔ اسے دوسرے شخص نے کہا بھائی آپ نے تو مشرق کی طرف جانا تھا لیکن اس نے اس کی بات کی جگہ دوسرے کی بات کو ترجیح دی۔ اس حوالے سے قرآن اور مذہب بھی اسی طرح ہیں۔ قرآن صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرتا ہے جبکہ مذاہب ضلالت اور گمراہی کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ آپ اس سلسلے میں کتنے پائے کے عالم کیوں نہ ہوں مفسر قرآن ہی کیوں نہ ہوں اٹھتے بیٹھتے قرآن اور قرآن ہی کیوں نہ کہتے ہوں آپ کی منزل ضلالت اور گمراہی ہے، فرقوں کی منزل جہنم ہے۔ مذاہب مسلمین اور دنیا مسیحی اور یہودی اور ہنود اور ان میں فرق صرف اس میں ہے کہ مذاہب گمراہی کی طرف حدیث سے استناد کرتے ہیں۔ اگر قرآن سے شغف رکھنے والے ملیں، قرآن ہی کی بات کرتے ہوں پھر بھی ایک شرط کے ساتھ کہ تفسیر اہلبیت شامل کر کے بات کرتے ہیں۔ مذاہب نے امت کو قرآن سے دور رکھنے کیلئے پہلی فرصت میں ہی دو کڑی شرائط لگائی ہیں، ایک فہم قرآن میں عقل استعمال نہ کریں اگر آپ نے فہم قرآن کیلئے عقل استعمال کی تو سمجھ لیں آپ گمراہ ہو گئے، جہنم میں گئے۔ دوسرا حدیث صحابہ یا اہلبیت، نے بھی جادہ صراط مستقیم سے موڑنے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔

مذاہب اور قرآن متضاد جمع ناممکن

مذاہب قرآن اور محمدؐ کے جادو سے منحرف مساکین کو قرآن اور محمدؐ کا بدل بنانا ان کا مرکزی محور فکر ہے۔ محمدؐ کا بدل اہلبیت و اصحاب رکھنے کے بعد ان دونوں کے قول فعل تقریر کو بھی حجت گردانا ہے لیکن اسلام کا ایک ہی

مصدر ہے جو قرآن ہے۔ انہوں نے اہلبیت اور اصحاب کی شان میں نبی کریم پر افتراء افک جھوٹ باندھے اور ان دو کو بھی نبی کا درجہ و مرتبہ دیا ہے جس طرح اللہ کا بدل نہیں اسی طرح اس کے کلام کا بھی بدل نہیں ہے۔

انہوں نے پہلے مرحلے میں براہ راست قرآن سے استناد کو روکا اور اس کے لیے کلمہ تفسیر اور تاویل استعمال کیے۔ یہ دونوں کلمات مستعمل، قرآن سے باہر کے کلمے ہیں ان کے نزدیک قرآن سے بطور مستقیم رابطہ ممکن نہیں۔

باطنیہ کی طرح وہی قول کہ ظاہر قرآن مراد نہیں باطنی مراد ہے صرف امام جانتے ہیں اور امام سے ملاقات ممکن نہیں۔ قرآن سے استفادہ لینے کے لیے شیاطین فارس وروم کے اختراع کردہ علوم شعوبی پڑھنے والے قرآن سے صرف مس کرنے، دعائیہ کتابوں مثلاً مفاتیح الجنان ساتھ رکھنے والوں سے پوچھیں وہ بتائیں تو تفاسیر آیات سے غیر مربوط بلکہ متضاد اجنبی معانی کیوں دیا ہے؟ کیا اہلبیت سے مراد باطنیہ کے افراد ہیں؟ فاطمین ہیں؟ وہ کہیں گے کہ خراساں بخارا، ہرات، بصرہ میں جمع کتب راوی میں ہماری تائید سنی کتابوں میں ملتی ہے۔ آیت تطہیر کی تائید آیت مودت میں، آیت مودت کی تائید آیت مباہلہ میں، آیت مباہلہ کی تائید آیت تطہیر میں ہے۔ آیت تطہیر کی تائید سنی شیعہ روایات میں ان کی تائید کہاں سے ملے گی؟ صانعان بلا دنفاق میں ملے گی۔ ان کے پاس کوئی ایک آیت بھی نہیں ملے گی جس میں خود آیت کے کلمات سیاق وسباق سے استناد کیا ہو۔ مفسر کوثر کہتے ہیں ظاہر قرآن پر سنت ثابت مقدم ہے لیکن سنت ثابت کہاں سے ثابت ہے؟ جواب ندارد۔

دین اسلام کی اساس قرآن و اسوہ محمد ہے۔ قرآن اور محمد کا کوئی بدل نہیں ہو سکتا ہے اس لئے اہلبیت و اصحاب کو ان دو سے گزارنا ہے۔ ان کی پاک طینت پاک سیرت بدل قرآن و محمد نہیں بنتی ہے کیونکہ نص قرآن کے تحت ان میں متصلحین سے مفسدین اکثر نکلے ہیں۔ ابوبکر، عمر و عثمان شیدایان

قرآن و محمد تھے، دین کا میزان نہیں۔ان کی تاسی کا دعوت دینے والے تحریف دین کی طرف داعی ہیں۔ یہ ایک قسم کی بدعت اور شرک ہے جس طرح قرآن وسنت'' کہنا شرک ہے۔لہٰذا دار القرآن کو اسلام مخالف وارثین کے رحم وکرم پر چھوڑنا عقل اور شرع دونوں کے تحت گناہ ہوگا۔ان کو یہاں بطور مشروط حق سکونت دیتے ہیں اگر اس دار القرآن کا احترام کریں اور اس کی نگرانی ،نگہداری، تزین جمع قرآنیات کیلئے ساری توجہ نہ رکھیں۔

شیعہ سنی وحدت بمقابلہ اسلام

کیا شیعہ اور سنی میں اتحاد ممکن ہے؟ اس حوالے سے انکے متضارب متضاد اقوال ملتے ہیں ہر ایک اپنے مافی الضمیر مرام مقاصد کے تحت اظہار نظر کرتے ہیں لیکن صرف امکان کافی نہیں بلکہ تحقیق کے لئے کسی فارمولے کی بھی ضرورت ہے اور وہ فارمولا کسی حد تک عقلی منطقی اور ناگزیر ہے۔اس سلسلے میں دو ہی طرح کے شخص رائے دے سکتے ہیں۔ایک جن کے مفادات ہوں دوسرا جوان سے وابستہ افراد کو جانتے ہوں۔ ہمارے اندر خود اپنے فرقے میں کتنی نرمی پائی جاتی ہے، دوسرے فرقے سے زیادہ سے زیادہ عرصہ متضاد تناؤ میں رہنے سے بھی تجربہ حاصل ہوا ہے۔اس سلسلے میں آغائے محمد تقی کا کہنا ہے اس کا ایک فارمولہ ہے کہ ایک کو ختم کریں یا دونوں کو ختم کریں لیکن یہ دونوں ممکن نہیں۔آپ ان کے بعد ان کے نظریے کو لیکر اس انداز کو بلند کرنے والے ہمارے ملک کی دو ہی شخصیت اس کی منادی ہیں۔ایک قبلہ آغائے مجدد اسلام محمد جواد نقوی دوسرے استاد غامدی ہیں۔ دونوں کا نظریہ ہے نہ دونوں ختم کر سکتے ہیں نہ ایک کو ختم کر سکتے ہیں۔اصولی طور پر نہ موجودہ فرقوں کو ختم کر سکتے ہیں نہ آنے والوں کو روک سکتے ہیں۔ یہاں دوسرا فارمولہ ممکن ہے کہ وحدت ادیان میں شامل ہو جائیں، یہود و

نصاریٰ مسلم کے ساتھ ایک ہوجائیں۔ چنانچہ امریکا برطانیہ ایک عرصے سے اس کاوش میں مشغول ہیں انہوں نے اپنے نمائندہ افراد مختص کیے جو مختلف جگہوں پر سیمنار منعقد کرچکے ہیں۔ چنانچہ جمال الدین افغانی، محمد عبدہ، محمود شلتوت، علامہ اقبال، علامہ مودودی، آغائے خمینی منتظری، آغائے واعظ زادہ ان سب کا نقطہ نظر وہی ہے جو محمد تقی قمی کا نظریہ ہے۔ ہم حقیقی معنوں میں متحد نہیں ہوسکتے ہیں لیکن افسوس کہ ہم متحد ہوکر الحاد کے لئے راستہ کھول سکتے ہیں۔ لہٰذا شیعہ اور سنی کے تضادات کو ختم نہیں کریں بلکہ ان میں اور شدت پیدا کریں۔ ہمارا تعاون سیکولروں کے ساتھ بہت زیادہ ہے۔ اس کے لئے امت میں مزید خرافات بدعات کو پھیلائیں کہ ہم اپنے اس اصول کو نہیں چھوڑ سکتے ہیں لہٰذا مودودی نے ضیاء کا ساتھ دیا، جماعت اسلامی نے الحادیوں کا ساتھ دیا۔ ایران میں مجمع جہانی بنایا۔ حوزہ سے مبلغین پی ٹی آئی سعودی کی تبلیغ میں دیوبندیوں علماء اسلام دیوبند نے ہمیشہ سے الحادیوں کو کامیاب کیا۔ لہٰذا بلتستان میں آغائے جعفری اور رضوی میں مقابلہ شیعہ اور سنی کا نہیں رہا بلکہ پی پی اور پی ٹی آئی میں رہا ہے۔ اسلام کے مقابلے میں سنی شیعہ کے گٹھ جوڑ کے بہت زیادہ قرائن وشواہد ہیں۔ اس سلسلے میں قاہرہ، تہران، پاکستان کے حوزات میں منعقدہ اجتماعات سے بھی یہ عیاں اور ثابت ہوتا ہے۔ اس فرقے کے نوے فیصد لوگ وہ ہیں جنہیں چھٹے امام سے اوپر نہ تو کسی کا نام آتا ہے اور نہ ہی نام لیتے ہیں۔

مذاہب میں شیعہ وسنی

عام محاورات میں شیعہ وسنی دو متضاد متعارض متضارب گروہ سمجھے جاتے ہیں۔ کبھی کبھی حالات کے تناظر میں یہ دونوں سے نفرت خالص اسلام کے رجحان بڑھنے پر تقریب بین المذاہب کے عنوان سے اجتماعات

کرتے ہیں۔لیکن شکوہ وشکایت بیان کرنے کے بعداپنے اپنے مذھب پر قائم رہنے،اسلام کی طرف جانے سے بازرہنے کی تلقین کرتے ہیں۔ان دونوں کوایک محاورے کے بقول دوہاتھ سے کمانے والابھی کہہ سکتے ہیں۔ ہرانسان دوہاتھ سے ہی کماتاہےلیکن انکی کیاخصوصیات ہیں کہ یہ دوہاتھوں سے کمانے کامحاورہ ان کے لئے استعمال کرتے ہیں۔جہاں ایک ہاتھ سے حلال کمائی کرتے ہیں تو دوسرے ہاتھ سے حرام کمائی بھی کرتے ہیں۔جیسے آج کل کی دینی تنظیمیں ملک میں زکوۃ،فطرہ،کھالوں کےاجروثواب کیلئے خیرات تو دوسری طرف سے یونیسکوکےاین جیوز سے تخریب اسلامی کے لئے فنڈبھی لیتے ہیں۔یہ دوغلے منافقین ہیں جوظاہرمیں مسلمانوں کے ساتھ ملتے ہیں اوراندرسے کافرین کے ساتھ ملتے ہیں۔باہرسےابوبکر،عمر،علی، عثمان کانام لیتے ہیں لیکن ایک دوسرے کی مخالفت دکھاتے ہیں۔صحیح بخاری کامذاق اڑاتے ہیں،اشاعرہ کے مخالف ہیں تو معتزلہ کی تعریف کرتے ہیں۔

تحقیق درمذاہب کی سزائیں

مذاہب کے مصادروماخذاستعلام،استفہام علماءومجتہدین تک محدود ہیں۔اس سے آگے تجاوزکرنے کی اجازت نہیں ہے۔کیونکہ آگے خادارتار ہے جہاں چورغاشین بیٹھے ہوئے ہیں۔لہذا یہاں تجاوزکرنے والوں کوایسی سزائیں دی گئی ہیں کہ دوسروں کیلئے مثال بن سکیں۔ان کی اولاد،عزیزرشتہ داراحباب دشمن ہونگے وہ معاشرے میں باہرنہیں نکل سکیں گے۔

التحقیق حرام فی المذاهب التقلید اذا لتهم علی ذلک کثیره من الایات القرانیه ستاند و اناجدنا آبانا علی ذلک

دوسری دلیل حوزات میں عمرضائع کرنے والے رجعت پسند علماءاورمسخرہ

کر کے پڑھے لکھے حضرات کا کہنا ہے عام آدمی کہاں جائے؟ ہمارے تمام اعمال کی ذمہ داری علماء کے ذمہ ہے۔ وہ جانیں اور اللہ جانے۔ تیسرا یہ کہ ملک میں بڑی بڑی وزارتوں میں رہ کر خرد برد اور کرپشن کرنے والوں کا کہنا ہے کہ یہ تحقیق اچھی نہیں ورنہ کوئی نہیں بچے گا۔ چوتھے مجلس امام حسین پڑھنے والے امام حسین کے نام سے خرافات پھیلانے والوں کا کہنا ہے **العهده على الراوی** کہ کر آپ کچھ بھی نقل کر سکتے ہیں۔ لوگ زیادہ اصرار کریں تو حوالے دے سکتے ہیں۔ مجتہدین کے گھروں میں ایسے جھوٹے مصائب پڑھتے سنا ہے۔ پانچویں، صاحب تفسیر کربلاء آغائے نظری کا کہنا ہے کہ واقعہ کربلا سے متعلق بہت سی چیزیں گم ہوگئیں۔ وہ کتابیں نہیں مل رہی ہیں جن میں اصل مواد تھا۔ ہم جو پڑھتے ہیں ان کا متبادل پڑھتے ہیں۔ تحقیقات کے بارے میں رائے عامہ کیا ہے؟ یہ کوئی نہیں جانتا۔

۱۔ بہت سی کتابیں مجہول المصنف، مجہول المذہب ہیں جیسا کہ کتاب الامامہ والسیاسہ، کتاب سلیم بن قیس، قصہ افک وفدک شیعہ وفدک۔

۲۔ کتابیں لکھنے والے نامعلوم حضرات ہیں، ان کے مولفین مطعون ہیں۔ سب کا اعتراف ہے کہ ان میں غلطیاں بہت زیادہ ہیں جیسا کہ ''حلیۃ الاولیاء ابونعیم اصفہانی''، جس میں امام صادق کا بغداد یا مسجد کوفہ میں تدریس کے دوران ابوحنیفہ سے مناظرہ تذکرہ بیان ہے جبکہ امام صادق مدینہ سے نکلے نہیں ہیں۔

۱۔ علم نحو جیسے عمر خور، مجہول و نامعلوم انتساب، جن کی معرفت کو کثرت سے منوایا جاتا ہے۔ لیکن اس کا تسلسل اور فوائد در فوائد اور افادیت صرف جزم، زبر زیر، مذکر و مونث تک رہ جاتی ہے۔ اگر کوئی یہ کہے ضرب زید اعمرو جس طرح ضرب موسیٰ عیسیٰ میں کہتے ہیں، فاعل مقدم ہوتا ہے اور مفعول موخر ہوتا ہے تو کیا کوئی قیامت برپا ہو جائے گی؟ مسئلہ تشخیص مذکر و مونث بھی

ایک قسم کا دھوکہ ہے۔ کتاب المجر رفی النحو تالیف اسماعیل مصرت ۲۰۰۷ ج ۱ ص ۳۶۴ پر لکھتے ہیں تمام اسماء جتنے بھی ہوں چاہے سینکڑوں مونث ہوں، ایک مذکر ہو وہ غالب ہوگا، صیغہ مذکر استعمال ہوگا۔

۲۔ کتب میں لکھا ہے کہ کلام تین چیزوں سے مرکب ہوتا ہے۔ اسم ، فعل اور حرف اس کے اجزاء ہوتے ہیں۔ حرف کے لیے صیغہ مذکر استعمال کر سکتے ہیں اور مونث بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ اس کو حرف کی حیثیت سے مذکر کلمہ کی حیثیت سے مونث کے طور پر استعمال کر سکتے ہیں۔

۳۔ حرف مبانی بھی اس طرح ہیں مذکر مونث دونوں کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ افعال جو بھی ہوگا مذکر ہوگا کیونکہ افعال مشتق مصادر ہے مصادر مذکر ہے۔

مذاہب کا ایمان بقرآن

مذاہب کے ایمان بقرآن کے بارے میں محققین کہتے ہیں ان کا قرآن پر ایمان صدر اسلام میں بعد از فتح مکہ کلمہ اسلام پڑھنے والوں جیسا ہے جن کے دو چہرے ہیں۔ ایک چہرہ وہ مکشوف ومشہود ہے جس کو دیکھنے کیلئے در منثور سیوطی، نور ثقلین، خویزی، برہان، بحرانی، طوسی وطبرسی، صافی ، فخر الرازی، طنطاوی، تفاسیر تصوف، میزان وفرقان، کوثر نور الاذہان، نمونہ آملی، تفسیر عرفان آملی ہیں۔ ان میں ہر ایک نے اپنا ایمان بقرآن اپنی تالیفات میں دکھایا ہے۔ ان کی تفاسیر قرآن کے بارے میں اپنے تاثرات لکھنے کی ڈائریاں بنائی ہیں۔

۱۔ قرآن قابل فہم ودرک نہیں ہے۔

۲۔ اس میں تمام ضروریات بشر نہیں ہیں۔

۳۔ احادیث کے بغیر فہم قرآن ممکن نہیں یہ وہی منطق باطنیہ ہے کہ

ظاہری معنی مراد نہیں بلکہ باطن مراد ہے۔ان کی مثال اثنا عشری، زیدی جس طرح شیعہ وسنی دھوکے میں ہیں۔امت اسلامیہ عرصہ دراز سے باطنیہ کے زیراثر ہے۔امۃ مسلمہ کے پاس موجود تفاسیر سب کی سب کی مغز پیغام باطنیہ ہیں۔''قرآن میں آیات منسوخہ ہیں یا نہیں؟''بعض نے انکار کیا بعض نے چند آیات منسوخ بتائی ہیں۔جبکہ حقیقت میں باطنیہ نے کل قرآن کو منسوخ کیا ہے۔وہ کہتے ہیں صرف امام جانتے ہیں۔امام سے تو نہیں مل سکتے ہیں لیکن وہ امام کی طرف سے بولتے ہیں۔

قرآن کی تبین کے لیے زمانہ جاہلیت اول کے گمراہ کن اشعار سے استناد کرنے کی بھلا کیا ضرورت ہوتی ہے؟ قرآن نے جس انداز بیان اور نفاق کو محکوم بنایا اسے دوبارہ قرآن پر حاکم بنانے کا کیا جواز ہے؟ تفسیر مجمع البیان وغیرہ اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔انہوں نے آیات کے معانی کے شواہد میں اشعار کو پیش کیا اس کے بعد حدیث کو جاگزین قرآن بنایا۔اس کے بعد فتاوی جعفر صادق، ابوحنیفہ، محمد بن ادریس، مالک بن انس، احمد بن حنبل کو جاگزین کیا ۔

ان مفسرین کے عزائم ومنویات مکروہ تھے، اسلام کا بدل شیعہ، سنی نہیں ہوسکتے۔جھوٹ کے مجموعوں بخاری، بحار، ستہ واربعہ کو سر چھپانے کی جگہ چاہیئے تھی اس لئے انہوں نے تفاسیر قرآن کی چھت بنائی۔ان کا مقصد قرآن کو مطعون کرنا تھا جس طرح سوتیلی ماں، سوتیلی اولاد سے کرتی ہے۔ آپ کا ابوبکر وعمر عثمان کو تاریخ اسلام کے بطور منفور مبغوض کا نشانہ بنانا، اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ آپ دین اسلام کے محافظ نہیں ہیں۔

مذاہب کی قرآن سے روکنے کی سدود۔

باطنیہ اوران کی شاخیں کفروالحادوالوں کی پشت پناہی میں قرآن عظیم

پر حملہ آور ہوئے مثل عمر بن سعد جہاں اس نے اپنے لشکر سے خطاب میں کہا تھا ''تمام لشکر ہر طرف ہر سو سے تیر نیزے تلوار اور پتھروں سے حملہ کریں'' اسی طرح باطنیہ نے عوام کے ایک ہجوم کو حکم دیا کہ قرآن کو ہر طرف سے روکیں۔ اف وتف ہوان درسگاہوں پر جہاں قرآن سے دور رہنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ انہوں نے ہجوم عوامی اور نیلامی کا اعلان کیا ہے۔ من تصدی قرآن فھو اقرب و ادنی کا اعلان کیا جس طرح تیسری صدی میں ایک عوامی نیلامی کا اعلان کیا گیا تھا کہ جو منہ پر آئے وہ پیغمبر کے اصحاب سے منسوب کر کے بول دو۔ قرآن کو ناقص ناکافی بتانے کے لیے ''جوامع الکلام'' یا ''کتاب امام علی جامع علوم اولین واخرین'' کا یہاں بھی اعلان کیا گیا ہے۔ آپ احساس شرمندگی نہ کریں، نجفی سبحانی نے عنقاء کی طرح نایاب، ناقابل دید کتاب ''امام علی جامع علوم اولین وآخرین'' پیش کی ہے۔

مذاہب کی اتفاقیات اور مفارقات

۱۔ اسلام کے مقابل مورچہ بندی میں مذاہب اور فرقوں میں اتفاقات اور مفارقات دونوں پائے جاتے ہیں۔ یہ بات اپنی جگہ ایک فلسفہ رکھتی ہے۔ اتفاقیات وہاں ہوں گی جہاں اسلام کی اساس ہو یا اس سے ملے ہوئے وہ لوگ ہوں جن کا اس دین کو اٹھانے میں واضح کردار پایا جاتا ہو۔ لیکن یہ وہ ہیں جن کا کردار ہر صورت میں پیچھے کرنا ہے۔ اس کو کسی بھی صورت میں آگے لانے کی ہر کوشش کو بروقت روکنا ہے۔ یہ ان کا متفقہ فیصلہ ہے۔ پہلے مرحلے میں قرآن دوسرے مرحلے میں ذات محمدؐ آتے ہیں۔ تیسرے مرحلے میں وہ یاران آتے ہیں جو ابتدائی دنوں میں اس دعوت میں شامل ہو گئے تھے جہاں منافع مادی معنوی سیاسی اجتماعی وغیرہ کا تصور ہی نہیں تھا بلکہ ناممکن تھا اور مصیبت در مصیبت تھی۔ جن میں بعض شخصیات نے

اپنی رفاہی عیش والی زندگی چھوڑ کر، مصائب نظر انداز کر کے اس دین کو جان کی قیمت میں خریدا۔ ان میں سرفہرست ابوبکر، مصعب بن عمیر، عثمان بن عفان، عمر بن خطاب، طلحہ، زبیر بن عوام آتے ہیں۔ اس میں بعض تو قبل از نبوت آپ کے گرویدہ تھے بعض دارارقم میں شرکت کرنے والوں میں سے تھے۔ ان کی حکمت عملی یہ ہے کہ اہلبیت والوں کو اپنے مذہب سے دور ہی رکھیں ان سے عداوت ونفرت حکمت سے کریں لیکن غیروں پر کھلے عام سب وشتم کریں۔

چوتھا نقطہ یہ ہے کہ خود اسلام کا نام نہیں لینا چاہیے۔

وقت اور جگہ کے حساب سے اختلاف تو کہیں ہوسکتا ہے لیکن پوری کوشش کرتے ہیں کہ محمدؐ کا نام نہ آئے۔ چنانچہ شیعوں کے عمائدین نے کھل کر کہا ہم اصحاب سے سنت محمد نہیں لیں گے، سنت، اہلبیت سے لیں گے۔

شیعہ اور سنی کے درمیان متفرقات

۱۔ عشرہ ومبشرہ کے موضوع پر آپس میں اختلافات دکھاتے ہیں۔

۲۔ زانی وزانیہ کی رجم خلاف قرآن ہے آیۃً ''لا یاتیه الباطل من بین یدیه''۔

۳۔ حضرت علی نے عبداللہ بن سباء کو آگ میں جلانے کا خوف دلایا۔

۴۔ سابقین اسلام، ہجرت و جہاد پر روایات مجہول الحال مطعون افراد سے لیتے ہیں تاکہ فدایان کو مطعون کرسکیں۔

۵۔ دجال کی پیش گوئی کو اذکار نماز میں شامل کرنا۔

۶۔ ''آمین'' کے بے ربط بے معنی نامفہوم کو نماز کا جزو بنایا۔

۷۔ نماز میں ہاتھ باندھنا یا کھولنا، پاؤں دھونا اور مسح کرنا۔

۸۔مخالفین اسلام کی توقیر و تعظیم نماز افطار کے اوقات میں اختلاف کے حوالے سے شیعہ اور سنی دونوں وارثین خوارج ہیں۔ دونوں کی دشمنی عظمت مسلمین سے ہے۔ دونوں کی سنت وسیرت، اصول اسلام سے نہیں ملتے۔ دونوں کی تاریخ پیدائش وجائے پیدائش ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ اسلام کی تاریخ پیدائش ۶۲۰ء ماہ مبارک رمضان میں جبل النور پر، جبرئیل امین وحی کے توسط قرآن کے نزول سے ہوئی، جبکہ ان دونوں کی پیدائش دوسری صدی کے آخر یا تیسری صدی کی ابتداء کوفہ، بصرہ، خراسان بخارا ثمرقند، سلمیہ قیروان، قاہرہ میں ہوئی۔ قرآن کریم میں انبیاء کے گھر والوں کی تجلیل مقام نبوت کے برابر نہیں۔ قرآن میں اہلبیت واصحاب واضح اور صاف نہیں آئے ہیں۔ فرزند نوح، زوجہ نوح غرق شدہ، ابراہیم وآزر، اہلبیت موسیٰ، بنی اسرائیل، زوجہ لوط کا دھوکا اور قوم لوط، ان کے بارے میں آیا ہے "منهم مومن و منهم ظالم" موسیٰ کی قوم میں سامری تھا، محمدؐ پر ایمان نہ لانے والا ابولہب تھا جو آپ کی نبوت سے مزاحم تھا، نبی کریم کے خاندان کی تاریخ بھی گذشتہ انبیاء سے مختلف نہیں بلکہ اس میں بھی کئی مقام سے گرے انسان موجود ہیں ہیں۔ جیسے عبداللہ بن معاویہ کا الحادسر فہرست ہے، زید بن موسی بن جعفر کو مانیں گے یا علی بن موسی بن جعفر کو؟

شیعوں کی خصوصی پہچان

ا۔اذان میں شہادت ثالثہ خلیفہ بلافصل کی صورت میں کھلے عام علی پر جھوٹ باندھنا اور پوری امت کو سب و دشنام دینے کے برابر ہے۔

۲۔عزاداری کے محرمات، اس کی شروعات، آل بویہ وصفویان کی شریعت کی قید اور حدوں سے آزاد رسومات ہیں۔ یہ ان کے خوشیوں کے ایام ہیں۔

۳۔اصحاب کے نام سے عمائدین صف اول مسلمین پر سب وشتم کرنا۔
۴۔بدعت نوافل جیسے تراویح کو جماعت کے ساتھ پڑھنا۔
۵۔انکار ختم نبوت، اقامہ امامت بنام تداوم نبوت، دوسرا کہے کہ نبوت کا دور ختم ہے، اب اولیاء کا دور ہے۔
۶۔انتظار امام مہدی ودعویٰ وکالت از امام مہدی۔

دونوں کے مشترکات

۱۔قرآن اور محمدؐ کی جگہ اہلبیت واصحاب کو اٹھانا۔
۲۔قرآن کی جگہ فقہ اسلامی کو جاگزین کیا۔
۳۔نفلیات کی بھرمار کرنا۔
۴۔دعاؤں کی موسوعات بنانا۔
۵۔مناسک حج میں میقات توڑنا۔اپنے گھروں اور جہازوں میں محرم ہونا۔
۶۔یکم شوال اوردس ذوالحجہ کوعید منانا اوراس کے چاند کا حکم علماء سے جوڑنا، رمضان کا روزہ کھولنا،عید سے جوڑنا۔
۷۔کسوف وخسوف کی نمازیں۔
۸۔زمانہ جاہلیت کی بت پرستی کی طرح مُردوں کے مزار بنانا۔
۹۔ایمان کی جگہ الفاظ عقائد، اصول دین کہنا، مذہب کی قراردادوں کو عقائد میں شامل کرنا۔
۱۰۔پندرہ شعبان، ۲۷ رجب اورشبہائے قدر منانا۔

متعہ اورامام مہدی کی روایات سنیوں نے بنائی ہیں۔تجدید دین پر دونوں کا اتفاق ہے۔روایات کی صحت وسقم پر چھیڑ چھاڑ نہ کرنے پر اتفاق کیا ہے۔علماء گذشتہ کو عصمت کا درجہ دینے پر دونوں میں اتفاق ہے۔تحریف

قرآن جیسے جرم کا ارتکاب کرنے والوں کو بڑی عزت واکرام کرتے ہیں۔ اپنی اشعریت کو چھپانے کے لیے اجتہاد متعارف کرتے ہیں تاکہ انہیں ضعیف روایات پر چلائیں۔ غصب خلافت، غصب فدک اور اللہ کے خلاف ولایت تکوینی کا مواد علماء سنی بنا کے دیں گے، رونا پیٹنا شیعہ کریں گے۔ جس پر لعنت شیعوں نے لگائی ہے، اس کی اسناد سنیوں نے دی ہیں۔ متعہ کے جواز پر روایات سنیوں نے بنائی ہیں انہی روایات سے نظام زواج کے قلعہ کو اڑایا ہے۔ سنی خلفاء کو ماننے کی وجہ سے مستحق لعن ہیں لیکن لعن شیعوں نے کرنی ہے۔ اصل دین کو کسی بھی صورت میں باہر نہ لانے پر ان دونوں کا اتفاق ہے، سو بار نہیں بلکہ ہزار بار اتفاق ہے۔ فرقے اسلام کے خلاف اسلام کو ہٹانے اور لوگوں کو دھوکے میں رکھنے کے لئے مختلف ناموں سے وجود میں آئے۔

اہل فارس ہزار ہا سال سے خطہ ارض پر حکمرانی کرنے والے، روم کے امپراطوری اقتدار سے لڑنے والے کیسے برداشت کرتے کہ اُن کو ایسے حالات کا سامنا ہو۔ چنانچہ ان سب نے دل وجان سے اسلام کو قبول نہیں کیا تھا۔ اگر حقیقت پسندانہ نظر سے سوچیں تو آج امت مسلمہ کو دنیائے کفر کے سامنے ایسے حالات کا سامنا ہے۔ جعل خود ساختہ نژادوں نے ایک عرصے سے ہمیں عزت رفتہ کو بازیاب کرنے کے دھوکہ میں رکھ کر مزید غلاظت کے اندر دھکیل رکھا ہے۔

متمدن علاقوں میں انسان، نباتات اور حیوانات رہتے ہیں۔ حیوانات کو غیر مناطقہ جنس کہتے ہیں اس جنس کی بہت سی انواع ہیں۔ ان انواع میں سے صرف ایک نوع کو دیگر تمام انواع پر برتری دیتے ہیں اس کا نام انسان ہے۔ اس کو انسان کیوں کہتے ہیں؟ یہاں ایک غلط روایت منقول ہے کہتے ہیں انسان اپنی نوع سے انس رکھتا ہے۔ روایت کی سند میں تحقیق

ابھی چھوڑ دیں، صرف متن کو لیتے ہیں۔اس کا متن غلط فاحش اور جھوٹ ہے۔اگر انسان کو انسان سے انس ہوتا تو مغربی ممالک عراق، افغانستان، میں شقاوت وقساوت نہیں دکھاتے۔مشرقی ممالک پر ظلم نہیں ڈھاتے، ان کے شہروں کو مسمار نہیں کرتے، گوانتانا موبے، ابوغریب میں شقاوت نہیں دکھاتے۔اگر انس ہوتا تو یہاں صنف نازک پر ظلم نہیں کرتے، ان کی یہ توجیہ تو بالکل غلط ہے۔یہ بات جذباتیت میں نہیں کہہ رہا ہوں، حیوانات اپنے ہم نوع سے اتنی قساوت وشقاوت نہیں کرتے جتنا انسانوں کو انسان سے ہوتی ہے۔تاریخ مسلمین میں زیاد بن ابیہ، حجاج بن یوسف، مختار ثقفی، تاریخ یورپ میں ہٹلر، تاریخ ہند میں برطانیہ کا کردار ہمارے سامنے ہے۔بعض نے کہا اس لئے کہا جاتا ہے کہ انسان دیگر انواع سے افضل واشرف ہے۔ کیونکہ اس میں ایسے فضائل ہیں جو دیگر انواع حیوانات میں نہیں پائے جاتے جن میں سے ایک فضیلت کا نام عقل ہے۔یہ بھی ایک روایت ہے بے سند بلکہ لاسند روایت، آپ غصہ نہ کریں خبر کی تعریف میں علماء بلاغت کہتے ہیں کہ اگر عنوان یعنی مضمون خبر مطابق واقع خارجی نہیں ہے تو وہ کذب ہے۔یہ کذب کہ انسان دیگر مخلوقات سے افضل ہے یہ کون کہتا ہے؟ کس کی منطق ہے؟ یہ بے نظیر کی جمہوریت آمریت سے بہتر ہے والی منطق لگتی ہے۔جمہوریت اپنی اور اپنے شوہر، بیٹے، بیٹیوں کیلئے ہوسکتی ہے لیکن لاڑکانہ والے ابھی تک قرون وسطیٰ کی زندگی گزار رہے ہیں۔خرافات کے حوالے سے انہوں نے جمہوریت سے فائدہ اٹھایا۔انسان بعض اوقات حیوان سے زیادہ شقی القلب، ظالم بے وقوف اور دھوکہ دینے والا ہوتا ہے۔

ہم شیعہ اور سنی دونوں کو اسلام کی دو شاخیں سمجھتے تھے اس لئے سب کو ایک دوسرے سے نفرت کراہت عداوت نہ کرنے کی تلقین کرتے تھے لیکن اللہ سبحانہ وتعالی کا فضل واحسان ہے کہ اہلبیت اور اصحاب کو پیروان

حقیقی حضرت محمد سمجھتے تھے لیکن اسلام کی حقیقت سمجھنے کی وجہ سے اسلام ہی کو کسوٹی قرار دیتے تھے۔اس وجہ سے میرے لیے کشف غطاء، کشف حجاب ہوگیا۔ان دونوں فرقوں کے اوپر لگی چھت گر گئی ان کے اندر کی قباحتیں کشف ہوئیں اور ثابت ہوگیا کہ یہ دونوں اندر سے باطنیہ کی دوشاخیں ہیں۔ یہ دونوں ایک دوسرے کی مخالفت نمائی کر کے قرآن اور محمد کو کنارے پر لگا کر ان دو کو قرآن اور محمد کا متبادل پیش کر رہے تھے۔ ہر موڑ پر تنازعات دیکھے کہ قرآن اور محمد کو میدان سے ہٹانے والے یہی ہیں۔جس کے لیے انہوں نے دقیق منصوبہ بندی کی ہے۔ پہلے مرحلے میں قرآن کو معائر سے ہٹانے کے لیے دفعات لگا کر داخل دفتر کیا ہے لہٰذا جہاں کہیں قرآن کا نام سنتے ہیں تو فورا کہتے ہیں یہ عمر نے کہا ہے۔دونوں نے امت کو حضرت محمد کے اسوہ سے ہٹانے کے لیے اہلبیت اور اصحاب کو پیش کیا۔دونوں کو محمد کے مماثل دکھانے کے لیے علیہ السلام اور رضی اللہ عنہ لگایا آپ کے عمائدین نے لکھا ہے ہم اصحاب سے سنت پیغمبر نہیں بلکہ سنت پیغمبر اہل بیت سے لیتے ہیں۔محمد باقر، امام صادق سے مروی روایات در کتب اربعہ میں شاید کہیں شاذ و نادر رسول اللہ سے انتساب مل جائے لیکن اکثر و بیشتر بلا انتساب ہے۔کہیں بھی امام محمد باقر یا امام صادق سے منسوب احادیث میں اپنے سے پہلے کسی سے اسناد نہیں کیا ہے۔ بلکہ میں نے ایک کتاب میں دیکھا ہے کسی نے امام صادق کے حضور کسی محدث پر تنقید کرتے ہوئے کہا فلاں محدث نے رسول اللہ سے نقل کیا ہے حالانکہ انہوں نے رسول اللہ کو نہیں دیکھا ہے تو نعوذ باللہ امام صادق نے فرمایا قال اللہ تعالی یعنی ہم تو بطور مستقیماً اللہ سے لیتے ہیں ہم بغیر واسطہ لیتے ہیں۔یہی جملہ آغائے فدا حسین نے پایان میں لکھا ہے کہ یہ ذوات محدثہ ہیں۔آغائے جناتی آغائے محمد تقی حکم وغیرہ کا جملہ ہے ہم سنت اہلبیت سے لیتے ہیں۔اس جملے کی وضاحت صوفیوں کے اس دعوے کی طرح ہے

جو کہتے ہیں کہ ہم مستقیم اللہ سے لیتے ہیں۔ یہاں سے بہت سی دین کش باتیں نظر آتی ہیں جو اس بات کو تقویت پہنچاتی ہیں کہ یہ لوگ اہل بیت مدینہ کے شیعہ نہیں بلکہ سلمیہ قیروان، قاہرہ والوں کے شیعہ ہیں۔اس کے قرائن و شوائد درجہ ذیل ہیں۔

ا۔شیعوں نے تمام مذاہب فاسدہ معتزلہ،تصوف،نصیریت،علویت زیدیت،غلات مردہ،آغا خانیت کو کھلے عام دین سے کھیلنے دینے اور ہم سب ایک ہونے کا دعوی کیا ہے اور امام صادق کو مذہب صوفی کا بانی متعارف کروایا ہے بلکہ نعوذ باللہ اپنی تمام ترالحادیات کی برگشت امام صادق سے کی ہے۔جیسا کہ بہت سی کتابوں کو امام صادق سے منسوب کیا گیا ہے لیکن ذات وسیرت امام صادق نے ثابت کیا وہ ان چیزوں سے بری ہیں۔

ا۔جابر بن حیان کوتصوف امام صادق نے پڑھایا ہے۔

۲۔کتاب ''مصباح شریعہ'' جوتصوف پر لکھی گئی ہے اسے امام صادق سے منسوب کیا ہے۔

۳۔اخوان صفاء کے رسائل امام صادق سے منسوب کئے ہیں۔بعد میں محققین نے ان کے انتساب کورد کیا۔

۴۔سفیان ثوری اور امام صادق کے درمیان مفروضاتی مناظرے میں سفیان نے امام صادق سے سوال کیا۔یہ لباس آپ کے اجداد نہیں پہنتے تھے تو امام صادق نے گزشتہ زمانے کے ساتھ شریعت میں تبدل وتغیر ہونے کا عندیہ دیا۔نعوذ باللہ امام صادق گزشتہ زمانے کے ساتھ تجدید دین کے داعی نہیں تھے۔

۵۔ہاشم معروف حسنی نے شیعہ وتصوف کے نام پر کتاب لکھی ہے ان دونوں میں موجود مشترکات اور تفرقات کو بیان کیا ہے۔آغائے سبحانی نے ترکیہ میں منعقدہ تصوف کانفرنس میں اہل تصوف کو تسلیم کرنے کے بعد

تفرقات بیان کیے ہیں۔

۶۔تصوف اور تشیع میں مشترک منصب بنام اولیاء، تسلیم شدہ عقائد میں سے گنوایا گیا ہے۔

۷۔اولیاء کا مقام و مرتبہ انبیاء سے بالاتر بتایا ہے۔انبیاء توسط جبرئیل وحی لیتے تھے جبکہ اولیاء بغیر واسطہ لیتے ہیں۔

۸۔سورہ حج کی وحی کے بارے میں آیت میں کلمہ محدثہ محذف کر کے آئمہ کے لیے وحی ثابت کی ہے۔

۹۔آغائے محسن نجفی نے اپنی تفسیر کی پہلی جلد میں نہج البلاغہ سے استناد ایک خطبہ کہ حضرت علی شریک نبوت تھے، پیش کیا ہے جبکہ یہ خطبہ مرسلہ ہے۔ یہاں سے اندازہ ہوتا ہے آغائے نجفی بھی عقیدہ علبائیہ رکھتے ہیں جہاں علی کو برابر محمد یا برتر از گردانتے ہیں اور نبی کریم کی طرح وحی سننے میں شریک گردانتے ہیں۔

۱۰۔مصحف فاطمہ کو نبی کریم کی وفات کے بعد جبرائیل امین نے لکھوایا ہے جس میں علوم اولین واخرین جمع تھے چنانچہ امام صادق سے منسوب روایت میں آیا ہے وعندنا مصحف فاطمہ۔

۱۱۔حضرت علی کے پاس ایک ایسی کتاب ہے جو جامع علوم اولین و اخرین ہے۔چنانچہ آغائے نجفی نے اسلام آباد میں شرکاء جلسہ سے خطاب میں فرمایا کہ کتاب امام علی جس میں تمام علوم اولین و آخرین ہیں۔کتاب ریاض العلماء حیاض الفضلاء من سید ہاشم بحرانی کے بارے میں آیا ہے کہ انہوں نے آخری عمر میں اپنے شاگردوں کو لکھواتے ہوئے کہا کہ آئمہ انبیاء اولی العزم سے بھی برتر ہیں۔

۱۲۔کتاب ''اسماعیلیہ'' تالیف احسان ظہیر الہی میں آیا ہے کہ معز الدین فاطمی نے دو عالموں کو اپنے دربار میں طلب کر کے ان سے پوچھا امیر

المومنین معزالدین افضل ہیں یا رسول اللہ تو علماء کے انکار پر ان دو عالموں کو قتل کیا۔

۱۳۔ چونکہ اہلبیت میں سرفہرست فاطمہ زہراء، امیرالمومنین، حضرات حسنین آتے ہیں لیکن ان سے قابل اعتناء اعداد میں روایات جو کسی جامع کتب سے ہوں، نقل یا مروی نہیں ہوئی ہیں۔ امام صادق مدینہ سے باہر نہیں نکلے جبکہ تمام روایات کوفہ میں جمع کی تھیں۔ جامعین روایات میں سے اکثر و بیشتر مطعون و مقدوح ہیں اس حوالے سے رجال الحدیث خوئی اور رجال الحدیث محمود ملبوبی دیکھی ہے۔ یہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ یہاں اہلبیت سے مراد اہلبیت مدینہ نہیں بلکہ اہلبیت قیروان وقاہرہ ہیں۔

آغائے غاشی فلسفی کلامی مناظر! آپ نے دانشگاہ اعتزال سے علم فلسفہ میں تخصص کرنے کا اعزاز حاصل کیا ہے جبکہ اس ذات عالم سر وخفا نے اس ناچیز و نالائق کو اس علم گمراہ کن سے جاہل رکھا ہے۔ فلسفہ دانوں کا کہنا ہے کہ نقلیات کی جب تک عقل تائید و توثیق نہیں کرتی وہ دلیل نہیں بنتیں۔ لیکن آپ کے تمام معتقدات خلاف عقل ہیں آپ نے اللہ کی کتاب قرآن مجید کو دیئے کی اوٹ کی مانند حدیث سے باندھا ہوا ہے جو ہماری عقل سے بالاتر ہے، آپ کے اصل اصول امامت کے بارے میں جو تعارف امامیہ والوں نے لکھا ہے، عقلاء و عالم نے اس کی تمام شقوں کے لغوی معانی اور اس کے مصداق خارجی اور اوصاف اور شرائط کو یکا یک مسترد کیا ہے۔ آپ سے پہلا سوال ہے آپ کا کلمہ امام، ظرفیہ مبہم آئمہ سے نہیں نکلتا ہے۔ امام سب میں سے آگے والے کو کہتے ہیں جبکہ آپ کے ائمہ روپوش خانہ نشین تھے۔ بعض آئمہ کو کسی نے دیکھا ہی نہیں۔ حاضر غائب میں کوئی فرق نہیں رکھتے اس کی وضاحت کریں۔ دوسرا سوال کہتے ہیں معرفت امام ضروری ہے۔ جہالت موجب کفر الحاد ہے پھر لکھتے ہیں معرفت امام ناممکن ہے اب

ان دونوں میں توافق کیسے کریں؟ معرفت امام ضروری اور واجب ہونے کی صورت میں خود امام پر واجب ہے آپ اپنا تعارف پیش کریں جبکہ آپ کہتے ہیں آپ کے آئمہ تقیہ میں رہتے تھے۔ امام یعنی قائد پیش رو کو کہتے ہیں جبکہ آپ کے آئمہ کے دور میں انہی کے خاندان سے کئی ایک دعوی امامت کرتے ہوئے میدان میں اترے۔ امام باقر کے دور میں آپ کے بھائی زید بن علی نے دعوی امامت کیا، امام صادق کے دور میں محمد بن عبداللہ نفس ذکیہ نے دعوی امامت کیا۔ امام موسی بن جعفر کے دور میں محمد دیباج نے دعوی امامت کیا، امام رضا کے دور میں زید بن موسی بن جعفر نے دعویٰ امامت کیا۔ آپ کو دنیا میں کوئی قائد، رئیس ایسا نہیں ملے گا کہ وہ بیمار ہو جائے یا سفر پر جائے تو وہ قائد نہیں رہتا۔ لیکن آپ کے آئمہ گھر میں رہتے ہوئے بھی امام ہیں آپ اسے اصل اول واصل آخر گردانتے ہیں۔ آئمہ بقول ''رئیس وحدت المسلمین'' جب جم جاتا ہے تو اللہ جب کھل جاتا ہے امام بن جاتا ہے۔ آپ کے عقائد پورے کے پورے عقل سے باہر ہیں۔ ایک نابالغ بچہ خود اپنے لئے بیوی نہیں لے سکتا، اپنی ضرورت کے لئے اپنا مال فروخت نہیں کر سکتا تو وہ دوسروں پر کیسے حجت بن سکتا ہے؟ اگر بن سکتا ہے تو شگر جا کر خانقاہ میں اعلان کریں کہ نابالغ بچوں کے پیچھے بھی نماز ہو سکتی ہے۔ قرآن کریم جو کہ خود نبی کریم پر حجت ہے، میں آیا ہے کہ نابالغان کی جائداد ان کے تصرف میں نہ دیں جب تک بالغ نہ ہو جائیں۔ آپ نے اس کو واجب الاطاعت گردانا، یہ کہاں سے ثابت ہے؟ آپ کے بقول وہ کہاں ہے حواس ظاہری و باطنی سے خارج ہے غیب و غیوب سے ہماری ہدایت کرتے ہیں۔ کس کی عقل میں آتا ہے؟ امام مہدی کے بعد آئمہ یکے بعد زندہ ہو کر دوبارہ حکومت کریں گے کیا یہ عقل میں آتا ہے؟ یہ عقیدہ انکار قیامت پر منتہی ہوتا ہے جو عقیدہ براہمہ ہے کہ ہر انسان مرنے کے بعد واپس

اسی دنیا میں آتا ہے۔

جناب راشد قلسفی شگری! فلسفہ نظریہ محدودیت کے خلاف ہے، رکتا نہیں ہے کیونکہ ہر نیا کشف اپنا عامل سبب مانگتا ہے۔ فلسفہ دور سے اسباب و علل تلاش کرنے کا نام ہے۔ وہ ہر چیز کی انتہا کا متلاشی ہوتا ہے۔ طلاب و فارغان دانشگاہ فلسفی قم والوں کے بارے میں ابھی تک ایسی خبر نہیں آئی کہ آپ حضرات نے اپنے مدرسہ کے حدود اربعہ سے باہر یا اپنے علاقے بلتستان یا ملک کے مسائل پر سوچا ہو۔ حتیٰ کہ بلتستانی طلبہ اپنے گاؤں سے باہر کا نہیں سوچتے ہیں۔ میں نے اپنی ساری عمر اس تلخ صورتحال کا قریب سے مشاہدہ کیا ہے۔ علاقہ بلتستان میں ہر علاقہ کی الگ تنظیم ہے۔ سکردو، چنداگول، حطو ہوتو، گول، کھرمنگ والوں کی الگ الگ تنظیمیں ہیں۔ یہ سب دنیاداری میں مقابلہ کرتے نظر آتے ہیں۔ آپ لوگوں کے علاقہ پر استعمار کا قبضہ ہے لیکن آپ اس پر کبھی توجہ دے ہی نہیں سکتے۔ بلتستان جسے آپ لوگ مذہبی علاقہ کہتے ہیں یہاں صرف خرافات، خزعبلات وتوہمات اور جنسیات کی باتیں ہوتی ہیں۔ یہاں قدیم اور نئے تین استعمارگروں کا تسلط رہا ہے، ان سے نجات حاصل کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔

ا۔ راجگان وہ ہیں جن کی تمام تر توجہ بے دین محرمات اور شر پھیلانے پر ہے یہی ان کا طرہ امتیاز اور مایہ شناخت رہا ہے۔

۲۔ راجگان کے بعد سادات کی حکمرانی جو فقیرانہ گداگری کے ساتھ منبر ومحراب پر قابض ہیں۔ یہ قبضہ بھارت کا کشمیر پر قبضے کی طرح ہے۔

۳۔ تیسرا امت کے لئے بت کی طرح بنے علماء کی حکمرانی ہے۔ ان کی اس معاشرے میں حکمرانی ہے اس لئے ان کی یہاں خوب چلتی ہے، ہر طرح کی خرافات اور فرسودگیوں کو خوب فروغ ملتا ہے۔ سکردو کو اسوقت مرکز تعلیم قرار دیا جاتا ہے لیکن یہاں پہلے موجود خرافات کا خاتمہ کرنا تو دور کی بات

ہے ہر جگہ سے خرافات برآمد کرتے ہیں۔ گزشتہ سالوں میں شہر صنعت خرافات، میانوالی جامعہ کوثر سے نیا علم لائے تھے۔

علم کلام وہ سلسلہ نسب ہے **الی یوحنا دمشقی دخل فی ایران مع الانقلاب مع تصوف مع الفرقان مع جامعات بهر نصابها فی مصطلح القراان الكريماللهومات افتی جوازها الفقها المتجددين امثال الجناتي** جسکو آجکل اس درسگاہ ضرار میں اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ وہ ورثہ یوحنا ودمشقی ہے۔ ایران میں انقلاب اسلامی کے بعد تصوف کی جگہ عرفان، فلسفہ کی جگہ کلام، قرآن کی جگہ حدیث کو بہت مقام ملا۔ اسلامی انقلاب سے اہل قرآن کی امیدیں سراب بن گئیں۔ آپ تحائف واعزازات، درسگاہ ضراری کے اعزاز آغائے فدا حسین کو دینا تاکہ آپ کی یہ سنت قدیمہ اور جاریہ ان پر گراں نہ گزرے۔ اور مجھے آپکے تحائف مادی اور اعزازات حجۃ الاسلام، آیت اللہ، استاد مروج الاحکام، کے القابات کچھ غرض نہیں۔ اگر اللہ نے میرے لئے حالات پیدا کیے تو ان باتوں کا جواب تفصیل سے دونگا کیونکہ آپ لوگوں کی زبان سے میں محفوظ نہیں رہوں گا کیونکہ میرا اسلام کسی کو قبول نہیں ہے یہ قرآن سے جو ماخوذ ہے۔

جناب فاضل مرشد! آپ واقف وآگاہ انسان ہیں۔ آپ نے کہا تھا قرآن بغیر حدیث یا تفسیر اہلبیت کے سمجھنا ممکن نہیں ہے اور اسی طرح پھر فرمایا کہ ہمارے آئمہ کی امامت نص قرآن سے ثابت ہے۔ اللہ نے موسیٰ و عیسیٰ کو جو معجزہ دیا تھا اس کے استعمال میں اجازہ کلی دی تھی کہ جہاں عملی طور پر استعمال کرنا چاہیں کریں۔ اس کو مصطلح قرآن میں سحر وجادو کہتے ہیں۔ آپ کے محضر میں دینی اجتماعی علمی مسائل پیش کرنا نقل تمر بہ ہجر جیسا ہے۔ میں یہ باتیں آپ کے علم وآگاہی میں لانے کے لیے پیش نہیں کرتا بلکہ اپنے ذہن کو

لاحق مسائل ومشکلات سے آپ کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہر انسان اپنی بساط ، ہمت حدود میں خود کو درپیش مسائل حل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مثلاً

ا۔مسائل انفرادی میں دو وقت کا کھانا ہے اس کا بندوبست کہاں سے کرنا ہے؟ کم از کم دو موسم کے لیے دو جوڑے، گرم اور سرد کپڑے چاہیے۔

۲۔اگر صاحب عیال ہے تو اتنی مقدار میں دوگنا چاہیے۔

۳۔اگر صاحب اولاد ہیں تو تین گنا چاہیے۔

ہم آغائے فرمان شگری کو اس بارے میں جھوٹا نہیں کہہ سکتے کیونکہ جھوٹ ان کے اساس مذہب میں شمار ہوتا ہے۔اپنے مذہب اور مذہبی بھائی کی مصلحت میں جھوٹ بولتے ہیں۔ چنانچہ آئمہ کے علم کے بارے میں وحی سے استناد اور قرآن میں تحریف کرتے ہیں۔ایک طرف کہتے ہیں ہم قرآن میں تحریف کے قائل نہیں ہیں لیکن متعہ، آئمہ کے فضائل میں قرآن کو محرف کر کے ثابت کرتے ہیں۔آپ کے دو مذہب ہیں ایک جس کا عام مسلمانوں کے درمیان اعلان کرتے ہیں جیسے ہم قرآن کی تحریف کے قائل نہیں ہیں۔ لیکن قرآن میں تحریف کر کے اس سے استناد کرتے ہیں۔ یہ وہی صوفیوں کا دعوی ہے جو انبیاء سے طنز کر کے کہتے ہیں وحی بغیر توسط جبریل ہم بطور مستقیم لیتے ہیں۔لہٰذا اپنے اجتماعات میں دونوں کو ایک ہی بتاتے ہیں۔ چنانچہ آغائے سبحانی نے ''مجلّہ کلام'' میں ترکیہ میں منعقدہ کانفرنس میں اس کے شرکاء سے خطاب میں کہا ہے صوفیاء اور شیعہ آپس میں ملے ہوئے ہیں۔ چنانچہ آغا ہاشم معروف اور رسول جعفریان نے بھی صوفی اور شیعہ کے فرق کو بتایا۔ یہ بھی اللہ ہی سے نص کرتے ہیں۔امامت نصب اللہ سے بنتی ہے۔ جب اللہ نے ہی بنایا ہے تو اس کیلئے بالغ اور نابالغ کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔نابالغ امام یا غائب امام، معدوم امام میں کوئی فرق نہیں وہ غیب میں بیٹھ کر ہماری ہدایت کرتے ہیں۔آپ کیلئے ہر قسم کی امامت درست ہے۔

دراصل غلطی آپ کی نہیں ہے بلکہ شرف الدین میں ہے جو بے فہم ہے، جسے سیوطی کا سبق یاد نہیں ہوا آپ اسے معاف کردیں۔ ہمیں بعد میں پتہ چلا کہ امامت آپ کے نزدیک کیا تصور رکھتی ہے۔ امامت آپ کے عقیدے کے مطابق دو حالت میں ہوگی۔ مظہر اللہ جہاں ظہور اللہ کا نام ہے، جب اللہ ظاہر ہوتا ہے امام بنتا ہے۔ اور جب غائب ہوتا ہے اللہ بنتا ہے۔ یہ باریک نقطہ قبلہ آغائے راجہ ناصر داعی وحدت مسلمین، اتحاد یہ الحادیہ سے سنا تھا۔ جس طرح میرے خاندان کو مجھ سے چھینا ہے۔ اپنے مخالفین جیسے مجھ بے سہارا سے سلوک روا رکھا ہے۔ کیا یہ علی، فاطمہ، حسن، حسین، جعفر صادق سے نہیں ملتا؟ آپ لوگوں کا آل بویہ فاطمین، صفوین، پہلوین پی پی، خائنین کا یہی طریقہ واردات رہا ہے۔

ا۔ شیعہ اور سنی دونوں اپنے مذہب پر تحقیق کرنے نہیں دیتے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ دونوں آپس میں مشترکہ نقاط پر اتفاق رکھتے ہیں۔

۲۔ ایک اور دلیل یہ کہ آج شیعوں کے بڑے بڑے علماء کا کہنا ہے خلفاء پر سب وشتم مصلحت اسلام میں نہیں ہے یا ہمارے علماء نے منع کیا ہے یا امام صادق نے منع کیا ہے۔ اس کا معنی مفہوم یہ ہے کہ یہ لوگ مستحق سب و شتم تو ہیں لیکن حالات کی وجہ سے مصلحت اجازت نہیں دیتی۔ لیکن جائز و ناجائز کی اتھارٹی جامعہ ازہر اور حوزات کو کس آیت کے تحت ملی ہے؟ جو محمد رسول اللہ کو حاصل نہیں۔ اگر سب خلفاء آپ کے اصول دین میں شمار ہے علماء سے کہیں آپ کس دلیل سے ناجائز قرار دیتے ہیں؟ اگر علماء نے منع کیا ہے تو بھکر، پاراچنار، شگر بلتستان کے منابر سے اعلان کریں۔

شعوبی صرف وہ لوگ نہیں جو فارس کو عربوں پر برتری دیتے ہیں بلکہ شعوبی قدیم دور سے عصر معاصر تک وحدت امت اسلامیہ کو قبائل وعشائر لسانی وعلاقائی فرقہ واریت میں تقسیم کرکے تتر بتر کرتے ہیں۔ یہ ایک تحریک

ہے جوامت اسلام کو بیک وقت دائیں بائیں، دونوں طرف سے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے لیے بنائی گئی ہے۔ یہ تنظیم معتزلہ کی ہدایات پر عمل پیرا رہتی ہے جس پر آپ کو فخر ہے۔ جنہوں نے اسلام میں زہد کے نام سے گروہ بندی ایجاد کی ہے۔ اسی تسلسل میں اسماعیل صفوی نے سادات کو عامۃ الناس پر برتری دی ہے۔ یہ روحانیت یعنی عباء، عمامہ پوشوں کو دوسروں پر برتری دیتے ہیں جس میں ایرانیوں کی عربوں، افغانیوں، پاکستانیوں، ہندوستانیوں پر برتری شعوبیوں کے اہداف شوم میں سے ہے۔

حضرت محمد کی ضد میں باطنیہ نے مصالح عیش کی بنیاد پر مذاہب گھڑے ہیں۔ مذاہب کا ضد اسلام ہونے کا واحد ثبوت یہی شیعہ بنام اتباع اہلبیت، اتباع علی وحسین ہیں جو کئی فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ یہ مذاہب ختم نہیں ہوتے بلکہ لباس نام بدل کر حالات کے تناظر میں نئے نعرے شعار لے کر میدان میں اترتے ہیں۔ جب تک انسانوں میں عیش ونوش کی رغبت ہوگی، مذہب چلتے رہے گے چونکہ اندر سے بے بنیاد بے اساس ہونے کی وجہ سے ان پر تحقیق کی اجازت نہیں ہوتی ہے۔

۴۔ آج سے چند سال پہلے آغائے بشیر حسین مشہد چھوڑ کر کراچی تشریف لائے تھے، آپ کتب لغات زیادہ خریدتے تھے۔ تو میں نے آپ سے عرض کی آپ کو لغت شناسی کا شوق ہے، اچھی بات ہے لغت ام العلوم ہے۔ اس تجسس لغت سے استفادہ کرتے ہوئے آپ سے ایک سوال کرتے ہیں آپ کی حدیث ثقلین میں قرآن اور عترت کا ذکر ہے اس عترت کی اصل کیا ہے اور یہاں کس مناسبت سے استعمال ہوا؟ اور کون مراد ہیں؟ اس سوال کے بعد وہ دوبارہ تشریف نہیں لائے۔

جناب نقیر ونقید آپ اپنا تعارف اتباع مذہب اہلبیت سے کرتے آئے ہیں آپ اور مذہب صحابہ ایک ہی ہدف، ایک ہی ثقافت اور ایک

زبان بولتے ہیں۔آپ کومسائل بتانے کی زحمت ہی نہیں ہوتی آپ کے جڑواں تیار آمادہ لوگ آپ کومواد فراہم کرتے ہیں۔ جناب نحوی مجادل و مناظر! بحث وگفتگو چاہے تخاطبی ہو یا مکاتباتی ہو کسی نکتہ پر دونوں کا اتفاق ہونا ضروری اور ناگزیر ہوتا ہے۔اب ہمارا اور آپ کا مکاتباتی دور شروع ہوا ہے ہم اپنا نکتہ التقاء بیان کرتے ہیں کہ ہمارا نقطہ التقاء اسلام ہے۔ یہ نازل من السماء ہے اسلام وہی ہے جو قرآن میں ہے،قرآن کو محمد لائے ہیں۔نام محمد سے گریز کر کے اہلبیت اصحاب سے تمسک ،خیانت بد دیانت اور سازش پر مبنی ہے۔قرآن کے مقابل احادیث، محمد کی جگہ اہلبیت ،اصحاب کی توجیہ غیر از خیانت کے نہیں بنتی ہے۔اپنے اصول دین میں عدل کو شامل کرنے والے خالق کلام کے کلام کو عجمیوں کے کلام سے تشریح ،فاسدین جائز ترین عدالت ہوگی جس کے آگے قرآن کی عدالت چیز ہی کیا ہے؟ جو خالق کائنات نے جبرئیل امین کے توسط سے محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب پر ۲۳ سال میں نازل کیا ہے۔جس کی حفاظت خود صاحب کتاب نے کرنے کا وعدہ کیا ہے۔حجر ۹۔فصلت ۴۲۔اسلام کے مصادر اربعہ وستہ نہیں ہیں۔ وسائل مستدرک،نوری بحار مجلسی قمی کی مفاتیح الجنان منتہی الامال سفینہ نہیں ہیں۔ یہ احادیث نبی کریم کے منع کرنے کے باوجود جمع کی گئیں۔آپ مکتوبات منہیات رسول کو دین کا مصدر نہیں بتا سکتے ہیں۔

آپ حضرات کے علوم شعوبی کی وجہ سے جو اسلام سے خالی ہیں۔ اسلام عزیز میں شامل ان غیر اسلامی اصولوں کی وجہ سے آج اسلام مسلمان گھروں میں بھی محصور قرار دیا گیا ہے۔اسلام کے نام سے متعارف آج اسلام کا نام احتیاط سے استعمال کرتے ہیں۔ اسی لئے آج کوئی اسلام و مسلمین کو لاحق مسائل ومشکلات کا نام لیوا بھی نہیں ہے۔اسلام کو سیکولروں کو تحفے میں دینے والوں نے اس پر پابندی عائد کی ہے۔فرقہ بازوں اور

سیکولروں کی ریشہ دوانیوں سے ان حالات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔آج ہر طرف شعار جمہوریت کے نعرے بلند ہو رہے ہیں۔لیکن آپ کی طرف سے منصوصیت اور افضیلت پر اصرار ہوتا ہے۔آپ نابالغ، غائب، ساکت امام منظور اور اسلام نامنظور کا نعرہ بلند کرتے ہیں۔آپ کا جواب کیسے دوں کیونکہ آپ نے ہمارے جوابات پر یہ دفعات لگا کر واپس کیا ہے۔

جناب ناقد ناقور شگری! انقلاب اسلامی ایران کے بعد پہلے انتخابات کے صدر مملکت کے لئے حوزہ کی طرف سے امیدوار جلال الدین فارسی تھے۔آپ نے المارکیہ کے نام سے ایک اچھی ضخامت والی کتاب لکھی ہے جس کے ابتدائی حصوں میں چین کی کمیونسٹ پارٹی کے بانی موزے تنگ کے بارے میں ایک جواب لکھا ہے جہاں ان سے کمیونزم کے خلاف انتقادات کے بارے میں سوال کیا تھا کہ ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں تو انہوں نے لکھا کہ ہم کھلے دل سے استقبال کرتے ہیں اور کرنا بھی چاہیے اس سے ہمیں نئی جان ملتی ہے اور ہمیں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ بعض لوگ ہمارے نظریات کو پسند نہیں کرتے ہیں۔کیوں نہیں کرتے ہیں، یہ سوچنا پڑتا ہے گویا جس کسی نے اگر کسی کے نظریات پر تنقید کی تو اس سے آنکھیں کھل جاتی ہیں۔اس کو ذاتیات میں مداخلت تصور کرنا غلطی ہے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا مذہب متعدی بہ جعفر صادق کمیونزم سے بھی زیادہ استبدادی ہے۔اپنے مذہب پر تنقید برداشت نہ کرنا اندر کی خلاء کی نشانی ہے۔بقول صحافی پنڈورا بکس کھلنے سے ڈرتے ہیں کیونکہ حوزہ والوں نے نقد و نقدیات، نقرات سے بچانے کے لیے اس کو مقدسات میں شامل کیا تاکہ کسی کی زبان پھسل کر غلط یا نامناسب کم ادبی کی بات نہ کرے۔چنانچہ مجمع جہانی نے میری ایک تنقید کے جواب میں لکھا تھا انہوں نے اپنے خط حوزہ کو بھی چھیڑا تھا غرض میں تنقید سے حاصل شہرت سے خوش ہوں نہ تنقید کرنے والوں کو ذاتی دشمن سمجھتا

ہوں۔ عبارات سے تو خود تنقید نگار چلتا ہے۔ اب تو میری قوت حس و ادراک اتنی بڑھ گئی ہے کہ ہمیں سند روایت دیکھنے کی ضرورت کم پڑ رہی ہے۔ کتاب میں موجود کلمات سے کس کس کلمہ سے بو آتی ہے کہ اس میں ملاوٹ کتنی ہے۔

بہر حال میں اپنے ناقدوں کو اپنے محسنین میں شمار نہیں کرتا ہوں کیوں کہ انہوں نے مجھے اپنی غلطیوں کی طرف متوجہ کرنے کے لئے نہیں لکھا۔ نہ ہی انہوں نے ادب کی کوئی خدمت کی ہے۔ اگر یہ دین ہے تو دین کی خدمت کی ہے اگر باطل سے دفاع کیا ہے تو اہل باطل کے ساتھ محشور ہوں گے مجھے ایسی تنقید سے کوئی مثبت یا منفی اثر نہیں پڑتا ہے۔

جناب راشد صاحب! آپ کے اصول عقائد میں یہ آیا ہے اصول دین میں تحقیق ضروری ہے لیکن آپ کے کلمہ اصول دین کو تحقیق سے گزارتے ہیں۔ بلکہ آپ کے بزرگ عمائدین نے اصول دین میں تقلید کو جائز گردانا ہے۔ یہ بات آپ کے جملہ اصول دین میں تحقیق ضروری ہے کی نفی کرتی ہے۔ یہ مصلحتی کلمات یا فتاوی مصلحتی کی مانند نظر آتے ہیں۔ جیسے ہر جگہ لکھتے ہیں کہ ہماری دلیل قرآن ہے، اللہ کی کتاب ہے، پھر اللہ کی کتاب سے دو سطر بھی نہیں لکھتے ہیں۔ اگر اصول دین میں تحقیق ضروری ہوتی تو یہ آپ کے نصاب میں شامل ہوتا۔ آپ کے خصوصی اصول جسے آپ عدل امامت کہتے ہیں اس کے بارے میں بھی بحث کرنے سے خائف رہتے ہیں ،آپ امامت کو ڈنڈے اور لفافے ،جھوٹ سے چلاتے آئے ہیں۔ تدلیس کو زور و جور سے اصول دین میں شامل کیا ہے۔ ابھی حوزے کے افاضل افاخر بھی اصول کافی کی روایات سے ہٹ کر امامت پر منہ کھولنے کی جرات نہیں کرتے۔ اس مسئلے کے بارے میں عقل کیا کہتی ہے؟ آیات کیا فرماتی ہیں تو کہتے ہیں اصول کافی کی روایت ہے۔ آپ کی بدعات آپ کے گلے پڑی ہوئی ہیں۔ اجتماعات میں اس بارے میں ذکر کرنے سے کتراتے

ہیں۔شرمندگی سے سر نیچے ہوتا ہے چور خائن ڈرپوک ہوتا ہے۔قرآن کا نام سن کر دہشت طاری ہوتی ہے، معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے دین کا کوئی اصول نہیں جو کچھ ہے وہ مذہبی اصول ہے۔اس لیے ہر طرح سے ہر دن اصول میں اضافہ کرتے ہیں فوراً کہتے ہیں ہمارے علماء نے فرمایا ہے کہ قرآن ہمارا پہلا مصدر ہے۔صاحب المیز ان الفرقان محسن نجفی، صلاح الدین جوان کے مایہ ناز ماہر نحو وصرف ہیں یہ بھی قرآن کی بجائے صرف ونحو سے ہی شیعہ عقائد کا دفاع کرتے ہیں۔شیعہ روایات کے مجموعوں میں ضعیف روایات کا اعتراف ہونے کے باوجود کسی بھی روایت کے متن وسند دیکھنے کی ہمت وجرأت تک نہیں کرتے، اگر کریں گے تو لعن طعن کا سامنا کرنا پڑے گا ۔ہماری تو کوئی حیثیت نہیں۔حوزات میں سیوطی فیل ہونے کی وجہ سے افاضل ہمارا مذاق اڑاتے ہیں لیکن ہمارے ہاتھ میں قرآن دیکھ کر ان کو نیند نہیں آتی۔ملک بھر کے افاضل اور حوزہ شرف کی ہم سے عداوت وکراہت قرآن اٹھانے کی بنیاد پر ہے۔آپ حضرات کو آیات متشابہات، روایات جعلیات سے استناد کر کے شور مچانا آتا ہے۔کہتے ہیں ہماری اساس اول امامت ہے، جبکہ خود امامت کی کوئی اساس نہیں۔کہتے ہیں امامت قرآن کی کثیر آیات سے ثابت ہے لیکن آیات میں کہیں بھی کوئی جملہ امامت سے مربوط نہ ملنے پر آپ کے عمائدین کو شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔آغائے بروجردی، امام خمینی، محمد حسین فضل اللہ، ابراہیم امینی، حسین صفار، آغائے محمد جواد مغنیہ نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ ہمارے ہاں نص خاص نہیں ہے۔لہذا دلائل کی زحمت سے بچنے کی خاطر منطق مشرکین سے استناد کیا ہے کہ ہم نے نہیں سمجھا ﴿ قُلُوبُنا فی أَكِنَّةٍ مِمَّا تَدْعُونا إِلَيْهِ وَ فی آذانِنا وَقْرٌ وَ مِنْ بَيْنِنا وَ بَيْنِكَ حِجابٌ فصلت:۵ ﴾ ﴿ ما نَفْقَهُ كَثيراً مِمَّا تَقُولُ وَ إِنَّا لَنَراكَ فينا ضَعيفا وَ ما أَنْتَ عَلَيْنا بِعَزيزٍ ہود:۹۱ ﴾ میں آیا

ہے۔

شعوبیوں نے مرحلہ وار آہستہ آہستہ محسوس ہونے سے بچاتے بچاتے علوم وضع کئے ہیں۔ یقیناً سالہا دراز سے قائم امپراطور روم جنہوں نے مسیحوں کو گھٹنے پر بٹھایا، خود ان سے شرکیات کو رواج کیا۔ آپ کی نومولود حکومت اب ان کے ہاتھوں میں ہے۔ پہلے مرحلے میں علم نحو کو جو اپنا روزگار کے لئے بنایا تھا اس کے ذریعے قرآن کی متعدد قرآنیات بناتے، یہ علم ان کے ابتکارات میں سے ہیں۔ دوسرے مرحلے میں غیر معروف بلکہ محافل دینی سے دور شخصیات سے قرآن سے متصادم فقہ کی بنیاد رکھی پھر اس کے بعد باقاعدہ ایک اور علم اصول فقہ کے نام سے اختراع کیا۔ اس علم کے ذریعے قرآن کو یکطرفہ کنارے پر لگایا۔

ایمانیات کی جگہ عقائد، اصول دین اور علم کلام کو جاگزیں کرنا، دین میں مصلحت سازوں کی پہلی خیانت ہے۔ یہ موضوعات اور عنوان اشکال و اعتراضات سے پُر ہیں جو قیل وقال پر ہی بحث کرتے ہیں۔ یہاں ذومعنی کلمات کا استعمال کرتے ہیں۔ عقائد، اصول دین پر کیے گئے اعتراضات و اشکالات پر بحث نہیں کرتے۔ کلمہ نحو، فقہ، اصول فقہ، دیگر احکامات کو حلال و حرام کی جگہ کیوں لائے، اس پر خاموشی اختیار کرتے ہیں۔ دین میں داخل کر دہ تمام غیر موزوں نا مناسبات کو دودھ پینے والی بلی کی طرح دیکھتے ہیں۔ میں نے پہلی بار میدان تصنیف میں قدم رکھا ہے چلو اس کی حوصلہ افزائی ہو جائے۔ اس کو بے اعتنائی میں رکھنا یا ڈانٹ ڈپٹ کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ میرا نام لیتے وقت وضو یا غسل کر کے تحلیل سے کیوں نام نہیں لیا؟ یا ان کی رد میں کچھ لکھنے سے وہ بڑے ہو جائیں گے یا ہم خود چھوٹے ہو جائیں گے؟ یہ نہیں سوچا، مجھے احتمال قوی تھا، تحقیق سے زیادہ میری تنقیص مراد تھی لیکن مرشد صاحب نے اس احتمال کی تائید کی ہے۔ ایمان باللہ، ایمان بہ نبوت۔

ایمان بہ آخرت کی جگہ اصول دین یا عقائد رکھنے والوں پر اشکال واعتراض کیوں نہیں کرتے کہ یہ کلمہ کہاں سے اخذ کیا گیا ہے۔ تمام مصطلحات دین میں اپنی جگہ ردو بدل کیا ہے کیونکہ خود کلمہ دین جس مفہوم میں اس وقت استعمال ہو رہا ہے عرب میں استعمال نہیں کرتے تھے۔ دین عربوں میں مظاہر اجتماعی رکھتا تھا، عقائد پر احکام شرعی قائم ہیں۔ کہتے ہیں مصادر فقہ چار ہیں سنت، اجماع اور عقل کو احکام سازی میں کسی نے کس کے حکم پر شامل کیا ہے؟ مصادر فقہ کی جو لمبی فہرست دی ہے وہ کس نے شامل کی ہے؟ کسی فقیہ کے صادر حکم پر اعتراض نہیں کر سکتے یہ کس نے کہا ہے؟ دوسرا خود احکام بھی اصولوں پر قائم ہیں جیسے ''استصحاب رصالۃ برات اصل قاعدہ فراغ طہارت'' وغیرہ لہٰذا مصطلح علم کلام ایمان باللہ کی جگہ مخدوش ہے اور کلمہ اصول دین کی جگہ علم کلام یہ دوسری خیانت ہے۔ کیونکہ کلام مادہ کلم زخم جرح کے معنی کے لیے استعمال ہوتا ہے پھر کلام بذات خود کئی ایک مصادیق رکھتا ہے۔ آج کل قوم عاد وثمود، ارم ذات العماد جیسی جامعات میں نصاب، شعوبیوں کا پڑھاتے ہیں۔ نصاب زندگی میں فرنگیوں کا نصاب پڑھاتے ہیں۔ مدرسہ امام خمینی، قم، کراچی جامعہ کوثر، بعثت، عروۃ الوثقیٰ میں دو نظام چل رہے ہیں، نظام معتزلی اور نظام فرنگی۔ مجھے حوزات و مدارس کا مخالف متعارف کرنے کی خاطر میرے افکار ونظریات پر پایان نامہ لکھوایا۔ میں انہیں بے لوث اور بے غرض سمجھتا تھا ابھی دو صفحے پڑھنے سے پتہ چلا ان کا ہدف پاک وصاف نہیں تھا۔

آج کل جامعہ کوثر میں ثقافت علم کی نمائش کی جاتی ہے، یہاں آنے والوں کو علم اور کڑے کا تحفہ دیا جاتا ہے۔ یہ سنگ مرمر سے بنی فلک بوس عمارت جس میں فرسودہ علم دین پڑھایا جاتا ہے۔ یہاں سے جہازی سائز کے لحیم شحیم عمامہ اور قبا پہنے، پہلی کلاس سے فارغ ہو کر حجۃ الاسلام آیت اللہ کی

سند لینے کے لیے قم جائیں گے۔ اسلام آباد کے جامعہ میں سیاہ پرچم کا میلہ لگتا ہے۔ سیکولروں، ٹائی پوشوں کو درس اسلام شناسی کی دعوت دیتے ہیں۔ زیر نظر میں شعور بھی رکھتے ہیں حتیٰ کہ ایک نے عید کارڈ میں بسم اللہ لکھنے کو بھی رجعت تصور کر کے نہیں لکھا۔ "مدینۃ العلم" والوں کے زوال کا دور ہے۔ جس طرح صاف پتھر پر پانی ٹکتا نہیں ہے فرقوں اور مذاہب والوں کے دل میں اسلام نہیں ٹکتا ہے بے شک ادبی لحاظ سے موسوعات لکھیں، خطیب بنیں لیکن حقائق پر نہ آئیں مثلاً خیرہ علاقہ چھور کا مسجد ضرار کے امام کو یہاں سے ایک علم تحفے میں دیا گیا۔ دس سال گزارنے کے بعد تجربہ ہوا کہ یونیورسٹی میں ان کے پاس پڑھانے کا نہ نصاب ہے اور نہ استاد لہٰذا اس کو ہاسٹل بنایا اور ہاسٹل بنا کر یونیورسٹیوں میں داخلہ لیتے ہیں۔

علم کلام اور مذاہب

علم کلام جیسا کہ کتاب ابجد العلوم ج ۲ ص ۳۶۲ میں آیا ہے یہ سلسلہ کبھی مخفی کبھی اعلانیہ ضد اسلام چلتا ہوا مامون الرشید کے دور میں اقتدار کو پہنچا تو اس نے سر عام دین کے نام سے دین کی بیخ کنی شروع کی۔ علم کلام ایک مخلوطی و معجونی علم ہے۔ اس کے آغاز کنندگان میں نصاریٰ یہود و ہنود اور مجوس فلاسفہ یونان کا اشتراک ہونا اظہر من الشمس ہے۔ علامہ سید محمد تقی المدرسی اپنی کتاب العرفان الاسلامی ص ۲۶ اپر لکھا ہے۔ یوحنا دمشقی کا طریقہ تبلیغ کا مسودہ تھا۔ ان میں ایک کا نام سوسن نصرانی تھا جو پہلے مسلمان ہوا پھر مرتد ہو گیا اور دوبارہ مسیحی بن گیا۔ معبد جہنی نے اس سوسن سے اسلام کے خلاف باتیں سنی ہیں۔

علم کلام، توضیح و تشریح ایمانیات اسلام کی خاطر وجود میں نہیں آیا بلکہ یہ پہلے دن سے ایک مناظراتی جدلیاتی اور ضد اسلام وجود میں آیا۔ اس کا موجد

اس کی تربیت قصور برامکہ میں ہوئی۔اس کے میزبان فضل بن عباس اور جعفر بن یحیی برمکی تھے۔ جہان ابوالھذیل علاف، ابراھیم بن یسار، ہشام بن حکم، جابر جعفی اور جابر بن حیان کی تربیت گاہ میں مصنوعاتی ومفروضاتی مناظرے کرتے تھے۔

قرآن کو مصادر دینی اور زندگی سے خارج کر کے روات مجھول النسب والحسب کو دین میں جاگزیں کیا ہے۔آج دین اسلام کو ابو ہریرہ مجھول الباب، سہل بن زیاد، زرارہ معتزلی، میمون دیصانی، جابر جعفی، ہشام بن الحکم، علی بن ابراہیم کے کفریات سے جاگزیں قرآن کیا ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ اس اصول فقہ کا پہلی دفعہ کس نے آغاز کیا ہے؟ کس کی نظارت میں کہا ہے؟ کس کے کہنے پر کیا ہے؟ اس پر عمل کرنے کا حکم کس نے دیا ہے؟ اس کے آغاز کنندہ محمد بن ادریس ہے جس نے صرف چند صفحات لکھے تھے۔ اب تو یہ موسوعات بن گئے۔آپ اجتہاد کہہ کر عقل کو بروئے کار لانے کی بات کرنے کے بعد بھی عمل انہی روایات ضعیفہ، مرسلہ مقطوعہ پر عمل جمہور کے نام سے چلا رہے ہیں۔آپ نے ابھی اس پر عمل نہیں کیا۔ابھی تک فتاویٰ انہی ضعیف بے اسناد روایات پر چل رہے ہیں۔استر آبادی وہی اشعری ہے۔تمام کتب اربعہ کی روایات کو اصول اور روایت شناسی کی میزان سے گزارے بغیر من وعن عمل کرنے پر اصرار کرتے تھے۔ان میں سے دس روایتوں کو اصول روایت شناسی سے پاس نہیں کر سکیں گے۔اس شرم ناک صورت حال سے بچنے کیلئے علامہ مجلسی جہاں خود جامع خرافات تھے وہاں اصول کافی کی مرفوعات ومرسلات کی دو تہائی روایات کو ضعیف گردانا تا کہ دوسروں کے لئے تحقیق کا دروازہ بند کریں۔اس سے زیادہ اور شرم آور بات ہو نہیں سکتی۔

ذو معنی مصطلحات، ذو معنی مضاف الیہ یا مضاف کو محذوف کر کے

قرآن اور محمد کے لئے ناسور بنایا ہے۔قرآن کریم کی جگہ جوامع علم کتاب امام علی اولین وآخرین کومقدم کیا ہے اللہ کی کتاب ''ھدی للناس'' کو غیر واضح جوامع بشری کے جواب گوئی سے قاصر گردان کر بلاد مذاہب فاسدہ ومنافق نشین سے جمع کردہ حشیشہ کو دین کا مصدر گردانا گیا ہے۔اہلبیت و اصحاب کے نام سے سابقین ایمان وہجرت والوں کومطعون ومقدوح قرار دینے کی وجہ سامنے آئے گی۔اس لئے مدرسہ امام خمینی کے کتاب خانہ میں'' قرآن سے پوچھو'' اور'' قرآن میں محمد مصطفی'' کو کتب ضالہ قرار دیکر اس کا مطالعہ کرنے سے منع کرنے والوں نے میرے نظریات کے خلاف پایاں نامہ لکھا اور جواب پر تنقید وتعریف بھیجنی یہ میرے لئے اللہ کی نعمت عظمیٰ میں سے تھی لیکن بندہ قاصر وعاجز کہاں تک اس عظیم نعمت کا ادراک کرسکتا ہے۔

''علامہ اقبال کا آپ کے نزدیک زیادہ مقبولیت کی وجہ ان کے قرآن مخالف اشعار ہیں'' قرآن اور اشعار اقبال ایک جگہ جمع کرنا ناپذیر ہے۔نیز علامہ صاحب کارل مارکس کو صاحب کتاب سمجھتے ہیں۔انہیں کتب آسمانی کی ردیف میں گننا کتب آسمانی کی توہین ہے۔کتب آسمانی اپنی تحریف کے ساتھ کتاب توحید ہیں۔جبکہ کارل مارکس کی کتاب الحاد ہے جو کسی بھی مسلمان کے لیے قابل فہم وہضم نہیں سوائے فضلائے حوزہ کے۔

بنی اسرائیل میں ایسے قلیل افراد بھی باقی تھے جن کی رگوں میں غیرت ناموس کا مادہ سوکھا نہیں تھا انہوں نے اپنے دور کے نبی سے کہا اللہ ہمارے لیے ایک نبی بھیجیں۔نقلیات جعلی، اہل بیت اطہار کے نام سے مزارات پرست گھروں میں اپنی بیوی کے مالک نہیں کہ وہ کہاں جاتی ہے، کس سے بات کرتی ہے، تزین وآرائش دکھا کر کس کو خوش کرتی ہے؟ بچے کس کی ملکیت میں ہیں؟ یہ کہاں سے کھاتی ہے، کیا گھٹیا مصروفیات رکھتی ہے؟ یہ عمر بھر کی امیدوں کا پھل، مستقبل کی امیدوں کا سہارا، ایک نیک اچھے انسان بننے کا

خواب کس کے رحم وکرم پر چھوڑ رہے ہیں؟ یہ بنی اسرائیل سے زیادہ ذلیل وخوار ہیں۔ جناب ارشد وراشد ومرشد! سب سے مذموم ترین غرور تکبر علمی ہے۔ چونکہ تعریف علمی میں آیا ہے کہ صاحب علم متواضع ہوتا ہے جبکہ مال دار متکبر ہوتا ہے۔

''مجھے آپ جیسے حضرات کی طرح علوم شعوبی میں تسلط نہ ہونے پر احساس کمتری نہیں بلکہ اس کو اپنے لئے اللہ سبحانہ کی طرف سے توفیق سلبی سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ان علوم کے ماہرین کو ضال عن الدین، مضل للناس، حسد و نفرت بغض، مغرور وتکبر میں مبتلا اسلام عزیز کے چشمہ حیات بخش وسعات دارین سے محروم دیکھا گیا ہے۔ ان کی حیات کو وسائل زندگی سے آراستہ و پیراستہ دیکھا گیا ہے انهم یاکلون همها علفها شغلها تقممها وینامون ولایرون ما یجری علی الاسلام و المسلمین۔''

۱۔ منطقہ کے عوام اپنے عالم دین کی زندگی کے مسائل کی طرف توجہ دیں۔ ایسے عالم دین دوسرے علاقے کے عوام کے لیے، غریبوں کے لیے ننگی تلوار بنتے ہیں، نطاق شجاع دلیل بنتے ہیں لیکن اپنے علاقے کے صاحبان بذل وعطاء کے سامنے خاضع خاشع بنتے ہیں، ان کے اثرات کے نیچے رہتے ہیں۔ نیز وہ عوامی صلحنی اور خرافاتی عالم بن جاتے ہیں۔ میری اصلاح مراسم ازدواجی کے خلاف مجھے محکوم کرنے والوں میں خطیب لاہور، بلتستان آغا علی امام جمعہ سکردو میرے داماد محمد سعید اور حاجی محمد علی تھے۔

۲۔ حکومتی اداروں کے وظیفہ خوار علماء سے طول تاریخ میں اسلام کو خطرات لاحق رہے ہیں۔ یہ مندر گرجہ بنائیں گے اقلیتوں کو اکثریت پر سوار کرنے پر اصرار کریں گے۔ ان کی تمام تر کوششیں دین اسلام کو لبرل دکھانے پر رہیں گی دین اسلام کے محرمات، منہیات خصوصا خواتین کو آگے لانے کی مثال میں وظیفہ دینے والوں سے تعاون کریں گے۔

۳۔ مراجع تقلید ان مسائل کی ذمہ داری نہیں اٹھاتے، یہ بحثیں اُن کے لئے بے کار ہیں۔ جو ان کے دنیاوی مسائل حل کرنے کا عہدہ لیتے ہیں انہیں حاکم شرع کی حیثیت سے متعارف کرواتے ہیں۔ اس عہدے سے یہ خمس، زکوۃ، کمیشن پر جمع کرنے کی ذمہ داری دیں گے۔ پاکستان میں آغائے مدیری، کبھی صلاح الدین، آغائے محسن نجفی، آغائے جعفر جیسا بن جانے سے دین ترویج نہیں ہوگی، یہ تو صرف اپنے کمیشن پر کام کر رہے ہیں۔

۴۔ میرا مقصد مسئلے کو عملی طور پر حل کرنا نہیں ہے بلکہ فکری شرعی طور پر حل دیکھنا مراد ہے۔ تاکہ اس صنف میں داخل ہونے والوں کی ابتداء سے ذہنی آمادگی ہو۔ اس وجہ سے اس وقت حالات انتہائی ناگفتہ بہ حالات سے گزر رہے ہیں۔ گویا یہاں مشغول درس والے لا یومنون باللہ ولا بالیوم الاخر کی ترویج نہیں کرتے اس وجہ سے گزشتہ سالوں میں علماء سابق زمانے قرامطہ جیسا حجاج بیت اللہ کو مختلف مد میں لوٹ کر بعض مروجہ سکول کھول رہے ہیں۔ بعض کے سکول کے لیے اوقاف بنا ہے، دین ان کے ہاتھوں مذاق بن کر رہ گیا۔

۲۔ انقلاب اسلامی آنے کے بعد یہاں فکر اعتزالی کو بہت فروغ ملا ہے۔ شاید آپ کی درسگاہ کے بانی انقلاب میں کسی بڑے عہدے پر فائز ہوں گے۔ وہ فلسفہ وحدت الوجود کے داعی ہوں گے، ان کے نزدیک کوئی بھی مشرک کافر نہیں ہوسکتا ہے۔

۳۔ موسیٰ اپنی فکر کے تحت بندگی کرتے تھے، فرعون اپنی تحقیق کے تحت، فضل اللہ نوری اپنی تحقیق کے تحت، خراسانی، طباطبائی، یزید بھی اسی طرح اپنی اپنی فکر کے تحت۔

۳۔ آپ کے نزدیک اجتہاد بہت بڑے اور پیچیدہ مسائل کو لمحے بھر میں حل کر دیتا ہے۔ یہ مقام مجتہد کو کیسے ملا ہے؟ اس کے لغوی معنی جدوجہد

سے نکالے گئے ہیں دیگر علوم وفنون سے مختلف کیوں۔
جناب فاضل ارشد مرشد طلاب! پایاں نویسان سنا ہے آج کل یہاں قضاوت کا کورس کرنا شروع کیا ہے کیونکہ یہ اچھی آمدن والا اور آزاد خود مختار پیشہ ہے۔ کسی کی منت سماجت کی ضرورت نہیں اور علم بھی زیادہ نہیں چاہیئے۔ اگر آپ نے بھی قضاوت کا کورس کیا ہے تو اس کا افتتاح قم میں شرف الدین اوران کے بے وفا عزیزان بنین وبنات، دامادوں کے درمیان سے کریں۔ امید ہے اچھی سماعت سے نوازیں گے۔ قرآن میں آیا ہے اگر دو گروہوں میں تنازع ہو گیا تو کسی کو حکم بنائیں، آپ سے بہتر کون ہو سکتا ہے؟ میرے عزیزان، دلبران ہم سے عرصہ سے برأت کیے ہوئے ہیں۔ میرے یہ عزیزان نوعمری سے ہی ابی زینب عبداللہ میمون دیصانی، مفضل بن عمرو کے ہاتھوں اسماعیل بنے ہوئے ہیں۔ بعض شباب المومنین خونخوار کے ہاتھوں اسماعیل بنے ہیں۔ عمائدین روضۃ الشہدا ءتاجر شرکیات انصاریاں اور یہاں کے تاجر دین ودیانت والوں کے کہنے پر ہم سے برأت کیے ہوئے ہیں۔ یہ جو خرافات کے خلاف لکھ رہے ہیں یا قرآن جو حوزہ والوں نے کہا اٹھایا، غلط نہیں ہے۔ ان سے جواب طلبی کریں۔ آپ اصول قضاوت کے مطابق جو بھی کرنا ہوتا ہے کریں اور اس سلسلے میں ان سے جواب طلبی کریں کہ آپ حضرات نے اپنے والد سے اعلان برأت کرنے سے پہلے اتمام حجت کیا تھا انہیں سمجھایا تھا؟ ان پر رحم نہیں آیا؟ تاجر قرمطی، خرافات دعاو زیارات کے نام سے شرک فروش انسان اوراس کے مرشدین استاد قرمطی انصاری کی نصیحت پر قرآن سے اعراض کر کے، مجھ سے اف کی بجائے تف کیے ہوئے ہیں۔ ہم اس وقت آپ کے علاقے میں تنہا ہیں ایک امام جماعت کے بقول شرف الدین کے ساتھ اب اللہ کے سوا کوئی نہیں۔ اگر میرے عزیزان نے امامان نابالغاں امام غائب کی حمایت میں ہم سے

برائت کیا ہے تو حکم قرآن اور محمد سے اعراض کرنے والوں سے میں سو بار برائت کرتا ہوں کر چکا ہوں۔ مرنا ہے، حساب ہے قرآن میں بہت سی آیات میں آیا ہے قیامت کے دن کوئی اولا د شفاعت کنندہ نہیں ہوگی۔ یہ شفعاء کی جو لمبی فہرست پیش کرتے ہیں وہ روایات حشیش ہیں۔ ان کی سند و متن سب مخدوش ہے۔ قرآن میں شفاعت بغیر اذن اللہ نہیں ہوگی لیکن اللہ اذن کس کو دے گا اس کا ذکر نہیں آیا ہے کیا محمدؐ کو ملے گی؟ لیکن اولیاء کی کوئی سند نہیں۔ انبیاء کے ردیف اولیاء، سابق زمانے کے طفیلیوں جیسے ہیں۔ ان سے ان کی شفاعت فروشی کی باتوں میں نہ آجائیں۔ اللہ، قرآن، محمد سے اعراض سے باز آجائیں۔ یہ عیش ونوش، یہ چلو کباب ان کی خاطر اپنی آخرت کو برباد نہ کریں آپ کا خود آپ پر احسان ہوگا۔

جناب فاضل ارشد آپکے ملاحظات پر نقدات سے میرے ذہن میں محبوس و مرکوز، مرموز معمات کی بہت سی گرہ کھل گئی ہیں۔ میں اس حوالے سے آپکا مشکور ہوں میرے ایام حصار سے پہلے کراچی منظور کالونی مطہری ہاسٹل کے وظیفہ خوار طلبہ مجھ سے درس لیتے تھے میں انکے ہاسٹل میں جاتا تھا یا وہ میرے گھر آتے تھے۔ اس کا انتظام ایک قرمطی بنام سید طٰہٰ کرتے تھے جنہیں اسلام سے زیادہ اپنی سیادت پر فخر تھا۔ جس طرح قم میں مقیم سیدوں کو ہے۔ قرآن سے زیادہ حدیث اور کہانیوں کا حوالہ دیتے ہیں۔ پیر ملنگ مزارات سے متعلق اپنے ضد اسلام نظریات کو چھپاتے تھے اور اپنے آپکو دیندار ظاہر کرتے تھے۔ یہ طلبہ حلیہ ایمان رکھتے تھے، نماز باقاعدہ پڑھتے تھے۔ دین کو مشکل اور نافہم ثابت کرنے کے لیے غیر مربوط سوالات کرتے تھے۔ انکا ایک مقصد ایک طرف سے دین کو مطعون کرنا اور دوسری طرف سے عالم نماؤں کو فرسودہ، دقیانوس ثابت کرنے اور جدید مروجہ علم پڑھنے والے معاشرے کی قیادت تھا۔ وہ اپنی صنف کی قیادت کیلئے کوشاں تھے۔

ہم انکے عزائم ومنویات کومشکوک ومخدوش سمجھتے تھے۔لیکن احتمال بھی کرتے تھے شاید مخلص ہوں۔جیسا کہ قرآن میں آیا ہے اسلام لانے والوں کومت کہو کہ تم مسلمان نہیں شائد دین سمجھنا چاہتے ہوں انکے حوصلے جذبات کوٹھیس نہ پہنچے لیکن وہ بار بار کہتے تھے سمجھ نہیں آیا۔ان میں سے ایک کا نام اشرف تھا لیکن دین کے حوالے سے غیر اشرف، دین کوصرف چندرسومات سمجھتے تھے۔ سوال وجواب میں تسلسل نہیں سمجھتے تھے۔میں نے غور کرنا شروع کیا آخر دین کا سمجھ نہ آنا اس میں مشکل کیا بات ہے؟ بہت غور خوض کے بعد سمجھ میں آیا۔پورے عالم اسلام میں قائم جدید درسگاہوں میں یا تو مستقل مشنری سکول ہیں جومسلمانوں کومسیحی بنانے کے لیے ہیں اورکلیساؤں کی نگرانی میں چلتے ہیں یا بالواسطہ انکے زیرنگرانی ہیں۔کلیساؤں کا جدید تحقیقات کے سامنے تسلیم ہونے کی بنیادی وجہ انکے دین میں اقنوم ثلاثہ ہے۔جس کی ابتداء ۳۲۵ءکو نیقہ کانفرنس میں ہوئی۔الوہیت، عیسیٰ، مریم، روح القدس ان کی پہچان بن گئی۔

امامت برتر از نبوت از شیعہ

آپ نے امامت کواصول قرار دیا تھا یہ آپ کا دعویٰ تھا۔دلیل مدعی کے ذمہ ہوتی ہے۔قرآن کریم میں ایمانیات کوتفصیل سے بیان کیا گیا ہے لیکن امامت پر ایمان لانے کا ذکر کہیں نہیں آیا ہے۔ہم نے اس کو بے اصل، بے اساس لکھا ہے۔

جناب کلامی مناظر! معلوم ہوتا ہے آپ شیعہ علی، حسین نہیں بلکہ شیعہ مختار ثقفی، ابواسماعیل مقلاصی کے شیعہ ہیں۔یہ انداز وطریقہ جہاں ابو اسماعیل محمد مقلاص کا طریقہ مجادلہ تھا کہ فریق مخالف کی کسی بھی بات کو نہ مانو، ابواسماعیل نے کہا ہمیں امام صادق نے وصیت کی ہے کہ اگر میرے مرنے

کے بعد میرا سر تمھارے پاس لایا جائے اور پچاس گواہ لائیں کہ یہ امام صادق کا سر ہے تو نہ مانیں۔ ہر چیز کا انکار کرو کہو میں نہیں سمجھا۔ یہی معارضین انبیاء کا طریقہ تھا جیسا کہ قرآن میں آیا ہے'' **مانفقه مما تقول** '' یہی طریقہ معارضین رسول اللہ کا تھا ﴿وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِي أَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ وَفِي آذَانِنَا وَقْرٌ﴾ فصلت ۵۔ ہمیں قرآن کریم نے ہدایت کی ہے '' **ولا تجادل اهل الكتاب الا با التى هى احسن** '' آپ جابر جعفی، ہشام بن حکم جیسے کلامی معتزلی کے نصاب کو پڑھ رہے ہیں لیکن ہمیں اللہ سبحانہ کی کتاب عظیم نے ان قیل وقالات سے بے نیاز کیا ہے۔ ہمیں جعلی خودساختہ روایات کو تواتر بنا کر ٹھونسنے کی ضرورت نہیں۔

دین خالص نقلی ہیں

نقل سے مراد قرآن ہے قرآن فہمی سمجھی کے لیے دو وسیلے ہیں ایک کا نام عربی زبان ہے کیونکہ قرآن عربی زبان میں نازل ہوا ہے۔ کوئی مسلمان خاص کر جو خود کو داعی اسلام متعارف کرواتے ہیں اس کا عربی لغت اور قواعد عربی سمجھنے کے لیے کوئی عذر قابل قبول نہیں ہوگا چاہے اس کی اصل زبان جو بھی ہو۔ یہاں عربی زبان مراد نہیں بلکہ قرآنی عربی مراد ہے۔ دوسرا وسیلہ عقل ہے، عقل کس چیز کا نام ہے؟ کہاں سے ملتی ہے، کس درسگاہ میں پڑھائی جاتی ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں فلسفہ ہے، لیکن فلسفہ کونسا علم ہے جس کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ فلسفہ یونانی علم ہے۔ قرآن مکہ میں نازل ہوا تھا، عرب ان پڑھ تھے، جب قرآن سنتے تو وہ کہتے تھے ہم نے نہیں سمجھا۔ اس کے مقابل میں قرآن نے کہا کیوں نہیں سمجھتے ہو؟ چنانچہ کئی ایک آیات میں اللہ نے تصریح حکیمی کلمات میں فرمایا ہے کہ ہم نے قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے۔ یہ تو عربی زبان میں ہے یہ کسی اور کی زبان نہیں بلکہ تمہاری

زبان میں ہی ہے۔اسی طرح دوسری آیات میں فرمایا افلا تعقلون؟ تم عقل کیوں نہیں کرتے۔ معلوم ہوتا ہے دانشگاہ والوں کا سلسلہ عرب مشرکین سے ملتا ہے۔لہٰذا قرآن سمجھنے کیلئے فلسفہ یونانی، ہندی، ارسطوی، کانت ڈیکارٹ کی کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ فلسفہ انسان کو قرآن سے دور کرتا ہے۔

یہاں سے یہ بات واضح ہوگی یا غلط ثابت ہوگی کہ قرآن فہمی میں عقل استعمال کریں یا نہ کریں۔ یہ بات اپنی جگہ دو مفہوم وشان نزول رکھتی ہے۔ ایک شان نزول یہ ہے جنہوں نے عقل کو قرآن سے دور کر کے اپنی حدیث سے معنی سمجھانے کی کوشش کی اور اس پر اکڑ گئے۔ عقل سے فہم قرآن میں مدد ملے گی۔ جو لوگ کہتے ہیں قرآن کی تفسیر اپنی عقل سے نہیں کر سکتے ہیں یہ سازش ہے۔

حوزات ومدارس

حوزات ومدارس نے ایک علم کو تقدس دے کرامت اسلامیہ کو بیوقوف ویرغمال بنا کر ہر قسم کے تقدم وترقی سے روک رکھا ہے۔ اگر ارباب حوزہ شرف انسانیت رکھتے، خوف حساب وکتاب رکھتے تو چند صفحات اپنے نصاب سے دفاع میں ضرور پیش کرتے۔ اس نحو کے رفع ونسب، نکرہ معرفہ، تذکیروتانیث جاننے کیلئے پانچ سال لگانے کی کیا منطق ہے؟ اگر تذکیرو تانیث کے فرق کو ختم کر کے مکالمہ کریں تو آسمان زمین پر نہیں گرے گا۔ آپ بتائیں خود قیاسی یا سماعی ہے؟ سماعی کس نے سماعت کی؟ عرب ایک وسیع وعریض علاقہ ہے کس نے سماعت کی؟ جن سے سماعت کی اسکی ترجیح بتائیں۔ اگر قیاس ہے تو کس کا قیاس ہے؟ مقیاس سے قیاس کتنا واضح ہے۔ پدر مادر علم دین پڑھ کر مفرور حقوق پائمال کرنے کی کیا منطق ہے۔ قرائن وشواھد سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ درسگاہیں دینی نہیں تھیں بلکہ

تنظیمی درسگاہیں ہیں۔ جہاں فلسفہ،نصاب گزاری کوذومعانی صیغہ راز میں رکھا جاتا تھالیکن یہاں فالتو کاموں میں مصروف رکھتا ہے۔حتیٰ کہ خالص قرآن اور محمدؐ کا نام لینے والوں کومہتمم کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ نجف اورقم میں صاحب المیز ان اورصاحب الفرقان اورابوالفضل برقعی کے ساتھ کیا سلوک روارکھا جبکہ وہ قرآن کے نام سے اپنے مذہب کےاصول وفروع کا بے جادفاع کرتے تھے۔آغائے رئیسی کہتے ہیں یہ قومی اسرار ہیں انہیں کتابت کی صورت میں نہیں آنا چاہیے۔ یہاں سے میرے رونگٹے کھڑے ہونے لگے یااللہ میں نے ایک عمراسے دین سمجھ کراس سے دفاع کیا تھااور ارباب نے آج اس کوقومی راز کہاچنانچہ آج پتہ چلا یہ تنظیم سری ہے۔

کلمہ دینی سے بہت سے لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہاں دین سے متعلق علوم پڑھائے جاتے ہیں۔ یہ بہت مقدس مقام ہے لیکن یہ مدارس رفتہ رفتہ تاجروں،سرمایہ داروں کی لیز میں گئے بعض جگہ استاد کوکان سے پکڑ کرنکالا گیا۔لیکن کسی چیز کے بارے میں تنہا خیال کافی نہیں ہوتا،خیال کسی چیز کو حقیقت نہیں بناتے ہیں۔ہم جہالت کے اندھیرے میں تھے،نجف اورقم میں چندسال گزارنے کے بعدایمانیات واحکامات سے واقف ہوگئے۔

لیکن دین کے مصادر پیش کرتے وقت صرف ایک مصدر پراکتفاءکرتے ہیں۔ یہ چیز ایران میں ہے ہم سمجھتے تھے یہاں دین کی تدریس ہوتی ہے کسی اورکی بات کیوں کریں؟ مثال کے لیے خودکوپیش کیوں نہ کریں ہم بھی انہی فریب خوروں میں سے تھے۔ہم نے دس بارہ سال حوزے میں پڑھا ہے خود کوعالم تصورکر کے عمامہ سر پر رکھ کرآیا تھا کہ لوگ سمجھیں ہم عالم دین ہیں، دین کے مسائل جانتے ہیں جیسے کسی نے اپنے باپ کے بارے میں کہا ہمارے مرحوم والدصاحب اپنے دورکے بڑے پائے کے عالم دین تھے انہوں نے دوہزاربارہ مرتبہ سورہ حمد یادکی تھی ہم بھی دھوکہ میں تھے عوام کو

بھی دھوکے میں رکھتے تھے۔ قیامت اور حساب ہوگا تو کیا جواب دینا ہوگا؟
عمامہ عباء اتار دیا، ایران میں عمامہ عباء والے عمامہ عباء کو چھوڑ کر باہر نکلنا جرم
گناہ سمجھتے تھے۔ کسی کو سزا دینا ہو اس سے یہ لباس اتارنے کا کہتے۔ جاننے
والوں نے مجھ سے کہا کہ عمامہ عباء کیوں اتارا ہے؟ میں نے کہا اس لیے کہ
دین کی خدمت نہیں کر سکے۔ تو کہا جتنا کر سکتے تھے اتنی تو کی۔ میں نے کہا یہ
تو یہاں دنیا والوں کو منانے کے لیے کافی تھی لیکن اللہ تو جانتا ہے میں نے
کوتاہی کی تقصیر کی ہے یا قدرت نہیں تھی۔ میں نے مسئولین سے عرض کیا
یہاں ایک لمحہ ایک عرصہ رہنے، پڑھنے کے بعد اپنے علاقوں میں پہنچنے کے
بعد ان کو دین سے متعلق کچھ بھی نہیں آتا ہے، وہ خاموش رہے۔ میں نے
یہاں اور وہاں ارباب مدارس سے و مدارس کے نصاب میں انتقاد کیا۔ تاریخ
اسلام، تفسیر قرآن کا نصاب کیوں نہیں ہے؟ میں جن دنوں اسلام آباد درس
دینے جاتا تھا تو قبلہ آغائے نجفی نے شام یا صبح کی نماز کے بعد طلباء کو درس
دینے کا فرمایا۔ وہاں میں مدارس کے نصاب درس پر انتقاد کرتا کہ کیا یہ المیہ
نہیں دین کے نام سے قائم درسگاہوں میں قرآن، سیرت محمدؐ، نصاب میں
شامل نہیں ہے۔ سندھ میں جام شورو میں ایک بستی محلّہ بننے والے جگہ پر
آغائے حیدر علی جوادی کی تقریب میں افتتاح کے لیے ایران سے آغائے
مومن تشریف لائے۔ انہوں نے مجھے خطاب کرنے کے لیے کہا تو میں نے
نصاب پر تنقید کی؟ کیا یہ لمحہ فکریہ نہیں، ان مدارس و حوزات سے فارغ
حضرات کو عربی کتابیں پڑھنا بھی نہیں آتی ہیں۔ مجالس امام حسین میں
رلانے والی کہانیاں سناتے ہیں۔ قیام امام حسین پر افتراء باندھتے ہیں۔
حقوق اللہ، حقوق العباد میں بے جا ناروا سلوک نے دنیا کفر و الحاد کو دین
اسلام میں مداخلت کا موقع فراہم کیا ہے۔ نام نہاد اھل خیر تاجر ارقام کثیرہ
یہاں کی تعمیرات، تزئینیات، اخراجات، سہولیات میں بذل کرنے والے

پلٹ کر یہ نہیں پوچھتے کہ یہاں دین کا کونسا نصاب پڑھاتے ہیں؟ پہلے مجھے علم نہیں تھا کہ مراجع اوران کے وکلاء خاص کرنمائندہ خاص یہاں رہنے والے میڈیم سکولوں کیلئے مال امام کی اجازت دیتے ہیں۔ جوکام مشنری سکول کرتے تھے آج وہی علماء مراجع کوکرتے دیکھا۔ مسلمان بچے سکول جاتے وقت ٹائی پہن کے جاتے ہیں، بے حجاب خواتین بلکہ مسیحہ عورتیں تدریس کرتی ہیں، یہاں مسیحی درس دیتے ہیں۔ ایک دفعہ المرتضی سکول سے مجھے فون آیا یہاں سکول میں تقریب رکھی ہے آپ اس کی صدارت کریں تو میں نے کہا کوئی بات نہیں ایک شرط کے ساتھ لڑکیاں اور خواتین حجاب میں ہوں گی اس پر وہ خاموش ہو گئے اور مجھے نہیں بلایا۔ ڈاکٹر قلب صادق سے ایک تاجر نے پوچھا میرے پاس کچھ رقم ہے پریشان ہوں کہاں خرچ کروں؟ تو انہوں نے فوراً کہا، میرے خیال میں میڈیم سکولوں کو دے دیں۔ آغائے نائب خاص فقیہ کا بھی یہی فتویٰ تھا۔ اس سے میرے دل میں شکوک وشبہات پیدا ہوئے لیکن بعداز غور معلوم ہوا کہ یہ پیسہ جو تاجران حضرات دیتے ہیں وہ برائے اجر وثواب نہیں دیتے یہ مال خمس جعلی ہے یہ این جی اوز کا بجٹ ہے۔ ورنہ قرآن کریم کی آیات محکمات ایسے تصرفات کی اجازت نہیں دیتیں۔ کسی صاحب مدرسہ نے بھی نہیں سوچا دین کے نام سے چلنے والے مدارس دین سے خالی کب تک چلیں گے؟ یہاں عرصہ دراز سے قائم وموسوم مدارس دینی میں کونسا دینی نصاب پڑھاتے ہیں معلوم کریں یا کم ازکم یہ معلوم کرتے کہ دینی مدارس اور دنیوی مدارس میں فرق کیا ہے؟ اگر یہ درسگاہیں دینی ہیں تو دین کیوں نہیں پڑھاتے؟ ہر دن یقین بڑھتا گیا یہ دینی درسگاہ نہیں بلکہ مشنری سکول کا ادارہ ہے۔ دین ایمانیات، اللہ، قیامت، نبوت، انبیاء، احکام اسلام کا نام ہے، دین اللہ کی وحدانیت، ایمان باآخرت، ایمان برسالت انبیاء، بالخصوص نبوت خاتم النبیین محمدؐ اور اللہ کی

طرف سے نازل قرآن کریم کا نصاب دینی ہوتا ہے۔ کیا یہاں ان عناوین کیلئے سال اول، دوم، سوم، چہارم کیلئے کوئی نصاب معین ہے؟ اس کا جواب سچائی سے دے سکتے ہیں؟ ''نہیں'' ٹال مٹول، ذو معانی کلمات جس طرح مجرم بولتے ہیں۔ یہاں کے مدارس میں طلوع اسلام پڑھنے کو ملے گا لیکن دینی کتابوں کا داخلہ ممنوع ہے۔ چنانچہ مدرسہ معصومین میں حماسہ حسینی لے جانے والے مولوی شکور کی پٹائی کی گئی۔

علوم دنیوی اور دینی۔

یہ بات ایک عرصے سے موضوع بحث بنی ہوئی ہے، بعض نے کہا یہ تقسیم درست نہیں کیونکہ علم تقسیم ناپذیر ہے۔ اس تقسیم سے ناراض وہ پڑھے لکھے طبقات ہیں جو حکومتی عہدوں سے پنشن کے بعد محراب منبر کی تلاش میں رہتے ہیں۔ لوگ جب ان سے کہتے ہیں آپ نے دین نہیں پڑھا ہے تو وہ کہتے ہیں یہ تقسیم پہلے نہیں تھی۔ علم جو بھی ہو بذات خود فضیلت رکھتا ہے۔ دوسرے گروہ کا کہنا ہے علم صرف علوم مروجہ ہیں، بعض کا کہنا ہے ایک درسگاہ میں دو علم نہیں ہو سکتے ان کا الگ ہونا ضروری ہے جبکہ دونوں کی نیت دنیا ہی ہوتی ہے وہ روزگار کے لیے پڑھتے ہیں۔ ڈاکٹر حسن خان نے کہا اب علم دین والوں کی عیاشی ہے۔ انقلاب یورپ نے جدید علوم کو ہی علم گردانا ہے اگر دینی مدارس میں علم دین ہوتا تو آج امت اسلامیہ اپنے دین سے جاہل نادان اور بے درد نہ ہوتی۔ بعض کا کہنا ہے سابق زمانے کی درسگاہوں میں کوئی فرق نہیں تھا، یہ تفاوت بعد میں پیدا ہوا ہے۔ لیکن یہ بات درست نہیں کسی چیز کی فضیلت اس کی سبقت یا تاخیر سے نہیں کی جاسکتی۔ سابق زمانے میں درسگاہوں میں وہی کچھ تھا جو آج مدارس دینی میں چل رہا ہے۔ البتہ اس وقت یہی علم دونوں کے لیے تھا۔ اب مشنری سکولوں کے آنے کے بعد نظام

غیر اسلامی رائج ہوا تو یہ علم گھر کے پرانے مال جیسا بن گیا جسے اب ریڑھی والے بھی بڑے نخرے سے لیتے ہیں۔اس وقت درسگاہوں سے فارغ ہونے والوں کو جلدی روزگار ملتا تھا لیکن آج یہ علم کسی کام کا نہیں رہا ہے۔ آج اس علم کو پڑھنے والوں کو یہ علم لکھنا آتا ہے نہ بولنا۔درسگاہیں دینی تھی یہ بات سرے سے غلط بلکہ غلط فاحش ہے۔علم دنیوی ایک شعبہ نہیں بلکہ سینکڑوں شعبے ہیں جبکہ علم دین اللہ کے وجود، واحدنیت،صفات، قیام قیامت،ضرورت بعثت انبیاء، حلال وحرام جائز و ناجائز ہوتا ہے۔اگر آج کوئی ایسا کرنا چاہتے ہیں تو غلط نہیں ہوگا علم دین اور علم دنیا دونوں ایک ہیں یا الگ ہے یہ جاننا چاہیے۔تو انہیں تاریخ تاسیس مکان اور تاسیس موسسین مدارس معلوم کرنا چاہئے۔پہلے مرحلے میں ان مدارس میں پڑھائے جانے والے نصاب کو دیکھنا ہوگا، اس وقت کے نصاب میں چند علم کا نام تکرار سے آرہا ہے ان میں سے ایک علوم عربی ہیں۔ یہ علم خلیل احمد فراہیدی، کسائی اور سیبویہ نے عراق کے دیہات میں جا کر عوام الناس کے تکلمات سے بنایا ہے۔اس کا مکان تاسیس بصرہ وکوفہ ہے،سب سے پہلی کتاب سیبویہ کی ہے جس میں گزشتہ دور کے بعد اضافہ ہوتا گیا۔دوسرے علم کا نام فقہ اور تیسرے کا نام اصول فقہ اور چوتھے کا نام علم کلام ہے۔ یہ چاروں علم دنیا میں رائج علوم میں تیسرے درجے کے امتیازات کے حامل ہیں کیونکہ پہلے درجہ میں علم طب، دوسرے میں ہندسہ اور تیسرے نمبر پر کیمیا ہے۔ چنانچہ مراغہ میں بنائی گئی درسگاہ کا نصاب ایسا تھا۔لیکن پہلے مرحلے میں علوم دینی اور غیر دینی میں فرق واضح کرنا ضروری ہے؟

مدارس اور دینی مدارس کا مادہ اپنی جگہ تین معانی کا حامل ہے۔یہاں مدارس مضاف اور دین مضاف الیہ ہے۔یعنی یہاں دین سکھایا جاتا ہے آپ ذاتِ عالم سر وخفی کو حاضر و ناظر پر یقین رکھتے ہوئے کہیں کیا واقعی یہاں

دین سکھاتے ہیں یہ کذب صریح ہوگا۔مدرسہ کا معنی لغت میں کسی چیز سے کسی چیز کو دبانے کو کہتے ہیں۔کیا ملک کو نظام امامت وخلافت کے ناقابل حل تنازعہ میں جلاکر سیکولروں کے لیے میدان خالی چھوڑنے پر اکتفاءنہیں کیا گیا ہے؟ بلکہ کمال بے شرمی، بے حیائی میں خوداس کے داعی بنے ہوئے ہیں۔ اسے دین کو دبانا کہتے ہیں۔مدرسہ جیسا کہ مقائیس میں آیا ہے''**اصل واحد یدل علی خفاء و خفض و عناء**'' پاؤں تلے دبانے اور مٹانے کے معنوں میں آیا ہے۔کسی چیز کو زیادہ استعمال کرنے سے کہنہ ناپید ہونے کو کہتے ہیں۔کسی بھی چیز کی نام گزاری اس کے اصل فلسفہ تسمیہ کی ترجمانی کرتی ہے۔دور جاہلیت میں عرب اپنی اولادوں کے نام عجیب و غریب رکھتے تھے ہر ایک اپنے ذہن میں اس کے لیے ایک فلسفہ اختراع کرتے رہتے تھے۔میں نے دینی درسگاہوں، مدارس کی نام گزاری کی وجوہات جاننے کی بہت کوشش کی۔سب سے پہلے یہ نام کس نے، کیوں کس نیت سے رکھا تھا؟ معلوم نہیں ہوسکا۔بعد میں کتاب مقائیس اللغہ ابن فارس متوفی ۳۹۵ھ میں دیکھا تو اس میں مادہ درس میں لکھا ہے کسی چیز کو پاؤں تلے دبانے،کہنہ کرنے، بوسیدہ ہونے، آثار مٹنے کے معنی ہیں۔واضح ہوا یہ مناسب نام نہیں ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے یہ نام وزارت باطنیہ نے ہی رکھا ہوگا۔غور وخوض کیا تاکہ کوئی اچھی توجیہ مل جائے لگتا ہے کسی دین کے دردمند نے دین پر گزرنے والی لاعلاج مشکلات دیکھنے کے بعد بے ساختہ کہا ہوگا یہاں دین دبانے کا کام ہوتا ہے۔اس لیے آج کل حوزات و مدارس میں اسلام کو درپیش مسائل پر ذکر تک نہیں ہوتا۔برصغیر میں سب سے بڑی درسگاہ دیوبند اور لکھنو کو گردانا جاتا ہے۔شیعہ حوزات نجف وقم کو گردانتے ہیں۔ہندوستان کی دونوں درسگاہوں کے علماء کا عقیدہ ہے برصغیر میں مسلمانوں کا الگ ملک بننے کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچا

ہے۔ دیوبند کے اسکالر عالمی سطح کے شہرت یافتہ عالم آغائے ندوی نے شام میں منعقدہ کانفرنس سے خطاب میں کہا میں بذات خود پاکستان بننے کے خلاف تھا۔ علماء ہند کا کہنا شاید درست نہ ہوا کثر علماء ھند ''**علی عرضھا و طولھا**'' کا عقیدہ ہے آغا ندوی نے یہ بھی نہیں کہا میں یہاں ہندوستان کے مسلمانوں کا نمائندہ ہوں بلکہ کہا میں حکومت ہند کا نمائندہ ہوں۔ انہوں نے خود کو حکومت ہندوستان کا نمائندہ متعارف کیا۔ ایسی باتیں دین کو دبانے کی بات ہے یا دین کو اٹھانے بلند کرنے کی بات ہے؟ ان مدارس سے فارغ التحصیل چاھے عالمی شہرت کے حامل کیوں نہ ہوں ان کا کردار اسلام کو دبانا ہی رہا ہے۔ یہاں موجودہ نظام درسی کے حوالے سے کلمہ مدارس دینی اپنی وضع لغوی اور اصطلاحی میں مطابقت کلی رکھتا ہے یہاں دین کو دبایا جاتا ہے۔ مروجہ درسگاہوں میں ملک وملت کو دبانے کی پڑھائی کرتے ہیں۔ علماء ہندوستان کی اس تقسیم نے مسلمانوں کو نقصان پہنچایا ہے۔ اس کے کوئی معنی، عقلی، قرآنی بنتے نظر نہیں آتے ہیں۔ ایسے ہی یہاں روشن خیالوں کا نظریہ ہے۔ یہی اہداف مدارس وحوزات کے ہیں۔ یہی سکولوں کالجوں کے مشترکہ مفادات ہیں۔ فرق یہ ہے کہ کالج، یونیورسٹیوں کے فارغ التحصیل دین کے نام سے چڑتے ہیں۔ قم میں نام نہاد علم دین پڑھنے والوں نے انگلش میڈیم سکول بنائے ہیں۔ یہاں مایسمی علم دین پڑھنے والے ہیں۔ قرآن کو چوم کر عبدالملک بن مروان کی بات دہراتے ہیں۔ جب وہ امیر المومنین بنا ''**فراق بینی و بینک**'' کہہ کر الماری میں رکھتا تھا۔ دنیائے یورپ میں بارہا قرآن کریم کی اہانت جسارت ہوئی لیکن حوزات والوں کے بال بھی نہیں ہلے بلکہ بعض الماری میں رکھنے سے احتیاط برتتے ہیں کہ کہیں کسی کے ہاتھ نہ لگ جائے لیکن قرآن کی مظلومیت مہجوریت دیکھ کر نہیں روتے۔ میں ایک دفعہ چنیوٹ، کلیہ اہلبیت میں بعض حلقوں کی دعوت پر گیا تھا۔ ہم صبح کو

مسجد میں نماز پڑھنے گئے۔ میں نے نماز کے بعد قرآن تلاش کیا تو قرآن نہیں ملا، جبکہ مسجد کی الماریاں مفاتیح الجنان سے بھری ہوئی تھیں۔ لہٰذا یہی ترقی وتمدن دین سے خارج ہونے میں دیکھتے ہیں۔ مدارس وحوزات دین کو جامد وراکد دیکھنے کے متمنی ہیں۔ سابق زمانے میں اپنے آپ کو مروج الاحکام کہتے تھے لیکن آجکل ڈاکٹر کہلوانا پسند کرتے ہیں۔ انہوں نے ایک عرصہ سے یہ فیصلہ کیا ہے۔ روحانیت ہے تو دین ہے لیکن روحانیت سے مراد لغوی معنی نہیں بلکہ جدید دور کی نئی اصطلاح پروٹوکول والے علماء ہیں۔

مدارس دینی کے صفحات، ان کے عزائم ومنویات، خیانات خاص کر گزشتہ ساٹھ سال سے اس میدان میں دینی زبان بولنے والے، حلیہ ایمانی دکھانے والے زاہد وعابد نما تاجران دین نے بہت زیادہ عمارتیں بنائی ہیں بلتستان میں شیخ حسن نامی شخص نے اپنے ساتھ زاہد نماؤں کو ملا کر ان کو خاموش کیا۔ مدارس امام بارگاہ جامعات کی بنیاد رکھی جس کے نتائج آج سامنے آ رہے ہیں۔ ناموس مسلمان غیر محفوظ ہوگئی ہے۔ جو خط درشت میں لکھا ہوا ہے، وہ ان کے ماتھے پر سیاہ داغ ہے۔ یہاں مقیم اور یہاں سے فارغ، افاضل دونوں کی تاریخ سیاہ ہے کیونکہ نصاب حاضر، صفحات ماضی کی فوٹو کاپی ہے۔ کتنے عرصہ سے دین سے خالی فتنہ پردازی کی تعلیمات والی عمارتوں میں دین نہیں مل رہا۔ آخر میں خیانتوں سے چھت اڑ گئی، حقائق عیاں ہوئے اور معلوم ہوا بہت سی نسل جوان کو دین کے نام سے یہاں اغواء کیا ہوا ہے۔ بعض وسیع علاقے پر دینی مدرسہ کے نام سے بلند وبالا عمارات بنانے والوں نے صداقت گوئی کرتے ہوئے اعتراف کیا کہ ہم یہاں دین سیکھنے کے مقدمات سکھاتے ہیں۔ ہم نے یہاں ایک وقت حوزات ومدارس میں عقائد قرآن نہ ہونے پر شدت سے تنقید کی تو یہی حوزات والے کہنے لگے کہ یہ ہم پر جھوٹ افتراء ہے، ہم خود پڑھ کر آئے ہیں۔ ایک عرصہ دراز سے پاکستان

میں مدارس دینی کا موضوع نقاش و منازعہ انتظامیہ اور ارباب مدارس کے درمیان میں محور رہا ہے کہ یہاں مروج نصاب چلائیں۔ صحافی اس پر کالم لکھیں لیکن یہاں خالص کوئی دینی درسگاہ نہیں ہے لیکن مذاہب کا کچرا دین پر لگاتے ہیں۔

میں واحد شخص نہیں تھا جس نے حوزوں کے خلاف زبان کھولی بلکہ مجھ سے پہلے بھی بہت سوں نے تنقید کی ہے۔ من جملہ ناقدین میں حوزات مدارس آغائے مشکینی، مطہری، باقر الصدر اور پاکستان کے سیکولر حکمران صحافی تو عرصے سے ناقدین حوزہ ہیں۔ حوزہ پر تنقید جرم نا قابل معافی قرار پاتا ہے۔ جس طرح تنقید کلیسا سنگین جرم قرار پاتی تھی۔ حوزہ، اجتہاد، تقلید مقدسات مذہب ہیں۔ جبکہ قرآن عظیم کو نواقص کا مجموعہ بتانے کو اعلمیت کی دلیل گردانتے ہیں جو بذات خود اس بات کی دلیل ہے یہاں اسلام و مسلمین کے خلاف عمل ہو رہا ہے۔ ورنہ ناراضگی کی کوئی منطق نہیں بنتی تھی۔ تنقید کرنے والے کے پاس اعلیٰ علمی سند ہونی چاہیے یا تنقید کرنے کا سرٹیفیکیٹ ہونا چاہیے کسی قانون میں نہیں ملتا ہے۔ اگر کسی چیز پر درست تنقید نہ ہو تو عرصہ بعد عوام خود اسے مسترد کر دیتی ہے۔ اس پر بحث ضروری ہے۔ بطور مثال شرف الدین نامی ایک شخص جو بلتستان سے تعلق رکھتا ہے وہ علوم حوزہ میں فیل ہے جو ہمارے اصول مسلمات پر تنقید کرتا ہے، ان کے نقد کا جواب یہ دیا جاتا ہے لیکن اس کی کتابیں نہ پڑھیں، اس کی ویب سائیٹ نہ دیکھیں ،اس کی واجب الادا رقم نہ دیں ،اس کی اولادوں کو باغی بنائیں ،اس کی کتابیں نہ خریدیں، اس کے گھر میں اہل خانہ سے بغاوت کرائیں ،عدالت میں ان کے خلاف مقدمہ دائر کریں۔ ان اقدامات سے کیا ثابت ہوتا ہے؟

علوم دینی

علوم معلوم دانستہ جاننے کو کہتے ہیں۔ دینی مجہول کلمہ دین عربی ہے۔ عام طور پر اصل عربی کا معنی بیان نہیں کرتے۔ ایک عوامی معنی بیان کرتے ہیں غیب گرائی جیسے جن پرستی، ملک پرستی، شیطان پرستی، جیسے مضاف کا ذکر کر کے مضاف الیہ محذوف رکھتے ہیں۔ اس سے بدنیتی کی بو آتی ہے جہاں مضاف الیہ متعدد ہونے کی صورت میں ذکر نہ کرنا دھوکہ ہوتا ہے۔ دین کے باہر بہت سے مصادیق ہیں۔ پہلے مرحلے میں ادیان وضعی میں دین براھمہ، دین چینی، دین جاپانی اور آخری دین انسانی آتا ہے۔ دین آسمانی الٰہی میں دین یہود، دین نصاریٰ، دین مجوس، دین فرق و مذاہب آتے ہیں۔ لہٰذا دین کے مضاف الیہ بیان نہ کرنا دغل ہوگا۔

علوم کا دین کی طرف اضافے سے خود واضح ہے کہ علم ایک نہیں بلکہ بہت سے علوم ہیں۔ اس میں سے ایک دینی ہے دوسرا دنیوی ہے تیسرا نہ دینی ہے نہ دنیوی، اشغال کچرا ہے، جسے موقع محل دیکھ کر چناؤ کرنا ہوتا ہے۔ علم غیر دینی کو علم دنیوی بھی کہتے ہیں علم دنیوی کہنے کی بجائے علم معاش مناسب مصطلح نظر آتی ہے۔ جب علم معاشی ہے تو یہاں بہت سی آیات متشابہات کی تفسیر اور بہت سی احادیث جو علم دنیوی اور علم معاش کی فضیلت بتاتے ہیں، جعلی وخودساختہ ہوں گی کیونکہ حصول محدودیت کے اندر ضروری ہے، حصول ضروریات فضیلت نہیں رکھتا ہے۔ علم دنیوی والوں نے علم دین کو معاش کے لیے استعمال کیا ہے، دین اس لئے نازل نہیں ہوا ہے کہ معاش کیسے حاصل کریں۔ دین زراعت، پولٹری فارم، شجرکاری، شوگر مل لگانے کے لیے نہیں آیا ہے۔ لہٰذا جتنی بھی زراعت تجارت کی فضیلت میں احادیث بنائی ہیں وہ علماء کی سرمایہ داروں کو خوش کرنے کیلئے دل میں جگہ بنانے، خمس کھینچنے کے

لیے گھڑی ہیں۔ جب بنیاد علم معاش ہوتا ہے تو عمارت عاد وارم جیسی ہوتی ہے۔ علماء مجتہدین نے عمارتیں سنگ مرمر والی بنائی ہیں۔ صاحبان کو تو معلوم ہوگا کہ یہ گھر خالص دنیاداری والا گھر ہوگا۔ علم دینی علم معاش میں تخصص کیا ہوگا۔ گو علم معاش میں فیس بک کی طرح طلب ریاضت والا علم نہیں لیکن فلسفہ لسانیات والا علم تیسرے، چوتھے درجے کا علم ہے۔ یا یوں کہ کہیں علم نصیر الدین پڑھاتے ہیں یہ زیادہ قرین صحت نظر آتا ہے۔ چنانچہ آج کل کہتے ہیں مسجد نہ ملنے کی صورت میں روزگار ملنے والے علم کو پڑھنا پڑے گا۔ لیکن یہ فیصلہ کون کرے گا یہ دنیوی اور یہ دینی علم ہے؟ کوئی بھی نہیں کرسکتا کیونکہ دین مکہ مدینہ میں آیا ہے وہاں نہ کوئی مدرسہ تھا نہ حلقات دروس تھے۔ درس و تدریس اجرت دے کر پڑھنے کی ابتداء عربی زبان سیکھنے سے شروع ہوئی، عربی زبان دین کیلئے نہیں روزگار کیلئے تھی۔ اس وقت دور بنی عباس میں علوم خارجی، یونان وروم سے لائی گئی کتب کا ترجمہ کیا گیا جو دوسرے مرحلے کے علوم تھے۔ ہم نے کہیں نہیں سنا کہ کسی جگہ علوم دینی خالصتاً پڑھاتے ہیں۔ ہر علم کا نقطہ آغاز اس کا فیصلہ کرسکتا ہے۔ دنیوی علوم مرنے کے بعد کے لئے اختراع نہیں کیے، روزگار کے لیے ایجاد کیے ہیں۔ بجلی، ٹیلی فون وغیرہ دنیا کے استفادہ کے لئے ہیں انہیں اپنی کمائی اور روزگار کا وسیلہ بنایا ہے اس سے حسب ضرورت منافع لیتے رہیں گے اس میں کوئی سوچ آخرت نہیں ہے۔

حوزات لاعلمیہ ولا اسلامیہ

جناب مرشد پایان نویسان آپ کے حوزات علمیہ کے بارے میں چند سوالات کے جواب کی درخواست کرتا ہوں۔ آپ کی اس درسگاہ میں کسی نے حوزات کے بارے میں کوئی پایان نامہ پیش کیا ہے اگر کیا ہے تو اس کا

ایک نسخہ قیمتاً یا عاریتاً تو ارسال فرمائیں۔
دوسرا کیا حوزات سے باہر والوں کو بھی پایان نامہ پیش کرنے کی اجازت ہے؟ اگر ہے تو اس بارے میں کوئی مصادر فراہم کر سکتے ہیں تو آپ کی مہربانی ہوگی۔ میں بھی اس عنوان پر حوزات لاعلمیہ ولا اسلامیہ پر پایان نامہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے لیے آپ سے تعاون رہنمائی کی درخواست کرتا ہوں۔ یہ عنوان اس لیے انتخاب کیا ہے کیونکہ میرے پاس اس کے بارے میں بہت سا مواد ذہن کے علاوہ کتب مجلّات بھی دستیاب ہیں کہ یہ حوزات نہ علمیہ ہیں نہ اسلامیہ۔ علمیہ نہ ہونے کے شوائد قرائن بہت زیادہ ہیں وہ تنہا علمیہ نہیں بلکہ ضد علم بھی ہیں۔ بعض زبان کھولنے پر لاحق خطرات کی وجہ سے کچھ بول، لکھ نہیں سکتے ہیں۔ نجف میں آغائے محسن گوہری اور سید مہدی گمبہ سکردو والے ابھی کہاں ہیں؟ معلوم نہیں شرح لمحہ کی بحث کرتے تھے۔ ایک دن ہم دیر سے پہنچے دروازے پر پہنچے دونوں آپس میں کہہ رہے تھے جدید کتابیں کیوں پڑھتے ہیں ان سے کہیں ہم شہریہ دینے والوں کو بتائیں گے۔ اصل اصول امامت جن کی تعداد ابھی تک واضح نہیں ہوسکی اسے عقائد کے نصاب میں کیوں نہیں رکھا ہے؟ صاحبان راز جانتے ہیں اگر نصاب میں رکھیں گے تو دوران درس طلبہ سوالات بھی اٹھائیں گے، اگر یہاں لوگوں کو امام حسین کے قیام پر خطابات کی تربیت ہو جائے گی تو لوگ سوالات کریں گے، سوال پر سوال اٹھیں گے سوال بغیر جواب کے رکتا نہیں ہے۔ جہاں ۱۵ شعبان کو میلاد امام مہدی مناتے ہیں۔ ہمارے گاؤں علی آباد میں ایک جلسہ میں آغائے مظاہر کو بلایا گیا۔ آپ نے شرکاء جلسہ کو تجویز دی کہ آپ لوگ لنک روڈ بنائیں فلاحی کام کریں۔ اگر اجازت دیں تو جاری عزاداری کی بنیاد منہدم ہو جائے گی۔ سوال کریں گے کہ امام حسین کا قیام اسلام کے لیے تھا تو ان مجالس میں شعر مذموم، مطعون

معتوب طریقے سے کیوں چلاتے ہیں؟ امام حسین سے نسبت میں کیوں پڑھتے ہیں؟ ان میں جعلیات کی بھرمار کیوں کی ہے؟ اس میں مظاہر غیر اسلامی کیوں ہیں؟ کیا امام حسین کے قیام کا معاہدہ عالم ذر میں طے شدہ تھا؟ تو آپ کے بعد کون آپ کی تاسی کرسکیں گے، اگر قیام امام حسین اسلام کے لیے تھا تو امام حسین کو رونے والی خواتین کیوں برہنہ و بے حجاب ہیں۔

علماء کا عمامہ تار عنکبوت سے بھی زیادہ نازک ہے یعنی یہ عمامہ انتہائی حد تک نازک ہے۔ عوامی چہ مگوئیاں سے اڑسکتا ہے یا گرسکتا ہے۔ میں دوسروں کی بات نہیں کرتا میں نے اپنے عمامے کی حفاظت کس حد تک کی ہے ۔میں کرائے یا مزدوری کے لیے دعا کا قائل نہیں تھا، تعویز کے لیے بھی قائل نہیں تھا۔ دوسرے علماء کی بنسبت کافی کتابیں ابتداء طالب علمی سے لے کر ابھی تک خرید رہا ہوں۔ دو دفعہ اپنی کتابیں نیلام کی ہیں لیکن تعویز کی کتابیں مجمع دعوات نہیں خریدیں، مفاتیح الجنان کو مستند و معتبر کتاب سمجھتا تھا، دانت درد ہو دعا، پیٹھ درد ہو دعا کے لیے آئیں، بھینس بکری نے دودھ نہیں دیا تعویز کے لیے آئیں، دکان میں خریدار نہیں آیا تعویز کے لیے آئیں، گاڑی کے لیے تعویز کے لیے آئیں۔ آخر میں کچھ دعائیں سکردو سے لے کر رکھیں اور ان کو دوا دی تاکہ تار عنکبوت والا عمامہ نہ اترے۔ عزاداری میں سینہ زنی کے بھی خلاف نہیں تھا لیکن زنجیر زنی کے خلاف تھا۔ اسی لئے کراچی میں اپنے گھر میں عشرہ محرم رکھتا، خود پڑھتا تھا۔ مرثیہ نوحہ، سینہ زنی نہیں کرتا تھا۔ علم نہیں لگاتا تھا بعض نے اشکال کیا علم نہیں لگایا۔ آغائے محسن نجفی نے کبھی بھی اپنے مدارس میں مجلس عزا نہیں رکھی لیکن سیاہ علم نصب کیا تھا۔ آپ نے آگ پر ماتم کی مخالفت کی مذمت کی۔ میری عمر رفتہ میں ان مدارس وحوزات علمی نجف، قم اور پاکستان میں کسی بھی دن کسی بھی اجتماع میں اسلام و مسلمین کو لاحق مسائل پر گفتگو کی ہو، نہیں سنا ہے، دوسروں کو چھوڑیں میرے عزیز بیٹے

محمد باقر، عزیز داماد محمد سعید، علی عباس رضوی، نثار حسین اور دوست آغا سلمان نقوی، شبیر میثمی سے اسلام سے متعلق کبھی نہیں سنا ہے۔ وہ باطل سے پیوستہ ہو کر مجھے نفرت و کراہت سے دیکھتے ہیں۔

آپ کے ہاں اجتہاد میں نقص کو کسی اور طریقہ سے پر کرنے کی سنت ہے۔ اصول کافی کی روایات ضعیفہ کو تالی تلو قرآن یا ''الکافی کافی شیعتنا'' سے پر کیا ہے۔ آغائے بہجت کی مرجعیت ملاقات امام زمانہ سے پر ہے۔ القاب حجۃ الاسلام، مرجع اعلیٰ بننے کے بعد اللہ کیلئے (نعوذ باللہ) کوئی کلمہ نہیں رہتا ہے۔ مجموعہ روائی خلاف عقل، خلاف قرآن کو تالی تلو قرآن کہنا اگر کوئی معقول توجیہ کرنا چاہیں تو یہ بغض و حقد از قرآن کی انعکاس کرتی ہے۔ آپ کے بچے کھچے مذہب امام صادق سے جھوٹی نسبت ثابت ہونے کے بعد ثابت ہو گیا کہ آپ ابی زینب مقلاص کے مذہب پر قائم ہیں۔ اور آپ اپنی کھوپڑی میں صیغہ مشکلہ ولغزیات کلامی آمادہ تیار رکھتے ہیں۔ آپ نے ان سے فرمایا ہو گا یہ آپ کے بس کی بات نہیں ہے۔ اگر خامیوں کا ذکر فرماتے تو یہ کھلی آنکھوں حقیقت ہوتی اور میری بھی ہدایت ہو جاتی۔ لیکن یہ افتخار، یہ اعزاز مدارس وحوزات کے مغویان کو کیسے نصیب ہوتا کیونکہ اس حوالے سے ان کے اساتذہ بھی عاجز و قاصر ہیں۔ کیونکہ تاریخ میں یہ چیز ثابت ہے کہ علوم شعوبی پڑھنے والوں کو جہاں سے کچھ خبر ملتی ہے کہ فلاں کونے میں ہماری صنف کا ایک غریب ان کے مصلحتی تقیوں پر عمل نہیں کرتا اُس سے ناراض ہو جاتے ہیں۔ بنا بر نقل آغا سید نثار حسین ہماری عزیز بھتیجی کے شوہر محترم نے آغائے رئیسی سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہمارے مذہب میں خرافات ہیں۔ لیکن انہیں کتاب کی صورت میں نشر نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ ہمارے دشمنوں کے ہاتھ لگ سکتی ہیں۔ اس سے قومی اسرار کا افشاء ہوتا ہے یہاں سے ہمارے دل پر لگا تالہ کھل گیا کہ وہ اسلام کا

چہرہ نہیں رکھتے۔ یہ حوزات اسلام کو دبانے کے لئے بنائے گئے ہیں۔ یہ ایک تنظیم کا نام ہے وہاں یہ باتیں طے ہوتی ہیں امام حسین کی مصیبت کے نام سے جو بھی منہ میں آجائے بتائیں۔ دوسری صدی میں ان کے دعویٰ کے مطابق جیسا کہ جامع رواۃ اردبیلی رجال سبحانی میں آیا ہے کہ امام صادق کے چھ اصحاب فتاوی صادر کرتے تھے۔ اس طرح جب ابوحنیفہ نے نص کے مقابل اجتہاد قائم کیا تو سارے نص والوں کو ماقبل تاریخ دھکیل کر میدان سے خارج کر کے کل دین کو کشتی فقہ میں لادا گیا اور ابوحنیفہ شافعی، مالک اور احمد بن حنبل امام الائمہ بن گئے۔

حوزات ومدارس یا وزارۃ اطلاعات باطنیہ

باطنیہ کے دو مفہوم ہیں ایک فرقہ اسماعیلہ کا نام ہے دوسرا فتوحات روم وعراق فارس کے بعد اسلامی سرزمین میں پناہ دہندگان ہیں جو اپنی سابقہ ارباب سلطنت اقتدار کو بحال کرنے کا عزم وارادہ کرنے والے گروہ ہیں۔ جن کا بنیادی ہدف اسلام اور اس کی اساس کو منہدم کرنا تھا۔ یہاں سے انہوں نے اسلام سے قریب مفاہیم کو مسخ کرنے کی منصوبہ بندی کی لیکن چونکہ وہ شکست خوردہ اور ڈرپوک تھے اس لئے دو بدو مزاحمت سے ڈرتے تھے چنانچہ انہوں نے حکمت عملی اس طرح ترتیب دی کہ میدان میں کھلے عام مزاحمت کے لیے خود مسلمانوں سے رضا کار بنائیں اور خود ان کے پشت پناہ بنیں گے۔ اس کیلئے ان کو ایک ایجنڈا دیا کہ اسلامی حکومت کو نشانہ بنائیں۔ اسلام کے نام سے جو بھی اقتدار پر آئے انہوں نے انہیں چین سے بیٹھنے نہیں دینا۔ اس کا آغاز دور عثمان سے شروع کیا اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری و ساری ہے۔ یہاں تک ان کے خواب عیاں ہوتے دیکھے گئے ہیں۔ ان کے مندرجہ ذیل اہداف تھے اور ہیں۔

۱۔قرآن کو ہر حوالے سے عوام سے دور کریں جتنا ممکن ہو سکے۔

۲۔محمدؐ جو اسلام لائے ہیں اسے بھی کنارے پر لگائیں۔

۳۔محمدؐ کے قریب محمدؐ کے معاون مددگاروں کو مطعون مقدوح مذموم موہوم مردود کیا جائے۔

۴۔کسی سے عقل کا رٹہ لگائیں، عقل کی بات کریں، دوسرے سے وحی کی بات کرائیں۔عقل و قرآن سے متصادم، متعارض، خرافات، خزعبلات کو رواج دیں۔بے بنیاد نا قابل حل و تضاد قضاوت مسائل کو اچھالیں۔ذیل میں عقل قرآن سے متصادم خرافات ضد دین کی فہرست مشاہدہ کریں۔

۱۔کتب دعاء، اوقات دعاء، فضائل دعاء

۲۔امام و مسجد کے فضائل

۳۔اماکن کربلاء نجف شام کے فضائل

۴۔علماء زہاد اور سادات کے فضائل

۵۔احادیث یاد کرنے کے فضائل

۶۔احادیث جمع کرنے کے فضائل

مراسم بے بنیاد، ایام فاطمیہ سے مراد اقتدار فاطمین ہے۔ان کے قبضہ میں عشرہ، ضد اسلام و مسلمین ہے۔ایک طرف دختر گرامی حضرت محمدؐ کو عجوبہ دیہاتی عورت جیسا پیش کریں گے، حضرت علی کی ناموس کا مظاہرہ کریں گے دوسری طرف مسلمانوں میں نفرت عداوت بغضاء پھیلائیں گے۔یہ سب اسلام و مسلمین کے درمیان عداوت و بغضاء پھیلانے کے مواقع ہیں۔یہاں کلمات ذو معنی توریہ طنزیہ کنایہ استعمال کرتے ہیں۔اعلان برأت، سکھاتے ہیں۔نام علی حضرات حسنین فاطمہ زہراء جعفر صادق کا لیتے ہیں لیکن اندر سے مراد سیاد اہلبیت دیصانی سلمیہ والے ہوتے ہیں۔ایک قسم کے تیر سہ شعبہ کا نشانہ بناتے ہیں۔قرآن، محمد، علی، فاطمہ، حسن و حسین ان کی

خیانتوں سے محفوظ نہیں۔بطور ظاہر خلفاء ثلاثہ دکھاتے ہیں لیکن اندر سے حضرت محمد اور اسلام سے برائت کا اعلان کرتے ہیں۔ظاہراً تین خلفاء کو نشانہ بناتے ہیں لیکن اصل میں اکابر مسلمین سابقین اسلام و ہجرت کو نشانہ بناتے ہیں۔تمام افاضل حوزات و مدارس ایک مشترکہ بیان جاری کریں کہ ابا بکر و عمر بن خطاب،عثمان بن عفان ماسوائے علی کے ان تینوں کے مقابل اصول معائر فضیلت جو قرآن میں آئے ہیں ان میں سے کوئی مقدم ہے تو پیش کریں۔سب و شتم فقدان دلیل کی نشانی ہے،شعار خوارج ہے۔ان دو کے مرتبہ پر فائز کوئی ہستی کل اصحاب میں نہیں ملے گی۔مردان اولین اسلام کو سب و شتم کا نشانہ بنانا معمولی بات نہیں،یہ عمل خوارج ہے جس سے مرکز اسلام کو دھماکے سے اڑانا چاہتے ہیں۔اسلام کے اقتدار پر قائم افراد کو نفرت کی نگاہ سے دیکھیں،دنیا میں ایسا کوئی تحلیل گر نہیں ملے گا۔تاریخ اسلام میں بیت ارقم میں اسلام لانے والے،ہجرت کی صعوبتیں جھیلنے والوں کو سب سے زیادہ منفور و مبغوض قرار دینے کی کیا منطق بنتی ہے؟ کیا عمرو بن عاص ،ابوموسیٰ اشعری،ابوہریرہ،معاویہ،مروان،مردود مدینہ منافقین جنگوں سے پیچھے رہنے والے اور اتہام ام المومنین میں شریک حسان بن ثابت،ان تینوں کے برابر تھے؟ یہاں بعض تحلیل گرانوں کا خیال ہے کہ سنی عظمت صحابہ عمرو ابوبکر کیلئے نہیں کرتے یہ سب کچھ وہ عمرو بن عاص اور ابو ہریرہ اور ابوموسی اشعری کے بچاؤ کیلئے کرتے ہیں جنہوں نے تاریخ اسلام کا رخ موڑا۔عمرو بن عاص،ابو ہریرہ،ابوموسی اشعری سے کہیں گونہ معاویہ بہتر تھا۔ابو ہریرہ کی شخصیت ابھی تک مرموز ہے جبکہ پورے دین اسلام کا ڈھانچہ صرف ان کی مرویات پر قائم کیا گیا ہے۔جنہوں نے ۲۳ سال محمدؐ کے ساتھ گزارے ان سے احادیث نہ ہونے کے برابر ہیں جبکہ تین سال رسول اللہ کی معیت میں رہنے والے ہزاروں روایات کے راوی کیوں کر بنے ہوئے ہیں؟۔ابو

ہریرہ راوی تھے اور کوئی منصب نہیں رکھتے تھے پھر کیوں ان کے نام پر سیخ پا ہوتے ہیں؟ حتیٰ کہ عائشہ ام المومنین کو بھی اس کے بچاؤ کی خاطر الزامات کا نشانہ بنایا ہے۔ عائشہ کی بصرہ سے واپسی کے بعد ان کی زندگی میں کوئی غیر معمولی بات نقل نہیں ہوئی ہے۔ عید بلا اصل کی روایت عائشہ، ابوبکر حتیٰ کہ رسول اللہ پر افتراء ہیں۔ ایران میں انقلاب شیعہ آنے کے بعد منصوصیت کا جنازہ رات کو مدرسہ امام خمینی میں دفنایا گیا جبکہ جمہوریت کا جنازہ ریاض میں قبرستان آل سعود میں دفنایا گیا۔ علم کے مظالم جنایات بر بریت کا جنازہ یورپ میں دفنایا گیا۔ سیکولروں کے احتضار ہو رہے ہیں۔ یہ نالائق نا اہل زمام امور لینے سے قاصر مسلمان، لیاقت صلاحیت پیدا کرنے تک زندہ رکھیں گے کیونکہ مسلمانوں کو آج کل سچ اور جھوٹ میں بھی تمیز کرنا بھول گئی ہے۔ یہ ان آیات کریمہ کی تفسیر ظاہری ہیں ﴿وَ لَوْ لا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْأَرْض.. بقرہ۔ ۲۵۱﴾ ﴿وَ لَوْ لا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ صَوامِعُ وَ بِيَعٌ وَ صَلَواتٌ وَ مَساجِدُ يُذْكَرُ فيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثيراً.. حج.. ۴۰﴾ ارباب اقتدار پاکستان جان لیں سیکولر کبھی آپ کے نہیں ہونگے۔ وہ آپکو بدنام کریں گے۔ آپ کی خدمت کے لئے دامے درمے دست بلند دعاء کریں گے۔ وہ تو ابوبکر و عمر کی مذمت میں احادیث بنا کے دیتے ہیں۔ یہ تو تجربات سے ثابت ہے ''الی الان لم یکتشف غلطاہ''

مجھے سنی کہنے والے یقین کریں میں سنی ہوں نہ شیعہ بلکہ دونوں کو دشمنان اسلام سمجھتا ہوں۔

حوزات و مدارس یا تربیت گاہ مذاہب

درس گاہوں کا مذاہب کی تربیت گاہ ہونے میں کوئی شک و تردد نہیں۔

ان کے نہایت ان کی ہدایت کا تسلسل ہے۔ان کے نصاب، دروس، ثقافت،
بود و باش امتحانی پرچے، اسلام سے متعلق اصول، رواداری، تقیہ، تو ریہ
بدترین ہیں۔اسلام کا نام لینے کی حد تک اندر سے منشورات فتنہ انگیز مثلاً
زیارت عاشورا ہے۔ یہاں علم نہیں پڑھایا جاتا بلکہ اسلام سے مزاحمت کی
تربیت دی جاتی ہے۔، جب سے الحادیوں نے اسلام کو نشانہ بنایا اور اس کی
تبدیلی کا منصوبہ بنایا تو انہوں نے ان درسگاہوں کو تربیت گاہ بنایا جیسے پی پی
نے شیعوں کی درسگاہیں، ن لیگ نے بریلوی دیوبندیوں کی درسگاہیں بنائی
ہیں جو خالی از قرآن و سیرت محمد ہیں۔اپنے نبی کریم کے شیداؤں جن کا
قرآن نے مہاجرین وانصار نام رکھا تھا انہیں یہ نام گراں گزرے تو قرآن
کی جگہ حدیث، محمد کی جگہ اہلبیت، مہاجر وانصار کی جگہ صحابہ، ایمان کی جگہ
لاتعداد روایات فضیلت علم میں گھڑیں۔حضرت علی سے علم کی نسبت، عمر بن
خطاب سے آزادی، سب جھوٹ کہا ہے۔صحافی طرز کے مسلمانوں سے ڈر
کر سیدنا عمر بن خطاب نے فرمایا ”اگر دجلہ کے کنارے پر کوئی کتا بھوک
سے مر جائے تو اس کا ذمہ دار عمر ہے“ یہ کس اصول میں آتا ہے یعنی عدل
اجتماعی مارکس کی تعلیم ہے۔دین عمر بن خطاب وہی دین ہے جو انہوں نے
خود رسول اللہ سے لیا تھا۔ان کے پاس دین کا مصدر قرآن اور خود محمدؐ تھے۔
جو انہوں نے اپنی چشم طبیعی، سمع طبیعی سے لیا تھا یہ دین حدیثوں سے بنا دین
نہیں تھا۔رسول کے دور میں کتنے لوگ بھوکے تھے، کیا ان کے ذمہ دار رسول
اللہ تھے؟ کیا خود رسول اللہ کبھی خود بھوکے نہیں رہے تھے؟ اسلام کا مساوات
کا درس دینا بے بنیاد ہے۔آپ کی یہ درسگاہیں مغرب والوں کی وزارت
اطلاعات ہیں۔جب بھی انہیں مسلمانوں میں جھوٹ کی ضرورت پڑتی ہے تو
یہاں سے حدیث خود بخود کمپیوٹر سے نکل جاتی ہے۔ان درسگاہوں سے
اسلام کے بارے خالص اسلام سے دفاع کا کوئی اجتماع ہوا، تجاویز دی ہو،

نہیں سنا اور نہ دیکھا گیا ہے۔اس کا تذکرہ تک کہیں بھی نہیں ملتا۔اگر کسی درسگاہ میں محض استعارے کے طور پر بھی کوئی تقریب،''بین المذاہب اسلامی'' کے عنوان سے منعقد کی گئی ہو تو اس کا مقصد محض اندرون خانہ چپقلشیں مثلاً سلفیوں،اسماعیلیوں کا چکر ہوسکتی ہیں،ان کا حل نکالا اور چل دیئے۔لیکن جب اپنے فرقے کا مذہب خطرے میں دیکھتے ہیں تو اسلام کو استعارہ کرتے ہیں۔مخالفین کو قتل کروادیتے ہیں۔کہتے ہیں سب سے اتحاد ہوسکتا ہے لیکن وہابیوں سے نہیں،کیونکہ یہ ہمارا اپنا مذہب بچانے کی سپر ہے۔ان کو مثل بھیڑیا ابن حاجب رکھیں تو ہم زندہ رہیں گے۔اس طرح ہر بت پرست مشرک سے اتحاد ہوسکتا ہے شیعہ سے نہیں یہ ہماری سرخ لکیر ہے۔انہیں اسلام خالص کسی بھی صورت میں قبول نہیں۔ان کی اساس قرآن نہیں بلکہ اسلام کو کوفہ،بصرہ خراسان کے یہودیوں،نصرانیوں،مجوسیوں سے لینا ہے۔مذاہب امت اسلامیہ کے گلے میں پھنسی ہڈی ہیں۔سیکولر ان کو فساد دہشت گردی کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں تو امت نہ ان سے دفاع کرسکتی ہے نہ ان کو سیکولروں کے سامنے مرنے کیلئے چھوڑتی ہے،چونکہ اذان دیتے ہیں۔

حوزات و مدارس یا وزارت اطلاعات باطنیہ

مشکوک مخدوش متنازعہ اثرات کے تحت علم جو بھی ہو،شریف ہو یا خسیس جو اپنی جگہ لائق تحسین ہے۔صاحبان علم،صاحبان فضیلت ہیں۔اس مفروضے کے تحت آپ حضرات میرے لیے قابل احترام ہیں،میں معترف ہوں آپ حضرات کی بنسبت میں جاہل ہوں۔لہٰذا علم سے متعلق کوئی جملے،معلومات ان صفحات میں تحریر کرتا ہوں اس کا مقصد آپ حضرات کے علم میں اضافہ یا اخبار نہیں کہ میں بھی ان علوم کو جانتا ہوں۔صرف یہ بتانا

مقصود ہے میں بھی یہاں کچھ عرصہ مفت خوری کرتا تھا بلکہ میری مراد مقصود حوزات و مدارس سے باہر والے، یہاں سے امیدیں وابستہ رکھنے یا یہاں کے بارے میں معلومات کے شائق ہیں، انہیں بتانا مراد ہے۔اس تمہید کے بعد اصل مطلب یا مدعی پہ آتے ہیں۔ وہ عنوان مذکورہ بالا ہے حوزات و مدارس درسگاہ اسلامی نہیں، وزارت اطلاعات باطنیہ ہیں۔ بہت تکرار سے عرض کر چکا ہوں یہاں دین نہیں سکھاتے ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ دین قرآن ہے قرآن یہاں سے خارج کیا جا چکا ہے۔ یہاں دین سے منسوب خرافات پڑھائی جاتی ہیں۔ بخارا، سمرقند کی جمع معلومات رائے عامہ سکھائی جاتی ہیں۔ اخبار جیسا کہ علوم معانی بیان والوں نے بتایا اس میں احتمال صدق و کذب دونوں پائے جاتے ہیں۔خراسان، سمرقند، بخارا سے موصول خبریں اس اصول سے باہر نہیں کہ اس کے محتوی صدق و کذب سے باہر ہوں۔لوگ توجہ یا اعتماد بھی کم کرتے ہیں۔ایک اخبارات چلانے والوں کو مصطلح جدید میں وزارت اطلاعات کہتے ہیں۔وزارت اطلاعات اگر مذموم عزائم پھیلانے کا ادارہ ہے۔لوگوں سے ظاہر و باطن بنانے میں دین اسلام کی اساس قرآن ہے۔لیکنقرآن کو خارج کر کے اس جگہ پر احادیث اخبار جن کا مسلمانوں نے حدیث نام رکھا ہے۔ حدیث یعنی تازہ رونما ہونے والے واقعہ کے بارے اطلاع دی جاتی ہے۔علماء بلاغہ نے لکھا ہے ہر وہ کلام جو انسان کے منہ سے نکلے دو حالت سے خالی نہیں ہے۔ایک حادثہ واقعہ کی خبر دیتا ہے یعنی ایسا ہوا ہے یا خود ایک واقعہ از خود ایجاد کیا جاتا ہے جس کے متعلق آگاہی دیتا ہے، اسے خبر کہتے ہیں۔جس چیز کو خود پیدا کرتے ہیں اسے انشاء کہتے ہیں۔ جس چیز کی خبر دیتے ہیں وہ اپنی جگہ صادق یا کاذب ہو سکتی ہے۔ یہاں علماء بلاغت لکھتے ہیں خبر کا صدق و کذب تنہا مخبر سے معلوم نہیں ہوتا بلکہ خود خبر سے بھی پتہ چلتا ہے کہ مخبر نے غلط بیانی کی

ہے۔خلاف عقل بولا ہے جس کی مثال جز کل سے بڑا ہے۔

۳۔ خلاف مسلمات جھوٹ، تہمت، افتراء سرقت فضائل میں شمار ہوتے ہیں، یہ خلاف مشاہدات ہیں۔خبر دینے والے کے حوالے سے ایک دفعہ خود ناظر وشاہد ہوتا ہے یہاں احتمال صدق وکذب برابر رہتا ہے۔لیکن اگر مخبر خود شاہد و حاضر نہیں کسی اور سے نقل کی ہے تو اس صورت میں جھوٹ کا احتمال بڑھ جاتا ہے۔ یہاں خود مخبر کی سچ گوئی کافی نہیں ہوتی بلکہ جن سے اس نے نقل کیا ہے اسے بھی سچا ہونا چاہیے۔بطور مثال ایک دفعہ علی نے ابو بکر کو ایک خبر دی۔ احتمال صدق پر کذب غالب ہوتا ہے۔ابو بکر یا علی سے، کعب اخبار، ابن عمر اور ابو ہریرہ سے نقل کیا ہے یہ سلسلہ سالہا سال دراز پیچھے جا کر خبر دیں تو احتمال کذب بڑھتا جاتا ہے۔ جتنا واسطہ بڑھتا جائے گا، احتمال کذب بڑھتا جائے گا۔حدیث جو اس وقت مسلمانوں کے پاس موجود ہیں سینکڑوں ہزاروں واسطہ سے ہم تک پہنچی ہیں۔ یہاں خبروں کی تصحیح کرنے والوں کا کوئی نام ونشان نہیں۔اخباروں کی ملاوٹ کرنے والوں کی حد نہیں، اس میں تجارت کار داخل ہوئے ہیں۔ان سے وابستہ افراد کی دخل اندازی واضح انداز میں نظر آتی ہے بلکہ دست خیانت کاری پر اتر آتے ہیں۔ خیانت مکشوف ہو جاتی ہے یہاں احتمال کذب میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ خاص کر حوزات و مدارس سے نکلنے والے جنہوں نے علم حدیث، علم رجال کی کسی بھی کتاب کو ہاتھ تک نہیں لگایا ہوتا۔

مدارس وحوزات کا کردار

یہ تہمت والزام تراشی نہیں بلکہ دین کے نام سے دنیا بنانے والوں کی کشف سازی ہے، یہاں منصوبہ جات پر لکھا ہوتا ہے، مدرسہ قرآن و عترت، مدرسہ امام صادق، مدرسہ ابوبکر، مدرسہ عمر، مدرسہ خمینی، مدرسہ معاویہ

ہے۔ یہاں دین نہیں سکھاتے، یہاں علوم شعوبی سکھاتے ہیں یہاں بھی دنیا ہی ہوتی ہے ان کی انتظامیہ اور عزاخانوں کی انتظامیہ خود منہ بولتا ثبوت ہے۔ نالائق، کم ذہن، مروجہ سکولوں میں فیل مفت خور ہی یہاں داخلہ لیتے ہیں۔ یہاں داخلہ ملنے والے جانے کو تیار نہیں ہوتے۔ ان سے پوچھا جائے آپ کب واپس آئیں گے تو کہتے ہم یہاں آکے کے کیا کریں گے۔

ہمارے بیٹے چھ سات سال سے علم ماٗسمی دینی پڑھنے کے بعد پریشان تھے کہ انکا مستقبل کیا ہوگا۔

حوزات درس نہیں، حوزات عمر خور ہیں

اس کی مثال کیلئے خود نجف قم میں اعداد جمع کریں تو بہت ہونگے۔ ہم فی الحال اپنی نصف اولاد کے خالہ زاد بھائی، جناب آغائے سید محمد صاحب موسوی ہیں، جنہیں کچورا سادات کی مانند اپنی سیادت پر فخر زیادہ ہے لیکن دین اور علماء دین سے نفرت کراہت اور لادینوں سے لگاؤ محبت ہے۔ وہ اسکردو کالج میں انگریزی میں لیکچر دینے کی کم سے کم دو لاکھ تنخواہ لیتے ہیں۔ ان کے ایک صاحب زادے جامعہ نجف میں علوم دین و دنیا دونوں ساتھ ساتھ پڑھانے والی درسگاہ میں چار پانچ سال پڑھاتے رہے۔ اس کے بعد کراچی میں جامعہ امام خمینی میں چار پانچ سال پڑھاتے رہے پھر اس وقت قم میں مدرسہ امام خمینی میں پانچ سال سے مدرس ہیں۔ ان کے والد ہمارے یہاں تشریف لاتے تھے ہم نے ان کی اولادوں کے حوالے سے پوچھا تو کہا وہ مدرسۂ امام خمینی میں پڑھاتے ہیں چار پانچ سال سے پڑھا رہے ہیں۔ کہنے لگے وہ دس پندرہ سال سے لمعہ پڑھا رہے ہیں۔ کیا یہ عمر خور نہیں تو اور کیا ہے۔

جناب فاضل کلامی آپ کو معلوم اخبار تواتر سے ثابت ہوگا۔ نیز

ہمارے عزیزان دلبران سے تصدیق ہوئی ہوگی کہ اصول وفروع دونوں سے نابلد ناشناش انسان ہیں لیکن مجھے اس سلسلے میں اعتراف کرنے میں کوئی قباحت اور شرمندگی نہیں ہے کہ میں مکاتباتی طریقہ سے ازسرنو آپ کا شاگرد بن جاؤں۔ جس طرح آپ وہاں طلاب کی رہنمائی فرماتے ہیں مہربانی ہو گی، مجھے کمپیوٹر کھولنا نہیں آتا ورنہ نیٹ کے ذریعے آپ سے استفادہ کرتا۔

آپ کے بنیادی مسائل کو عقائد یا اصول دین کہتے ہیں یہ دونوں کلمۃ جامع افراد مانع اغیار نہیں ہیں۔اس میں بنیادی فروعی اختلافات نہیں ہیں بلکہ یہ اختلاف مشکوک، بے بنیاد الحادی بنیادوں کو بھی عقائد اصول کہہ کر کیا گیا ہے۔اسی لئے عقائد امامۃ مظفر، عقائد امامیہ سبحانی، اصل واصول شیعہ کاشف الغطاء میں بے اساس بے بنیاد تدلیس کی گئی ہے۔انہیں اصول دین نہیں کہہ سکتے ہیں بلکہ قرارداد، اتفاقیات کہیں گے جن میں ہر آئے دن اضافہ ہوتا جارہا ہے۔آپ اپنے عقائد میں دوسرا اصول عدل کو گردانتے ہیں جسے سابق زمانے میں پہلی بار معتزلہ نے اختراع کیا تھا۔ بعد میں مانوی اور کمیونسٹوں نے اپنی اصل بنایا تھا۔قرآن نے عدل کو فروعات میں گردانا ہے آپ کے پاس اصول دین اور فروع دین میں تمیز کرنے کی کیا کسوٹی ہے؟

نقد برحوزات یکے از نقدات قاطعہ صارخہ ساطعہ

نقد برحوزات یکے از نقدات قاطعه صارخه ساطعه صارمه جازمه لا مرد لها وا مردها شیطان اکر مین لا یدر ما ذا ایجییت اس بافضیلت سنت وسیرت انبیاء وصلحا ومردان جوان تاریخ ادیان وملل جیسا کہنے والے یہاں سے فارغ افراد اپنے عباء وعمامہ کو چمکدار قیمتی بنانے کی کوشش تو کرتے ہیں لیکن عام طور پر طلباء کو خطاب کرنا تک نہیں آتا۔ بالفرض اگر کسی کو خطاب کرنا آتا ہے جیسا کہ بعض مروجہ سکولوں میں

تقریری مقابلہ میں شرکت یا یونین طلبہ تنظیم میں چیخ پکار سے خطاب کریں گے لیکن یہ خطاب دینی نہیں ہوگا۔ یہاں خطاب سیکھنے پر پابندی ہے، لیکن یہاں شطرنج کی اجازت ہوگی۔

یہاں کے نصاب کے موسس شعوبی ہیں، آج اگر کوئی بھی شخص تحقیق کرنا چاہے تو یہ جان سکتا ہے۔ مدارس وحوزات کے اساتذہ یہ متفقہ جواب دیتے ہیں کہ علم شعوبی پڑھے بغیر عالم نہیں بن سکتے ہیں۔ جیسا کہ یہ بات شیخ قرمطی کے دماغ میں رچی بسی ہوئی ہے۔ بعض تو بذات خود اُن میں برکات دیکھتے ہیں او بعض ٹالنے کیلئے کہہ دیتے ہیں۔ آپ نے درست کہا۔ آپ یقین کریں کہ اس ''نظام مہندس'' کی یہی پالیسی ہے اور یہ ایسے ہی چلتا رہے گا۔ ان کا فقہ واصول فقہ خلاف قرآن ہونا اظہر من الشمش ہے۔ اللہ کے خوف کا ذکر ہو یکم شوال اور دس ذوالحجہ کی چھٹیاں، حکومتی خزانے سے عیدی ،عیش، خوش خوراکی، خوش لباسی اشکال ندارد، آپ کا فقہ اندر سے حنفی باہر سے افتراء باللہ ہے۔ قرآن سے دور کا بھی رشتہ نہیں ہے۔ سوائے ما یسمیٰ اللہ کی وحدانیت، ایمان با آخرت، ایمان بالرسالت ونبوت خاتمیت محمدؐ کے توڑ کی درسگاہ ہے۔

یہاں قواعد عربی کے لیے اسناد، شعراء فاسد بے دینوں سے استناد کرتے ہیں۔ بشار زندیق، ابی العلاء معری ابوطیب متنبّی سے استشہاد کرتے ہیں۔

صرف ونحو اشعار ورثہ عراب کفر ونفاق ہے۔ علم بلاغہ بختری، ابی تمام، بدیع لازمان، ابونواس شرابی غنا گر فاسد کا ورثہ ہے۔ علم فلسفہ وراثت ارسطو مشرک سے، تصوف ورثہ واصل بن عطاء اور صوفی عمرو بن عبید سے لیا، کلام کو یوحنا دمشقی مسیحی سے لیا ہے۔ درسگاہ امام صادق کہتے ہیں جو کہ صریحاً جھوٹ ہے۔ کیا صرف ونحو حماسہ متنبی اصول وفقہ منطق اہلبیت کی ابتکار ہے،

امام صادق مدینہ میں اپنے گھر سے باہر نہیں نکلے تاریخ گواہ ہے۔

افاضل حوزات کا ہاروت وماروت کا کردار۔

نحو وکلام پرستوں نے میرے عزیز بیٹے، داماد اور جامعۃ زھرا کی فارغات کو ہم سے الگ کرنے کے لئے ہاروت وماروت کا کردار ادا کیا۔ باپ اور بیٹے کے درمیان جدائی، مفارقت اور نفرت پھیلانا بھی آپ کے مذہب کی شناخت میں سے ہے۔احسان فراموشی کی تلقین کرتے ہیں۔آپ لوگوں کی زندگی تاریک ہے۔یہاں حوزات میں نجی گفتگو کا مقصد مستقبل میں زندگی گزارنے کی منصوبہ بندی ہوتی ہے۔مدارس اور حوزات میں علم دین پڑھنے کے لئے داخل کروایا تھا۔جنھیں میں نے جامعۃ زھرا سے پڑھوایا، وہ بھی مجھے حقارت کراہت سے دیکھتی تھی۔انہوں نے آغا خانیوں کا مذہب اپناتے ہوئے تمام حدود شریعت توڑ کر بے قصور باپ کو اف کرنے کی بجائے تف کرتے ہوئے کہا آپ اپنا عقیدہ ہم پر نہیں ٹھونس سکتے، گویا میں نے انہیں کوئی دھمکی دی ہے، اگر دی ہے تو سامنے لائیں۔علاقہ شگر چھور کا کے ضامن علی نے کھیلوں کی ترغیب دینا شروع کی۔شیخ جواد حافظی امام جمعہ موقت نے شعراء غاوین کی سرپرستی کرتے ہوئے ان خرافات کی تاکید کرنا شروع کی۔خود علامہ جعفری صاحب قوم پرستی کی حمایت کرتے تھے۔علاقہ شگر امام جمعہ عمر بھر پی پی کی رکنیت میں رہے۔ان کے دورے پر آنے والی خواتین کو بہن کہہ کر خوش آمدید کرتے تھے۔انہوں نے مدارس دینی، مروج سکولوں کے طریقوں پر چلانے کا اصول اپنایا۔قم میں علوم دینی جس میں علم کرکٹ، علم سونمنگ، علم انٹرنیٹ، علم کلام کو احیاء کر کے دین کو قرآن سے الگ کر کے خالص عقل پر چلانے کے معتزلہ کے خواب کو شرمندہ تعبیر کیا۔ مدرسہ موسوم امام خمینی کے کتاب خانے میں ''قرآن سے پوچھو''، ''قرآن

میں محمد مصطفیٰ‘‘ کے ساتھ کتبہ آویزاں کیا گیا کہ یہ کتب ضال ہیں۔ کاش یہاں مستحققین واساتذہ کو کتب ہدایت وضلات میں تمیز ہوتی تو قم کی کتابوں، دکانوں، بازار قدس، انتشارات وانصاریان بند کرتے۔

الغرض میں نے بہت غور وخوص کیا علما بلتستان کراچی لاہور اور حوزات والے کیوں اتنا ہمیں ذلت وحقارت بلکہ صاحب جنایت کبیرہ کے مرتکب جیسا کیوں سمجھتے ہیں؟ اگر میں نے آپ لوگوں کو کوئی نقصان پہنچایا ہے یا میں نے کوئی ایسا جرم وجنایت کا ارتکاب کیا ہے جس سے آپ دوسروں کے سامنے شرمندہ ہیں تو یہ مجھے بتانا چاہیے واضح کرنا چاہیے کہ آپ کی حرکات ہمارے لئے باعث ننگ وعار بنی ہوئی ہیں۔ آپ اس کو چھوڑیں اگر آپ کے مذہب کا سرا نہیں ملتا، کمر خمیدہ، دم بریدہ ہے تو اس میں میری تقصیر نہیں ہے۔ آخر مجھ پر غصہ کیوں؟ میرے بارے میں ان کو غصہ صرف اس بات پر ہے کہ قرآن کو کیوں اٹھاتے ہیں۔

جب سے ملک میں مشنری درسگاہیں کھلی ہیں اور یہاں سے فارغ ہونے والوں کو پہلے دن سے یہ کہا جاتا تھا کہ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد یہاں کے امتحانی درجات ومراتب کو دیکھ کر اپنی رغبت اور خواہش کو دیکھ کر نوکری یا اگلے درجات میں پڑھائی کرنی ہے۔ نسل مسلمان ایک قسم کی جدید عصری غلامی میں جا چکی ہے۔ تھے ان کی بود وباش، رہن سہن کو دیکھ کر دینی درسگاہ کے ساتھ خود دین سے کڑواہٹ شروع ہوگئی۔ اس وقت مدارس دینی خالی ہونا شروع ہو چکے تھے۔ برائے نام دیوبند، بریلی، نجف، قم یا ازہر کا نام لیتے تھے۔ اس دن سے کلمہ دین دل سے محو ہونا شروع ہو گیا انگریز نے کہا تھا زبان اردو ہوگی لیکن فکر انگریزی ہوگی۔ چنانچہ دیوبند کے علماء ہندو پاک تقسیم کے مخالف تھے۔ جب ۱۹۷۱ء میں ہندوستان پاکستان کی جنگ ہوئی تو ہم نے مجالس دعا قائم کی تو ہندوستان سے تعلق رکھنے والے طلبہ

ناراض ہوتے تھے۔ ہندوستان کے بڑے پائے کے عالم دین تجدید اسلام کے داعی ابوالحسن ندوی نے شام میں منعقدہ کانفرنس سے اپنے خطاب میں کہا تھا کہ ہم ہندوستان اور پاکستان کی تقسیم کے خلاف تھے انہوں نے اس کانفرنس میں خود کو ہندوستان کا نمائندہ تعارف کرایا۔ حیرت ہے یہ کون سا علم تھا جس میں انہوں نے نبوغت حاصل کی تھی۔ سورہ مبارکہ الکافرون آیات نفی و برأت کفار ہے۔ المومنون الکافرون یہ کونسے نظریہ کے حامی ہیں؟ جواب دیں۔ پرچم کفر کے تلے اسناد علم الکلام کی تبلیغ کا بھی جواب دینا پڑے گا۔ البتہ یہ بات تسلیم شدہ ہے عربی زبان میں حوزات قم و نجف کی بہ نسبت دیوبند والے آگے ہیں لیکن عربی نہیں ہے، ہندوستان کے ایک معروف عالم دین نے کہا ”ہم نے ہندوستان میں ہندوؤں سے ملکر اپنا بول بالا کیا ہے“ اس وقت دینی مدارس کے دروازوں پر کتبہ باقی تھا لیکن دین ناپید ہو چکا تھا۔

نقد حوزات جرم ناقابل معاف

میں نے چند سال پہلے مجمع جہانی کی طرف سے آئے دعوت نامہ کو یہ لکھ کر مسترد کیا تھا ایسے سیمناروں میں شرکت سے ہمارے علاقوں میں کوئی مثبت اثرات نظر نہیں آتے ہیں لہٰذا ہماری شرکت سے حاصل ہماری چند دن کی عیاشی ہوگی۔ میں نے حوزہ پر تنقید کی تھی جوان پر گراں گذری تھی۔ وہ حوزے کو ماورائے سوال ماورائے تنقید گردانتے تھے۔

بہرحال میں اپنے ناقدوں کو اپنے محسنین میں شمار نہیں کرتا ہوں کیونکہ انہوں نے مجھے اپنی غلطیوں کی طرف متوجہ کرنے کے لئے نہیں لکھا ہے۔ ایسی ذہانت اعلیٰ سطح کے افق سے نکلنے والے فوارے کی طرح ہوتی ہے۔ خود کو جلد ہی احساس ہو جاتا ہے کہ ہم نے غلطی کی ہے۔

میں جب بلتستان سے دوبارہ ایران آیا تو پہلی بار شیخ باقر بلق والا کے کے گھر میں منعقدہ ہفتہ وار مجلس تمرین میں شرکت کی۔ جہاں شیخ عباس باشوی نے ایک صفحہ پر قانون اساسی برائے طلبہ بلتستان مقیم حوزہ علمیہ بنائے اور میرے پاس لائے، میں نے دیکھا اس میں یہ نکات درج تھے۔

۱۔ جو تازہ آئیں گے ان کے شہریہ کا بندوبست کریں۔

۲۔ جو مر جائیں گے ان کی تجہیز و تکفین کا بندوبست کریں۔

۳۔ ایک مدرسہ بنائیں گے۔

اب تو قم و مشہد میں امام بارگاہیں اور حسینیات پر حسینیات بنا رہے ہیں۔ ان کو تبلیغ یا کسی تحقیق کے موضوع پر لگائیں، یہ ضروری نہیں سمجھتے۔ اس ایک صفحہ میں ایک نکتہ بھی دین یا حصول علم کے بارے میں نہیں تھا کہ ہم طلبا کی فکری سطح بلند کریں گے۔ میں نے کہا یہ سب غلط ہے یہ آپ کا کام نہیں ہے اس پر قم و مشہد کے فضلاء نے میری مخالفت شروع کی۔

جبکہ ان مدارس سے پڑھ کے آنے والوں کو دین بیان کرنا تو دور کی بات ہے وہ اپنے خود ساختہ اعتقاد امامت خلافت عدالت کے بارے میں بھی واضح انداز میں بیان نہیں کر سکتے جو کچھ انہوں نے یہاں دیکھا ہے وہ مصطلحات تلاش شعوبین ہیں۔ اس وجہ سے مدارس سے فارغ علماء کی نظر میں مروجہ درسگاہوں کے فارغین کو انسان کامل اور خود کو بقول لکھنوی، خاکسار، نالائق انکسارات میں ادیب دکھاتے ہیں۔ باقی انسانوں کو وحشی تصور کرتے ہیں۔ مجھے دینی درسگاہوں میں پڑھنے یا فارغ ہونے والے یا مروج درسگاہوں سے فارغین میں کچھ فرق نظر نہیں آیا۔ دونوں دنیا کے چکر میں رہتے ہیں، دونوں کو غیر مربوط عربی زبان کی گرائمر دین کے نام سے پڑھاتے ہیں۔ اس سند سے سکولوں میں پڑھانے میں ذرہ برابر احساس شرمندگی بھی نہیں دکھاتے۔ اپنی حیثیت کو دینی سے بالاتر ثابت کرنے کے

لیے ڈاکٹر کی سند کی تلاش میں رہتے ہیں۔اتنے سال حوزہ دینی میں گزار نے کے بعد وہ آج دین یکسر بھول گئے۔بعض نے انگلش میڈم سکول قائم کئے،بعض نے حج مسخ کرنے میقات بدلنے بلکہ اس کی توہین کرنے ،کربلا کو کعبہ پر برتری دینے، حاجیوں کو لوٹنے کے لیے فکرِ قرامطی زندہ کی ہوئی ہے۔اب وہ این جی اوز کے تعاون سے انگریزی فروشی کرتے ہیں۔انہیں جدید دنیا کا نمونہ تصور کیا جاتا ہے دین کے نام سے دنیا بنانے کا ماڈل ونمونہ سمجھا جاتا ہے۔

یہاں کا نصاب درس،استادوں کی ترجیحات،شعوبیوں کی فکر بتاتے ہیں۔یہاں سے اپنے علاقوں میں پہنچنے کے بعد سرگرمیاں خالص اسلام مخالف بجٹ سے مساجد ضرار، مدارس ضرار بنانے اوراپنے علاقوں میں تعصب پھیلانے کی تربیت حاصل کررہے ہیں۔میں نے ان میں دوسروں سے نفرت،کراہت تفرقہ کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا۔

شعوبین کا نظریہ عربوں کی تذلیل وتحقیر کرنے کی حد تک محدود نہیں تھا بلکہ منشوراولی اسلام کو کنارے پر لگانا ہوتا تھا۔اس کے لیے خصوصی طور خیال رکھا کہ قرآن اور محمد کا نام نہیں آنا چاہیے اوراس پر سختی سے عمل ہوا۔انہوں نے آخر میں فیصلہ کیا کہ عربوں کو ایک ذلیل وپست قوم بنائیں۔اس کی تیاریاں کیسے کی جائیں اورکون سالائحہ عمل طے کیا گیا۔عربی زبان میں تسلط حاصل کرکے قرآن کریم سے اخلاص کا مظاہرہ کرکے اس کی جڑوں کو خشک کرنے کیلئے عربی زبان کی مہم شروع کی گئی جس میں عربوں کو نشانہ نہیں بنایا بلکہ زبان پر حملہ کیا گیا۔عربی زبان کو خلط ملط کیا،فصاحت وبلاغت کی جنگ میں فاتح کلام اللہ،کلام رسول کو پیچھے کرکے شکست خوردوں کی زبان اشعار جاہلیت کو عربی زبان کی کسوٹی گردانا گیا۔انہوں نے اگلے مرحلے میں نصاب درس عربی زبان کو یکسر مسترد کرکے غیرعربوں کی زبان میں تدریس

چلائی۔عربی لغت کی تدریس کو بالکل بند کیا گیا۔دنیا بھر کی درسگاہوں میں پہلے سال لغت کی تدریس ہوتی ہے لیکن آپکی درسگاہوں میں اس کا ذکر تک نہیں ہوتا ہے۔آپ کے ہاں سالوں سال پانی نکالنے والے گھوڑوں کی مانند صرف ونحو میں عمر ضائع کرتے ہیں۔غرض علم صرف اور لغت میں عبورو تسلط حاصل کرنے والے شعوبی تھے۔ان کی عربی زمانہ جاہلیت کی ہے لہٰذا کتب نحواور صرف میں اشعار ممنوعہ قرآن سے استناد کرتے ہیں یہ آیات قرآن سے مثال پیش نہیں کرتے ہیں۔

عربی زبان کے چار مراتب ہیں

۱۔صوتی ہے یعنی قرائت لہجہ انداز جوکلی طور پر ناپید ہے۔

۲۔لغات نہیں سکھاتے۔

۳۔اصل مادہ اور مصطلحات میں ربط نہیں یہاں صرف قواعد پڑھاتے ہیں لغت نہیں پڑھاتے۔

۴۔وہ علم جسے ام العلوم کہتے ہیں جوستون اولی نصاب ہوتا ہے، یہاں ناپید ہوتا ہے۔جواب مضطرب ہے اصل جواب ناگفتہ بہ ہے جس طرح قرآن نہ رکھنے کا جواب ناگفتہ بہ ہوتا ہے۔

یکے از نقدات بلکہ اہم از نقدات فقدان عربی زبان ہے۔عربی سے ہماری مراد قرآنی عربی ہے اگرچہ اس وقت خود عرب منتشر ہیں ان کی لغت بھی متفرق ہے، اسلام دشمنی میں انہوں نے عربی سے بھی دشمنی مول لی ہے۔جناب طٰہٰ حسین نے عربی محاذ کی تحریک چلائی کہ حاضر عربی ہماری کسی مشکل کا حل نہیں ہے۔جبکہ ہمارا رشتہ قرآن سے ہے قرآن کی عربی عام عربی سے مختلف ہے اس میں دقت باریک بینی سے اندازہ ہوتا ہے لغت عربی کو نصاب میں نہ رکھنا بدنیتی پر مبنی ہے۔اگر درسگاہوں میں زبان عربی کو نصاب

میں رکھتے تو طالب علم قرآن کی طرف متوجہ ہوتے تو ان کی ساری سازشیں کھل جاتیں اور ہر چیز منتہج بفہم قرآن ہوتی۔عربیت کی جگہ فارسی کو رکھنا دلیل بدنیتی پر مبنی ہے،ایران عالم اسلامی کی قیادت کی لیاقت نہیں رکھتا کیونکہ انہوں نے قرآن سے عناد برتا ہے۔کتاب ضحیٰ الاسلام ج ا ص ۶۳ پر آیا عربی زبان کی حجت پر مہر لگانے والے تین اشخاص تھے ان میں ابوزید الانصاری، ابوعبیدہ اور احمص ان تینوں میں سے دو شعوبی تھے۔کتب لغت لکھنے والے سب اہل فارس تھے ان میں سے ایک قطرب تھا جس نے جمہرۃ العرب لکھی ہے اس نے اعراب لگا کر غیر عربی زبان کو عربی میں پیش کیا۔اس کی تاسیس کے حاملین،آغاز کنندہ اور مدرسین کے عزائم ومنویات ناگفتہ بہ ہیں جسے نہ کھولا جائے تو بہتر ہے مگر اس سے انتساب کرنے والوں کو طیب ابن طیب ثابت کرنے پر اصرار ہے۔ہم عربی زبان کے محافظ مدافع نہیں ہیں۔ہم عرب زبان سے اس حد تک وابستہ ہیں جو کلمات مواد قرآن میں آئے وہ قریش کی زبان میں آئے ہیں۔جن لوگوں نے عربی زبان کو اپنے روزگار کے لیے اختراع کیا ہے انہوں نے اعراب بادیہ اور ابن فارس ترکی کو اعراب لگا کر پیش کیا ہے۔اسی طرح قوائد زبان کا حضرت علی سے انتساب کرنا ایسا ہے جیسے نیلام گھروں اور سیکولروں کے اجتماعات میں قرآن کی تلاوت کرنا ہے۔جھوٹ در جھوٹ جبکہ اباالاسود دوئلی،عبدالرحمٰن ہرمز نصر بن عاصم کو رجال الخوئی میں مخدوش ومشکوک قرار دیا گیا ہے۔عبدالرحمٰن استاد امام مالک جن سے امام مالک نے سات سال پڑھا لیکن بقول امام مالک ان دروس میں سے ایک حرف کا اظہار بھی نہیں کیا ہے اس پر اہل دین کو غور کرنا چاہیے۔اس کے ابتکار وابداع سیبویہ سے لے کر ''من بعدہ من النحوین ابعاد القرآن عن الاشتھاد و الاشتھاد با شعار الجاھلییہ الاولیاء الحدید و الحاقدین للاسلام امثال حماد

مجرد العرزدق و ابو طبیب نبی والی اسعداء المصری و اختلاف) اختلاف قرأت پر موساعات درموساعات اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں، اس علم میں تکبر نخوت غرور کا ہونا اس علم کے اساتذہ کو دیکھنے کے بعد پتہ چلتا ہے۔

کتاب ''جواھرالادب'' کی تالیف احمد بن ابراہیم ازھری متولد ۱۰۰ھ متوفی ۱۷۵ھ نے کی ہے۔ بصرہ کے امام العربیہ عمرو بن عثمان ۱۸۳ھ اور کوفہ کے امام العربیہ کا اعزاز کسائی ۱۸۹ھ دونوں خلیل احمد فراھیدی کو جاتے ہیں۔ خلیل کے علوم عربیہ کے مصادر عراق کے دیہاتوں سے ملتے ہیں۔ انھوں نے علوم عربیہ میں کتاب العین چھوڑی ہے۔ لغت نویسی اور شعر عروض کا آغاز کیا ہے۔ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے اس میں کوئی چھپی بات نہیں ہے۔

مسلمانوں کی تاریخ میں باقاعدہ کسی کے سامنے زانو تلمذ کر کے شاگردی اختیار کر کے لغۃ عربی سیکھتے تھے۔ چنانچہ کسائی اور سیبویہ کے بارے میں آیا ہے یہ دونوں، خلیل احمد فراہیدی کے شاگرد تھے انہوں نے ایک عمر عرب دیہاتوں میں گزاری ہے۔ سیبویہ اور کسائی دونوں خلیل احمد فراہیدی کے گھر میں جا کر پڑھتے تھے۔ سب سے پہلا شخص جس نے کتاب درس پیش کی ہے وہ سیبویہ ہے۔ سیبویہ اور کسائی دونوں نے خلیل فراہیدی سے عربی دنیا کے لیے سیکھی تھی لہٰذا دونوں دیوان برامکہ پہنچے تھے۔ دین مکہ مدینہ میں نازل ہوا، وہیں اشاعت ہوئی دین دیہاتوں میں ترویج نہیں ہو پاتا ہے۔ اس لئے دونوں دربار برامکہ میں روزگار طلبی کیلئے پہنچے تھے۔ لیکن اس علم میں دین نہ ہونے کی وجہ سے کسائی کامیاب جبکہ سیبویہ ناکام ہوا تھا۔

جتنا بانیان کی طرف رجوع کریں گے مشکوک مخدوش مطعون پائیں

گے۔انکی سوانح حیات اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ وہ فواسد ایمان وعمل تھے۔ازابوالاسود دوئیلی عبدالرحمٰن بن ہرمزوغیرہ جنکا علم صرف ونحو کی آراء نظریات کو حجت گردانتے ہیں۔علی بن حمزہ کسائی،عمروبن عثمان بن قنبر سیبویہ اوران کے استاد خلیل احمد فراہیدی کی زندگی میں دین ایمان عمل اسلامی کا کوئی ذکر نہیں ملتا ہے۔ان کے دلوں میں شقف دنیا بھری ہوئی تھی۔ دنیا کی سنت یہی رہی ہے کہ کوئی عیاشی کرتا ہے تو کوئی بھوکا پیاسا رہتا ہے۔ سیبویہ جن کے دماغ میں اپنی کتاب کی شہرت کی وجہ سے کیڑا تنگ کررہا تھا اپنی کتاب لے کر بصرہ سے بغداد گئے اور علماء چننے والے ادارہ برامکہ میں پہنچے۔کسائی سے مناظرہ کا اعلان کیا حاضرین نے ان کو نصیحت کی کہ ایسا نہ کریں وہ ہارون کے بچوں کا استاد ہے آپ کے حق میں فیصلہ نہیں ہوگا لیکن مصر رہے اور مناظرے کا اعلان ہوا۔کسائی نے سفارش ڈالی اور سیبویہ کو ہرایا،سیبویہ اس حسرت کو لے کر واپس کوفہ گیا جلد حلیف فراش ہوگیا اور کھانا وغیرہ بند ہوگیا اور حسرت کی موت مرا۔اس کا استاد خلیل احمد فراہیدی خوارج کی شاخ صفرہ سے تعلق رکھتا تھا،ان کی صفت صرف یہ تھی کفاف قناعت شعاری تھی آخر میں وہ اس پر قائم نہیں رہ سکے اور تقرب سلاطین کیلئے بغداد ،رے،اھواز کا دورہ کیا لیکن ہر جگہ سے مایوس ہو کے فقر کی زندگی گزاری۔ کسائی عمر بھر ہارون الرشید کی معیت میں رہا انہی کے حضور میں آخرت کے سفر پر روانہ ہوا۔اس طرح ملا صدر فیلسوف عصر شاہ کے حاشیہ نشینوں میں تھا اور شاہ عباس کو اعلی حضرت کہہ کر خطاب کرتا تھا۔اس کے بھی دین ودیانت کا چنداں ذکر کہیں بھی نہیں ملا۔غرض بصرہ اور تا الی آخر تنازعات افتراعات کا شکار ہوگیا۔علم نحو وصرف نے عربوں کو اپنی عربیت میں متحدر رکھا،نہ دین میں رکھا،نہ دنیا میں صاحبان عزت بنے۔اس دور میں پٹرولیم مضنوعات کی وجہ سے انہیں عیش ملی ہے اور کچھ نہیں۔

یہاں ہم شعوبین کی علوم عربی میں خیانتوں میں سے ایک خیانت کا ذکر کرتے ہیں۔ اکثر علماء حطور بھی نہیں کرتے کہ معاصم لغوی میں کثیر جعلیات اور خودساختہ خیانتیں پائی جاتی ہیں۔ کتاب فصحی العرب تالیف انوار الجندی ص ۷ پر لکھتے ہیں کل کلمات عرب مادہ ثلاثی رباعی خماسی نقل از کتاب العین خلیل فراھیدی اسی ۸۰۰۰۰ ہزار ہیں۔ ان میں سے چالیس ہزار مہمل ومتروک ہیں، باقی چالیس ہزار سے دس ہزار استعمال میں ہیں۔ حتی کہ لغات نویسی میں موضوعات لکھنے والوں نے کتنے غلط کلمات کو عربی زبان شامل کیا ہے۔ چنانچہ ابن فارس ۳۹۵ق نے بہت سے کلمات کے بارے میں لکھا ہے۔ اس غرض سے لغت شناسی میں تحقیق کرنے والے خوب جانتے ہیں۔

یکے از نقدات حوزہ زبان عربی کے مراتب ودرجات کو پس پشت ڈال کر صرف اور صرف ونحو میں عمر تلف کرنا ہے۔ ماہرین زبان عربی والوں کا کہنا ہے عربی زبان کے چار مراتب ہیں۔ مسلمانوں کیلئے یہ دکھ کا مقام ہے کہ ان کا دین ازدواجی، فوتگی، سالگرہ، اعیاد، فاتحہ کہنا تک محدود ہو گیا۔ دینی درسگاہیں، مندر بنانے والوں کی سرپرستی میں جا چکی ہیں۔ مدارس میں فزکس، کیمسٹری نصاب میں رکھنے کیلئے دباؤ بڑھ رہا ہے۔ اس سے ڈاکٹر، انجینیر بنتے ہیں لیکن مطالبات بنیادی نہیں بلکہ اصلی مطالبات باہر سے آنے والی رقوم ہیں۔ دینی درسگاہوں کے لیے مناسب تعبیر یہ ہے کہ یہاں دنیا و آخرت دونوں سے لاتعلقی کی تدریس ہوتی ہے اور اس میں کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔

میں نے جس دن سے مظہر کاظمی، آغا جواد، آغا سراج، آغا راجہ ناصر جیسے لوگوں کی مرکزی توجہ کالج، یونیورسٹیوں کے طلبہ کے لیے آرام دہ ہاسٹلز بنانے پر مرکوز دیکھی ہے تو ایک بات یاد آئی کہ ایک حلقے ماتمی میں ایک شخص

کوسینہ زنی نہیں آتی تھی وہ دوسرں کے سینہ پر ہاتھ مارتا تھا کسی نے اس شخص سے کہا کہ اب تم مجھے اپنے سینے پر ہاتھ مارنے دوتو اس نے کہا، کیا تم مجھے مروانا چاہتے ہو؟ میں نے قبلہ آغا محسن نجفی سے تنہا لقمات نہیں کھائے بلکہ عزت، احترام، تکریم افزائی بھی دیکھی ہے لیکن میں ان کے احسانات دنیوی کو اپنے منہ پر لجام عن الدین نہیں بنا سکتا ہوں۔ میری ذات سے متعلق بعد میں جو بھی ارشادات فرمائیں معاف ہیں لیکن جس دن سے آپ کا جامعہ اہلبیت چھوڑ کر جامعہ کوثر وامثلھا کی سر پرستی کا سنا مجھے امام حسین کا وہ فرمان یاد آیا'' و

اذا قد بلیت علی الا اسلام السلام اذبلیت امة براع مثل یزید'' مثل یزید امام المسلمین بنے۔ پاکستان کا ایک علمی محترم موقر شخص دنیا کا اس حدتک گرویدہ ہو جائے کہ وکیل مراجع، وکیل ابن یہود بھی بنے۔ جدیدیت اس پر حاوی ہو جائے پھر مجھ جیسے دین و دنیا، دونوں کے طالب علم کو کہیں بھی شمار نہ ہونے والے کو، کل دین کا ڈھانچہ بدلنے پر مصر دانشور غامدی کا لقب دینا قابل تحلیل ہے۔

یہ کہنا کہ جب تک ان درسگاہوں میں ان طلبہ کی دنیا کی ضمانت نہیں ہوگی، کوئی نہیں آئے گا یہاں سے واضح ہوتا ہے کہ دین کا کتبہ غلط لگایا گیا ہے۔ اگر یہ مدارس دین ہوتے روس کو بھگانے والے، پلٹ کر اپنے ملک کے شہریوں کو نشانہ نہ بناتے۔ اگر دین پڑھتے تو امریکہ سے لڑنے کے لئے روس سے مدد نہ مانگتے۔ سنیوں سے نجات کیلئے امریکہ کی پناہ، امریکہ سے بچنے کیلئے روس کی پناہ میں نہ جاتے۔

حوزات علمیہ میں خرافات براجتہاد

ہاں میں نے رجب ۱۴۴۲ھ کو آغائے فرمان صاحب کے نام خط میں لکھا تھا کہ آپ اسلام و مسلمین کو درپیش مسائل سے لاتعلق رہتے ہیں بلکہ

خرافات کے پاسداراور محافظت کرتے ہیں ۔آج مورخہ ۲۶ رجب ۱۴۴۲ھ کے اخبار میں ایک کالم کا عنوان آیا تھا کہ انسان مرقد کیوں چاہتا ہے؟ کالم نگار انجم فاروق صاحب لکھتے ہیں بھارت میں ایک شہر احمد آباد میں ایک عائشہ نامی لڑکی نے اپنے رشتہ اذدواج میں منسلک ہونے کے لیے جہیز نہ ملنے پر خودکشی کی۔اسی کالم نگار نے لکھا ہے یہ مسئلہ تنہا بھارت کے لیے درپیش نہیں بلکہ جہاں جہاں مسلمان رہتے ہیں انہیں بھی یہی مسئلہ درپیش ہے۔ یہاں پہلے مرحلے میں لڑکیوں کی منگنی نہیں ہوتی ہے اگر ہو جائے تو دوسری رکاوٹ جہیز ہے ۔ایک عرصے سے پاکستان کے اخبار و جرائد کے اداروں میں اس منحوس شرط کے خاتمے کے لیے تجاویز دے رہے ہیں۔ یہ مسئلہ عالم دین و دیانت سے لے کر ہمارے سیکولر روشن خیالوں کا مسئلہ نہیں بلکہ عباء وقباء اعلی قیمتی پہننے والے بھی اس میں گرفتار ہیں۔ میں نے قم میں خرافات میں اجتہاد کرنے والے دو سیدوں کو رشتہ دیتے وقت جہیز نہیں دیا تھا بلکہ ان سے نصف صداق نقدی لیا تھا جو ان دونوں کے دلوں پر ناسور بنا تھا۔ تنہا قم میں اقامہ دائمی کرنے والے ہوں یا یہاں این جیوز کے مدارس میں وقت تلف کرنے کے بعد قم جا کر عباء پہن کے آنے والے ہوں ان کی تخصص محض خرافات میں ہوتی ہیں۔اس فلاسفہ کلام میں تخصص کرنے والے ہوں یا یہاں زعامت ،ریاست چمکانے والے ہوں ۔خرافات و اضافات قرآن اور محمدؐ اسلام سے زیادہ مزاحمت پر ہی اجتہاد کرتے ہیں۔

دینی مدارس سے فارغ التحصیلان

دینی مدارس سے فارغ التحصیل طلبہ سے کیا توقع کرسکتے ہیں؟ اگر کسی کا لڑکا انجنیئرنگ کی درسگاہ سے فارغ التحصیل ہو تو اس کے عزیز و اقارب، علاقے والے انجنیئرنگ کے مسائل کے حل کی توقع رکھتے ہیں۔اگر طب

میں پڑھ کر آیا ہو تو محلّہ والے علاج معالجہ امراض کی توقع رکھیں گے۔اگر قانون کی درسگاہ سے پڑھ کر آیا ہے تو انصاف عدالت کی توقع رکھیں گے، اسی طرح کوئی دینی درسگاہ سے فارغ التحصیل ہو کر آیا ہو تو وہ ایمانیات شرعیات، بے دینوں سے نجات کی توقع رکھے گا۔ان کا کردار دین کا بول بالا کرنا ہی ہوگا۔لیکن ان مدارس میں دین پڑھے بغیر آتے ہیں بلکہ دین اور دنیا دونوں سے غیر مربوط عربی زبان کی گرائمر پڑھنے پر اکتفاء کر کے آتے ہیں۔فقہ جسے احکام قرآنیہ کے خلاف وجود میں لایا گیا ہے، اس میں ملعون عزت کش جہیز کے احکام ہیں۔اصول فقہ دین میں تشکیک پھیلانے کے لیے شعوبین نے گھڑا کیا ہے۔بعض کی اس سے گزر اوقات ہو جاتی ہے بعض کچھ آگے بھی مقام بناتے ہیں۔یہ افراد دنیوی علوم میں صفر ہوتے ہیں، انہیں اہل دین کے نام سے دنیا بنانے کا نمونہ سمجھتا ہوں۔

کتاب عقائد رسومات آنے کے بعد میں نے امام وامت لکھی جس میں اقسام امامت کو پیش کیا اس کتاب میں اثنا عشری کے بارہ ائمہ کو امام معصوم ثابت کرنا تھا، اس سلسلے میں مصادر تلاش کیئے تو مجلّہ رسالۃ الثقلین میں آغائے باقر الحکیم کا اس حوالے سے ایک مقالہ ملا، انہوں نے پہلے مرحلے یہ سوال اٹھایا کہ ہمارے مخالفین سوال کرتے ہیں بارہ کے عدد کا کیا فلسفہ وحکمت ہے؟ بارہ سے زیادہ کیوں نہ ہوئے یا بارہ سے کم کیوں نہیں؟ اشکال تو انہوں نے کیا لیکن جواب قانع نہ دے سکے۔یہاں سے میرے دل میں شکوک وشبہات یکے بعد دیگرے پیدا ہونے لگے۔چنانچہ بارہ میں سے تین کو ثابت کرنا مشکل ہو گیا۔اصل شیعہ واصولھا محمد حسین کاشف الغطاء ،محمد حسین فضل اللہ کی ندوۃ، محمد باقر حکیم کے رسالۃ الثقلین میں بارہ امام کے بارے میں مواد پڑھا۔بقول مرحوم باقر حکیم آغائے فضل اللہ، امام مہدی کو پیدا ہوتے کتنی معتبر شخصیات نے دیکھا ہے؟ امام حسن عسکری نے کتنے لوگوں

کو جمع کر کے ان پر نص کی تھی، کہیں بھی ذکر نہیں ملا؟ ایسی کوئی دلیل نہیں ملی سوائے اس کے کہ اگر خدا چاہے تو اتنی عمر زندہ رکھ سکتا ہے۔ عیسیٰ و یحییٰ نے بچپنے میں بات کی ہے لیکن ان کا نام قرآن میں آیا ہے جبکہ آپ نے قرآن سے استناد نہیں کیا۔ دونوں نے بچپن میں منصب امامت پر فائز ہو کر فرائض منصبی سنبھالا ہو، اگر قرآن میں ہے تو پیش کریں۔ فقہاء سے سوال ہے کہ سربراہ امام جماعت جمعہ، علاقے کا سربراہ، مملکت کا سربراہ، ازدواج میں بلوغت کی شرط کہاں سے لگائی ہے، جواب قرآن میں آیا ہے۔ آپ کے نزدیک عام مسلمانوں کے نزدیک امام مہدی کو کسی عادل آدمی نے دیکھا ہو گواہ نہیں پیش کر سکے تو اسے غاشیہ کہیں گے۔ جب تک عقائد اقناعی نہ ہوں تو وہ ثابت نہیں ہو سکتے ہیں۔

فلسفہ اعتزالی درجہ دوم میں ہے۔ اس کو آج کل کورونا کی وبا کے عرصہ میں استعمال کیا گیا ہے جو ٹھیک رہنا چاہتے ہیں وہ گھر میں بیٹھیں، اگر باہر نکلیں گے تو کورونا وائرس کا شکار ہو جائیں گے۔

ا۔ سب سے پہلے عظمتِ اسلام میں شگاف ڈالنے والے معاویہ تھے آپ نے ان کو خال المومنین، کاتب وحی بتایا۔ ان کے ساتھ ان کے مشیر عمرو بن عاص، ابوموسی اشعری ابو ہریرہ وغیرہ تھے ان کے بعد خوارج تھے ان کے بارے میں منہ نہیں کھولتے۔ خوارج کے بارے میں گفتگو کرتے نظر نہیں آتے۔ اسی طرح یزید بن معاویہ، عبدالملک مروان، بنی عباس سفاک و خونخوار منصور دوانیقی، ہارون سے اتاترک اور بھٹو تک پر تبصرہ نہیں کرتے۔

ا۔ حکومت کہتی ہے کہ ہمارے ملک کے لیے ڈاکٹروں، انجینیروں کی کمی کا بحران ہے۔ کیونکہ جو باہر ملکوں میں پڑھنے جاتے ہیں وہ واپس نہیں آتے کیونکہ انہیں یہاں روزگار نہیں ملتا۔ لہٰذا مدارس دینی میں بھی انجینرنگ، میڈیکل، وکالت جج اور وکلاء کی ضرورت ہے۔ جبکہ شرف الدین کی تنقید یہ

ہے کہ مدارس دینی سے مراد ہے کہ ان اداروں میں ایمانیات، اللہ سبحانہ کی واحدنیت ،ایمان با آخرت، ایمان بانبوت انبیاء ،ایمان ختم نبوت خاتم النبین ، واجبات محرمات حقوق مسلمین وغیرہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ دنیا میں ایسی کوئی درسگاہ نہیں جہاں دو الگ الگ نصاب پڑھائے جاتے ہوں۔ دشمن اسلام نے جدیدیت کوالحادیت پر پہنچایا ہے۔تو کیا انصاف یہ ہے کہ یہاں اسلام کے اصول واحکامات کو ہٹا کر مروجہ دیگر شعباجات کی تعلیم دی جائے؟ ہمیں اللہ کی واحدنیت قائم کرنے، قیامت کے دن حساب کتاب دینے اور یہاں حلال حرام، ارکان صوم وصلاۃ کو جاننے سمجھنے کی ضرورت ہے۔انہیں حوزات ومدارس کہنے کی بجائے مذاہب کہنا زیادہ بہتر نظر آتا ہے کیونکہ یہاں کے موضوعات، تدریسی کتب ،اساتذہ، عمارات بود و باش طلبہ، ثقافات، درسگاہ، تلقینات اور انتظامیہ ان تمام میں کہیں بھی اسلام خالص نظر نہیں آتا ہے۔ بلکہ غور وغوص ، دقت اور باریک بینی کرنے والا انسان آسانی سے یہ فیصلہ کرسکتا ہے کہ یہاں اسلام کا متبادل پیش کرتے ہیں، یہاں اصل اسلام نایاب ہے۔

یکے از نقدات حوزہ و مدارس استاد کی زبان تدریس اور زبان نصاب میں اختلاف، یہ ایک مسلمہ اور نا قابل انکار حقیقت ہے۔ اس کے کتنے برے اثرات تعلیم پر مرتب ہوئے ہیں یہ بات ماہرین استاد سے پوچھیں۔

۲۔ انسان وہی زبان استعمال کرتا ہے جو اس نے پڑھی ہو۔انسان کے سامنے دنیا دوقسم کی ہوتی ہے۔ایک دنیا ہے جو روزانہ متغیر نظر آتی ہے اس کے تغیر بہت سی اشیاء پر اثر انداز ہوتے نظر آتے ہیں جیسے سورج چاند طلوع ہوتا ہے غروب ہوتا ہے۔دوسرا غیر متغیر نظر آتا ہے جیسے پہاڑ وغیرہ اسی طرح علوم وفنون، حکمت، فلسفہ، منطق جدلیات حتی کہ سحر جادو تک کے طور طریقے بدل جاتے ہیں اصل باقی رہتا ہے۔انسانی شکل وصورت کے

انداز واطوار بدلتے رہتے ہیں حتی کہ کتب کا انداز، بیان کے حوالے سے تبدیل ہوتا رہتا ہے لیکن یہاں چھ سات سوسال پرانی لکھی کتابیں نصاب میں رکھی ہوئی ہیں، جس طرح مجتہدین اپنے اقتدار کے دوام کی خاطر امام غائب کی تلقین کرتے آئے ہیں۔ حوزات کی نگرانی کے پس پردہ کہتے ہیں ان میں برکت ہے یا مولوی بنانے کا رمز ہے ذرا اس بات پر غور کریں۔

۱۔ دوسرا متغیر وہ ہے جو نظر آتا ہے جیسے سورج چاند متغیر نظر آتے ہیں۔

۲۔ جو متغیر نظر آتے ہیں ان میں سے مثلاً زراعت چند مہینے کے بعد ختم ہو جاتی ہے۔ مرغی یا پرندے جلدی ختم ہو جاتے ہیں۔ زبانیں یکے بعد دیگرے کچھ زمانہ گزارنے کے ساتھ تبدیل یا ختم ہو جاتی ہیں۔ جیسے عبرانی، سریانی، سنسکرتی، دو سو تین چار سو سال بعد ختم ہو گئیں جبکہ آپ تین چار سو سال سے پہلے والی زبان میں تدریس کرتے آرہے ہیں۔

سند حوزات نیاز مستکبران

یہاں مدارس سے فارغ رہنے والوں کی زندگی عجیب طرح کی ہے۔ حوزات، مدارس کی تاریخ میں آج دن تک ان فارغ التحصیل افاضل وعلماء کی گزراوقات، ان علاقوں کے سرپنچوں، سرمایہ داروں، خمس کی صورت میں کمیشن وصول کرنے والوں کے علاوہ کسی اور فارمولے پر بحث و مذاکرات کیا ہو نہیں سنا ہے۔ لہذا مصلحت اندیشی یہاں ختم ہوئی، ملک میں جاری خرافات، بدعات، ناجائز کفریات، شرکیات کی تائید حمایت کرو حوزات کے فتویٰ آغائے جعفری نجفی سے صلاح الدین رضوی تک ایک ہی ہیں۔ عوام الناس طائف کی طرح ہیں۔ جو عوام سے ڈرتے ہیں وہی روشن خیال لیڈر ہیں۔ انہوں نے اسلام سے خیانت کی ہے کیونکہ یہاں سے فارغ ہونے والے، حاکم وقت کے خدمت گار یا پوری ملت کے محتاج رہے ہیں یا کسی

تنظیمی شخص مستکبر کے محتاج رہے ہیں یا بھوک پیاس سے آزاد نہیں ہوئے۔ اس وجہ سے ہر ایک کی نیازمندی بدترین نتائج کی حامل رہی ہے۔

دین اور مذاہب خمسہ

آپ اپنے خصوصی اجتماعات میں امامت کو اُس الاساس کہتے ہیں جبکہ مجامع عمومی میں اصول مذہب شمار کرتے ہیں۔ سجدہ کرتے وقت سجدہ گاہ، جائے نماز کے نیچے سے نکال کر سجدہ کرتے ہیں اور اٹھتے وقت پھر نیچے زمین پر رکھتے ہیں، جب اٹھتے ہیں تو جیب میں ڈالتے ہیں، کیا یہ عجیب حرکت نہیں؟

کورونا وائرس کی طرح امام صادق، امام ابوحنیفہ، امام مالک، احمد بن حنبل سے منسوب فتاویٰ بلا سند، فقہ اسلامی کے نام سے نافذ کرنے کی کیا دلیل ہے؟ ان کے فتاوی کو بزور استبداد، سلاطین بنی عباس، مما لک فاطمین اور عثمانیوں نے اپنی ریاست کے نظام کے طور پر طاقت وقدرت سے نافذ کیا ہے۔ اسی وجہ سے ان کے مقتدی یا مقلدین ہر آئے دن اسلام سے اجنبی ہوتے ہوئے کمیونسٹ و مسیحی بن گئے اور یہی ان کی حکومتوں کے زوال و سقوط کا سبب بنا۔ کیونکہ ان فتاویٰ میں اللہ اور ایمان برسالت، ایمان بروز آخرت ثواب وعقاب کا ذکر ہی نہیں ہے۔ ان کے مذاہب کی طاقت نمائی اونٹوں اور ٹرکوں پر سوار ہو کر گانا گانا، سینہ زنی، زنجیر زنی کرنا ہے۔ اسی لئے حکمرانوں نے ان کی سہولتوں کا خاص خیال رکھا ہے۔

۱۔ امام مالک کے فتاویٰ کو منصور دوانقی نے لاگو کیا تھا۔

۲۔ ابو یوسف کے فتاویٰ کو ہارون رشید نے لاگو کیا۔

۳۔ امام شافعی کے فتاویٰ کو بغداد میں ہارون اور مصر میں مما لک نے لاگو کیا۔

۴۔احمد بن حنبل کے فتاویٰ کوسعودیوں نے لاگو کیا۔

۵۔امام صادق کے نام سے فتاویٰ کوفہ کی گلیوں میں نشر کرنے کا سلسلہ کب اور کہاں سے شروع ہوا معلوم نہیں کیونکہ وہ ملوک فاطمین کے بعد آئے۔ وہاں امام شافعی کے فتاویٰ چلتے تھے، فاطمین تابع امام شافعی تھے۔

۶۔اللہ کے بندوں پر صرف اللہ کے فتاویٰ لاگو ہوتے ہیں چنانچہ قرآن میں ذیل کی آیتوں میں حق فتاویٰ مخصوص بہ اللہ ہے یہ کسی اور کا نہیں حتی کہ حضرت محمدؐ کو بھی اپنے فتاویٰ کی سند اللہ سے دینا ہے۔﴿ وَ يَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ .. نساء ۱۲۷ ﴾

﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَ لَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَ هُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ وَ إِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالاً وَ نِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا وَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ نساء ۱۷۶

مذہب اہلبیت اور صحابہ

کیوں اور کب تاسیس کیا گیا؟ اس کے اہداف وغایات کیا تھے؟ تجزیہ وتحلیل گراں اجتماعیات والوں کا کہنا ہے کہ مذہب اہلبیت اور اصحاب قرآن میں دیے گئے درجات مراتب کو درہم برہم خلط ملط کرنے کی خاطر بنائے گئے ہیں۔ قرآن کریم درجات ومراتب کی جو ترتیب پیش کرتا ہے، وہ درجہ ذیل ہیں۔

۱۔سبقت بعد ہجرت اسلام

۲۔ہجرت برائے دعوت اسلام

۳۔سبقت در جہاد

۴۔سبقت در دعوت بہ رسول اللہ کو توڑنے کیلئے بتاتے ہیں

۵۔قرآن میں مہاجرین وانصار آئے ہیں، اس کو توڑیں۔

۶۔بعد از اطمینان ویقین کامل غلبہ اسلام، عظمت وشوکت اسلام دیکھنے کے بعد اسلام لانے والوں کو اوپر لانے اور انہیں زمام دار دین بنانے کے لیے بنائے گئے ہیں۔مثلاً معاویہ، عمرو بن عاص ان کے بیٹے عبد اللہ بن عمرو، ابو ہریرہ، حکیم بن حزام ربیع، ابوسفیان بن حارث، صحابی رسول اللہ ابوموسی اشعری کو صف مقدم میں لاکر ابوبکر، عمر، عثمان کو پیچھے کرنا اور انہیں سب وشتم کا نشانہ بنانا ہے۔مذہب اہلبیت کو قرآن اور محمد سنت وسیرت کے خلاف اٹھایا ہے۔یہاں ان کے نام سے خرافات، غزعبلات، افسانے جمع کئے گئے۔دین وایمان کی جگہ علم کو اٹھائیں۔ ان کو علم کا داعی، پرچم دار دکھائیں دین کو بیچ سے نکال دیں۔اولاد زید، اولاد امام جعفر صادق، اولاد امام موسی بن جعفر، اولاد امام علی نقی کو جو فتنہ پرور تھے انہیں اہلبیت کے نام سے اوپر لائے۔ان کے جرائم سے آنکھیں چرا کے مسلمہ میں تاسیس ہوتے خودساختہ اہلبیت کے پیغامات کو اساس بنایا۔کوفہ میں مقیم سازش کاروں کو حافظ اسلام بنایا۔

قرآن کو پیچھے چھوڑ کر احادیث کو متوازی قرآن گردانا، بین الاسلام و المذاہب بحر اسود کے درمیان جیسا ہے۔گھر کس نے لوٹا گھر والے کو پتہ نہیں، محلّہ والے بھی نہیں جانتے لیکن خود چور تو جانتے ہیں کہ ہم نے لوٹا ہے۔حدیث، قرآن کی جگہ خود حدیث سازوں نے بنائی ہیں۔دونوں کو متضارب دکھا کر وطن میں صلیبیوں کی حکومت قائم کر کے عراق، افغانستان میں کفر والحاد، دشمنان اسلام کو کس نے بلایا؟ انہیں مذہب اہلبیت واصحاب نے بلایا ہے۔کلمہ طیبہ پڑھنے والے ملک میں سیکولروں کی حکومت کیسے قائم ہوئی؟ امت مسلمہ کو تتر بتر کس نے کیا؟ انہیں مذہب اہلبیت واصحاب والوں

نے کیا ہے۔

ان دونوں کا شاخ باطنیہ ہونا ان کے فروغ، سلوک ثقافت، تاریخ، مظاہر مراسم اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ ان دونوں کے درمیان اتفاقیات قرآن اور محمد کو کنارے لگانے، کل دین کو اہلبیت اصحاب کا دین پیش کرنے پر ہیں۔ ان کے ضد اسلام اقدامات سنت وسیرت محمد سے متصادم ہیں۔ عثمان عائشہ طلحہ وزبیر نے غلطیاں کیں لیکن ہر عاصی دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا ان کو نص قرآن کے تحت توبہ کی دعوت دی گئی ہے ﴿ تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحاً تحریم:۸ ﴾، عائشہ نے ''قرن فی بیوتکم'' کے باوجود خارج ہوئی تھیں یہ ان کی غلطی تھی۔ وہ کونسا مسلمان ہے جو یہ کہے کہ یہ غلطی نہیں تھی یا زوجات نبی کی غلطیاں معاف ہیں؟ لیکن ان سے پشیمان ہوئی جو تاریخ میں ثبت ہے۔ بصرہ میں انہوں نے علی کے ساتھ صلح مفاہمت کا اعلان کیا پھر کوئی ایسی حرکت سامنے نہیں آئی۔ ان کی تاریخ میں آیا ہے عائشہ نے عبداللہ ابن عمر سے کہا میرے بصرہ جاتے وقت تم نے مجھے کیوں نہیں روکا۔ چنانچہ زبیر بن عوام بصرہ پہنچنے کے بعد پشیمان ہو گئے۔ میدان جنگ سے نکل گئے تھے، کیا یہ توبہ نہیں تھی؟ طلحہ بن عبیداللہ زخمی ہوئے اور اپنی روح نکلنے سے پہلے علی کے کسی اصحاب کے ہاتھ علی کی بیعت کی ہے۔ یہ بات دلیل ہے کہ عائشہ نے توبہ کی ہے، عائشہ کو بدنام کرنے کا کردار سنیوں کا ہے۔ جس طرح عثمان کو بدنام کیا، شیعہ تو صرف ابوبکر وعمر کو سب وشتم کرتے ہیں لیکن سارہ مواد سنیوں نے اپنی صحاح میں جمع کیا ہے۔ پھر بھی کہتے ہیں مندرجات سب وشتم، بغض ابوبکر وعمر ہماری صحاح ستہ میں ہیں تاکہ سنی اور شیعہ کے تعلقات روابط، اتحادیہ الحادیہ سے قائم رکھ سکیں۔

عشوان شعوبی جسے دور جاہلیت میں شعوب قبائل کہتے تھے، اسے

قرآن نے اس کو مسترد کیا۔عصر جدید میں اس کو قوم پرستی کہتے ہیں یہ اتنا موثر ہے کہ کوئی ایسی قوم نہیں جسے یہ سرطان نہ لگا ہو ہے۔لیکن اس کی بہترین واضح ترین مثال اس وقت کے طلبہ دینی ہیں جو قوم پرستی میں بٹ گئے۔

شعوبی کتاب موسوعۃ مصطلحات علم تاریخ العربی ولاسلامی تالیف الدکتور رفیق العجم ص ۳۹۴ پر آیا ہے ''شعوبیہ کان الشعوبیه و الکتاب مسئولین عن توسیع الاهتمام باالثقافة الفارسیه و باالتراث الفارس وقد شهید ا لقرن تاتی للهجرة حرکة شعبیه الاسعه لترجمه عن الفارسیه''

قارئین کرام ایک عرصے سے ہم اپنی ناقص تالیفات میں علوم شعوبی پر ناقص تنقید پیش کرتے آئے ہیں۔آج جناب فرمان شگری کے غاشیانہ ملاحظات پر اظہار رائے کا موقع ملنے پر شعوبیوں کے بنیادی اہداف وغایات عزائم ومنویات کے بارے میں حاصل معلومات پیش کرنا مناسب اوران پر نقد واجب سمجھتا ہوں کیونکہ امت اسلامیہ ان کی سازشوں کا اکھاڑا بنی ہوئی ہے۔

کتاب موسوعۃ المیسرہ فی الادیان والمذاہب ج ۲ ص ۱۰۷۸ پر آیا ہے کہ شعوبی اسلام و مسلمین کے خلاف ایک سازشی تنظیم کا نام ہے جو دوسری صدی کے وسط میں بطور سری، غیر محسوس انداز میں اسلام و مسلمین کے خلاف سرگرم ہوئی۔اس کے اراکین ادیان منحرفہ یہودی، صلیبی، مجوسی، زنادقہ، مزدکی اور مانوی پر مشتمل تھے۔انہوں نے اپنی تحریک کا منشور مساوی حقوق کو بنایا جس طرح ہمارے ملک میں گزشتہ پچاس سالوں میں آزادی آزادی کے نعروں سے آسمان پھٹنے کا ڈر لگتا ہے۔ہم اور بعض بے وقوف اسلام نا خواندہ سمجھتے تھے کہ آزادی اچھی ہے لیکن ان کی آزادی سے مراد دین سے آزادی تھی۔شعوبیوں کے نعرے بھی ایسے تھے لیکن وہ ہر میدان میں اسلام

مزاحمت کو فروغ دینے کا اہتمام کیئے ہوئے تھے۔جس نے ان کے عزائم و منویات کے بارے میں شکوک وشبہات کا مظاہرہ کیا تو اس کی فوراً تردید کرتے تھے۔

شعوب اور شعو بیت میں فرق ہے شعوب شعب کی جمع ہے، شعب مراتب و درجات، خاندان کیلئے استعمال ہوتا ہے۔قرآن میں اس کی افادیت معاملات تعلقات میں تعارف کی حد تک محدود بتایا ہے، اللہ کے نزدیک صرف خوف از قہر اللہ ہے﴿يا أَيُّها النَّاسُ إِنَّا خَلَقْناكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَ أُنْثى وَ جَعَلْناكُمْ شُعُوباً وَ قَبائِلَ لِتَعارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقاكُمْ حجرات. ۱۳﴾۔حتیٰ کہ داخل بیت باپ بیٹے پر بیٹا باپ پر، شوہر بیوی پر بیوی شوہر پر اللہ کے نزدیک قرب وبعید نہیں رکھتا ہے۔ اللہ کے نزدیک قرب خوف اللہ اور اس کی اطاعت کی بنیاد پر ہے۔اسی طرح برتری بیوی اولاد پر تفاضل، قدرت جسمانی، فکری وصلاحیت، کفالت نظارت، پرورش کی خاطر ہے یہ اللہ کے نزدیک موجب فضیلت نہیں بنتے ہیں۔ضروریات زندگی کے تحت دنیا میں رائج تمام علوم وفنون کے آغاز کنندگان، اور موجدین نے دور بنی امیہ سے لے کر آج تک، لگائے گئے مال کا قرضہ بمعہ سود بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ وصول کیا ہے۔ان میں سے کسی نے بھی اللہ کے بندوں پر اپنا قرض نہیں چھوڑا ہے۔آپ کسی خوش فہمی میں نہ رہیں کہ کسی نے کچھ وصول نہیں کیا۔خاص کر علوم شعوبی اور مروجہ علوم والوں نے حد سے زیادہ وصول کرلیا ہے اور کر رہے ہیں۔خزانے کے اعلیٰ عہدیداران نے تو ملک کو دیوالیہ بنا رکھا ہے یہاں تک کہ ملک کو قرضوں کی وصولی میں رکھا ہوا ہے۔لیکن ماسمی دین والوں نے از روئے کفالت قناعت شعاری نہیں اپنائی وہ اپنی بے صلاحیتی، نااہلی کے وجہ سے ان سے کم پر راضی رہتے ہیں۔پھر خمس کمیشن وصول کرنے والوں کے علاوہ این جیوز

والوں سے رابطہ کر کے بعض نے اچھا خاصا مال کمایا ہے۔ انہوں نے ان آیات کریمہ پر عمل نہیں کیا کہ ہم تم سے اجر کے خواہاں نہیں ہیں۔ سورہ شوری کی آیت ۲۳ کی غلط تفسیر کر کے اجر رسالت کا ٹیکس کھایا۔ ان کے لیے آخرت میں بہت برا مقام بنے گا بلکہ ان سے حساب بھی لیا جائے گا اس مال کا حساب دو، جھوٹ کیوں بولا۔

شعوبیت کسی قوم و ملت و نژاد سے انتساب اور دوسروں سے نفرت کراہت، تحقیر تذلیل کی برگشت میں براہمہ کو جاتی ہے لیکن عملی میدان میں جس کسی کو حلال حرام کی تمیز کیے بغیر کمانا آیا اس نے خوب امتیازات قائم کئے۔ مومنون ۱۰۱ اور نبی کریم نے حجۃ الوداع کے موقع پر میدان عرفات میں اس افتخار کو دفنانے کا اعلان فرمایا لیکن دوسری یا تیسری صدی کے آغاز سے جب سے شعوبی وجود میں آئے تو انہوں نے اس مذموم عمل کی راہ میں حائل قرآن کو پایا تو قرآن کو کنارے پر لگانے کی سر توڑ کوشش کر کے اس جگہ حدیث کو جاگزین کیا۔ پھر حدیث کو شریف کا لقب دے کر اسلام کے اصولوں کو تہ و بالا کیا۔ حدیث و فقہ کی مثال عزاداری میں خطیب ذاکر اور مرثیہ نوحہ جیسی ہے۔ نوحہ مرثیہ سے حدیث بنتی ہیں خطباء کے اقوال کو نوحہ مرثیہ بنا کر امام حسین، حضرات زہراء مرجیہ سے بدترین انتقام لیا ہے۔

تاریخ اہل فارس

شعوبین کتاب موسوعۃ عالمیہ العربیہ ج ۴ ص ۴۳۱ از بانیان شعوبی بشار دین متولد ۹۵ متوفی ۱۶۸ ق بشار دین بر و بر جوخ از کرد کے دادا فارس کے شہر طخارستان کے تھے۔ یہ مہلب بن ابی الصفر ہ کے اسراء سے تھے۔ بشار بن برد اور اس کے والدین عقیل کے موالیان میں سے تھے۔ وہ فقر و فاقہ والے گداگر خاندان میں نابینا پیدا ہوئے۔ معذور ہونے کی وجہ سے

لوگوں سے متنفر تھے۔ وہ اپنی فارسیت پر فخر کرتے اور عربوں کو برے الفاظ سے یاد کرتے۔ بشار جس نے دنیا کو نہیں دیکھا تھا لیکن وہ مناظر کی بہت اونچی سطح کی تصویر کشائی کرتا تھا۔

اہل فارس پرچم اسلام کے تلے زندگی گزار رہے تھے یقیناً انہیں اپنی سابقہ حسین وجمیل زندگی یاد آتی ہوگی۔ تاریخ میں آیا ہے حکومتی سلطنتی پناہ دہندگان، اہل فارس کے امراء، جنگی بچوں بوڑھوں اور عورتوں کو دیکھ کر آج کے عزاداروں کی مانند مگر مچھ کے آنسو بہاتے تھے۔ عزادار اپنی خواتین کو سر برہنہ، سینہ کشادہ، مثل اداکاروں بازاروں میں اسلام اور قرآن کو تحدی کر نے کیلئے لاتے ہیں اور زینب وکلثوم کی چادر چھننے کی بات کرتے ہیں اہل فارس بھی ایسے ہی تھے۔ یہ افراد جو عورتوں وبچوں اور جنازوں کو آگے کر کے احتجاج دھرنے دیتے ہیں، ذلیل قوم ہیں۔ غرض اہل فارس جب اقتدار میں تھے تو اپنی ملت کے ساتھ حیوانوں جیسا سلوک روا رکھتے تھے۔ لیکن اپنا اقتدار جانے کے بعد اپنے اقتدار کی خاطر انہیں اپنی قوم پر رحم آنے لگا تھا کہ یہ ہماری قوم کے بچے ہیں۔

ہر قوم وملت اپنی کھوئی ہوئی حیثیت عزت رفتہ کو بازیاب کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اہل فارس ہزار ہا سال سے ایک وسیع سرزمین پر حکمرانی کرنے والوں کے گمان میں نہیں تھا کہ انہیں ایسے حالات کا سامنا ہوسکتا ہے۔ اگرچہ اہل فارس کی عوام نے قائدین اسلام کو سادہ لباس میں دیکھ کر دل وجان سے اسلام قبول کیا تھا لیکن ارباب اقتدار اور ان کے ریزہ خواروں کے لئے یہ قیامت صغریٰ تھی کیونکہ انہوں نے دل وجان سے اسلام کو قبول نہیں کیا تھا۔

اہل فارس کے مفتوحین نے عرب سرزمین خاص کر کوفہ وبصرہ میں رہائش پذیر خاص کر شہنشاہی، رشتہ نسلی یا رابطہ، خدمت رکھنے والوں نے اپنی

سلطنت کو بازیاب کرنے کی تمہید باندھنے اور اپنی قوم کو اسلام سے روکنے کیلئے بہت سی تجاویز اور مشورے جمع کئے۔ان تجاویز میں مرکزی پالیسی اسلام کا دوبدو مقابلہ کرنا تھا جو ان کے لئے ممکن نہیں تھا۔انھوں نے بطور مستقیم عربیت کو نشانہ بنایا اور الٹا کہنے لگے کہ اہل فارس علم و عقل، فکر و اخلاق میں عربوں سے کئی گنا اچھے اور افضل و برتر ہیں۔اس منصوبے پر عمل کرنے کیلئے اھل فارس میدان میں اترے۔اہل فکر قارئین، عقل کش فقرات کو چھوڑ کر تعقل کی عینک لگا کر پہلے مرحلے میں حقائق کو من و عن سننا اور اس کے بعد سمجھنا چاہتے ہیں تو ان موضوعات پر لکھی گئی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

شعوبی تحریک مخفی

کتاب موسوعۃ المیسرہ فی الادیان والمذاھب ج ۲ ص ۸۷ ۱ پر آیا ہے، شعوبی ایک مخفی حرکت پذیر متستر ومتواریہ تحریک کا نام ہے جو دوسری صدی کے ابتداء میں وجود میں آئی۔انہوں نے اپنی تحریک کو مسلمانوں کے عقل و وجدان، تفقہ، تدبر، تفکر، اسماع و ابصار سے دور مخفی رکھ کر چلانے کا طریقہ اپنایا۔اس تحریک نے ظاہر میں مساوات طلبی، عدم امتیازی مادی حقوق کے نام پر دین سے غیر متصادم انداز میں الحادی، زندقہ احیاء جاہلیت کو ہر میدان میں فروغ دینے کا اہتمام کیا۔اگر کسی نے ان عزائم و منویات کو مشکوک گردا ننے کی کوشش کی تو اسکو پذیرائی ملنے سے پہلے ہی لوگوں کے درمیان اسے بدنام اور مطعون کیا۔انہوں نے ایسی حکمت عملی اپنائی جسے روکنا مشکل بلکہ ناممکن ہوگیا۔ان کے داعیوں کے بارے میں تعارف موسوعۃ میسرہ ج ۴ ص ۱۰۷۹ پر آیا ہے۔ان کے آغاز کنندگان اور مصنفین و مولفین درسگاہوں کی تعمیرات تک سب کا شعوبی ہونا اور اسلام مخالف ہونے میں درجہ بندی و نمبر شماری کر سکتے ہیں۔چونکہ شعوبیت اندر سے ضد اسلام

ہونے کی وجہ سے بطور آشکارا کام نہیں کر سکتی تھی، چنانچہ انہوں نے یہ کام انتہائی صیغہ راز میں سرانجام دیا۔ یہاں تک کہ خود کو اسلام کا حامی یا قرآن کا حامی حتی کہ عربوں کی برتری دکھانی شروع کی۔ جیسا کہ عبداللہ مقنع مشیر و کاتب منصور خاندان برامکہ، والیان ساسانی شعوبیوں کی پشت پناہی کرتا تھا ۔وہ عمائدین معتزلہ کے لیے مصنوعی مناظرات کا اہتمام کرتا تھا، وہ لوگ خود کو خدمات گزار دکھاتے تھے۔ بعض جگہ ان کے نام کے ساتھ لگے القابات و اوصاف جلیلہ بھی پائے جاتے ہیں۔ بطور مثال علامہ مجلسی کی شان میں محدث قمی نے لکھا ہے جو توفیق نشر اسلام، علامہ مجلسی کو ملی وہ ان سے پہلے والوں کو نہیں ملی اور نہ آئندہ کسی کو ملے گی۔ یہاں تک لکھا کہ ان کی قبر پر چالیس دن تک ہر روز چالیس مرتبہ سورہ حمد پڑھنے والے بے اولاد کو اولاد ملتی ہے۔ اب یہاں کس کی جرأت ہو گی کہ وہ ان کی کتابوں پر تنقید کرے۔ تاہم مرحوم محسن امین نے اعیان شیعہ میں کشف نقاب کرتے ہوئے لکھا ہے۔

تاریخ تاسیس شعوبی

روم و فارس کی فتوحات کی نتیجے میں سرزمین کوفہ و بصرہ میں فارس کے ارباب اقتدار رفتہ شاہی، سرمایہ دار وزراء نے اسلام میں حکومت کو ہر میدان میں مفلوج رکھنے کا عزم راسخ باندھا۔ جن میں سرفہرست مالک بن انس، ابو حنیفہ محمد بن ادریس اور ابن تیمیہ تھے۔ انہوں نے اسلام کو روکنے کیلئے بہت سی تجاویز مشورے دیئے۔ ان میں سے ایک تجویز اسلام سے دوبدو مزاحمت و مقاومت کی بجائے بطور مستقیم عربیت کو نشانہ بنا کر الٹا کہنے لگے کہ اہل فارس علم عقل و فکر و اخلاق میں عربوں سے بدرجہا افضل و برتر ہیں۔ اس منصوبے پر عمل کرنے کیلئے اہل فارس کے مغز متفکران نے پشت در پردہ ہر

قسم کے بے دریغ تعاون کو اپنایا اور اس کیلئے انہوں نے سلمان فارسی کے مہاجرین وانصار میں احترام کو بنیاد بنا کر اہل فارس کے لئے فضائل و مناقب جعل کرنا شروع کئے۔ حالانکہ ان سے بدرجہا بہتر اسلام شناس اور خدمت گذار افراد رکاب رسول اللہ میں موجود تھے۔ سلمان فارسی نے جنگ خندق کے موقع پر اسلام قبول کیا تھا۔ جبکہ یاران باوفا رسول اللہ ابتداء دعوت میں انصار اللہ اور انصار رسول اللہ بنے تھے۔ یہ شخصیات ۲۳ سالوں میں ہر میدان میں حضرت محمدؐ کے ہم رکاب رہے جبکہ سلمان فارسی کا ذکر صرف خندق کے موقع پر آیا ہے۔ الغرض انہوں نے انکا نام لے کر اہل فارس کو آسمان پر چڑھایا۔ حدیث جعل کیں اگر علم ثریا میں بھی ہو تو سلمان والے وہاں پہنچیں گے۔ تاریخ نے اس کو جھٹلایا ہے۔ اہل فارس نے جوق در جوق مغرب جا کر مغرب والوں کی چاکری کرنا شروع کی وہیں سکونت اختیار کی اور مغرب میں سکونت کو اپنے لئے باعث فخر سمجھا۔ تنہا فارس نہیں بلکہ مشرق کے بھی دشمن بنے۔ اسلام کا مسخرہ کرنے والوں نے اپنی روزی کی خاطر ظاہری طور پر ملازمت حاصل کی کیونکہ عربی زبان کی ضرورت ناگزیر تھی۔ خاص کر حکومت کے اعلیٰ مناصب پر کام کرنے والوں کے خطابات و رسالات کے لئے عربی ضروری تھی۔ تاریخ عالم میں کسی زبان کے قواعد ہمیشہ غیر زبان والے بناتے تھے کیونکہ اہل زبان کو قواعد کی ضرورت نہیں ہوتی۔ زبان غیر زبان والے ہی وضع کرتے آئے ہیں۔ لیکن ان کے اندر عزائم ومنویات، نفوذ اسلام کو روکنے کے لئے بھی تھا۔ قارئین اگر آپ دین اسلام پر ایمان راسخ وغیر متزلزل رکھتے ہیں تو حقائق کو دیکھنے سمجھنے میں متعصّبانہ کورانہ، متقلدانہ سنی سنائی باتوں سے ہٹ کر حقائق بینی سے پڑھیں۔ عقل کش فقروں اور جملوں کو چھوڑ کر، غور وفکر اور تعقل کی عینک لگا کر پہلے مرحلے میں حقائق کو من وعن سننا اور پھر دوسرے مرحلے میں سمجھنا شروع

کریں۔

ا۔ بعض نے اپنے مذموم عزائم کو چھپانے کے لیے عربوں کو خیر الامم قرار دیا۔

۲۔ یہ کہا کہ عرب دوسروں سے افضل ہیں جبکہ اسلام ایک قوم کو دوسری قوم پر فضیلت و برتری نہیں دیتا بلکہ اسلام میں تمام اقوام مساوی ہیں۔

شعوبیوں کو عربوں پر غصہ رہا ہے نہ ترکوں و کردوں سے، انہیں صرف اسلام سے چڑ رہی ہے۔ جتنا انہوں نے امت مسلمہ کو تتر بتر، تمزیق، تفکیک کیا تاریخ میں اس کی مثال بہت کم ملتی ہے۔ اس کی واضح مثال قرآن مخالف کتب لکھنے والے سب کے سب اہل فارس ہیں۔ فارس کے گلی کوچوں میں عربی درسگاہیں قائم کی گئی انہوں نے عربی زبان سیکھ کر عربیت کی مخالفت چھوڑ کر اسلام مخالفت کی بنیادیں مستحکم کیں۔ جس طرح ایک زمانے میں پورے یورپ میں مشرق اسلامی کو موضوع تخصص، ڈاکٹری، ماسٹر ڈگری قرار دیا گیا اور انہی کو مستشرقین قرار دیا گیا تھا۔ یورپ میں فرانس، برطانیہ، امریکا پرتگال آپس میں ایک دوسرے سے جنگ میں تھے لیکن مستشرقین کا آپس میں تعاون تھا۔ یہ کتابیں اسلام مخالف ہونے کا واضح ثبوت ان کتابوں کے تائید تقدیس کے بارے میں اڑائی گئی کہانیاں ہیں۔ ان کہانیوں سے بدبو اور خیانت دور تک پہنچتی ہے۔ اس کی دلیل ان کتابوں کو قرآن کے اوپر برتری دینے، قرآن کی جگہ جاگزین کرنے کی سرتوڑ کوششیں ہیں۔ یہاں تک مسلمان سے منسوب ایک فرقہ وجود میں لایا گیا اور اس کا نام ''فرقہ مسلمانیہ'' رکھا گیا ہے ذیل میں کچھ نمونے ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

اقدامات

ا۔ ہر میدان میں عربوں کی برملاء مذمت کرنا۔

۲۔ اسلام کے ممنوعہ افکار و نظریات اور اعمال کو دوبارہ زندہ کرنا۔

۳۔مختلف انداز میں قرآن کو اٹھانے والوں کو مطعون کریں جہاں کہیں جس کسی نے معمولی انداز میں قرآن کو اٹھایا اسے انہوں نے ذلیل و خوار کیا۔اس سلسلے میں ہر ایک ملک میں سیمینار،اجلاس،تربیتی کورس منعقد کیئے۔

۴۔جن کے دل میں دنیا سے متعلق خواہشات ورغبت پائی جاتی ہے انکی معاونت کرنا۔

۵۔جب بھی اسلام یا مسلمان یا علاقائی استقلال کی حکومت واقتدار کہیں متزل ہوا انہوں نے ہمہ وقت انکی مزاحمت کی۔

٦۔علماء کی تعظیم وتکریم کے نام سے احادیث جعل کی ہیں۔

دنیا میں خالص اسلام کو اٹھانے والے علماء کہاں ہیں؟ نبی کریم اپنی امت کو ٹکڑوں میں تقسیم کرنے والوں کو وارث نہیں بنائیں گے۔جس انسان کو اللہ سبحانہ سورہ بنی اسرائیل ٦٩ ''ولقد کرمنا بنی آدم'' سے نوازا ہے انہیں نساء ٨٨ مائدہ ٦٠ اعراف ١٧٩ اسراء ٧٢ کا اہل کیا ہے دوسری طرف اعراف ١٧٩ میں حیوان سے بھی زیادہ گمراہ قرار دیا ہے۔واضح ہوا کہ اللہ نے انبیاء کی اتباع کرنے کو مسلمان کہا ہے۔ابراہیم اولالعزم نبی کو مسلمان کہا وہ خود کو شیعہ سنی کہلوانے کو پسند نہیں کریں گے۔مسلمان کی جگہ سادات کہنے کو پسند نہیں کرتے،کہتے ہیں،ہم عام مسلمان ہیں لیکن انہوں نے حضرت محمد کی ختم نبوت کے تصور کی جگہ تسلسل نبوت کے نام سے امامت،علماء،فقہاء، مجتہدین،متجددین،مہدی اوران کے بعد''الی مالا نهاية له'' ائمہ کی دوبارہ برگشت کی کڑی کو جاری رکھا۔قرآن اور سنت وسیرت عملی رسول اللہ کو چھوڑ کر فقہ لا اساس شریعت کو اپنایا۔لوگوں کے درمیان ایسی رسومات فاسدہ قائم کیں جنہیں روکنا کسی کیلئے ممکن نہیں ہے جیسے عید نوروز،عید اضحیٰ ،عزاداری،ازدواجی مراسم وغیرہ۔اور اگر کسی نے روکنے کی کوشش کی تو فورا

مطعون کیا، ایسی حکمت عملی اپناتے ہیں جسے روکنا مشکل ہو جاتا ہے۔ کراچی ملیر میں قائم مدرسہ مرکز اسلامی کے نصاب میں قرآن نہ رکھنے پر میری مخالفت کا جواب دیتے ہوئے علی مدیری نے مجھے خطاب کر کے کہا آپ نحوی مخالف، منکر فضائل امیر المومنین ہیں۔ گویا نحو کا منکر بھی منکر علی کے انکار جیسا ہے۔ سادات کو غیر سادات پر برتری دینے کے لئے، صدقات ان کے لئے حرام کس منطق و دلیل سے کیے ہیں؟

شیعہ کی جگہ امامیہ، پھر جعفری، پھر اثنا عشری، پھر نصیری پھر علوی شیعہ پھر خفیہ کانفرنس کر کے طے کرتے ہیں کہ ہمارے اور ان کے درمیان معمولی فرق ہے۔ علوی، نصیری، اسماعیلی، اثنا عشری سب ایک ہیں۔ اسی طرح اہل سنۃ والجماعۃ کے بارے میں کہا ہم سنت پیغمبر کو ماننے والے صوفیوں کو ملعون مردود قرار دیتے ہیں۔ لیکن صوفیوں کی جگہ بریلوی، اہلسنت کی جگہ حنبلی، پھر سلفی، پھر دیوبندی، اشعری، ماتریدی، معتزلہ یہ وہی قدریہ ہیں جن سے مراد وہی جبریہ ہیں، پھر جہمیہ، وہی جبریہ، یہ طریقہ واردات بچ کے نکلنے کا دروازہ ہے۔ جس کا نقشہ، فلسفہ فرقہ سازی کے مہندس باطنیہ نے تیار کیا تھا۔ یہاں ایک فرقے سے کتنے فرقے نکالے ہیں۔ یہ فرقہ سازی کا فلسفہ ہے بطور مثال اسماعیلیہ بعض جگہ مستعلیہ، بعض جگہ نزاریہ بعض جگہ آغا خانیہ بعض جگہ تقلیہ، سبعیہ، صباحیہ کہلواتے ہیں۔ لیکن ان سب کا استاد عبداللہ میمون دیصانی ہے۔ ''تبلیس و تدلیس وتشکل باشکال مختلفه من ابتکارات ابلیس'' وہ کہیں گے آپ کی خدمات جلیلہ قابل قدر ہیں روز محشر میں ملیں گے۔ لبنان کے شہر صور میں ایک مخفی جگہ پر جہاں سید حسن شیرازی نے علویوں کو جمع کر کے ایک کانفرنس منعقد کی، بقول سید حسن شیرازی یہ ان کے بھائی آغا سید محمد شیرازی کے حکم پر کیا تھا۔ سید محمد شیرازی کا عقیدہ وہی ہے جو بانی اخباری مرزا محمد استرآبادی کا عقیدہ ہے کہ کتب اربعہ

میں موجود تمام روایات پر بدون تحقیق عمل کیا جائے ان میں مزید تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا صاحب مذاہب اسلامی ناشر حوزہ نے لکھا ہے، نصیرین آغا خانی ہم سے قریب ہیں۔ یہ تنہا جناب آغا جعفری اور آغا محسن نجفی کا نظریہ نہیں بلکہ علماء از ہر شیخ محمود شلتوت کا بھی یہی نظریہ ہے کہ ہم سب اسلام کے خلاف ایک ہیں۔

تاسیس شعوبیہ کی غرض وغایت اصلی عداوت ودشمنی اسلام تھی جو فتوحات اسلامیہ کے نتیجہ میں اقتدار رفتہ والوں کے دلوں میں غم وغصہ کے طور پر ابھری تھی۔ کیونکہ فارس کے لوگ بطور مسلسل خود کو عربیت میں تبدیل کر رہے تھے جسے روکنے کیلئے یہ تنظیم وجود میں آئی۔ کیونکہ جو لوگ پہلے شہنشاہی اقتدار میں اعلیٰ مناصب پر تھے وہ اندرونی طور پر تسلیم نہیں ہوئے تھے۔ فارس کی عزت رفتہ کو بازیاب کرنے والے اپنے مقاصد شوم میں کامیاب ہوئے اور قرآن اور محمد کو کنارے پر لگایا۔ چونکہ مسلمانوں کی عزت قرآن و محمد کے سایہ میں تھی ان کے سایہ اٹھنے کے بعد ان جیسے ذلیل وخوار ہوئے اور آج اپنی کسی بھی چیز کے مالک نہیں ہیں۔ بنی اسرائیل کے کفران نعمت کرنے والوں کو بھی ایک دن احساس ہوا کہ ہم اپنے گھر کے مالک نہیں رہے ہیں۔ بنی اسرائیل جن کو قوم لجوج عنود کہتے ہیں وہ بھی استعمار کی نگرانی میں زندگی سے تنگ آگئے تھے ﴿ قالُوا وَ ما لَنا أَلَّا نُقاتِلَ فِي سَبيلِ اللَّهِ وَ قَدْ أُخْرِجْنا مِنْ دِيارِنا وَ أَبْنائِنا ﴾ بقرہ ۲۴۶ بنی اسرائیل کی عنودو کفور لجوج قوم میں قلیل افراد باقی تھے جن کی رگوں میں عزت وناموس کی قدریں سوکھی نہیں تھیں۔ انہوں نے اپنے نبی سے کہا ایک بادشاہ اللہ سے مانگیں تاکہ ہم کافرین سے لڑیں۔ آج مسلمان قرآن اور محمد کو پس پشت ڈال کر قرآن کے ممنوع کردہ اشعار جو نبی کریم کے لئے زیبا نہیں تھے، کو مصادر مانتے ہیں۔ اگر افاضل، عمائد، عباقرا فاخر، حوزات واساتذہ مدارس سے

آیات قرآن کریم کے معانی پوچھیں تو کہتے ہیں تفسیر اہلبیت میں دیکھیں۔
اصل الاصول، اسس الاساس اسلام کو چھوڑ کر بدعتوں کو سنت کے نام سے انجام دینے لگے۔ یہ اپنے گھروں میں اپنی بیوی اور اولاد کے مالک تو نہیں ہیں کہ کہاں جاتی ہیں کس سے بات کرتی ہیں۔ یہ تزئین و آرائش کس کو دکھاتی ہیں۔ یہ بچے کس کے ہیں، یہ کیا کھاتے ہیں، کہاں سے لاتے ہیں۔ یہ ساری مصیبتیں صرف شرف الدین کو لاحق نہیں، حوزات والوں کے اہل خانہ بچے بھی مصداق آیت تطہیر نہیں۔ مصداق آیت تطہیر والوں سے بھی کہا کہ گھروں سے جاہلیت کی عورتوں کی طرح نہ نکلیں۔ قرآن میں آیا ہے ﴿قُوا أَنُفُسَکُمُ وَ أَهْلِیکُمْ ناراً﴾ میں حوزات نجف، قم اور یہاں کے علماء کے گھرانوں سے واقف ہوں۔ جلد ہی یہ لوگ اپنے انجام کو پہنچیں گے کیا اخبارات میں ہر آئے دن نہیں آتا؟ نیٹ کے مفاسد ان سے پوشیدہ ہیں۔ کیا یہ باتیں ملک میں نہیں ہو رہی ہیں۔ آپ امت مسلمہ کے ناموس کے محافظ نہیں ہیں؟ یہ بہن یہ بیٹی کی عصمت دری کیوں اور کون کرتے ہیں اور کون تحفظ دیتا ہے؟ ہر گوشہ زندگی میں ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔

چنانچہ حوزہ جات شیعہ میں بنام مذہب اہلبیت جبکہ دوسری طرف بنام مذہب صحابہ تفرقہ اسلام و المسلمین کا نصاب پڑھایا جاتا ہے۔ ملک میں شعار جمہوریت کے فلک شگاف نعرے بلند ہوتے ہیں۔ درسگاہ خمینی میں خلیفہ بلا فصل کے نعرے بلند ہوتے ہیں۔ اس منصوبے پر عمل درآمد کے لیے معیارات قرآنی کو گرا کر مشکوک مخدوش، امثال زارہ جعفی، حیان مفضل اور ابو ہریرہ عمرو بن عاص ابوموسی اشعری مردان اسلام ہیں۔ اس فکر کو محسوس غیر ملموس طریقے سے جاری رکھا گیا ہے۔ جس طرح روم و فارس کے حکومت و اقتدار ہاتھ سے جانے پر غصہ آوروں نے اتحادیہ قائم کیا تھا کہ ہر قیمت پر اسلام کو روکنا ہے۔ جس طرح عصر معاصر میں مغرب و مشرق میں اتحاد قائم

ہوا ہے۔ شہریت کے نام سے اسلام کڑوا لگنے والوں کو بلا رہے ہیں۔ غرض امت واحد کے مفہوم کو پاش پاش کرنے والے گروپوں نے امت کو مضمحل کرنے کے لیے دوسروں پر افضل و برتری کا سوال کرنا چھوڑنا شروع کیا ہے۔ چنانچہ کتاب ضحیٰ الاسلام تالیف احمد امین متوفی ۱۳۷۳ھ نے اپنی کتاب ص ۴۷ پر شعوبیہ کے عنوان کے نیچے لکھا ہے اسلام آنے کے بعد دوسری صدی کے آخری دور میں یہ سوال اٹھانا شروع کیے گئے تھے۔

شعوبین کے منشورات واہداف خوارج جیسے تھے کہ اقتدار اسلامی کو دھماکے سے اڑا دیں اور ان کی جگہ وہمی بے بنیاد اقداروں کو جاگزیں کریں۔

درسگاہ شعوبی کے انتظامیہ اساتذہ وطلبہ کو یہ افتخار ''واھیہ لاحق و لاصق'' ہے کہ ان کے ہاں علم الکلام کی اعلیٰ پیمانے پر تدریس ہوتی ہے اور اختتام پر اعلیٰ اسناد بھی دیتے ہیں۔ لیکن جو اصول پہلے بتایا، جو ان کے حافظے سے مٹ چکا ہے۔ اشرف اور قابل شرف علوم ہمیشہ شرفیات سے جڑے ہوتے ہیں۔ علم کلام کا واحد مقصد قرآن کی ایمانیات کو مشکوک بنانا ہے۔ اس لئے ایسے علوم کوئی شرافت نہیں رکھتے۔ صدی گذرنے کے بعد اپنے خود ساختہ اور اصل بلا اصل، اصول خمسہ والے عقائد کو جاگزیں کیا حالانکہ علم کلام مسیحیوں سے لیا گیا تھا۔ اس کا موسس یوحنا دمشقی تھا۔

کارھائے شعوبین من لدن تاسیس الی یومنا ھذا

۱۔ عرب دیہاتوں سے عربوں کے کلمات مستعملہ جمع کر کے اصول علم صرف اور علم نحو کی تدوین کی تا کہ لوگوں کو مفت خوری، حسد خوری اور لکنت لسانی میں مبتلاء کریں۔

۲۔ عربوں کی مذمت اور فارس والوں کی فضیلت و برتری کا بیان اور

غیر اعلانیہ قرآن العظیم و نبی کریم سے بغض وعناد۔

۳۔علوم میں یونان کے ایمانیات میں شک والے علوم کا داخلہ، ایمانیات کی جگہ عقائد شرکیات۔عبادات، احکامات کو مشکوک بنانا۔

۴۔مستحبات ونفلیات کی بھرمار کریں تاکہ واجبات چھوڑیں اور محرمات کے مرتکبین نفلیات پر جھگڑا کرتے رہیں اور ایسا کرنے والے افراد کو معاشرے میں اعلی مقامات دیں۔ان عبادات جعلیات کی اسناد کی برگشت احادیث قدسیہ کو جاتی ہے۔

اسلام کے اصولوں میں ایک پیغام، محبت کا اضافہ کریں۔پہلے مرحلے میں اللہ پھر رسول اللہ مقصود اہلبیت منحرف از رسالت دونوں کو اٹھایا۔ان کے حق میں احادیث میسر نہ ہوسکیں تو شعراء وغاوین سے مدد لی گئی۔قرآن میں محمدؐ سے محبت کرو، نہیں آیا ہے ﴿قُلْ إِنْ كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾ آل عمران ۳۱۔انہوں نے یہ محبت کہاں سے استنباط کی ہے؟ ان کا مقصد تعظیم محمدؐ نہیں بلکہ مقامات و مزارات بنانا مقصود ہے۔

علوم عربی کی تاسیس قرآن سے اخلاص پر مبنی نہیں تھی

اس کا آغاز غیر عربوں کا روزگار تھا۔لیکن گزرتے وقت کے ساتھ اندرونی طور پر یا ظاہراً یہ سامنے آنے لگے، مسلمان انہیں شکوک وشبہات کی نظروں سے دیکھنے لگے تو انہوں نے اس کے اہداف وغایات کو حفظ قرآن میں بتایا۔لیکن چونکہ مقصود اولی نہیں تھے اس لئے وہ عملاً اس کا مظاہرہ نہیں کر سکے۔ان کو حاصل مقام سے انہوں نے عزت رفتہ یا انتقام از عرب کو اہداف میں شامل کیا۔یہاں تک ان کے لب ولہجے سے ظاہر ہونے لگا، کتاب سیبویہ ضد قرآن متعارف ہونے لگی۔یہاں سے انہوں نے اپنے عزائم کو چھپانے کیلئے اس علم اہداف عالیہ کو حفظ قرآن گردانتے ہوئے فساد لغت

عرب کو، ابوبکر و عمر بن خطاب کے دور کو بدایت فساد لغت گردانا۔ بلکہ بعض نے اس سے بھی آگے خود رسول اللہ کے دور کو بدایۃ گردانا ہے۔ یہ منطق ہر حوالے سے غلط ہے، بے بنیاد ہونے کے شواہد کثیرہ ملتے ہیں۔

ا۔ ہر بدعت کو رسول اللہ کے دور یا خود رسول اللہ سے انتساب کرنا شروع کیا۔

۲۔ تہتر فرقے، شیعہ علی، اصحاب نبی، اجتہاد، صدور فتاویٰ، اصول فقہ کو رسول اللہ سے انتساب کیا گیا اور لغت عرب میں بھی فرمان رسول اللہ، و خلفاء گردانا گیا۔ یہ بات تمام قرائن وشواہد سے مسترد کرتے ہیں۔

ا۔ فساد لحن کو فتوحات گردانا جاتا ہے وہ سترہویں صدی سے شروع ہوئی ہے، وہ عراق میں تھے، اس لئے مدینہ محفوظ تھا۔

۲۔ فساد بچوں سے شروع ہوتا ہے بڑوں سے نہیں۔

۳۔ اگر عمر کے دور میں تھے تو اس کیلئے کوئی چارہ جوئی، کردار ادا کرتے لیکن اس بارے میں کوئی چیز تاریخ عمر میں نظر نہیں آتی، حتیٰ کہ عثمان نے بھی اس پر کوئی اقدامات نہیں کیئے۔

۴۔ قوائد نحو وصرف، کے اسناد کیلئے تین دور قرار دیئے، دور جاہلیت، دور مخضرین، دور اسلام تا بدایۃ مولدین کے اقوال کو قرار دیا ہے۔

۵۔ کلمۃ نحو اس علم کا عنوان بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا، یہ اسم مکان ہے۔

۶۔ ابوالاسود دوئلی ایک مشکوک شخص کا امیرالمومنین سے انتساب جو مشکوک، زیاد بن ابیہ کا کاتب تھا۔

۷۔ عدم استناد نحوی از آیات، اقوال رسول، یاران رسول سے گریزی۔

۸۔ نحوین میں سے کسی بھی شخص کی دیانت مثال ونمونہ نہیں بنے ہیں۔

۹۔ کسائی، سیبویہ سے پہلے ابوالاسود دوئلی سے ان تک تمام افراد مشکوک تھے۔

۱۰۔ آغاز تاسیس سے ہی ان میں اختلاف دلیل ہے کہ یہ اچھی نیت کے حامل نہیں تھے۔

جناب مدافع مذہب اہل بیت

دنیا میں جاری ساری غیر منقطع جنگوں میں سے ایک جنگ، جنگ فکری کہلاتی ہے۔ جہاں فریقین اپنی قدرت جنگ کا مظاہرہ کر کے مخالف فریق کے اندر خوف و ہراس پھیلاتے ہیں۔ ساحرین فرعون نے موسیٰ کے دل میں خوف و ہراس پھیلایا۔ مشرکین نے افرادی قوت سے مسلمانوں میں خوف و ہراس پھیلایا۔ یزید لشکر امام حسین میں خوف پھیلانے کے لئے پانچ سو کے مقابل میں تیس ہزار کا لشکر لایا لیکن اہل حق نے ہمیشہ حق ہونے کا مظاہرہ کیا کہ ہم جیتیں گے تو دنیا پر چم حق عدل وانصاف قائم ہوگا اور باطل سے روئے زمین پاک ہوگی۔ اگر مریں گے تو جنت میں ہوں گے۔ جناب آپ کبھی خود کو حضرت علی کے علم کا وارث بتاتے ہیں تو کبھی جعفر صادق کا وارث بتاتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں ہم مذہب جعفر صادق کی درسگاہ کے شاگرد ہیں، علم کے ترانے گاتے ہیں لیکن کذب وافتراء سے فضا کو آلودہ کرتے ہیں۔ اگر مدعی علم ودانش ہیں تو پچاس صفحات علی یا امام صادق کے علوم کے مصادر پر لکھ کر بھیجیں اور واضح کریں کہ ان کے پاس یہ علوم کہاں سے کیسے آئے تھے؟ بہتان سے پچاس صفحات کی کتاب تاریخ نہیں ملتی، علم امام صادق ایک ''فھوا شنع کذب افک و افتراء علی الصادق'' ہے جس کے چند قرائن ہیں۔ اگر امام صادق موسس مذہب اہل بیت ہوتے تو وہ حکومت مخالف ہوتے اور وہ انہیں تختہ دار پر لٹکاتے۔

امام صادق نے ایک چھوٹی سی چند صفحات کی کتاب بھی تاریخ میں نہیں چھوڑی ہے۔

امام صادق نے کہیں بھی حلقہ درس نہیں کھولا نہ مسجد نبی میں نہ کوفہ میں ان دونوں شہروں کی تاریخ میں کہیں بھی ذکر نہیں ملتا۔

امام صادق کے چار ہزار شاگرد بتانا تو درکنار پانچ سو کے نام بھی نہیں بتا سکتے، دوسرا جو افراد شاگرد خصوصی بتاتے ہیں وہ بھی اپنی جگہ مشکوک مخدوش پائے جاتے ہیں۔

جناب **فاضل راشد ارشد!** آپ کے توسط سے ہم آپ سے انہی سوالات کا اعادہ کرتے ہیں جو ۶۱ ھجری دس محرم الحرام کو امام حسین نے لشکر عمر بن سعد سے خطاب میں فرمائے تھے۔ کیا میں نے دین محمد میں کوئی تبدیلی لائی ہے؟ دین اسلام میں کسی حکم میں تغیر لایا، کیا میں نے کسی حلال کو حرام اور حرام کو حلال کیا، کیا میں نے کسی کا خون بہایا ہے، کسی کا مال چھینا ہے، مجھے کس جرم و جنایت میں محصور کیا ہے؟ حکم قرآن ہے اگر کسی بھی مسئلے میں تنازعہ ہو تو اس مسئلہ کو قرآن سے استناد کریں اور قاضی حاکم رسول اللہ کو بنائیں۔ کیا میں نے اصل اصول اسلام کا انکار کیا، یا بے سروپا بے عمود بے قامت، قرآن میں تحریف کر کے رسول اللہ پر افتراعات باندھے ہیں۔ کیا توحید ربوبیت، والوہیت، نبوت و رسالت انبیاء کا انکار کیا ہے؟ حشر و نشر کا انکار کیا ہے؟ نصیری، علوی، شیخی، خانی، قادیانی آغا خانی آپکے پاس محترم اور ہم مطعون کیوں ہوئے؟ میں اپنے آپ کو قرآن کے حوالے کرتا ہوں، وہی حاکم فاصل ہے، اس کے حکم کے مطابق قیامت کے دن کی قضاء ہوگی۔

چھورکا میں ہم جیسے کم پڑھے لکھے ملا ہوتے تھے، کوئی کھڑ پینچ پرست اور کوئی شکم پرست اور کوئی گاؤں پرست ہوتا تھا۔ لیکن تمام خامیوں کے باوجود وہ لوگوں کو دین، ایمان عمل کی دعوت دیتے لیکن ابھی اس علاقہ میں سالوں

پڑھائی کرنے والوں کے منہ سے دین وایمان کا نام نہیں سنتے بلکہ ان سے کراہت کرنے والے موجود ہیں۔ یہ لوگ بغیر کسی قابل قدر عہدہ پروٹوکول کے مختصر سی نوکری پر اسقدر تکبر غرور کرتے ہیں۔ حیرت کی بات ہے بارہ تیرہ سال سخت ماحول میں پڑھنے کے باوجود آج کسی اجتماع میں کھڑے ہوکر بات نہیں کر سکتے اور انھیں کسی قسم کی شرم وحیاء نہیں ہے۔

آغائے باقر مجلسی سے ملاقات

آغائے باقر مجلسی میرے گھر کے نزدیک واقع جامعۃ امامیہ میں تدریس کے لئے تشریف لائے اور چار پانچ ماہ گذرنے کے بعد اس مطعون شخص کا حال احوال دریافت کرنے اور معلومات حاصل کر کے قم کے لیے مخبری کرنے کے لیے تشریف لائے تھے تا کہ انہیں خوشخبری دیں کہ ان کا دماغ بیٹھ گیا ہے چند دن کے بعد محلے کے مزدور اٹھا کے قبرستان پہنچائیں گے۔

حوزات سے بلتستان آنے والوں کا پہلا افتتاحی علمائی عمل قضاوت ہوتا ہے، حوزہ میں قضاوت سے متعلق لمعہ کے چند صفحات کے علاوہ کوئی کتاب نہیں پڑھتے بلکہ یہاں کے نصابی علوم میں فیل ہونے والے زیادہ تر اس منصب کو سنبھالتے ہیں۔ بلتستان میں قاضیوں کی قضاوت پر مختصر تاثر درج کریں تو قضاوت کرنے والوں کیلئے امیر المومنین کا یہ فرمان مصداق جلی بنے گا تصرخ من جور قضانهم الدما انہوں نے کتنے حقوق پائمال کئے، ان کی جنایات ناموس کی ہتک حرمت تک چلی۔ آپ اصل دین علی سے شروع کرتے ہیں اور امام حسین پر ختم کرتے ہیں۔ لیکن امام حسین کے بعد کسی بھی امام کو عوام الناس نہیں جانتے ہیں، نوے فیصد علماء کو امام حسین کے بعد کسی بھی امام کی زندگی کے بارے میں ایک گھنٹہ مربوط گفتگو کرنا بھی

نہیں آتی۔ پاراچنار بلتستان کے عوام الناس امام عباس، امام علی اکبر کہتے ہیں ان کا کہنا ہے ہم تقی نقی کو نہیں جانتے ہیں۔ ۱۵ شعبان کا دن امام زمانہ کے نام سے مناتے ہیں۔ دنیا و مافیہا کی سماجیات کی بات کرتے ہیں۔ یہاں کے فضلاء کو خود حضرت محمد کی نبوت و رسالت اور دعوت وسیاست پر بھی گفتگو کرنی نہیں آتی۔ حضرت محمد کا نام لے کر آپ جیسے فاضل کلامی بھی کہتے ہیں علی نفس رسول ہیں۔ تو سننے والے سوچتے ہیں دو شخص نہیں حقیقی معنوں میں یہ دونوں ایک نفس ہیں۔ جب ہم نے ادیان و فرق پر کتاب لکھی تو اس وقت پتہ چلا حضرت کے بارے یہ ایک مذہب بغداد کے ایک محلّہ بنام کرخ میں موجود ہے جہاں شیخ طوسی ہوتے تھے۔ اس مذہب کا نام علبائیہ تھا ان کا عقیدہ تھا اللہ نے جبرئیل کو نبوت علی کو دینے کے لیے بھیجا تو جبرئیل کو اشتباہ لاحق ہوا وہ محمد کو دے گئے۔ شیعوں کی بڑی ہستیاں اس مذہب کی پیروکار تھیں انہوں نے لوگوں کو ٹرخانے کیلئے امام زمانہ کا تصور بنایا ہے۔ اتباع مذہب صحابہ بھی یہی کہتے ہیں کہ ہم نے محمد کو اصحاب سے پہچانا ہے۔ اگر اصحاب نہ ہوتے تو آج اسلام کہاں ہوتا۔ امام حسین نے دین کو بچایا ہے، اسلام کو بچایا ہے گویا مذہب اہلبیت اور اصحاب دونوں کا کہنا ہے محمد ناکام رہے ان کا لائے ہوا دین پچیس سال تک نہیں چل سکا۔ اکابر فرماتے ہیں امام حسین نے اسلام کو بچایا ہے لیکن اگر سوال کریں جو اسلام امام حسین نے بچایا ہے اس کی جھلک یہی بے نمازی، چرس خور، تارک صوم وصلوۃ ہیں؟ بخار، سمرقند، خراسان کے الحادیوں نے اپنی قیل وقال والی احادیث کو ہر آئے روز بڑھایا ہے۔ عقائد کے نام سے تین سے پانچ پانچ سے دوسو تک پہنچایا۔ جب اصول عقائد سازی کے بارے میں مولانا نقی شاہ نے کہا ہر وہ چیز جسے ہمارے دشمن کو چڑ ہے وہ ہماری اساس ہے۔ عقل قرآن حتی کہ خود ساختہ روایات سے بھی تجاوز کر کے وہابیوں کی ضد میں عقائد کو دوسو تک

پہنچایا ہے۔ باقی جس کسی نے قرآن اٹھایا انہیں مطعون روزگار تنگ کر کے ان کے اہل خانہ کو ان سے بغاوت کرنے پر آمادہ کیا ہے۔ ایسی حرکتیں یزید بن معاویہ نے بھی نہیں کی تھیں۔ ایک عرصہ سے بعض عمائد اکابرین کے فرمودات پر صرف قال کی کمی ہے۔ یہ ذوات دین کے کسی بھی ایمانیات کو اڑائیں، کوئی نئے عقائد شامل کریں جیسے متعہ، خلیفہ بلا فصل، آیت قرآن سے زیادہ اس پر عمل پیرا ہیں۔

دین اسلام کی دعوت میں بنیادی شرط تکرار سے بیان ہوئی ہے کہ وہ اس عمل میں کسی قسم کی اجرت کا استحقاق نہیں رکھتے لہذا اس حوالے سے کوئی بھی آمادہ نہیں ہوتا ہے۔ اس میں سنجیدگی سے کام کریں، ذمہ داری سے کام کریں۔ یہاں کام کرنے والوں کی ذہنیت کے بارے میں امام حسین نے فرمایا تھا کہ لوگ دنیا کے بندے ہیں۔ دین انکی لقلقہ لسانی ہے۔ وہ فارغ اوقات میں کام دکھاتے ہیں۔ میں نے اس سلسلے میں بہت سے کالج یونیورسٹی کے افاضل دیکھے۔ خدمت کا موقع کہ کر ہمارے کام کرنا چاہے لیکن اسلام ان کے اندر داخل نہیں ہوا ہے۔ انہیں اگر کچھ معقول روزگار ملے تو وہاں چلے جائینگے۔

ہمارے ملک کے اقتدار پست جلوس، ہنگاموں، دھمکیوں سے پاکستان چھوڑ کر باہر دیار کفر و دشمنان اسلام، محمد و قرآن والوں سے وفاداری کا عہد و معاہدہ کرنے والے ہیں۔ جو ملک کی سیاست میں بے جا مداخلت کرتے ہیں۔ ملک کے مفاد کی خاطر حکمرانوں سے وزارتیں لیتے ہیں اور بیرون ملک سے کافرین، دشمنان اسلام ان کی پشت پر ہوتے ہیں۔ بین الاقوامی سطح پر مال خرچ کر کے اقتدار پر آتے ہیں اور اپنی قیادت کے نام سے مزید دنیا بناتے ہیں۔ الغرض اسلام میں منصب قیادت ہر کس و ناکس کے لیے کھلا نہیں ہے، جو لوگ اقتدار پر آتے ہیں ان کے خاندان، فضائل،

انسانی، دین و دیانت میں معروف شخصیات کا ہونا ضروری ہیں۔ان کے اقتدار سے پہلے کے صفحات واضح ہونا ضروری ہے۔مسلمان کو چاہیئے کہ اپنے چھوٹے سے محلے کی سطح پر بھی بے دین بے ضمیروں کو آنے سے روکے۔چنانچہ اللہ کی طرف سے جتنے انبیاء مبعوث ہوئے،معاشرے میں معروف مشہور محترم موقر خاندانوں سے تھے،ان میں کوئی مجہول الحال نہیں تھا۔چنانچہ حضرت محمدؐ اہل مکہ کے نزدیک بے داغ،صادق وامین تھے۔دین یہود حضرت موسیٰ بن عمران سے ملتا ہے،موسیٰ بن عمران کی نسبت یوسف صدیق اوران سے آگے ابراہیم خلیل اللہ سے ملتی ہے۔موسیٰ آیات قرآن کے مطابق اللہ کی طرف سے مبعوث ہوئے۔دین نصاری حضرت عیسیٰ سے منسوب ہے۔عیسیٰ فرزند مریم بتول معروف پاکیزہ خاندان نبی اسرائیل سے تھے اس لیے اہل فلسطین نے جب مریم کی گود میں بچہ دیکھا تو تعجب و حیرت سے کہا ”اے ہارون کی بہن!نہ تو تیرا باپ ہی بدکردار تھا اور نہ تیری ماں ہی بدکار تھی“(مریم ۲۸) دین اسلام میں حضرت محمدؐ کے پروانوں میں ابوبکر کا نام آتا ہے آپ مکہ میں خاندان بنی تمیم سے ملتے ہیں۔عمر بن خطاب بنی عدی سے عثمان بن عفان بنی امیہ،علی بنی ہاشم سے اور معاویہ بنی امیہ سے ملتے ہیں۔امام صادق کی شخصیت کا ذکر آتا ہے تو انہیں اقتدار سے چڑ اور کڑواہٹ تھی۔چنانچہ ابوسلمہ خلال نے ابراہیم بن محمد کے قتل کے بعد اقتدار کو بنی ہاشم کو دینے کی نیت سے امام صادق اور نفس ذکیہ ہاشم بن حنیفہ کو خط لکھے لیکن امام صادق نے خط لانے والے کے سامنے خط کو آگ لگا ئی۔ اس نے جب جواب طلب کیا تو آپ نے فرمایا ہم نے جواب دے دیا ہے۔ان کی طرف دعوت دینے والے اکثر و بیشتر مجہول النسب والحسب، مجہول عزائم ونوایا تھے کتاب ”جہاد الشیعہ“میں آیا ہے کسی شخص نے خراسان سے امام صادق کے پاس آکر کہا”ما یجوز لک ان تقعد فی بیتک

و لک فی خراسان مایة الف السیف ''یعنی خراسان میں آپ کے لیے ایک لاکھ تلوار بردار موجود ہیں اس پر آپ نے فرمایا میرا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی میں نے انہیں دعوت دی ہے میرا وہاں کوئی شیعہ نہیں ہے۔غرض امام صادق کی طرف دعوت دینے والے داعیان سب داغدار تھے۔تحقیق کے خواہش مند کتب رجال، تہذیب التہذیب، رجال الحدیث، جامع رواۃ جیسی کتابوں کو دیکھیں۔امام جعفر صادق کے بارے میں اتنا کافی ہے منصور نے مدعیان اقتدار اور ان کے حامیوں کو چن چن کر باز پرس کے لیے بلایا۔چنانچہ مالک بن انس کو کوڑے لگے، ابوحنیفہ جیل گئے، بعض کو کوفہ میں تختہ دار پر لٹکایا لیکن امام صادق کو تفتیش کے لیے نہیں بلایا گیا۔آپ کا منصور کی گرفت میں نہ آنا اس بات کی روشن دلیل ہے۔مذہب بنام جعفر صادق آپ پر افتراء ہے۔جن شخصیات کو خاص اصحاب امام صادق بتاتے ہیں ان کے امام صادق سے منسوب فتاوی میں ابوحنیفہ کے فتاوی کی بو آتی ہے۔جیسا کہ آج کل قم کے محلات فقہی میں نشر ہونے، جدت پسندی سے واضح ہوتا ہے یہ دین نہیں بلکہ یہ شہریوں کی سہولت کاری ہے۔جس طرح مفاد پرست حکمران کہتے ہیں ہم عوام کی خواہشات پر پورا اترتے ہیں۔رہبران فرق جس کا بھی نام لیں یہ افراد مجہول الحال یا معلوم الفساد تھے ان میں سے چند اہم شخصیات کے نام یہ ہیں۔

۱۔منذر بن جارود	۲۔مغیرہ بن سعید عجلی
۳۔جابر بن حیان	۴۔زراہ ابن اعین
۵۔ہشام بن حکم	۶۔ہشام ابن جوالیقی
۷۔سہل بن زیاد	۸۔عبداللہ بن میمون دیصانی
۹۔حسین بن سعید اھوازی	۱۰۔مقلاص اسدی

اس حوالے سے رجال الحدیث خوئی اور محمود ملبوبی دیکھیں۔

مجھے کسی قسم کا شوق ورغبت نہیں

مجھے کسی قسم کا شوق ورغبت نہیں کہ مقام ومنصب مال ودولت حاصل کروں۔ میں حوزات علمیہ کے فضلاء شعوبی کے اساتیذ سے اعزاز یافتہ مراجع وحکومت کے سامنے کیڑے مکوڑوں جیسا ادنیٰ سا انسان ہوں۔ جن کی ہم نے خدمت کی وہ بھول گئے اور ہماری تذلیل وتحقیر کرنے لگے۔ انھوں نے میری کتابوں پر پابندی لگائی، میری اولادوں کو مجھ سے چھینا، میں ہمہ وقت اس دنیا سے رخصت کیلئے آمادہ ہوں۔ میں اپنے مخالفین کیلئے بددعا نہیں کرتا انہیں احکم الحاکمین پر چھوڑتا ہوں۔ میں صرف جہنم سے نجات کی دعا کرتا ہوں۔ قرآن میں جن گناہوں کیلئے جہنم کی وعید سنائی گئی ہے وہ ہم نے نہیں کئے باقیوں کا پتہ نہیں کہاں کہاں کسے ناراض کیا ہے۔ مجھے اپنے لیے لاحق مسائل سے پریشانی نہیں بلکہ مجھے اپنے ملک میں لادینیوں اور علماء کی الحادیوں سے دوستی نے اس دین کے اصول ومبانی پر نظر کرنے کی توجہ دلائی ہے۔

انکی تفاسیر کو ہم جیسے عربی زبان کے لطائف اشازات جیسے جاہل بھی غور کریں تو دیکھیں گے انہوں نے اس آیت کریمہ یا فلاں آیت کریمہ کی جو تفسیر کی ہے اس کا آیت میں موجود کلمات سے ربطہ نظر نہیں آتا بلکہ انہوں نے کئی غیر مربوط معنی پیش کئے ہیں۔ انھوں نے ان کلمات سے اپنے خسیس عزائم کو آیات پر ٹھونسا ہے انہوں نے کلینی، بخاری، مفاتیح اور وظائف ابرار کو قرآن کے اوپر رکھا ہے۔

آپ نے اپنے خطابات مکاتبات میں علم تحقیق کی اتنی تجلیل کی ہے کہ گویا آسمان کو چھونے کی جگہ نہیں مل رہی لیکن یہ سب کچھ تقلید سے بنا ہے۔ لا تعداد جھوٹوں نے ہر جگہ قبضہ کیا ہوا ہے۔ عدل کا آپ کے اصول میں شمار

ہونے کی وجہ سے مظلومین کو انصاف ملنے کی امیدیں ٹل کر ملتوی ہو جاتی ہیں۔ یوم قیامت تک جہاں حکم اللہ الواحد قہار ہوگا، گواہ محمد ہوں گے، عدالت خواہ محصور نظام قائم ہوگا۔

۱۔ سب سے پہلا سوال کہ آپ فرماتے ہیں مجتہد فتواء میں خطا کرنے کی صورت میں بھی ایک اجر لیتے ہیں اور تصویب کی صورت میں دو اجر لیتے ہیں۔ یعنی یہ دونوں عمل اللہ کے نزدیک قبول مستحسن ہیں۔ پھر اس میں اور فسطائزم میں کیا فرق ہے؟

۲۔ انقلاب اسلامی آنے کے بعد فلسفہ کو بہت فروغ ملا شاید آپ کی درسگاہ کے بانی کسی بڑے عہدے پر تھے اسی لئے فلسفہ وحدت الوجود تخلیق کیا تاکہ کوئی بھی انسان مشرک کافر ملحد نہ رہے۔

۳۔ موسیٰ اپنی فکر کے تحت بندگی کرتے تھے، فرعون اپنی تحقیق کے تحت، فضل اللہ نوری اپنی تحقیق کے تحت، اپنی ہی فکر سے خراسانی اور طباطبائی بنتا ہے اور اسی سے خراسانی بھی، یزیدی بھی مصیب ہے۔

۴۔ آپ کے نزدیک اجتہاد بہت بڑا مقام علمی رکھتا ہے۔ یہ مقام مجتہد کو کیوں ملا ہے؟ یہ مقام اجتہاد کے لغوی معنی سے نکالا ہے یعنی جدوجہد سے مجتہد۔ دیگر علوم وفنون والوں سے مختلف بامعنی اصطلاحی میں سے نکالا ہے۔

۵۔ خمس کا اختیار ان کو کیسے، کس لیے، کس نے دیا ہے؟ یہ مروجہ اصول کہ جس کسی کے پاس مجہول یا مخلوط مال حرام ہو یا سود سے حاصل یا مال مخلوط از حرام کو وہ حلال کیسے کر سکتے ہیں؟

۶۔ وہ مصادر فتاوی کی تعداد چار بیان کرتے ہیں۔ قرآن کا تو کہیں بھی استناد نہیں کرتے بلکہ بعض جگہ تو قرآن کے خلاف فتاوی دیتے ہیں۔

دوسرا سنت رسول کا نام لیا جاتا ہے۔ سنت رسول کی تدوین تیسری صدی میں ہوئی ہے جبکہ فتوی دوسری صدی سے شروع ہوئے تھے۔ اس

وقت احادیث بھی جمع نہیں ہوئی تھیں۔

۷۔ کہتے ہیں کہ اجتہاد بہت بڑے درجے پر فائز ہے اگر ایسا ہے تو ان سے مسائل کی اسناد و دلائل پوچھنے پر قدغن بنام تقلید لاگو کیوں ہے؟ اسلام مخالف لوگ مسلمانوں کی پسماندگی بدبختی کی وجہ اس تقلید کو گردانتے ہیں۔ اس تقلید کے کیا دلائل ہیں؟ بعض نے کئی آیات قرآنی سے تقلید کی مذمت میں آیات پیش کی ہیں۔

۸۔ بعض کہتے ہیں کہ مجتہدین کے قواعد فقہی میں سے قواعد مثل الحساب کے بارے میں دلیل پوچھی جاتی ہے۔

آغائے غاشی کی عشوانہ سے عشیان زدوں

آغائے غاشی! ہم یہاں آپ کے عشوان سے عشیان زدوں سے کشف غطاء کرنا چاہیں گے۔ آپ نے بارہ سو سال سے زائد عرصہ ساز باز کر کے نورہ کشتی دکھاتے ہوئے کبھی کلمہ امامت وخلافت، کبھی شیعہ سنی کے نام پر امت اسلامیہ پر دنیائے یہود و نصاری، مجوس ہنود کو امت مسلمہ کی ہر چیز لوٹنے کے لیے اباحہ عامہ کا غیر اعلانیہ مباح ہونے کا فیصلہ صادر کیا ہے۔ خود کو تابع اہلبیت دوسروں کو تابع اصحاب بتا کر اساس اسلام قرآن اور محمد کی دعوت اسلام میں جہاد میں سبقت کرنے والے نبی کریم کے ساتھیوں کو اپنے تیر و شمشیر و سنان کا نشانہ بنایا ہے۔ ان میں سرفہرست قرآن کو نشانہ بنایا ہے۔ قرآن کو یکطرفہ کنارہ پر لگا کر حدیث و موالید حدیث، اجماع، قیاس، اپنی شخصی آراء کو امت پر ٹھونسا ہے۔ قرآن پر دفعات لگا کر ناقص ظنی الدلالہ حدیث کو بھی وحی کہا ہے۔ علامہ نجفی صلاح الدین نے آیت تطہیر کی تفسیر میں حدیث کو وحی گردانا ہے۔ اگر آپ اپنے ان علماء کے علم کا احترام رکھتے ہیں تو ہمیں اس آیت کے حوالے سے ذرا سمجھائیں حدیث کیسے وحی ہو سکتی ہے؟

اس کی کیا سند بھی حدیث ہے؟ تضاد تناقض آپ کے ہاں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔تو ذرا اس حدیث کا سلسلہ نسب وحسب بتانا گوارا کریں گے حدیث اگر قرآن جیسی وحی تھی تو نبی کریم نے مدینہ پہنچنے کے بعد قرآن لکھنے اور حفظ کرنے کے لیے مخصوص افراد لگائے تھے، بتائیں حدیث لکھنے کے لیے کتنے لوگ لگائے تھے ذرا ان کا نام بتائیں گے؟ نبی کریم نے حدیث لکھنے پر کسی کو نہیں لگایا تھا صرف اس پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ حدیث لکھنے سے منع فرمایا تھا۔ کتاب السنہ قبل التدوین تالیف محمد عواج الخطیب استاد التفاسیر شریعہ جامعہ دمشق تاریخ باعت ۱۴۰۱ اق ص ۳۰۲ پر لکھا ہے ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے رسول اللہ نے ہمیں حدیث لکھنے سے منع فرمایا کہ بلکہ یہاں تک فرمایا اگر کسی نے لکھی ہے تو اس کو مٹا دیں۔ بعض کہتے ہیں ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ نے بار بار اسرار تکرار کی کہ ہمیں اجازت دیں لیکن اجازت نہیں دی پھر آخر میں اجازت دی گویا نبی کریم بادشاہوں یا سربراہوں کی طرح دباو میں آجاتے تھے؟ اس سلسلے میں آغائے نجفی لکھتے ہیں کہ علی کو اجازت تھی جب چاہیں نبی سے خلوت کریں۔ کوئی بھی بات علی جب چاہیں نبی سے کریں۔ یہی بات عبداللہ بن عمرو بن عباس سے بھی نقل کی گئی ہے انہیں بھی اجازت تھی۔ کبھی کسی موقع ومحل پر اعداد وشمار بتائیں گے کہ قرآن کی آیات کتنی ہیں اور احادیث کی تعداد کتنی ہے؟ جھوٹ آپ کے پاس مسئلہ نہیں ہے۔ قرآن کی جگہ اصل حکم آپ کے پاس احادیث کا ہے۔ حدیث سے اصل حکم مقید کر سکتے ہیں اور اگر مشکل ہو جائے تو حدیث کے ذریعے حکم کو نسخ بھی کر سکتے ہیں۔

مجھے سعودی گماشتہ قرار دیا

مجھے سعودی گماشتہ قرار دینے کی وجوہات میری کتاب ''اصلاح

عزاداری‘‘ ہے۔ جہاں باپ اپنی اولاد کی سرگرمیوں کی نگرانی کرتے ہیں اور غلط سرگرمی دیکھنے پر ایک تھپڑ مارتے ہیں۔ مذاہب دین سے خارج اور داخل نمائی کرتے ہیں وہی سیرت منافقین ضد اسلام کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ چونکہ مذاہب کے اپنے پاس کوئی مستند دلیل نہیں ہوتی اس لیے اپنی بقا کیلئے دین اسلام پر کاری ضرب لگاتے ہوئے خلاف قرآن مراسم جعل کرتے ہیں۔اس میں اصلاح اور اپنے پنڈ ورا کھلنے سے ڈرتے ہیں۔لہٰذا میری اصلاح عزاداری ان پر راکٹ کے حملے جیسی ثابت ہوئی ہے۔دوسرا سبب کاروان حج پر تنقید تھی۔اس کیلئے بیک وقت دو اہداف رکھتے ہیں ایک ارکان حج سے کھیلنا اور دوسرا حاجیوں کو لوٹنا تھا۔لیکن پاسدران محافظان عزاداری میں یہ صلاحیت نہیں کتنا ہی علوم میں متبحر ہی کیوں نہ ہوں، مجھ سے سوال و بحث کرنے سے گریز کرتے تھے۔لیکن اسلئے نہیں کہ میرے پاس علم ہے ان کو معلوم ہے میں دروس میں فیل ہوں لیکن اسی بے اساس بے بنیاد شعائر کے پول کھولنے سے ڈرتے تھے کہ بند صفحات نہ کھل جائیں کیونکہ یہ کام میں نے شروع نہیں کیا تھا۔میں نے اپنے تمسکات مثلاً محمد مہدی شمس الدین، رئیس مجلس اعلی شیعی لبنان کی تالیفات سے لی تھی۔میں نے صالح نجف آبادی کی کتاب شہید جاوید اں سے، محمد حسین کاشف الغطاء سے، محمد باقر الصدر اور محمد باقر حکیم سے، رہبر انقلاب اسلامی آغائے خامنہ کی اصلاح مراسم عزاداری کے بارے میں آپ کے تاریخی خطاب ۱۹۵ سے، ان سے پہلے آغائے ابوالحسن اصفہانی لبنان کے نامور معروف صاحب اعیان الشیعہ کے تنزیہ عزاء سے اصلاح عزاداری پر نکلنے والی کتب مجلّات سے مأخوذ کو جمع کیا ہے۔لہٰذا یہاں عزاداری میں خرافات کے خلاف میری منشورات کے بارے میں کھل کر بحث کرنے سے ڈرتے تھے یہاں تک آغائے جعفری نے کہا میں نے آپ کی کتاب اصول عزاداری دیکھی تو اس میں یہ لکھا تھا

''ماتمسرائے ضرار'' مجھے کہنے لگے یہ کیا لکھا ہے؟ میں نے کہا آپ بڑے ماتمسراء کے قریب ہیں آپ بتائیں۔ میری کتاب مثالی عزاداری کو پاکستان میں بہت پذیرائی ملی۔ بعض مدارس خواتین نے اسے اپنے نصاب میں رکھا تھا۔ کسی بلتی ایجنسی میں کام کرنے والے کو اردو سے تعلق رکھنے والے خیبر بینک کے منیجر کے توسط سے اس کتاب کو علاقہ کے چودھری تک پہنچایا اور ان سے خواہش کی اس پر اپنے تاثرات بتائیں وہ خاموش رہے کوئی بیان نہیں دیا۔ لیکن عمامہ عبا پہن کر شرکیات کفریات پھینکنے والوں کو خطرہ ہو گیا، ہم کیا پڑھیں؟ یہاں سے علام آغائے علی موسوی، آغائے حیدر علی جوادی، تقی شاہ، حافظ ریاض جامعہ اہلبیت کے فارغ التحصیل ذاکر شفا نجفی، سلمان نقوی، باقر زیدی، قرۃ العین کو ناگوار گزرا۔ انہوں نے مجھے روکنے کے لیے نمائندہ ولی فقیہ کو استعمال کیا۔ ایک دفعہ سلمان شیخ نوروزان سے پیغام لے کر آئے کہ آپکو آغائے بہاوالدین نے بلایا ہے میں نہیں گیا۔ یہاں کے تاجروں کو میرے اوپر سوار کیا اور جب ناکام ہوئے تو دوسرے گروہ علماء، عباء پوش عمل ولایہ نے حج بیت اللہ کو اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کرنا شروع کر دیا۔ ان کے دو کردار تھے ایک وہ شعراء جو ساتھ لے کر آتے تھے کہ کعبہ کی توہین کریں۔ کعبہ کو زچہ خانہ علی متعارف کروائیں دوسرا حج کی میقات کو توڑا۔ ایک طرف کعبہ اور حج کو مسخ کرنا تھا تو دوسری طرف حاجیوں کو مثل قرامطہ لوٹنا۔

کعبہ کے خلاف

ا۔ کعبہ زچہ خانہ علی ہے۔ ایام حج میں کعبہ کے جوار میں خطیب، شاعر علی کی الوہیت کی تبلیغ کرتے ہیں۔ کعبہ سے کربلا تک منحرف کرنے کی سعی و کوشش کرتے ہیں۔

۲۔میقات توڑنے کے لیےنئ میقات کے طور پر ہوائی اڈوں پر اور جہازوں میں جدہ کو استعمال کرتے ہیں حتی کہ مدینہ میں بھی میقات توڑنے نکلے۔رہائش گاہوں کو میقات بنانا شروع کیا تھا۔

۳۔صبح شام عمرے کراتے تھے۔لوگوں سے مردوں کے لیے عمرہ کرانے کے پیسہ وصول کرتے تھے۔

۴۔اعمال عبادی نماز، روزہ، حج میں کوئی کسی اور کو اجیر نہیں بنا سکتے ہیں۔جہاں قصد قربت ضروری ہے خود کرنا ہوتا ہے۔حج تو سلیات میں نہیں ہے۔پیسہ بنانے کے لیے کرتے ہیں۔مجتہدین کے فتووں سے اعمال کی اسناد نہیں بنتی۔مجتہدین پہلے خود تو اپنے فتاوی کی اسناد دیں۔

۵۔حاجیوں سے قربانی کا پیسہ لے کر لوٹتے تھے پیسہ نہ دینے والوں کو کاروان میں ذلیل کراتے تھے۔اس مد میں لاہور، اسلام آباد، بلتستان، کراچی کے عمائدین علماء ایک جملہ تک نہیں بولتے تھے۔آغائے نجفی، ان کی درس گاہ کے فاضل استاد آغائے شفا نجفی بھی اسلام آباد اڈے سے محرم ہوتے تھے۔پیغمبر کی متعین کردہ میقات کو توڑنے پر کیوں مصر ہیں معلوم نہیں ہوسکا۔ان جرائم پر پردہ ڈالنے کے لیے مجھے سعودی کا گماشتہ قرار دیا۔میں نے اپنے دفاع کے لیے سعودی وہابیوں پر لعنت بھیجی نہ ان کی ضد میں وہابیوں سے دفاع کیا نہ ان کی دھمکیوں میں آیا۔میرے تین اکاونٹ ہیں۔میں نے کسی کی نیابت میں حج کیے نہ کسی سے ان کے لیے دعا کرنے کے پیسے لیے۔میں نے حبیب اور الائیڈ بینک جو ہمارے نزدیک واقع ہیں، سے پیسہ نکال کر حج کیا ہے۔میرا شناختی کارڈ لے کر بینک جا کر چیک کر لیں، سعودی تو چھوڑیں کسی اور ملک یا پاکستان کے کسی تاجر نے ان اکاونٹ میں رقم بھیجی ہو، کبھی بھی باہر سے آنے والی کسی رقم کا اندراج ان میں کوئی دکھا سکتا ہے تو لے آئے۔

جناب متخصص فلسفی کلامی

سنا ہے آج کل ایک درسگاہ سے بہت سے افراد نے فلسفہ میں ڈاکٹریٹ کی ہے۔ اس زاویے کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کرنے میں حق بجانب ہونگے کہ اس وقت دنیا میں جاری جنگوں میں سے ایک جنگ کے بارے میں یہ افواہ اڑی ہوئی ہے کہ باطل جیت گیا اور اہل حق دب گئے اور شکست مان لی ہے۔ اپنے لشکر نے ہتھیار پھینک کر دشمن کی فتح تسلیم کر لی ہے۔ اب کسی نئے فوجی دستے کو قیادت کرنے کی درخواست دینے والے ہیں، یہ علم اور دین کی جنگ ہے۔ علم جیت گیا اور دین ہار گیا ہے۔ علائم ونشانات و قرائن بتا رہے ہیں کہ ان حوزات علمیہ نے ہار مان لی ہے۔ اسی وجہ سے یہ درسگاہ اور اس جیسی اور کتنی درسگاہیں اور بنائی ہیں۔ اگر یہ حقیقت ہے تو یہاں والوں کو علمی اصطلاح میں مشرکین کہنا درست ہوگا۔ کیونکہ مشرکین اور موحدین کے درمیان حد فاصل وسیلہ پر ڈٹ جانا، رک جانا اور وسیلہ سے گزر جانا ہے۔ جو وسیلہ پر رکتا ہے وہ مشرک ہوتا ہے جو وسیلہ چھوڑ کر آگے نکلتا ہے وہ موحد ہوتا ہے۔ مشرکین بتوں کو وسیلہ کہتے تھے اور اس سے آگے نکلنے کیلئے آمادہ نہیں تھے چنانچہ ڈٹے رہے۔ علم بھی معلوم مطلوب تک پہنچنے کا ایک وسیلہ ہے جب پہنچ جائیں تو چھوڑنا، خطہ انبیاء ہے۔ خطہ فلاسفہ یہاں سے الگ ہوتا ہے چونکہ یہاں پہلے سے دین کے نام سے وسیلے بڑھ رہے ہیں۔ کبھی علوم عربی کو وسیلہ بنا رہے ہیں۔ یہ آپ کو قعر جہنم لے جا رہے ہیں لہٰذا آپ علوم عربی سے نکل کر علوم مغربی کی درسگاہوں میں پڑھ رہے ہیں۔ تاریخ میں کوئی فلسفی شرک سے نہیں نکل سکا، آپ لوگ بھی ''انا وجدنا'' پر مریں گے۔ کہتے ہیں کہ ہم فلسفی ڈاکٹر ہیں، یعنی ہم مشرک ہیں۔

متجددین مسلمین اپنے دور کے بڑے نابغہ روزگار تھے

یہ افراد اپنے دور کے سقراط افلاطون نہیں تھے۔ابن رشد،ابن سینا یا فارابی بھی نہیں تھے انہیں پکی پکائی دیگ ملی۔ بقول اہلحدیث،عبداللہ بن عمرو کو ایک پورا علم ملا تھا۔ ہمارے یہاں سب سے بڑا وکیل اس کو سمجھا جاتا ہے جو ایک مجرم کو کیس جتوادے۔ یہ متجددین اس فقہ کی تنسیخ کی صدا بلند کر رہے ہیں جس کی برگشت کسی سند عقلی،فلسفی یا وحی خالص پر نہیں بلکہ اکثر آئمہ اربعہ کے فتاوی ہیں۔ابوحنیفہ سب سے پہلے فقیہ تھے جنہوں نے کسی سے نہیں پڑھا اور نہ ہی کوئی کتاب پڑھی۔ وہ صرف اپنی ذہنی اختراع سے متمسک تھے۔وہ بار بار بصرہ جاتے انہوں نے صرف فقہ کے مسائل بنائے۔ امام مالک کے پاس سب اہل مدینہ سے سنی سنائی باتیں تھیں۔ چنانچہ ان کی کتاب موطا،ساری کی ساری مرسلات پر مشتمل تھی۔امام شافعی امام مالک کے شاگرد ہیں۔امام مالک اور شافعی دونوں نے ابو یوسف سے پڑھا۔ابو یوسف کی تاریخ فتوی پڑھیں۔ یہ فتاوی آسمانی نہیں،بطور قطعی مسلم میں اٹھائیں۔لشکر شیطان نے ان کی حمایت کی۔ان کے بعد صوفیوں نے ان کو اٹھایا یہاں اس جملہ کی وضاحت کرنے کی ضرورت ہے۔بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ انبیاء کے اقوال وفرمودات نقل کرنے والے دانشور اور جدید علوم بتانے والے، دونوں عالم اور دونوں دانشور ہیں،دین سے دونوں کا رشتہ یہی ہے

ا۔فائدہ المخاطب

۲۔مخاطب کو فائدہ پہنچاتا نہیں، بلکہ مخاطب کو آگاہی دیتا ہے کہ میں جانتا ہوں میں جاہل نہیں۔

”الخبر مایصح ان یقال لقائله انه صادق و انه کاذب .فان

کان کلام مطابق للواقع کان الخبر صادق و ان کا غیر مطابق له کان المخبر کاذب‘‘

لازم۔۔۔۔جیسے مادر مریم، العمران ۳۶۔تحیر تاسف۔
اظہار ضعف قصص ۲۴، مریم ۲، بقرہ ۲۴۹،
استرجام قصص ۱۶ التذکر نساء ۹۵ وعظ عمران ۱۸۵

دنیا کو جس طرح مشرق و مغرب شمال وجنوب میں تقسیم کیا جاتا ہے ایک اور زاویہ نگاہ ان کو مختارات میں تقسیم بھی کرتا ہے۔اس کو سابق زمانے یعنی یورپ میں ترقی آنے سے پہلے ۱۷۸۹ء میں طوائف الملو کی کہتے تھے، ہمارے ملک میں جمہوریت آنے کے بعد آپ کو اس مذہب سے ہاتھ اٹھا کر خالص اسلام کا اعلان کرنا چاہیے تھا جو کہ نہیں کیا بلکہ ایک اور حشیش سے تمسک کیا جسے صوبائی خودمختاری کہتے ہیں، اس میں عوام کو چنداں فائدہ نہیں ہوتا ہے سیاستدانوں کو ہی ہوتا ہے۔برطانیہ نے برصغیر سے جانے سے پہلے یہاں سے برطانیہ پڑھنے یا روزگار یا دہری شہریت لینے جانے والوں سے اس خطہ کو ہندوستان کا صوبہ تسلیم کرانے میں کامیاب ہوئے تھے، ان کا مقصد سیاستدانوں کو یہاں وزارتیں دینا تھا لیکن ان کی مجبوری تھی کہ عوام کو دھوکہ دیں کہ ہم یہاں خالص مسلمانوں کی حکومت بنائیں گے، سب کو پتہ تھا خود ان کا اعتراف ہے کہ سیاستدانوں کا کوئی دین نہیں ہوتا ہے لہٰذا ان کے پاس سچ بھی نہیں ہوتا۔ملت کو جناح اور اقبال کے بازار پر لگایا اور ان کو مقدس گاہ بنایا، ان کو معلوم نہیں امت کو گمراہ کرنے کی کیا سزا ملی ہے۔غرض یہاں ایک اور تقسیم بھی ہے دنیا متمدن غیر متمدن۔

نظام حیات عاریۃ میں لیا جوان کو چاہتے ہیں ان کو دیتے کھلاتے ہیں ان سے محبت جوان کو ڈانٹتے ہیں ان سے نفرت کراہت استعارہ میں لے کر ایک نظام حب و بغض بنایا ہے یہ بچوں اور عورتوں کا نظام ہے قرآن کریم میں

کہیں بھی حکم نہیں آیا ہے چنانچہ جب بغض اسلام کے مخالفین کے گھر بے اصول ہے اس کو یہاں تطبیق کیا یہ بڑا عشوان ہے اسلام اور محمد کے سر سخت ولید بن مغیرہ ابو جہل ابو سفیان تھے خالد بن ولید عمرو بن عاص یزید بن ابی سفیان تھے نبی کریم نے ان سے لعن نہیں کیا ان پر منابر سے بغض نہیں کیا۔

امام شافعی نے فرمایا کل ما قال رسول اللہ فھو ما فھمہ رسول اللہ من القرآن الکریم امام شافعی کا یہ قول حجت ہونا تو دور کی بات ہے کیونکہ حجت نساء ۱۶۵ کے رسول اللہ تک محدود ہے حتی صف اول مہاجرین و انصار کا قول حجت نہیں امام شافعی ایک علمی تحقیقی تحلیل والا بھی نہیں کہہ سکتے ہیں کیونکہ حامل علم ہونے کے لیے تین ذرائع بتایا جاتا ہے۔

۱۔ کسی برجستہ مسلمہ عالم کے شاگرد ہو۔

۲۔ کتب کثیرہ کا مطالعہ کیا ہو۔

۳۔ یا وحی ہوئی ہو

امام شافعی امام مالک کا شاگرد ہے خود امام مالک کا استاد کون ہے معلوم نہیں تاریخ میں نہیں آیا ہے سوائے ایک قلیل عرصہ امام مالک کے ساتھ رہے امام مالک کے علم کی مقدار ارزش ان کی کتاب موطا سے واضح ہو جاتی ہے امام شافعی مختصر عرصہ ابو یوسف کے ساتھ رہے ہیں ان کے فتاوی حسب نقل ضرورت ہارون رشید کے مطابق تھے۔

عشوان اعتزالی

معتزلہ ایک منحرف، ملحد اور ضال فرقہ ہے۔ صاحب فرق بن الفرق تالیف بغدادی میں آیا ہے ان کے بیس یا بائیس فرقے ہیں اور ہر ایک نے دوسرے کو ضال گمراہ، کافر قرار دیا ہے۔ عقل پرستوں کا کہنا ہے ہر مشکل کا حل عقل میں موجود ہے، معتزلہ اس کے مدعی ہیں وہ عقل کی اصالت کے

قائل ہیں۔ عقل حقیقت کی طرف رہنمائی کرتی ہے لیکن یہ خود گمراہ ترین، گمراہ ساز فرقوں میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے گمراہ ہونے کی ایک دلیل ایمانیات کے خلاف ان کے جعل کردہ اصول خمسۃ ہیں۔ شیعہ ان کے فرقوں میں سے اہم فرقہ ہے، چنانچہ ان سے وابستگی کے بارے میں رسول جعفریان، ہاشم معروف، حسنی، آغائے سبحانی ان کی عقل گرائی کے ثنا خوان مداح خوان میں ہیں۔ معتزلہ کا امیرالمومنین کے بارے میں یہ کہنا ''نہ مومن ہیں نہ کافر'' کی رائے کو عمائدین شیعہ کیسے بھول گئے؟ عدل، امامت، بین المنزلتین دعوی، عقلانیت میں انکے شریک ہیں۔ تمام خرافات معتزلہ دوسرے نام سے چلاتے ہیں۔

معتزلہ کا تعارف پہچان عقل گرائی سے کرتے ہیں۔ تجربات، محسوسات اور حیات سے مستقل خالص عقل کو محور کسوٹی گردانتے والوں کو عقلائی کہتے ہیں۔ آغائے سبحانی نے ان کی توقیر تعظیم میں بہت بسطہ قلم کیا ہے، لکھا ہے کہ انہوں نے عقل کو اٹھایا اور اونچا کیا ہے۔ تاکہ لوگ خود کو بھی عقلانیوں میں شمار کریں اور اشعریوں کی مذمت کریں تاکہ اپنا اخباری، حدیثی ہونا ثابت کریں۔ چنانچہ اصول کافی جو کہ قیل وقال کا مجموعہ ہے اس کے پہلے باب کو ''باب عقل وعدل'' متعارف کروایا ہے۔ پھر احادیث کا، موسوعات کا، موضوعات اربعہ پر بحار کا اضافہ کیا۔ آغائے محمد رضا حکمی الحیات رائے شہری میزان الحکمہ تفسیر قرآن پر حاشیہ نوٹ تحفظات لکھتے ہیں، پھر خود کو تابع سنت اہلبیت متعارف گردانتے ہیں۔ متعہ، امام مہدی، رجعت، خاک پر سجدہ جیسے مسائل پر آغائے آملیان کی کتب چودہ ستارے صحاح ستہ سے استناد کرتے ہیں۔

عقل سے ہی خیر وشر کی تمیز کرتے ہیں۔ عقل انسان کو شہوانیات حیوانی سے روکتی ہے۔ عقل ہی انسان کو خیرات کے راستے پر چلاتی ہے۔ عقل ہی

انسان کوشر سے روکتی ہے، عقل ہی انسان کو غلامیت عبدیت اغیار سے روکتی ہے۔ عقل ہی انسان کو فتنہ، فساد، تفرقہ وانتشار سے روکتی ہے۔ یہاں بعض یہ سوال کرتے ہیں کہ یہ کونسی عقل ہے جو انسان کو تمام شرورات سے روکتی ہے؟ کیا مغرب والے شرک نہیں پھیلاتے؟ کیا مذاہب مسلمین شرور نہیں پھیلاتے؟ کیا فلاسفہ کبھی خرافاتی بات نہیں کرتے؟ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ عقل تنہا انسان کی قیادت ورہبری کرسکتی ہے۔ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ دنیا کے نامی گرامی عقلاء کس قدر گمراہیوں میں تھے۔ آیئے دیکھتے ہیں شہوانیات کس کے پاس زیادہ ہیں؟ معروف ومشہور ہے ابن سینا اپنے دور کے طبیب حاذق تھے، لیکن وہ جنسیات میں افراط کی وجہ سے نوعمری یعنی ۳۵ سال کی عمر میں مرے۔ بعض انسان شہوانیت کو لجام دیتے ہیں اور بعض عقل کو لجام دیتے ہیں۔

آپ کا حامی عقل ہونا تو دور کی بات ہے شب دیجور کو روز روشن کہنے کی مانند ہے۔ خود معتزلہ اوران کے تمام عمائدین عقل کے حامی تابع نہیں تھے۔ اس کی دلیل قاطع یہ ہے کہ دنیا میں صحیح اور غلط علم وعمل کی تمیز شناخت کی تحکیم، عقل کو گردانتے ہیں۔ بنیان گزار عقل معتزلہ خود تشت دوسروں کے ساتھ اپنوں کی تکفیر کرتے ہوئے، بیس فرقے بنے۔ ہر ایک اپنی جگہ ملحدین کا مینار بنا رہا۔

۱۔ واصلہ ۲۔ ھذیلہ ۳۔ بشریہ ۴۔ نظامیہ ۵۔ الواریہ ۶۔ معمریہ ۷۔ اسکافیہ ۸۔ جعفریہ ۹۔ عمرویہ ۱۰۔ مرواریہ ۱۱۔ اھتشامیہ ۱۲۔ تمامیہ ۱۳۔ جاحظیہ ۱۴۔ خانطیہ ۱۵۔ حماریہ ۱۶۔ حیاطبہ ۱۷۔ صالحہ فقہ ۱۸۔ مریسہ ۱۹۔ غامیہ ۲۰۔ خعبہ ۲۱۔ جباء

یہ سب اللہ سے نفی صفات ازلیہ کے قائلین میں سے ہیں۔

ذیل میں ان کے اور شیعہ عشوانوں سے پردہ اٹھائینگے۔

جناب فاضل راشد درسگاہ اعتزالی! آپ کو افتخار ہے علم کلام پر اور علم کلام کو افتخار ہے اس کے مبتکرین ومبدعین پر، معتزلہ کو افتخار ہے اس کے بانی وموجد واصل بن عطاء پر، خود واصل کو افتخار ہے اس کے نامور اساتذہ عظام محمد بن حنفیہ اور ان کے دو یادگار عبداللہ بن محمد، بانی مذہب کیسانی، وحسن بن محمد حنفیہ، بانی مذہب مرجئہ دوست غیلان دمشقی اور، حسن بصری استاذ مبدعان مذاہب فاسدہ پر ہیں۔ ہم پہلے مفتخر علم کلام اور عمائدین وموسسین معتزلہ کا تعارف کریں گے۔ مذہب اعتزالی کی تکوین کہاں اور کب کس نے کن اہداف وغایات کی خاطر بنائی ہے؟

معتزلہ نقل از کتاب المعتزلہ تالیف ڈاکٹر احمد حریشی ص ۲۸

موسس اول معتزلہ واصل بن عطاء متولد ۸۰ھ متوفی ۱۳۱ھ کہتے ہیں واصل کا پہلا استاد محمد بن حنفیہ تھے۔ بعد میں حسن بصری متوفی ۱۱۰ھ کے پاس رہے۔

عمرو بن عبید بن باب متولد ۸۰ھ، متوفی ۱۴۲ھ واصل کے شریک رہے۔

عمائدین معتزلہ۔

عمائدین معتزلہ نقل از کتاب المعتزلہ تالیف ڈاکٹر احمد حدیثی ص ۲۸۔

۱۔ عمرو بن عبید بن باب ۸۰ھ۔ ۱۴۲ھ شریک واصل۔
۲۔ ابوالھذیل علاف ۱۳۵ھ۔ ۲۳۵ھ
۳۔ ابراہیم بن یسار ۱۶۰ھ۔ ۲۳۱ھ
۴۔ بشر بن معتمر الھلال متوفی ۲۱۰ھ
۵۔ ثمامہ بن اشرس متوفی ۲۱۳ھ
۶۔ جعفر بن حرب ۱۷۷۔ ۲۳۶ھ

۷۔ابوالحسین خیاط ۳۰۰ھ

۸۔ابوعلی حیان ۳۰۳ھ

۹۔ابو ہاشم الجبائی، عبدالسلام بن ابی علی الجبائی، متولد ۲۷۵ھ، متوفی ۳۲۱ھ

۱۰۔قاضی عبدالجبار بن احمد الھمد ان متوفی ۴۱۵ھ

کتاب المعتزلۃ تالیف ڈاکٹر احمد محمد حرینی لکھتے ہیں، واصل بن عطا ۸۰ھ میں پیدا ہوئے جبکہ محمد بن حنفیہ نے ۸۷ھ میں وفات پائی۔معتزلہ کے بانی واصل بن عطاء اور عمرو بن عبید دونوں مشکوک ومخدوش شخصیت کے حامل تھے۔انکے عقیدہ منزلۃ بین المنزلتین کا کسی سند مسلم شرعی سے استناد نہیں ملتا۔پہلا اصول اصحاب جمل کے بارے میں اعتزال کی کوئی وجہ نہیں بتائی گئی ہے۔

واصل کی سوانح حیات میں آیا ہے کہ وہ مدینہ میں پیدا ہوا اور بصرہ میں اس کی نشوونما ہوئی۔بعض کے مطابق بصرہ ہی میں پیدا ہوا اور یہیں نشونما ہوئی۔اس وقت بصرہ میں پیدا ہونے والے یا یہاں نشونما پانے والے عام طور پر مشکوک ہوتے تھے۔کسی بھی کتاب میں اس کے خاندان کا ذکر نہیں، صرف مولی بنی مخزوم نے لکھا ہے کہ دین وایمان کے حوالے سے غیر مصدقہ، مشکوک پایا جاتا ہے۔ان حقائق کونظر انداز کر کے قیل وقال سے واضح نہیں کیا جاسکتا ہے۔اس جگہ کو منافقین کا گڑھ ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ جنگ جمل یہیں پر ہوئی۔جب تک مثبت تحقیق سے سچ ثابت نہ ہو وہ مشکوک ہی رہیں گے۔اسی طرح واصل کو شاگرد محمد بن حنفیہ گردانا بھی گزاف گوئی ہے۔کیونکہ واصل ۸۰ھ میں پیدا ہوا جبکہ محمد بن حنفیہ نے ۷۲ھ۔۸۷ھ میں وفات پائی۔نیز محمد بن حنفیہ کا فرزند امیر المومنین ہونا انہیں عالم دین نہیں بناتا۔دیکھنا ہوگا خود محمد بن حنفیہ کے پاس کونسا علم تھا؟ وہ دین سے متعلق کتنی

معلومات عامہ رکھتے تھے؟ جو عامہ مسلمین نہیں رکھتے تھے۔ تاریخ میں کہیں ایسا تذکرہ نہیں ملتا کہ وہ عالم دین بھی تھے۔

معتزلہ کے عمائدین، متکبران ومبدعان نے عقائد فاسدہ متعارف کروائے۔ معتزلہ کی اصل اول جس پر انہوں نے تقیہ کر کے اعتزالی کی بنیاد رکھی، وہ منزلہ بین المنز لین ہے۔ یہ دنیا میں پہلی دفعہ واصل اور عمر بن عبید نے اختراع نہیں کی تھی۔ یہ کوئی نیا تحقیقی نظریہ نہیں بلکہ تاریخ اسلام میں فتح مکہ کے بعد سے یہ گروہ تیزی سے بڑھتا گیا۔ تبوک کے موقع تک کافی تعداد میں ہو گئے تھے۔ نبی کریم کے بعد ابوبکر وعمر بن خطاب کی بے لوث مخلصانہ اپنی ذات سے ہٹ کر قیادت نے ان کو سوچنے نہیں دیا تھا۔ عثمان کی سادگی، نرم مزاجی پر بعض عیش طلبوں نے ان کو پھلنے پھولنے، کروٹیں بدلنے کے مواقع فراہم کیے۔ حصار عثمان میں ان کو تن تنہا چھوڑنے والے، جنگ جمل و صفین نہروان سے الگ رہنے کی ہدایت دینے والے ابوموسی اشعری، ابو ہریرہ نے اسی اصل سے استفادہ کیا تھا۔

ان کی شروعات وابتداء جاننے کے لیے ان کے تمام زاویوں، بشمول ماضی حاضر سمیت سب کو پڑھنا ہوگا کہیں ایسا نہ ہو ان کے پیش روؤں کو پس پشت ڈال دیں اور ان کے جرائم کو نظر انداز کر دیں۔ جس طرح ملت اسلامیہ کی ایمانیات احکامات، اخلاقیات کو تہ وبالا کرنے اور مسخ کرنے والے مجرم باطنیہ، باغیہ کو طاق نسیان میں چھوڑ کر اپنے سقوط وزوال کو مغرب سے منسوب کرتے ہیں اور ابھی تک مغرب کا استاد باطنیہ مخفی ان کے رضا کاروں کے روپ میں مسلمانوں کے گھروں میں موجود ہے۔ اس سے زیادہ فساد اور کیا ہوگا کہ بعض علماء ان کی تعریف وتمجید توقیر میں بیان کرنے میں سیاہ قلم خشک نہیں کرتے اور ان کو راہبران دینی متعارف کراتے ہیں۔ جیسا کہ آغائے سبحانی نے ان کے حق میں اسراف سے بھی زیادہ تعریف کی ہے

اوران کی وکالت کی ہے۔میں نے دین ایمان کواپنے فرقے کاعقیقہ کرنے والے آغا سبحانی اور جواد مغنیہ جیسی علمی شخصیات نہیں دیکھیں۔تمام تر عقلیات پرستی دکھانے کے بعد اپنے فرقے کو کلینی،صدوق،استرآبادی اور اشعری کے دروازے کی چوکھٹ سے باندھ رکھا ہے۔معجزات،کرامات، شفاعت،مزارات،شرکیات سب کو بلاتردد جائز نہیں بلکہ باعث تقرب گردانا ہوا ہے۔انہوں نے معتزلہ کی تعریف اوراشعری کی مذمت میں اپنی تحقیقات کا جنازہ خود اٹھایا۔چنانچہ آپ نے علمی فکری میدان میں اصول فلسفی و تحقیقی کا بھرپور مظاہرہ ونمائش کی لیکن عملی میدان میں گرائش اعتزالی دکھا کراشعری ہونے کو چھپایا۔اگراشعری نہیں ہوتے تو نبوت کے متوازی امامت،اولیاء،آیات محکمات قرآن کے خلاف نہیں گھڑتے۔آپ محقق ہیں سنیوں کی کتابوں کا حوالہ نہ دیں۔اپنی روایتوں کواصول،علم،حدیث،رجال سے گزاریں۔شکایت قرآن کے متوازی،معجزاتی،خرافاتی دوسو سے زائد عقائدکہاں سے ثابت کرسکتے ہیں؟ آپ نے اپنی کتاب ضخیم محاضرات فی الہیات میں اتنی دقیق،عمیق فلسفی ابحاث بیان کی ہیں کہ شاید یونانی فلسفیوں کے بھی مصادرالہیات بن جاتے۔لیکن عقائدامامیہ میں ہرغث وثمین سقیم ضعیف سے استنادکرکے شرکیات کفریات کامنبع بنایا ہے۔اسی طرح اشعری اخباریوں کوکبھی ردنہیں کیا۔بحث معجزات،سوال منکرونکیر،بحث شفاعت، منصب اولیاء تمام کے تمام اشعریوں،استرآبادی،کلینی اورصدوق سے من و عن لیے ہیں۔اپنے قلم سے قرآن کو پست پش کرکے اپنی اخباری اشعری ہونے کوطشت ازبام کیا۔عام عادی حالات میں سنیوں کوضال گمراہ قرار دیتے ہیں لیکن عقائدامامیہ تمام کے تمام اشاعرہ سے لئے ہیں۔شیعہ سجدہ گاہ کیلئے بخاری ومسلم سے استنادکرتے ہیں۔یعنی تمام کے تمام عقائداحادیث سے بنائے ہیں۔بانی معتزلہ کوخالص الحادیوں سے ملانے کاپل بنایاکہ کتب

فرق میں آیا ہے کہ واصل بن عطاء اور عمر بن عبید مبتکر معتزلہ ہیں۔ یہ نزاع کہ آیا "معتزلہ نے امامیہ بنائے یا امامیہ نے معتزلہ بنائے" کے بارے میں قضاوت کا کردار رسول جعفریان نے کیا ہے۔ کتاب موسوعہ میسرہ فی الادیان والمذاہب صادر از مدینہ منورہ ص ۶۴۔۶۵ پر آیا ہے فکر معتزلہ کا سلسلہ معبد جہنی نامی شخص کی طرف منتہی ہوتا ہے۔ جس نے عبدالملک بن مروان کے خلاف خروج کیا اور ہشام بن عبدالملک نے اسے قتل کیا تھا۔ اس نے نفی صفات باری تعالیٰ از ذات اور استقلال انسان کا آغاز کیا تھا۔

صفات از ذات باری تعالیٰ کو جھم بن صفوان نے اُٹھایا جسے سالم احوز نے مروہ پر ۱۲۸ھ کو قتل کیا۔ ان کے استادوں میں سے ایک جعد بن درہم تھا جسے خالد بن عبداللہ القسری والی کوفہ نے قتل کیا تھا۔ لہٰذا واصل بن عطاء کو اپنی جگہ مبتکر و مبدع کہنا خلاف تحقیق ہے۔

کتاب فرہنگ عقائد مذاہب اسلامی آغائے سبحانی ج ۴ ص ۲۴۵ پر ان کی بہت تجلیل و توقیر کی کہ وہ اپنے دور کے اعجوبہ زمان تھے۔ اتنی تعریف کسی بھی کتب فرق میں نہیں دیکھی گئی۔ آغائے رسول جعفریان اور آغائے سبحانی کی نظر میں واصل شیعہ گرائش رکھتے تھے۔ ان کے ماخذ مصادر علم کیا تھے؟ ان کا دین و دیانت کس نوع کا تھا، ذکر نہیں کیا گیا۔ جبکہ عمرو بن عبید کا مسلک واضح تھا۔ اس کے نقلیات کی کہانیاں، عجائب و غرائب بیان کی ہیں۔

عمرو بن عبید کتاب اعتقادات فرق المسلمین تالیف فخر الدین رازی ص ۳۶ کے حاشیہ میں لکھا ہے عمرو بن عبید ابوعثمان ۸۰ھ بلخ میں پیدا ہوا، زاہدین میں سے تھا وہ حسن بصری سے بڑا تھا۔

ابن معین نے کہا ہے لا یکتب حدیثہ۔

نسائی نے کہا ہے متروک الحدیث۔

ایوب و یونس نے کہا ہے کان یکذب۔
حمید نے کہا ہے کان یکذب علی الحسن
ابن حیان نے کہا اھل ورع و عبادت تھا۔
ا۔ وہ شہر منافقین بصرہ میں پلا بڑھا۔
۲۔ آغائے سبحانی ان کی خصوصیات میں حرف ''ر'' کی جگہ بغیر ''ر'' والے کلمات بروقت استعمال کرتے تھے۔ حاضر جوابی کو ایک اعلیٰ علمی سند قرار دیا ہے۔ دنیا میں ایسے کتنے لوگ گذرے ہیں جنہوں نے حضرت علی سے منسوب کرکے دو خطبے الف کے بغیر یا نقطہ کے بغیر نقل کیئے۔ کیونکہ کسی بھی اعلیٰ علمی شخصیت کا منہ کھولنا، ادنیٰ سا جملہ علمی بن جاتا ہے۔ فن خطابت، مناظرہ، جوابات مسکتہ میں شہرت ہونا ثابت نہیں کرتا کہ ان کے مبدعات بھی درست ہیں۔ ایسے سوالات کا برموقع جواب بعض انپڑھ جاہل بھی دیتے ہیں۔ ذرا قصہ بہلول و ملا نصیر الدین بھی پڑھیں۔ ہمارے بلتستان کے علاقہ کواردو والے اس میدان میں بہت آگے ہیں۔ وہ اپنی تجارت کیلئے شگر آتے تھے، مغرب کا وقت ہو گیا تو کسی شخص کو رات مہمان کرنے والا کوئی نہیں ملا۔ اس نے اپنے بوجھ کو زمین پر رکھ کر آہ نکالی، آل رسول پر کیا کیا مصیبتیں گزری ہیں، محلّہ والے ڈر گئے۔ محلّہ میں کسی سادات کو رات گزارنے کی جگہ نہ ملے تو قیامت میں کیا جواب دیں گے۔ چنانچہ کوئی اپنے گھر لے گیا، کھانا کھلایا کھانے کے بعد پوچھا آپ کس امام کی نسل سے ہیں تو اس نے فوراً کہا ہم سب کی نسل آدم صفی اللہ سے ملتی ہے۔

واصل کا ایک صاحب نظریہ ہونے یا نہ ہونے کے بارے قضاوت، تدلیس ہوگی۔ جب تک ان کی دیانت کتب رجال میں بھی دیکھی جائے۔

انہوں نے علم کہاں اور کس سے حاصل کیا تھا؟ علم انسان کے اندر یا تو تلقین اساتذہ سے آتا ہے یا مطالعہ کتب سے، دونوں میں سے کم از کم ایک کا

حوالہ دینا ضروری ہے۔

اگر کوئی شخص فرقوں کے بارے میں تحلیل کرے تو معتزلہ کو ابو الفرق کہہ سکتا ہے کیونکہ انہوں نے پہلی بار ایمان کی جگہ اصول وضع کئے ہیں۔ یہاں سے یہ توجیہ بھی غلط اور بے بنیاد تلبیس ابلیس لگتی ہے کہ پیدائش فرقہ طبیعت اسلام، فہم کتاب اور سنت سے نکلی ہے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ فرقے ضد وعناد و مقابل اسلام وجود میں لائے گئے ہیں اس کی دلیل ہے کہ انہوں نے طریقہ احتیاط کتراتے ہوئے قرآن اور محمد کو دور رکھا اور کل شریعت کو قرآن اور محمد سے نقل کر کے، اہلبیت اور اصحاب میں مدینہ والے اہلبیت اصحاب نہیں بلکہ باہر والے اہلبیت اصحاب خراسان، سمرقند، نشین، اہلبیت ہیں، سے استناد کیا ہے۔ فرقوں کی مرکزی محوری پالیسی کو قرآن اور محمد کو ہر جگہ سے کنارے پر لگانے کا اہتمام کیا ہے اس میں کسی قسم کا بھی اشتباہ نہیں ہے۔

ان کی نیات بدظنی پر تھیں اور ہوتی ہیں جیسے روشن پاکستان، نیا پاکستان، پاک سرزمین، ریاست مدینہ، عوامی پارٹی، نمائندہ عوام پاکستان یہ سب برے عزائم پر منتہی ہوتے ہیں۔ اصول بنانے کے لیے اصول چاہیے اصول نام رکھنے سے نہیں بنتے ہیں۔ دنیا میں ہر چیز کا اصول ہوتا ہے، اصول بنانے کیلئے بھی کوئی اصول چاہیئے۔ فرقوں کے بجٹ اسلام مخالف ہوتے ہیں۔ فرقوں کے اصول، اصول نہیں بلکہ اندرونی اجلاس کی قرارداد ہیں۔ چونکہ یہ اصول بمقابل اسلام بنائے گئے ہیں یہ اصول انتہائی دقت اور باریکی سے وضع کئے ہوئے ہیں۔ لیکن باطل کو آخر میں فاش ہونا ہے اسی لئے آغائے رئیسی نے میرے بارے میں کہا تھا ''اسرار قوم فاش کئے ہیں''۔

فرقوں نے اصول وضع کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا کہ جہاں جہاں قرآنی مصطلح ہیں ان کے مقابل مصطلحات بنائی ہیں۔ تاکہ اسلام و مقارن اسلام ہو چنانچہ قرآن کریم میں کلمہ ایمان آیا ہے لیکن، کلمہ ایمان کے

مقابل وہ عقائد رکھے ہیں جو بد نیتی پر مبنی ہیں۔اصول جمع اصل ''ما یتبنی علیہ''جس پر کوئی عمارت کھڑی کی جاتی ہے۔عقیدہ دو چیزوں میں جوڑ گرہ لگانے کو کہتے ہیں، یہ مادہ مادیات میں استعمال ہوتا ہے جبکہ قرآن میں اللہ سبحانہ نے ایمان فرمایا۔بمعنی تصدیق وتسلیم وجود ماوراء مادیات کو ایمان کہتے ہیں۔جو چیز مادہ خود مشاہدہ میں آتی ہے اس کو ایمان نہیں کہہ سکتے۔قرآن میں خالق کائنات، حیات آخرت، بعداز حیات دنیا، ایمان نبوت انبیاء، ایمان بملائکہ، ایمان بکتب نازلہ من اللہ، پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے۔ جبکہ معتزلہ کے اصول ضد قرآن ہیں جہاں وہ ذات وصفات باری تعالیٰ میں تفلیک تشکیک پیدا کرتے ہیں۔جیسے معراج جسمانی ہے یا روحانی ہے یا ایمان با آخرت معاد روحانی ہے یا جسمانی۔ایمان برزخ کی جگہ قبر ہے یا کوئی اور جگہ ہے، سوال قبر، سوال منکر ونکیر بنائے ہیں۔بلکہ آپ یوں بھی کہہ سکتے ہیں جس کو چاہیں اصول کہہ سکتے ہیں۔چاہے ضد اسلام، ضد قرآن ہی کیوں نہ ہوں اس حوالے سے آپ شیعہ سنی عقائد دیکھ سکتے ہیں۔

تاریخ مسلمین میں خلافت اسلامیہ کے بعد بنی امیہ کے دور وسطی میں غز وثقافتی کا آغاز ہوا۔گوشہ وکنار سے افراط وتفریط، الحادیات وکفریات فکری اچھالنا شروع کی گئیں۔بنی امیہ نے گرچہ اقتدار کو بزور طاقت اور قدرت حاصل کیا تھا لیکن وہ اپنے اقتدار کی بقاء کو دین اسلام کے گروہ میں سمجھتے تھے۔یہ باتیں بے بنیاد ہیں جو ابوالحسن ندوی مجدد نے مذمت بنی امیہ میں کہی ہیں کہ بنی امیہ احیاء جاہلیت اولیٰ چاہتے تھے۔انہوں نے یہ بات کس سے اخذ کی تھی اس کی کیا سند تھی نہیں بتائی ہے۔بنی امیہ کے والی اسلام مخالف عناصر کو بروقت سزاء موت دیتے تھے۔فارس اور روم کے مستعمرات لشکر اسلام کے سامنے تسلیم ہونے کے بعد صاحبان اقتدار فارس بصرہ وکوفہ کی پناہ گاہوں میں خفیہ واعلانیہ تنظیم سازی کرتے تھے۔فارس اور شام سے

زیادہ تر آنے والے اسلام کے خلاف شکوک وشبہات پھیلاتے تھے۔بعض مدینہ سے بنی ہاشم کے حلیہ دار کو پکڑ کر فارس لے جاتے تھے۔چنانچہ عبداللہ میمون نے اسماعیل بن جعفر صادق کے بیٹے محمد بن اسماعیل کو اٹھایا۔ایک گروہ نے عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ طیار کو اصفہان لے جا کر تخت سلطنت پر بٹھایا۔جبکہ اسلام نے اقتدار طلبی کو ایک حسیسہ خبیثہ مطعون ومردود قرار دیا ہے جیسا کہ قصص ۸۳ میں آیا ہے ''**تِلْکَ الدَّارُ الْآخِرَۃ**''۔

اصول خمسہ معتزلہ

اصول کے بارے میں بحث کتاب مصطلحات عقائد میں تفصیل سے بیان کی گئی ہے وہاں رجوع کریں۔کلمہ اصول بھی باطنیہ کی ایمانیات کے مقابل اختراع کردہ کلمات ذو معانی میں سے ایک ہے جہاں انہوں نے ایمانیات سے نظر ہٹانے کے لئے اس کے قرب المعنی یا مترادف جعل کئے ہیں۔اصول مادیات، اجتماعات اقتصادیات میں استعمال ہوتا ہے اس کا ایمان باللہ یا ایمان بہ آخرت سے دور کا بھی رشتہ نہیں ہے۔کلمہ اصول یا عقائد یا تصورات یا کلام اس لئے استعمال کئے ہیں تا کہ اپنی من مانی جو بھی داخل کرنا چاہیں شامل کریں۔فرق نویسوں نے لکھا ہے کہ معتزلہ نے اصول خمسہ کا اعلان کیا تھا۔حالانکہ وہ پہلی دفعہ گزشتہ زمانے کے بعد یہاں تک نہیں پہنچے تھے بلکہ گذشتہ زمانے میں ضرورت پڑنے پر اضافہ در اضافہ کرتے پانچ تک پہنچنے پر رک گئے تھے۔یہ تنظیمی گروہی اصول ہیں جو کئی مراحل کے بعد تنظیمی پاس شدہ حد بندیوں، قرار دادوں سے انحراف تجاوز کرنے یا انکار کرنے والوں کے خلاف بنائی گئی ہیں چنانچہ جب واصل بن عطاء نے اپنی جماعت کا اعلان کیا تھا تو پہلے اعلان ''منزلۃ بین المنزلین'' کیا تھا۔

۱۔ توحید ۲۔ العدل ۳۔ المنزلہ بین المنزلتین
۴۔ وعداوعدوالوعید ۵۔ والامر باالمعروف والنہی المنکر

معتزلہ کے بیان کردہ پانچ اصول میں سے صرف توحید اصل میں آتا ہے لیکن انہوں نے توحید کو آنکھیں چرانے، نظریں ہٹانے، تسخیر تدلیسی کے لیے پہلا اصول قرار دیا تھا۔ وہ پہلا گروہ یا جماعت ہے جس نے توحید کو منہدم کرنے کا اعلان کرنے والے کو توحید کہا یہ اشعر حسین کی توحید جیسا ہے جہاں انہوں نے دور فاطمین میں نصیر کو توحید میں شمار کیا ہے۔

تمام انسان، بالغ، عاقل، مکلّف، اللہ سبحانہ کے اوامر ونواہی کی پیروی میں ہیں جبکہ معتزلہ کے اصول خمسہ کسی اصول پر نہیں بنے، بلکہ یہ کسی اجتماع کی طے شدہ قرارداد ہیں۔ اللہ نے انسانوں کو زندگی کے مطابق اوامر ونوہی کا پابند رہنے کا حکم دیا۔ شریعت جامع و کامل بھی ہے اس پر عمل ناگزیر ہے ورنہ موجب عتاب و عذاب ہوگا۔ یہاں تک ہر ایک اصل کے ثبوت و اثبات پر دلائل قطعیہ، ساطعہ، صارمہ اور عقل خالص وحی موجود ہے۔

معتزلہ کی بدعات الف سے ی تک ضد اسلام ہیں۔ ان کا اصل الاصول، اسلام سے مزاحمت وعداوت ہے۔

ان کی جن قراردادوں کو اصول کا نام دیا گیا ہے وہ ان قراردادوں پر دلائل عقلی شرعی نہیں رکھتے تھے لہٰذا انہوں نے اس کا نام اصول رکھا ہے جو صرف اللہ ہی وضع کرتا ہے۔ حتیٰ کہ نبی اولعزم بھی نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ امنو کا مطلب ہمارے امن میں آجاؤ ورنہ عذاب بھگتو گے۔ ہمارے نبی کریم اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہونے والوں کو سزا نہیں دے سکے، وہ راتوں رات مدینہ سے فرار ہو گئے تھے۔ ان میں سے ایک ابو عامر مسیحی تھا جو روم میں فرار ہو گیا تھا۔ اسی طرح اصول سنی، اصول شیعہ سب تنظیمی قرارداد ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے قرآن کو تابع عقل قرار دیا اگر عقل ان آیات

کی تائید نہیں کرے گی تو یہ نہیں مانیں گے۔ یہ مذہب فلاسفہ یونان اور عصر معاصر کے عقلانیوں والے مذہب پر ہیں۔

۱۔ان کا اصول دوسرے فرقے کی مخالفت ہی اصول ہے چنانچہ ایک طویل عرصے سے شیعوں میں اصول سازی کا اصول وہابی مخالفت ہے۔ جیسے متعہ وہابیوں کی مخالفت سے بنا ہے، مزارات سازی بھی اسی اصول سے بنی ہے۔ غرض سنیوں کے خلاف کیے گئے تمام کاموں کو اصول کہتے ہیں۔ کسی عالم، عاقل، تحلیل گر سے پوچھیں کہ اپنے مخالف کو غصہ دلانے کے لیے کوئی عمل انجام دیں جو اپنے فرقے کی بدنامی کا بھی باعث بنا ہو، اس سے اپنی ملی ناموس کی ہتک ہوتی ہو اس کی کیا منطق بنتی ہے۔ جواب سوچ کے بتانا ہوگا سوچنے کی بات ہے۔

۲۔معتزلہ کی پہلی اصل بین المنزلتین ہے اس کا ماخذ و مصدر کہاں سے ملتا ہے۔ یہ تاریخ میں منافقین کا اصول رہا ہے۔اس میں عثمان کے حصار کے موقع پر گھروں میں چھپ کے رہنے والے آتے ہیں۔اسے عرف میں سیاست، مفاد پرستی، خود کا بچاؤ کہتے ہیں۔

۳۔معتزلہ اور اشاعرہ دو نہیں ہیں جس طرح شیعہ اور سنی دو نہیں ہیں بلکہ ایک کمان کے دو تیر سیاہ و سفید ہیں۔ان دونوں کا نشانہ ''اسلام'' ہی ہے شیعہ اخباری اور سنی حدیثی میں اتحاد ہے۔ جیسے ایک گھر سے دو بھائی ایک امام جماعت اور دوسرا پولیس یا کمیشن کسٹم آفیسر ہو لیکن کھانا ایک دسترخوان سے کھاتے ہوں، دونوں ساتھ حج کو جاتے ہوں۔اسی طرح ان دونوں کا ہدف و نشانہ اسلام ہے، اسلام کو لنگڑا بنانے کے لئے ایک نے عقل کو اٹھا کر نقل کو گرایا یعنی نقل سے مراد قرآن ہے۔اشاعرہ نے عقل کو گرا کر وحی کو اٹھایا اور وحی سے ان کی مراد خراسان، سمرقند، بخارا، کوفہ، بصرہ، شام وغیرہ سے جمع کردہ احادیث ہیں۔ جبکہ احادیث کسی صورت میں بھی وحی اللہ نہیں ہو سکتی۔

وحی قرآن خالص لفظ و معنی دونوں اللہ کے ہیں جبکہ احادیث پر سب کا اتفاق ہے کہ یہ تمام کلام رسول اللہ کا نہیں بلکہ راویوں کی اپنی زبان میں ترجمہ ہے۔ خود علماء نے کہا ہے کہ ترجمہ قرآن حکم قرآن نہیں رکھتا، حدیث قدسی اس سے بھی زیادہ مشکوک ہے۔

توحید تمام کتب میں آئی ہے جیسا کہ فی کتاب الفرق اسلامیہ تالیف الاستاد محمود محمد المز روعہ استاذ جامعہ ام القری ص ۱۱۳ سے نقل کرتے ہیں "توحیدعند نانفی الصفات عن الذات و الاسماء" یعنی ذات اللہ سے تمام صفات کی نفی مراد ہے۔ان کی توحید شیعوں جیسی ہے جو ہر قسم کے شرک کے ارتکاب کے بعد بھی خالص توحیدی بنتے ہیں۔اصول خمسہ معتزلہ، اصول دین نہیں بلکہ ان کی تنظیم کے اصول ہیں اسی طرح شیعہ کے بھی پانچ اصول تنظیمی ہیں۔

تراکیب فرق

تراکیب عناصر طبیعی سے کچھ مختلف نہیں ہے۔ایک دواء مختلف دواساز کمپنیاں مختلف ناموں سے بناتی ہیں بلکہ ایک ہی ملک میں مختلف ناموں سے چلاتی ہیں۔دواء سازی میں کام کرنے والے آگاہ ہیں کہ یہ وہی دواء ہے۔چنانچہ ہم مسلمان ابھی تک یہ نہیں جانتے مسلمانوں میں موجود ۷۳ فرقے، شجرہ ملعونہ معتزلہ کی شاخیں ہیں۔اشعری بیکٹیریا معتزلہ ہیں۔
اشعری نے فلسفہ کی بدنامی کو کلام سے بدلا ہے۔دین کو لنگڑا کرنے کے لیے عقل کی جگہ وحی رکھی اور اس وحی سے مراد خراسان، سمرقند سے شیاطین وانس کے جمع موضوعات ہیں۔جس طرح معتزلہ نے فلسفہ کے نام سے الوہیت کو متزلزل کیا ہے، وحی کے ذریعے متزلزل کیا۔اشعری منسوب بہ ابوالحسن الاشعری ہے جس نے معتزلہ کو چھوڑ کر اپنے لئے ایک نیا مذھب بنایا تھا۔

معتزلہ کی عقلانیت کے خلاف نقلیات کی اصل کا اعلان کیا۔ اصل عقلانیت یا نقلیات پر بحث ایک دوسری جگہ بیان کریں گے لیکن فاطمیوں کی عشوانیت کی طرف اشارہ کرتا ہوں۔ علامہ سبحانی، رسول جعفریان نے توقیر تمجید معتزلہ اور خود کو عقلائی دکھانے، اپنے عقائد کی الف سے ی تک نقول بلا اسناد، بلا دلیل قرآن سے متصادم وضع کئیں اور خود کو اشعری اخباری کے خلاف دکھا کر مذہب اخباری، ضد قرآن اشعری کی پشت پر کھڑا کیا ہے۔ شیعہ اور اشعری دونوں بنات معتزلہ ہیں۔ جس طرح شیعہ صوفی، سنی صوفی ہیں چنانچہ خود شیعوں میں یہ بحث موجود ہے۔ شیعہ معتزلہ سے نکلے ہیں یا معتزلہ شیعہ سے نکلے ہیں۔ چنانچہ رسول جعفریان اور ہاشم معروف دونوں نے اس بارے میں کتابیں لکھی ہیں تاکہ اپنے عوام کو اندھیرے میں رکھیں، ہم ان میں سے نہیں بلکہ مختلف ہیں۔ جس طرح سبحانی پیش کر رہے تھے، کسی کی تحقیق پر بھروسہ کرنا بھی تقلید ہے یہ تحقیق نہیں بنتی۔ آج تحقیق میں بھی تدلیس تلبیس چل رہی ہے۔ ناصر البانی نے پندرہ ہزار احادیث پر ضعیف لا اصل کا نوٹ لکھا ہے لیکن بہت سی مخدوش، مشکوک احادیث پر متفقہ علیہ لکھا ہے۔

احادیث، اخبارات میں آتی ہیں۔ معانی مضامین کا عالم وجود میں تطبیق ہونا ضروری ہے۔ ابھی تک ۷۳ فرقوں کا اصول تعین نہیں کر سکے کہ کس اصول، کس چیز کو بنیاد بنا کر تقسیم کیا ہے۔ صرف شیعہ کے اس وقت ۳۰۰ تک فرقے بن چکے ہیں۔ اس کی مثال ملکوں میں انتظامی عسکری مختلف ذمہ داریوں کے نام سے متعارف کرتے ہیں۔ یہودیوں، مجوسیوں اور صلیبیوں نے اسلام کو روکنے کے لئے دوسری صدی میں گروہ باطنیہ بنایا جو خفیہ طریقے سے کام کرتے تھے۔ تیسری چوتھی صدی میں بنام اخوان صفا کا اعلان کیا گیا۔

فرقے ہر حوالے سے ظاہر و باطن دونوں میدانوں میں ہوتے ہیں چنانچہ کوفہ بصرہ میں قرامطہ کے نام سے اسلام سے مزاحمت کرتے تھے، جبکہ باطنیہ،

سلمیہ میں ہوتے تھے۔ یہ آج کئی اور ناموں سے سرگرم وفعال ہیں جیسے اسماعیلی، نصیری، علوی، صوفی، نوربخشی، شیعہ، زردشتی، تقلیدی، اجتہادی کھلے عام اسلام کی مزاحمت کرتے ہیں۔ انہوں نے ایک نیا ادارہ کھولا اور اس کا نام دارالتقریب رکھا۔ انہوں نے قرمطہ سے برأت کی، دارالتقریب قاہرہ تہران والے ضرورت پڑنے پر ان سے برأت کرتے ہیں اور حالات ٹھنڈے ہونے کے بعد حوزات علمیہ ارباب مدارس نجف قم تہران، اسلام آباد سکردو کے مراکز سے اعلان کرتے ہیں کہ ہم سب ایک ہیں۔

جس طرح افراد کی تکون، عناصر، مخصوصہ محدود سے بنتی ہے۔ اسی طرح کسی اجتماع کی تکون اپنی جگہ، افراد سے قرار پاتی ہے۔

ا۔ بعض اجتماع طبعی فطری اور شرعی ہوتے ہیں جنہیں مجتمع عائلی کہتے ہیں۔ چنانچہ مجتمع عائلی مسلمین، بلاد کفر کے مصنوعی اجتماع کی نسبت فطری ہوتا ہے۔

۲۔ اجتماع دینی، انبیاء کی طرف سے تکون پاتے ہیں اس کو امت کہتے ہیں لیکن فی زمانہ امت تصور خیالی اور وہمی ہو چکی ہے بلکہ امت کہنا غلط گردانا جاتا ہے۔ اس وقت رائج اصطلاح میں شیعہ وسنی یا مجتمع مذاہب کہتے ہیں۔

۳۔ اجتماع شیطانی جسے عرف مذہبی میں فرق و مذاہب کہتے ہیں۔

جدید اصطلاح میں دائیں بائیں بازو والے کہتے ہیں، قرآنی اصطلاح میں حزب شیطانی کہتے ہیں۔ اس میں تمام طرح کی اصناف اور اجتماعات آتے ہیں جن کی نوعیت صنفی ہو یا حرفی، فکری ہو یا سیاسی، بالاتفاق انہوں نے قرآن اور محمد کے منشورات پر اپنی خودساختہ منشورات کو مقدم رکھا ہے۔ ان میں سے ایک مذہب اعتزالی ہے جس نے فلسفہ کی برگشت مشرکین کی طرف ہونے کی وجہ سے عزائم ومنویات کو چھپانے کے لیے اعتزالی کی سرسری، سطحی توجیہ کی۔ فلسفہ کے بدلے علم کلام متعارف کیا ہے۔

واصل بن عطاء، کتاب فرھنگ عقائد و مذاھب اسلامی تالیف ستاد محقق جعفر سبحانی ج ۴ ص ۲۴۵ میں آیا ہے کہ واصل بن عطاء نے اپنی تنظیم کا اعلان کرنے کے بعد اطراف و کنار عالم اسلام میں اپنے نمائندے بھیجے جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ عبداللہ بن حارث کو مغرب بھیجا۔
۲۔ حوض بن سالم کو خراسان بھیجا۔
۳۔ قاسم کو یمن بھیجا۔
۴۔ ایوب کو جزیرہ بھیجا۔
۵۔ حسن بن زکوان کو کوفہ بھیجا۔
۶۔ عثمان بن زکوان کو خوزستان بھیجا۔

۱۔ معتزلہ کے نام کی توجیہات کا مقصد اپنے مخفی عزائم فاسدہ سے آنکھیں چرانا تھا تاکہ کوئی اس کے عوامل و اسباب تک رسائی حاصل نہ کر سکیں۔

معتزله فی بطنها تحمل الخبائث و تبطن سواة ضد الاسلام لیس العزل عن الحسن البصری انما العزل عن امام الحق امیر المومنین و عن القرآن مبین

۲۔ معتزلہ کے عمائدین نے اس الحادی تحریک کی بنیاد رکھی۔ تاریخ میں یہ حضرات فاسد عقائد کے مبدعان و آغاز کنندگان تھے۔ معتزلہ اور ان کے اساتذہ، مبدعان شعوبیہ صرف و نحو، کلام و بلاغت کے بانیان میں سے تھے جنہوں نے ان علوم کے ذریعے اسلام کو متزلزل کر کے دین کو شاول بولیس بنانے کی کوشش کی۔

معتزلہ کی تعریف و توجیہ جس طرح سے علامہ سبحانی نے کی ہے اس سے کئی شکوک و شبہات ہی جنم لیتے ہیں۔ انہوں نے کسی بڑی خیانت کو

چھپانے اور اس سے توجہ ہٹانے کے لیے بے معنی وتوجیہات میں مصروف رکھنا چاہا ہے۔

ہر وہ شخص جو فرق و مذاہب سے تعلق رکھتا ہوا سے چاہیے اپنے مذہب کے بانی کی واضح اور روشن تاریخ پیش کرے۔ میری کتابوں کے بارے میں چند شخصیات بات کرنے آئیں تو میں نے ان سے کہا شیمپو صابن، موبائل بیچنے والے چوک پر اونچی جگہ پر چڑھ کر ان کے فوائد اور خوبیاں بیان کرتے ہیں۔ لیکن آپ اپنے مذہب کو کیوں چھٹی انگلی کی مانند چھپا کے رکھتے ہیں؟ اعلان کرو ہمارے مذہب پر کسی کو اعتراض ہے تو سامنے لائیں۔ لیکن یہ لوگ چور ڈرپوک ہیں کہ کہیں سے کوئی بات فاش نہ ہو جائے۔ ایران سے انقلاب اسلامی کے بعد دو قسم کے گروہ نکلے ایک گروہ نے دستغیب کی خرافات نشر کیں اور دوسرے گروہ نے مرتضی مطہری کی کتب نشر کی ہیں۔ بعض نے علماء قدیم کی سوانح حیات شیخ طوسی، محدث قمی اردو میں نشر کیں تو بعض نے اس کو پسند نہیں کیا۔ کیونکہ یہ لوگ جانتے تھے کہ ان علماء کی تاریخ کیا ہے۔ ہم یہاں سر دست دیگر فرقوں کے بارے میں کچھ عرض نہیں کریں گے۔ ان کے جاننے کے لیے ''دراسات فی الفرق والمذاہب'' پڑھیں کیونکہ زیر نظر مسودہ منسوب بہ معتزلہ ہے یہاں صرف معتزلہ کے بارے میں گفتگو کریں گے۔ فرقہ معتزلہ دوسری صدی کی ابتداء میں بتوسط واصل بن عطاء اور عمرو بن عبید وجود میں آیا ہے۔ فرق نویسوں کے مطابق ان دونوں کے موجد کا کہیں بھی تعارف نہیں آیا ہے۔ وہ کس مذہب ونحل سے تعلق رکھتا تھا واضح نہیں ہے۔ دیانت کے حوالے سے کس ذہنیت کا حامل تھا اس کا بھی کوئی ذکر نہیں آیا۔ اس کا تعارف یہاں پر ختم ہوتا ہے کہ وہ حسن بصری کے حلقہ دروس میں ہوتا تھا، اس سے زیادہ ذکر نہیں ملتا ہے۔ مذہب معتزلہ کا آغاز کس تاریخ کو ہوا معلوم نہیں شاید مکان، مسجد، بصرہ، حضور حسن بصری

ہوا ہو۔واصل بن عطاء کی شخصیت کو تمام جہات سے معمہ رکھا گیا ہے، واضح نہیں کرتے کہ اس کا خاندان، حسب نسب، خاندان اجتماعی، خاندان علمی، کس سے اور کن کن سے علم حاصل کیا؟ اس کے مصادر کیا تھے، وہ اپنے مذہب کا حوالہ کس چیز سے دیتا تھا؟ اس کا زاویہ اجتماعی، علمی اور اسلامی واضح ہونا چاہیے۔وہ کسی معروف گھرانے سے نہیں تھا۔میں نے فرق و مذاہب پر دو جلد کتاب لکھی ہیں ''مدخل الدراسات فرق اور دراسات فرق و مذاہب'' ان میں اس کے بارے میں تفصیل بیان کی ہے۔فرق و مذاہب سے متعلق میرے پاس مصادر کثیرہ ہیں۔ہم نے بہت سی کتابوں کا مطالعہ کیا۔تمام کا ذکر یہاں نہیں کرتے، چند کتابوں کو بطور مصادر اولیٰ پیش کرتے ہیں۔

۱۔اعتقادات فرق مسلمین والمشرکین تالیف فخر الدین رازی۔

۲۔المنیہ والملل فی شرح ملل والنحل تالیف احمد بن المرتضیٰ المعتزلی ۸۴۰ق۔

۳۔الموسوعۃ المیسرۃ تالیف جماعت از علماء مدینہ منورہ۔

۴۔معجم الفاظ عقیدہ۔۔۔۔عبداللہ صالح وغیرہ۔

۵۔کتاب فرق ومعاصر تالیف ڈاکٹر غالب بن علی عواج

۶۔الفرق الاسلامیہ تالیف ڈاکٹر محمود محمد مزروعۃ۔

۷۔موسوعۃ مفصلۃ الفرق والادیان والملل والمذاہب والحرکات القدیمۃ والمعاصرۃ، اعداد، مکتب التبیان

۸۔فرق بین الفرق بغدادی

۹۔الملل والنحل شہرستانی۔

مشہور ترین، قدیم ترین مصادر فرق نویسان میں عالم اسلام میں مسلمانوں کے کتنے فرقے ہیں؟ وہ کس بنیاد پر بنے اور ان کے بارے میں

توضیحات بھی دی ہیں۔ میں نہیں کہتا جو کچھ انہوں نے لکھا ہے درست ہے۔ اگر وہ خود اشعری تھے تو یقیناً جہاں اشعری مذہب کے مخالف ہوں گے وہ ان کی خرابیوں کو ذکر نہیں کریں گے۔ لیکن فی زمانہ مذاہب پر تحقیق کرنے والے آپس میں اپنا رشتہ نہیں دیکھتے کہ ہمارا رشتہ کہاں سے ملتا ہے؟ مجھ سے ایک دوست جناب اشتر حسین جو آج کل ملحدین کا دفاع کر رہے ہیں۔ لکھتے ہیں فرقہ دروز موحدین میں سے ہے۔ ان کا کہنا ہے ہمارے بعض مخالفین نے ہمارے خلاف لکھا ہے ہمیں ان کی باتوں پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔ ہمارے بارے میں ہمارے ہم مذہب کی لکھی گئی کتابیں یا ہمارے حامیوں سے پوچھیں۔ اپنے خلاف خود تو کوئی نہیں لکھے گا اگر لکھیں گے تو ان کے عمائدین ان کو مذہب سے خارج کریں گے۔ آپ کا یہ اصول اپنے مذہب کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس فکر کے مبتکر جناب سرپرست اعلیٰ "تقریب المذاہب" نے رسالہ تقریب میں لکھا ہے کہ ہم اپنے مخالفین کی باتوں کا جواب نہیں دیتے، ان کی بات قبول ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنے مذاہب میں ضعف سند کی وجہ سے خائف ہیں۔ لہٰذا اپنے دفاع سے عاجز و قاصر ہیں لیکن دوسروں پر یہ قانون لاگو نہیں ہوگا کیونکہ وہ اس قانون کے پابند نہیں۔ ایسی بات چوری، ڈاکہ ڈالنے والے ہی کہتے ہیں کہ ہمارے مخالفین نے کہا ہے۔ فرق و مذاہب کے اصول و مبانی عقل و آیات محکمات پر نہیں بنائے گئے ہیں بلکہ یہ خفیہ اجتماعات کی قراردادیں ہیں۔ ہمارے دین کا اصول یہ ہے، تاریخ یہ ہے، کسی کو اعتراض ہے واضح کریں۔ اجتماعات کی قراردوں سے اپنا مسلمان ہونا ثابت نہ کریں بلکہ براہین سے رد کریں۔

کتاب ملل ونحل سب سے پہلے اس موضوع پر لکھی کتاب ہے اس میں پائی جانی والی غلط فہمیاں دیگر کتب و فرق سے موازنہ کر کے ہی رد کر سکتے ہیں۔ ہم قرآن کریم کے علاوہ کسی کی بھی چاہے سیرت محمدؐ سیرت علی، حدیث ہی

کیوں نہ ہو، ہم اللہ کی عطا کردہ عقل اور حضرت محمدؐ کی لائی ہوئی کتاب قرآن سے گزارنے کے بعد ان کی باتوں کو لیتے ہیں۔

بین المنزلتین کے بارے میں سوال

ایمان و کفر انسان کے اختیار میں ہے جسے انتخاب کرنا چاہے کرسکتا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس سے جواب طلبی نہیں ہوگی۔ اس کے اعمال کی سزا و جزا نہیں ہوگی۔ خود ان کے بین المنزلتین کے بارے میں سوال ہوگا۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے اگر توبہ نہیں کریں گے تو ان کی شہادت بھی قبول نہیں اگر شہادت قبول نہیں ہوگی تو ان کا امیر المومنین خود بخود زائل ہو جائے گا چنانچہ واصل نے صراحت سے کہا ہم ایک کو متعین نہیں کر سکتے۔ مفاد پرستوں کی سنت ہمیشہ سے یہی رہی ہے۔ چنانچہ جمل میں شریک نہ ہونے والوں کا بھی یہی موقف تھا۔ اسی طرح ابوموسی اشعری، ابوہریرہ مدینہ میں ۱۲۵ اصحاب کے نزدیک حق و باطل کے میزان میں گم ہو گئے۔ حالانکہ ایسے مسائل کا حل نساء ۵۹ میں بھی ہے۔ اسلام پر ایسی حالت میں سلام ہی ہو۔

معتزلہ، خارجیہ، جبریہ، مرجئہ قدر جھیمیہ، صفوانیہ کا تسلسل تھے۔ جہاں واصل نے کہا تھا کہ ہم اپنے منحرفین، مصلحین اسلاف کی سنت و سیرت پر چلیں گے۔ دوسرے لفظوں میں گناہ گار، گناہان کبیرہ کے مرتکب، مومن و کافر کے درمیان بین المنزلین سیاست پر چلیں گے۔ انسانی معلوم تاریخ بشری، اجتماعی دنیوی اور دینی میں ''بین المنزلین'' کوئی نیا فارمولہ یا اصول نہیں ہے بلکہ یہ ایک اصول عمیق کنندہ اور تجربہ شدہ مفاد پرستان رہا ہے۔ بین المنزلتین تخریب و تہدیم اسلام، کمزور جماعت کا لقب ہے۔ ہم چلتی ہوا کے رخ پر چلتے ہیں۔ بقول مرجع ساز ہماری ہدایت غیبی ہوتی ہے۔ اگر کسی

مسلمان کواس میں شک وتردید ہے تو ان کی وضاحت کے لئے عرض ہے کہ کلمہ ایمان مادہ امن سے ہے۔اس کا پہلا تصور یہ ہے کہ امن دینے والا، دوسرا امن لینے والا،امن لینے والے دوگروہ ہوتے ہیں ایک حقیقی اور واقعی دائمی تسلیم تمام شرائط کے ساتھ جبکہ دوسرا واقعی امن لینے میں رہنا اور دوسروں کے لئے امن چاہنے کو کہتے ہیں۔چنانچہ قرآن میں آیا ہے ایمان، مراتب و درجات رکھتا ہے جیسا کہ ان آیات میں آیا ہے ﴿يا أَيُّهَا الَّذينَ آمَنُوا آمِنُوا ﴾ نساء:۱۳۶ ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذينَ آمَنُوا ﴾ حجرات:۱۵ ﴿يا أَيُّهَا الَّذينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقاتِهِ وَ لا تَمُوتُنَّ إِلاَّ وَ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴾ عمران:۱۰۲

بہرحال معتزلہ ایک فرقہ کا نام ہے اس کے وجود میں آنے کی خاص وجوہات میں تحلیل گرانوں کا کہنا ہے کہ یہ صدفاتی، ہنگامی، اتفاقی نہیں بلکہ تدریجی ہے۔جو کبھی اسلام کی مزاحمت میں پہلو تہی کرتے نظر آئینگے۔کبھی حمایت میں رجعت گرائی دیکھائیں گے۔یہ مراحل طے ہونے میں تبدیلی کے ساتھ اگلے مرحلے کا اعلان کرتے ہیں۔اس کا آغاز انحراف، قتل عثمان اس کے بعد قصاص از قاتلین عثمان سے چلتا یہ قافلہ صفین،اس کے بعد نہروان اس کے بعد امام حسن کو میدان میں تنہا چھوڑا۔امام حسین کو کوفہ بُلا کر بیرون کوفہ تنہا چھوڑا۔مسلم بن عقیل کو بے سہارا بے یارو مددگار چھوڑا۔

معتزلہ اشاعرہ شاخہ باطنیہ

تحریک شعوبین کے شعبہ فلسفی اور تصوفی کا اعلان بصرہ میں حسن بصری کی صدارت میں کیا گیا۔اگر چہ اس کا آغاز اس دن ہوا جس دن خلیفہ مسلمین عثمان بن عفان کو مصر عراق کے بدوؤں نے اپنے گھر میں محصور کرنے کے بعد قتل کر کے دھمکی آمیز نعروں میں خون عثمان کا مطالبہ کر کے خلیفہ

چہارم کو میدان جنگ میں کھینچا اور میدان جنگ میں لاحکم الا اللہ کا نعرہ بلند کیا اس وقت اقتدار اسلام اپنے جادہ سے خارج ہو کر شام پہنچا۔ وہاں ان کی توجہات کا محور اپنا اقتدار تھا جس کے لئے شش جہات سے چوکنا نگراں متعین رہتے کہ کہیں اقتدار مخالف آواز تو نہیں آتی؟ جہاں زیادہ مشکوک غیر مامون افراد نظر آتے، راستے سے ہٹا دیتے یا تاریک جیلوں میں ڈالتے تھے۔ لیکن اسلام کے خلاف فکری، ثقافتی صلح و آشتی جیسے مختلف عناوین کے تحت جنگ چلتی رہی۔ جہاں کہیں گرفت میں آنے کا خطرہ محسوس ہوتا تو فوراً فرار یا روپوش ہوتے۔ اس دوران نظریہ آزادی، فکر و عقیدہ کی تحریک چلی لیکن اس کا اجتماعی وزن نہیں تھا چنانچہ وہ اپنا وزن بڑھانے میں مصروف رہے اور تاریخ اسلام میں باقاعدہ اسلامی ثقافت کے خلاف جنگ سے تیزی اس دن شروع ہوئی جس دن اصول ایمانیات قرآن کی جگہ اصول معتزلہ کا اعلان ہوا اور اللہ سبحانہ کی ذات اور صفات میں جدائی ڈال کر اللہ کی صفات جمال وجلال کو معطل کیا گیا۔

۱۔ انسان کی عقل حاکم ہے۔ شریعت اس کی مہمان اور طفیلی ہے۔

۲۔ انسان آزاد و خود مختار ہے، آزادی جزء انسان ہے۔

۳۔ اللہ علم وقدرت کا فاقد ہے۔

۴۔ معاشرے میں واحد راہ نجات یہی ہے کہ دائیں اور بائیں کے درمیان رہو۔

۵۔ امر معروف نہی از منکر

۶۔ اظہار برائے اجتہاد ہر ایک کا حق ہے۔ اظہار رائے کے نام سے کفر والحادیات نقصان دہ نہیں ہیں۔

۷۔ اللہ کے پاس تمام جہات کا علم نہ ہونے کے نظریہ کے بعد معتزلہ بلا رقیب عالم اسلام کے امپراطوری بن گئے۔

۸۔ عدل ۔اللہ سبحانہ کی عدالت کا ظہور اس دن ہوگا جس دن دوسرا عالم وجود میں آئے گا اور حق سبحانہ اللہ محشر میں خطاب فرمائیں گے ''لمن ملک'' آج مالک حقیقی، حکومت حقیقی کس کی ہے؟ پھر فرمائے گا 'للہ واحد القہار '' ورنہ دنیا 'فمن شاء مومن و من شاء الکفر '' ہوتا ہے اس عدل کو اسی لئے اٹھایا تا کہ لوگوں میں اللہ کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کریں۔عدالت کا اصول دین میں شامل ہونا اس بات کی دلیل ہے معتزلہ اور شیعہ مشترک ہیں، عادل ہر وہ مدعی جو علم وتحقیق کا دعویٰ رکھتا ہے۔ اس کو اپنے موقف سے نیچے آکر فریق مقابل کی سطح پر آنا پڑے گا۔ مثلاً سوفسطائی خالق کائنات کے وجود کے منکر ہیں۔اگر کسی مسلمان کو کسی سوفسطائی سے مناظرہ کرنا پڑ جائے تو اسے وجود کائنات کے اصل سے نیچے آکر بحث کرنی پڑے گی۔ یہ جو کہتے ہیں آپ سے بحث نہیں ہوسکتی اس بات کی دلیل ہے کہ آپ نے شکست تسلیم کر لی ہے۔اسی طرح معتزلہ کے حق میں یا ان کے خلاف شکوک شبہات میں واضح معلومات حاصل کریں تا کہ غث وثمین، صحت وسقم، شک وریب دور ہو جائیں۔

نظام کائنات والد و مولود پر قائم ہے۔علت سے معلول، سبب سے مسبب وجود میں آتا ہے۔خلیہ سے کہکشاں تک حیوانات نباتات اور انسان کی حیات بغیر کسی سبب وعلل کے کوئی چیز وجود میں نہیں آتی ہے۔وجود میں آنے کے بعد بھی نشو ونما کے لیے غذا درکار ہے۔معتزلہ کی فکر ونظریہ اچانک بطور صدفہ وجود میں نہیں آئیں یعنی کسی کے شکم سے نکلی ہیں اور معتزلہ نے شکم میں کتنا عرصہ گزارا پھر اس کی پیدائش ہوئی اور اس کی پرورش ہوئی، پھر استقلال آیا اور اسلام کو متزلزل کرنے کا آغاز یا افتتاحی تقریب کا آغاز بطور مقدمہ الجیش خوارج کو ہے، جہاں انہوں نے ''لا حکم الا اللہ'' نعرہ سے آغاز کیا۔پھر ریاست اسلام کو نظام وضعی میں تبدیل کرنے کی بنیاد ڈالی

اور ایک تحریک چلائی کہ ایمان کافی ہے عمل کی ضرورت نہیں چنانچہ مذہب جبریہ کو سامنے لائے۔ان گزشتہ تحریکوں کا ایک معجون قدریہ کی صورت میں سامنے آیا۔اسی لئے کہتے ہیں انہیں سمجھنے کے لیے فلسفہ کلام پڑھنا پڑے گا جبکہ فلسفہ کلام دونوں پڑھنے کے بعد ایسا انسان پکا دقیانوس ہو جاتا ہے۔

معتزلہ اپنی جگہ انتہائی خطرناک عزائم کے حامل تھے۔ یہ گذشتہ مذاہب فاسدہ اور جدید الحادیات کا معجون بنے۔ان سے محفوظ رہنے کا کوئی طریقہ کار امکان پذیر نہیں تھا کیونکہ باطنیہ کے فلسفہ فرقہ سازی میں ہے کہ اگر کوئی فرقہ کسی جدید اسلام مخالف سے مزاحمت کرے گا تو دوسرا اسے اپنی آغوش میں لے لے گا۔

اپنے اقتدار کیلئے دین سے جنگ جمل وصفین سے گزرتے ہوئے خوارج سے عیاں ہو گیا۔ دین میں تقسیم خوارج سے شروع ہوئی یہ تقسیم مذہب مرجئہ قدریہ سے گزرتے ہوئے معتزلہ کو پہنچی۔ مذہب جبریہ میں اقتدار پر جبری قبضہ کا تصور رہا ہے۔

مذہب قدریہ کے تسلسل میں مادر پدر آزادی کچھ پیچیدہ نہیں ہے کیونکہ حق کی آواز، سچ اور صراحت پر مبنی ہوتی ہے۔جبکہ باطل ذو معانی کلمات استعمال کرتے ہیں۔ پھر ان مصطلحات کی فروغ واشاعت کے لیے سلاطین وقت سے سمجھوتہ کرتے ہیں۔ ہوشمند ہوشیار دستک دے کر اندر تک پہنچ جاتے ہیں۔ چنانچہ معتزلہ اپنے اعلان کے بعد شام پہنچے گئے،لباس وزبان اور شکلوں سے خدمت گار ظاہر ہونے کا طریقہ ابلیس نے جاری کیا جو وفادار بن کر آدم کے سامنے نمودار ہوا تھا۔لیکن اس کے بعد وہ اس صورت میں کسی نبی کے پاس نہیں آیا۔ جب آتا ہے تو پہلے سے مختلف شکل میں آتا ہے۔ چنانچہ معتزلہ کی شخصیات اپنے دور میں مردان دینی کے نام سے نہیں پہچانی جاتی تھیں۔ان کے افکار ونظریات یونان کے فلسفیوں سقراط وافلاطون،

براہمہ ھندی سے مخلوط تھے۔ یہ لوگ جدلی مناظرہ کرتے تھے۔ چنانچہ غرور و تکبر کی درس گاہ کے افاضل وار اشد آنکھوں پر پٹی باندھ کر کل الحاد و انحراف کو اسلامی کہہ کر ان سے انتساب کو اپنے لئے باعث افتخار نہ سمجھیں۔ علماء و دانشوران، اسکالر شپ خوران، لشکر ابر ہمہ متجد دان ایک ہزار سال گزارنے کے بعد نام تبدیل کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے نئے نام عصرانیہ، منورین، متجد دین کی صورت میں سامنے آئے۔ واصل بن عطاء، عمر بن عبید علاف نظام کی جگہ جمال الدین، محمد عبدہ، سر سید احمد خان، علامہ اقبال، حکیم سعید، قدیر خان، بلاول و عمران کی صورت میں آئے۔ قم نجف میں فتاویٰ قدیم پرانے ہو چکے ہیں نئے فتویٰ آنے چاہئیں، آغائے جناتی نے فرمایا ہم نے آغائے شہوردی کے تین سو فتاویٰ میں تجدید لائی ہے۔ امام شلتوت مراغی اور احمد امین کے نام ہیں۔ ان سب کی ایک آواز ہے کہ اسلام پرانا ہو گیا ہے اسے جلدی بدل دو۔ ورنہ وقت گذر جائے گا اس حوالے سے سب سے زیادہ پریشان اداکار، رقاص اور موسیقار ہیں۔ کائنات کی ہر چیز آیت ہے یعنی وجود باری تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک انسان ہے۔ مغرب میں کسی متجسس شخص نے انسان شناسی کے بارے میں اپنی تحقیق کے خلاصہ کو اپنا تحقیقی مقالہ قرار دیتے ہوئے اس کتاب کا نام ''انسان ذالک المجہول'' رکھا یعنی انسان اس مخلوق کو کہتے ہیں جو پہچانا نہیں جاتا۔ ایک اور شخص نے کہا انسان کی جہالت کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ خود کو نہیں پہچانتا۔ جب انسان خود کو نہیں پہچانتا تو وہ دیگر مخلوقات کو کیسے پہچانے گا؟ یہاں جن سے دشمنی نہیں کرنی چاہیے اس سے دشمنی کرتے ہیں اور جن سے دوستی نہیں کرنی چاہئے ان سے دوستی کرتے ہیں۔ میں نے اپنی زندگی میں سب سے زیادہ جس مفہوم کی بہت تعریف سنی یہاں تک کہ اسکے بارے میں احادیث بھی لا تعداد کتابوں میں دیکھیں۔ بڑے بڑے پائے کے علماء نے نقل کیا ہے ایک

علم اور دوسرا دوست بنانا۔ جو شخص دونوں سے محروم ہو وہ انسان نہیں ہے۔ علم کی فضیلت دل میں کبھی راسخ نہیں ہوئی علم کا دیوانہ بننے کو دل نہیں چاہتا تھا کہ فلاں چیز کو پڑھوں یا فلاں کو۔ لیکن علم کی جنایات، کفر والحاد کی بھرمار، علم کی منافقت، ذولسانی، بے اعتباری، دورخی، وعدہ خلافی اور جھوٹ جیسی صفات کی وجہ سے علم کے بارے میں نفرت وکراہت پیدا ہوگئی تھی۔ یہاں تک ذہن اس طرف مائل ہوا کہ دیکھوں تو حقیقت کیا ہے۔ تو پتہ چلا کہ سب باطنیہ اور مغرب کا دین کے خلاف پروپیگنڈا تھا، علم میں کسی قسم کی کوئی فضیلت نہیں تھی۔ علم کو جتنا اوپر لیجائیں وہ وسیلے اور ذریعے سے اوپر نہیں جا سکتا۔ وسیلے اور ذریعے مقصد تک پہنچنے کی سواری ہوتے ہیں جیسا کہ آجکل بہترین سواری ہوائی جہاز ہے۔ اس سواری کے ذریعہ اپنی منزل تک پہنچنے کے بعد مڑ کر بھی کوئی نہیں دیکھتا۔ علم اور دولت دنیا میں جینے کے لیے ذریعہ ہیں۔ علم اور زندگی میں تعاون ہمکاری ہے۔ علم کے بغیر زندگی پست وحقیر ہے لیکن دین علم پر قائم ہے یعنی دین واقعیت وحقیقت پر قائم ہے۔ دین میں اس کے حامل کو آخرت میں کوئی الگ مقام نہیں دیا جائے گا علم نے انسان کو دین کے قریب نہیں کیا بلکہ دور کیا ہے۔

بدیع اور فی الحقیقت باتیں جیسے ''السماء فوقنا والارض تحتنا'' سمندر کا پانی نمکین ہوتا ہے، نہروں کا پانی میٹھا ہوتا ہے۔ بدیہات عقلی، محسوسات مشاہدات حسی سے متعلق خبروں میں سچ اور جھوٹ کا احتمال نہیں ہوتا ہے۔ تو اسوقت قرائن وشواہد خارجی کی طرف رجوع کرنا ہوتا ہے۔ اخبار احاد کے حجت ہونے کی منطق میں اجتماعیات، معمولیات میں عدم تحقیق کو گردانا جاتا ہے۔ لیکن دین وشریعت میں ایسے نہیں چل سکتا ہے۔ اگر قابل قبول گردانا جائے تو اس پر بحث ہونی چاہیے۔ ایمانیات میں اخبار احاد کا حجت ہونا کئی لحاظ سے مخدوش ہے۔ ہر حال میں اخبار احاد کے اسناد

اور متن کو دیکھنا ضروری ہے۔اخبار چاہے اجتماعیات، اخلاقیات حتیٰ کہ احکامات میں بھی جائز قرار پا جائیں لیکن ایمانیات میں ایسا نہیں ہو سکتا۔ ایمانیات میں صرف وحی خالص یعنی آیات ہی واحد دلیل ہیں۔احادیث سے ایمانیات ثابت نہیں ہوتیں کیونکہ ایمانیات کا مطلب ماوراء محسوسات، مشاہدات ماضی ماقبل تدوین، تاریخ انبیاء کی تعداد تعین، مستقبل میں مابعد انسانوں کا ٹھکانہ کہاں ہوگا نبی نہیں بتا سکتے ہیں جب تک آیات سے استناد نہ کریں۔ایمانیات حکم ہے۔اخبار متواتر جس کی تعریف میں آغائے مغنیہ وغیرہ نے لکھا ہے وہ اتنی تعداد میں ہوں ان سب کا جھوٹ پر اتفاق ہونا محال ہے۔اس کی مثال قدیم علماء مسلسل متفرقہ نے دیا ہے۔فرقوں کی تواتر دوسروں پر حجت نہیں ہوتیں۔شیعہ اور سنیوں کے مل جانے سے بھی تواتر نہیں ہوگا کیونکہ دونوں ساختہ باطنیہ ہیں۔یہ تشریح ہر حوالے سے مردود ہے، یہ تنظیمی احکام ہو سکتے ہیں۔دین کے احکامات میں اخبار محکم نہیں ہو سکتے۔تواتر کی جو تعریف کی گئی ہے یہ فرقوں اور مذاہب کے نمائندوں کے اتفاق سے طے کر کے کی گئی ہے، ایسا کونیات میں چلتا سکتا ہے، ایمانیات میں ممکن نہیں۔

امت اسلامیہ کو اللہ کی الوہیت سے آزاد کر کے کفر وشرک کے راستہ پر گامزن کرنے والوں میں سرفہرست جعد بن درہم اور ان سے پہلے معبد جہنی ہیں۔خوارج مرجئہ، جبریہ، قدریہ کا تسلسل تھے۔دین اسلام کی اساس ایمان باللہ، ایمان باآخرت، ایمان نبوت محمدؐ پر قائم ہے۔ان دو کلمات کے علاوہ اور کوئی کلمہ اس کا ترجمہ واقتباس نہیں بنتا ہے۔معتزلہ ایک فکرا قنومی کی صورت میں سلطان وقت کی استبدادیت کے ذریعے مسلط ہوئے۔انہیں طاقت وقدرت کے بازو سے مسلط کیا گیا ہے۔مذہب اعتزال آج کل ملک میں جاری آزاد امیدوار نمائندوں کی مانند ہے جو حکمرانوں کی کمزوریاں

دیکھتے رہتے ہیں اور موقع ملنے پر اپنا نمائندہ پیش کرتے ہیں۔ اقتدار، مراحل ومدارج طے کرنے کے بعد مامون رشید، اقتدار کے پیاسے کے دور کو پہنچا جہاں اس نے اقتدار کی خاطر تین عزیزوں کو قتل کیا اور تخت پر بیٹھا۔ جب اس نے عامتہ الناس سے اپنی اقتدار طلبی، قساوت، شقی القلبی جیسی صفات سے یاد کرتے سنا دیکھا تو اس کا ضمیر اسے ملامت کرنے لگا کہ اقتدار کتنا برا ہے۔ لیکن اس وقت معتزلہ آگے بڑھے انہوں نے اس کے سر پر تاج علم و سلطنت رکھا اور خود کو اس کا گرویدہ پیش کیا۔ مشیئت الٰہی تھی یا قانون تدافع تھا، بہت سے احتمالات ہیں۔ بہر حال معتزلہ کی اوج صعودی کو مامون سے لے کر معتصم، واثق تک پہنچایا گیا اور متوکل نے انہیں بطور امانتاً دفنایا پھر متکفی باللہ کے دور میں آل بویہ کا اقتدار آیا تو انہیں دوبارہ زندگی ملی اور بعد میں پھر سلاجقہ نے انہیں دفنایا۔ یہاں تک کہ انیسویں صدی کو مصر میں جمال الدین افغانی اور محمد عبدہ، شلتوت، عبدالرزاق، برصغیر میں احمد خان، اقبال، مودودی، ندوی، غامدی، سید جواد نقوی وغیرہ نے نبش قبر کر کے ان کو قبروں سے اٹھایا۔ آغائے بہجت نے ظہور مہدی کی خوشخبری سنائی اور مرتضٰی زیدی نے مہدیوں کو بسانے کے لیے الگ کالونی بنائی لیکن ظہور اچانک ملتوی ہو گیا۔ انقلاب اسلامی ایران میں تجدید دین کی جگہ احتیاطاً فقہ پویا کو رکھا گیا۔ جو بات عرصے سے تہران میں شور شرابہ سے اٹھاتے تھے۔ قم میں نیابت امام مہدی کے نام سے اٹھائی گئی۔ متوکل کے دور میں ان کا زوال شروع ہوا جب ۳۳۴ھ کو مستکفی باللہ نے آل بویہ غالی مذہب والوں کو اقتدار سونپا تو دوبارہ ان کا اقتدار بحال ہوا۔ آل بویہ کی حکومت کے خاتمہ کے بعد وہ دوبارہ ظہور پذیر ہوئے اس کو قرآن میں حشیش کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ مغرب کی ریاستیں فرانس، برطانیہ، حاقدین اسلام صلیبیوں کا عالم اسلام پر تسلط قائم ہوا تو دوبارہ منظر عام پر آئے لیکن ہمیشہ وقت حالات اور

زمان ومکان کی مناسبت سے اپنا نام بدلتے رہے ہیں۔قدریہ نے اپنا نام اھل توحید رکھا تھا جس طرح خوارج نے اپنا نام شراۃ رکھا تھا اور محمد بن عبدوہاب نے اپنا نام محمدیہ رکھا۔لیکن وہ اپنے اصلی نام جس کیلئے انہوں نے ایک وقت کافی مساعی جمیلہ کی تھی اسی نام سے معروف ہوا۔

معتزلہ حسن بصری کا واصل یا واصل، حسن بصری سے الگ نہیں ہوئے۔اصل میں وہ لوگ پہلے ہی سے حق سے اعتزال تھے، وہی ان کا اصل نام تھا۔

بانی معتزلہ نے کوئی فکر جدید پیش نہیں کی تھی۔حسن بصری کا کامیاب تجربہ رکھتے تھے۔حسن بصری کی سیاست اس وقت عالم اسلام میں اعتزالی تھے۔حسن بصری سے پہلے مدینہ میں بعض اصحاب نے عثمان کے حصار کے دور میں اس بدعت کی بنیاد رکھی تھی۔انہوں نے امت کی اختلافی جنگوں میں اعتزالی روش اپنائی۔اس میں بہت سے اصحاب نے اپنا نام ثبت کیا تھا۔ مذہب اعتزالی کے ابتدائی دروس کسی کمزور فکر پر قائم نہیں تھے بلکہ انہوں نے مثل خنس، الحاد پھیلایا۔انہوں نے خوارج کی روش نہیں اپنائی بلکہ وہ مومنین کی صفوں میں طریقہ آزمودہ، نفاق کو اپنائے ہوئے تھے جیسے ابوموسی اشعری، عبداللہ بن عمرو اور عمر بن عاص جیسوں کی روش اپنائی۔شریف رضی نے نہج البلاغہ میں حضرت علی کا ایک کلام نقل کیا کہ وہ اس کلام کے مصداق بنے کہ تھوڑا حق سے تھوڑا باطل سے لے کر ملائیں۔بعد میں ان کی غلطیوں کو چھپانے کیلئے پہلے مرحلے میں کلی طور پر اصحاب کو صاک غفران کے ذریعے جنت ان کے نام انتقال کرائی۔ان کے اوپر لاحق خطرات سے بچانے کیلئے رضی اللہ عنہ، علیہ السلام لگایا۔جن پر رضی اللہ عنہ یا علیہ السلام لگا یا اہلبیت اور اصحاب یاران سراء وخفاء نبی نہیں تھے بلکہ اہلبیت اقتدار کے دیوانے تھے۔ ان کا مقصد انہیں اٹھا کہ محمد کو پیچھے کرنا اور حسن بصری، ابوموسی، عمرو بن عاص

،مغیرہ بن شعبہ، ابو ہریرہ، عبداللہ بن عمر، حسان بن ثابت، ابوسفیان اور حکیم بن حزام جیسوں کو آگے لانا تھا۔ قارئین غور کریں اگر آپ اپنے دل و دماغ میں دین بسانے کی جگہ عیش کو بسائیں گے تو ایسے افراد کو محمد مصطفیٰ بھی ہدایت نہیں دے سکتے۔ لہٰذا اللہ نے محمد سے کہا انک لا تهدی من احببت حالانکہ نہ سمجھنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ انسان کو جینے کے لیے جو نعمتیں اللہ نے دی ہیں اللہ انہی نعمتوں کا پوچھے گا اور انہی سے استدلال کراتے ربوبیت الوہیت کی طرف بلایا ہے۔ ان نعمتوں میں اہم نعمت پانی ہے۔ انسان کو پانی نہ ملے تو مر جاتا ہے۔ اس نعمت عظیم کا اللہ نے حمد و شکر کرنے کا حکم دیا وقل الحمدللہ رب العالمین۔ لیکن اس کی جگہ صلوات علی الحسین کس منطق کے تحت کہتے ہیں؟ یہ حسین کی محبت میں نہیں بلکہ دین کی ضد میں دین سے کھیلنے کے لیے کہتے ہیں۔ محمدؐ کی جگہ علی، فاطمہ، حضرات حسنین کو اٹھایا یہ ان کی دوستی میں نہیں بلکہ اس سے دین کو تہ و بالا کرنا مقصود ہوتا ہے۔ ان کے لئے یہ مسئلہ اصل اصول اسلام سے بالا ہوتا ہے چنانچہ کاشف الغطاء، محمد رضا مظفر، شفاء نجفی نے تو متعہ کو اصول وعقائد میں گنا ہے۔ شہادت ثالثہ کی ضعیف اسناد تک نہ ملنے کی وجہ سے فقہاء اسے مستحبات میں شمار نہیں کر سکتے۔ وقت اذان توجہ کریں محمد اونچے ہیں یا علی۔ اجتماعات ہمیشہ تزاحم میں رہتے ہیں، محمد کی جگہ علی محمد کی جگہ حسین کو اٹھانے کا مقصد یہ ذوات نہیں ہوتیں بلکہ اسلام کو دبانا ہوتا ہے۔ اگر نزاعات حل نہ ہو جائیں، مقامی قضات کی طرف رجوع کرتے ہیں اگر قاضی پر تشکیک کریں جانبدار قرار دیں تو نوبت امیر المومنین تک جا پہنچتی ہے۔ یہ حکم آیت اولی الامر ہے، اگر اولی الامر پر شک ہو جائے تو قرآن اور سنت وسیرت رسول کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ امیر المومنین کا بصرہ کی طرف جانا قرار پایا، یہاں ابوموسی اشعری، ابو ہریرہ، حسن بصری کا موقف صحیح تھا یا عائشہ کی طرف ہونا چاہیئے تھا؟ یا تو خود مدعی ہو جائیں، یا

ان سے جواب طلب کرنا چاہیئے ۔ جہاں کسی سائل کے جواب پر اختلاف ہوا کہ حضرت علی کی گواہی قبول نہیں کیونکہ ان کی نظر میں جمل کے فریقین مومن ہیں نہ کافر لہٰذا واصل کے نزدیک علی کی گواہی مردود ہے۔ منتخب مسلمین امیر المومنین اور ان سے بغاوت کرنے والے کو یکساں کہنے والے کا حکم کیا ہے؟ یہ بھی قرآن سے ہی فیصلہ ہونا چاہیئے جہاں نساء ۵۹ میں آیا ہے۔

مذہب اہلبیت اور مذہب صحابہ میں دین کو نیچے اور اپنے مقتداؤں کو مافوق گردانا گیا۔ اس سے زیادہ کوئی اور ضلالت و گمراہی نہیں ہوسکتی ہے اللہ سبحانہ نے حضرت محمدؐ سے فرمایا، اگر شرک کرینگے ہم آپ کے اعمال کو حبط کریں گے آیت ﴿لَئِنۡ أَشۡرَكۡتَ لَيَحۡبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُونَنَّ مِنَ الۡخاسِرين زمر: ۶۵﴾

علمی سحر و جادو

سابق زمانے میں نظر بندی کسی مادے کے ذریعے کی جاتی تھی جہاں غیر حقیقی کو حقیقی صورت میں پیش کیا جاتا تھا۔ سحر اپنی ترقی کی منازل طے کر کے عوامی شور شرابہ غوغا اور فریاد و فغان رونے پیٹنے سے جنازوں کے ساتھ دھرنے کا سلسلہ جاری ہے۔ اس سحر کا آغاز چوتھی صدی کو آل بویہ نے شروع کیا تھا۔ لیکن مغرب میں نئے علم کا دور شروع ہوا تو انہوں نے اپنے مقاصد کیلئے ہر چیز میں سہولت پیدا کرنے کا علم پیدا کیا۔ ناممکن اتصال کو ممکن بنایا۔ لیکن جو علم باطنیہ نے اختراع کیے وہ علم ظاہری طور پر تو علم تھے لیکن باطنی طور سلاسل، بیڑیاں، اندھا کانا بنانے والے علم تھے۔ یہاں اسے حاصل کرنے کے غرض سے درسگاہوں میں داخلہ لیتے ہیں اس کی تاریخ فرق مسلمین میں بہت سی مثالیں ملتی ہیں مثلاً اباطیل کو حق دکھائیں، عزاداری کے نام سے رونا پیٹنا، دھاڑنا، سر سینہ مارنا، اسلام قرآن اور اس کے اہل اور احکامات سب کو

یکسرہ پس پشت ڈال کے موسیقی کو کل اسلام دکھایا گیا ہے۔ اجتہاد میں خود من مانے فوائد حاصل کرنا اور رد کرنے والوں کے منہ میں لجام تقلید ڈالنا یہ سب سحر و جادو باطنیہ ہے۔ یہاں پڑھانے والا نصاب عمر خور ہے۔ آغائے سبحانی نے اشعریوں کی مذمت اور معتزلہ کی تقدیس کا استعارہ کر کے تمام شرکیات کی روایات متن وسند مخدوشات کو اصول نظریات تابع اشعریہ کیا ہے۔ آغائے جواد مغنیہ اپنے مذہب کو جعفریہ اہلبیت کہتے ہیں لیکن توحید کی کتاب لکھتے وقت تمام مشرکین ملحدین کے بارے میں لکھتے ہیں ہم سب ایک ہیں، مذاہب اسلامی صادر از قم ملاحظہ کریں۔

واصل بن عطاء کا چوتھا استاد حسن بصری کو گردانا جاتا ہے۔ واصل اور عمرو بن عبید حلقہ حسن بصری میں ہوتے تھے۔ جس طرح امت اسلامیہ کو عقل وخرد، حکم قرآن کو یکسر مسترد کر کے جانشینی میں اسلام کو نظام گرائی اور قیصرانی اقنومی، شور شرابہ، قتل وکشار میں مبتلاء کرنے میں شیعہ نے کردار ادا کیا ہے، اس کا دوسرا فار مولا مذہب اصحاب نے کیا ہے۔ یہاں سے واضح ہو جاتا ہے دونوں کا تعلق اسلام سے نہیں ملتا بلکہ دونوں لصیقہ، لحقیقہ اسلام ہیں۔ دونوں نے اپنی بغل میں مثل مشرکین ایک مجرم مقدس، ناقابل نقد بنا کے معیار حق بنایا ہے۔ ہم یہاں امت مسلمہ کو میزان قضاوت پر بلاتے ہیں۔ جنگ جمل وصفین میں علی کے ساتھ بہت سے اصحاب تھے ان میں سر فہرست ابن عباس تھے۔ دوسری طرف طلحہ زبیر خود ام المومنین تھیں۔ آیا یہ حسن بصری سے زیادہ علم شریعت اور پاسدار شریعت میں برتر نہیں تھے کہ ان کے ہوتے وہ ایک ہی مذہب کا بانی استاد بن جائے؟

اسی طرح علماء اعلام کو حسن بصری کے موقف پر تشویش لاحق ہے کیونکہ حسن بصری امہ مسلمہ میں حق وباطل کی کسوٹی نہیں تھے۔ ان کے قول یا سکوت کو ترجیحات میں شامل نہیں کر سکتے ہیں۔ حسن بصری کی پوری تاریخ

معرکہ حق و باطل میں اعتزالی رہی ہے۔ان کی تاریخ مشکوک ہے۔حسن بصری کی تقدیس، غیر مقدسات کو مقدس بنانے جیسی ہے۔مقدسوں کے خاموش یا سر ہلانے سے حق ثابت نہیں ہوتا ہے۔یہاں واصل بن عطاء اور حسن بصری دونوں ایک ہی مسلک کے ہیں۔حسن بصری، ابو ہریرہ، ابو موسیٰ اشعری مدینہ میں بعض اصحاب کا موقف سب ایک لگتا ہے۔قارئین کرام اس وقت امت مسلمہ تین گروہوں میں بٹی ہوئی تھی۔ایک گروہ علی کا حامی دوسرا ام المومنین طلحہ وزبیر اور تیسرا ابن عمر، عبداللہ بن عمر، ابو ہریرہ، ابو موسی اشعری، حسن بصری اور واصل عمرو بن عبید ہے۔یہاں عصر معاصر کے مسلمان ان تین طریقوں میں سے کس فریق کے موقف کی تائید کریں گے یا خود ان کی مانند معتزلی، معتزل از حق بنائیں گے؟ وہی جو حوزات و مدارس کے طلاب و اساتذہ، اسلام کے بارے میں اپنائے ہوئے ہیں۔پوری امت مسلمہ اس وقت علی امیر المومنین اور ام المومنین دونوں کو چھوڑ کر ابو موسیٰ اشعری، حسن بصری کی صف میں کھڑی ہے۔اسی لئے استعماروں کے پاؤں تلے دبے ہوئے ہیں۔آغائے سبحانی کا موقف انقلاب اسلامی ایران کے داعی، واصل بن عطاء کے تمجید ثناء خواں بنے ہوئے ہیں۔واصل بن عطاء کا حسن بصری کے استاد بزرگ کے سامنے بغیر اجازت خود جواب دینا، شکوک وشبہات کے احتمالات سازوں کے اذہان میں شکوک وشبہات کی لمبی فہرست بن سکتا ہے۔یہاں استاد و شاگرد دونوں کے درمیان مندرجہ ذیل مکالمہ کا احتمال بن سکتا ہے۔

۱۔ اس نے حسن بصری سے جواب کا حق کیوں چھینا۔
۲۔حسن بصری نے ان کو کیوں نہیں روکا۔
۳۔حسن بصری نے ان کے جواب پر اعتراض کیوں نہیں کیا۔
۴۔کہیں سائل سے طے تو نہیں کیا کہ تم آ کر سوال کرو میں جواب

دونگا۔

۵۔ یہ واقع مسجد میں ہوا ہے یا خفیہ فیصلہ ہو گیا اور بعد میں کہانی بنائی۔ حسن بصری کی سیرت مغموض اور مرموز ہے۔ خود حسن بصری کے بارے میں علماء رجال نے تعارف تو کیا ہے لیکن توثیق نہیں کی ہے۔

اسلام میں خلفائے راشدین کے بعد، معاویہ بن ابی سفیان کا ۴۲ھ سے لیکر ۱۳۲ھ اختتام بنی امیہ، سنہ ۱۳۲ھ عبداللہ سفاح سے لے کر ۶۵۶ھ تک مستنصر باللہ ہو یا عثمانی سلاطین عبدالحمید ثانی تک، اُس دن سے لے کر آج دن تک کوئی بھی عمرو بن عبدالعزیز کی طرح بھی نہیں آیا ہے۔ بنی عباس کے متدین ارباب اقتدار بنی عباس میں مثل عمر بن عبدالعزیز نہ آنے کا رشک کرتے تھے۔ عمرو بن عبدالعزیز سلطان عادل، بنی امیہ نے ان سے تعاون مانگا تو جواب میں اس نے کہا اہل دنیا تمھارے فائدے میں نہیں اور اہل دین تمھارا ساتھ نہیں دینگے۔ یہاں سوال آتا ہے آپ خود کو بے دینوں میں شمار کرتے تھے یا دینداروں میں؟ اگر دینداروں میں گردانتے تھے تو کیوں ساتھ نہیں دیا، اس کا جواب ملنا ضروری ہے۔ اسی عمرو بن عبدالعزیز نے حسن بصری سے درخواست کی کہ اسلام کا نفاذ کرنا چاہتا ہوں تو حسن بصری نے عمرو بن عبدالعزیز کا ساتھ نہیں دیا۔

جمل میں امیر المومنین کا ساتھ دیا نہ ام المومنین کا ساتھ دیا ہے۔ وہ خراسان میں ربیع بن زیاد کے کاتب تھے وہ دیندار تھے یا بے دین، تاریخ میں ثابت ہیں۔ حسن بصری مسجد میں ہوتے تھے، مسجد میں عام لوگ آتے ہیں۔ جس طرح لوگ واعظ کا وعظ سنتے ہیں یہاں ہر کس و نا کس آتے ہیں۔ نفاقی عزائم رکھنے والے بھی شرکت کرتے تھے۔ آپ مرکز نفاق والحادیات کی مسجد میں وہ امام تھے کہ ملحدین جن کی چھتری میں پناہ دہندہ تھے۔ جتنے بھی منحرفین بصرہ سے نکلے ہیں ان کے شاگرد ہونے کا اعزاز استعمال کرتے

رہے۔ ان کے علم شریعت کا فائدہ من مانے بلا استناد حکم جعل کرنے والوں نے اٹھایا۔

کعبہ کا حلیہ بنانا۔

کعبہ کے بارے میں صاحبان مال و دولت ثروت مند قدیم زمانے سے یہی سوچ رکھتے ہیں کہ یہاں آ کر اللہ کی رضا، مال و دولت سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ اسی بنیاد پر ایسے لوگ جاہلانہ، بیوقوفانہ او بے دلیل اعمال انجام دیتے ہیں جن کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں۔ ان اعمال میں کعبہ کے لئے، مساجد کے لئے، اوقاف کا محکمہ کعبہ کو سجاتا ہے، حلیہ بناتا ہے۔ آج بھی مکہ میں ایک کارخانہ ہے جو صرف اسی مقصد کے لئے بنا ہے۔ کعبہ بذات خود کسی چیز کا مالک نہیں بن سکتا کیونکہ وہ تصرفات، مصارف مخارج نہیں رکھتا۔ کیونکہ وہ انسان نہیں ہے اگر کسی نے بے وقوفی کر کے کعبہ کو کچھ عطیہ دیا تو اپنی رضا و رغبت خوشی سے دیا۔ تو یہ مال جس طرح کعبہ کا نہیں کسی خاص فرد کا نہیں ہو سکتا، جو چیز کسی فرد کی نہیں ہو سکتی اس کا تصرف اجتماع کے مسئول کو حاصل ہوگا۔

افاضل، اراشد عازم اقامۃ، دائم مہاجرین یا تارکین وطن فی سبیل اللہ نہیں بلکہ فی سبیل عیش ہیں۔ آغائے فرمان شگری ہو یا فدا حسین حیدری یا فاضل ارشد آغائے کفایت ہوں یا آغائے محمد سعید موسوی علوم شعوبی میں نبوغت رکھتے ہوں، تمام اپنے مستقبل کے حوالے سے پریشان ہیں۔ حوزہ علمیہ قم میں اصول فقہ فلسفہ میں اعلی درجہ پر فائز شخصیات بنتے ہیں تو ایرانی پھر بھی انہیں اونچے مقام کرسی پر بیٹھنے کی اجازت نہیں دیں گے سوائے اس کے کہ بلتستانی حسینیہ میں انہیں آیت اللہ کے نام سے پکارا کریں۔ اس طرح اپنے ملک میں جائیں، خلتی میں جب تک اخوند عبداللہ ہیں وہ منبر نہیں

چھوڑیں گے۔شگر خاص میں آغائے سید حسین کے جانشین کتنے ہی عرصہ سے منبر پر براجمان ہیں۔ایوبی میں اخوند حسن کے جانشین ان کے منبر کی طرف آنکھ مچولی دینے کی اجازت دیں گے۔محمد سعید کو ضامن علی اور محمد طہ نیچے ہی رکھیں گے اوپر آنے نہیں دیں گے۔لہٰذا وہ جب تک ایک نئے میدان کے مجاہد بننے کے خواہاں ہیں اور اپنے دین کا دفاع کریں، یہاں میدان خالی ہے۔دین شریعت تاریخ اسلام میں وہی ہے جو چھوٹی عمر میں مجالس میں سنتے ہیں۔مجتہدین یا فلسفی کا عقیدہ وہی رہے گا۔علی سے جھوٹے دعوی محبت، خلفاء سے ناروا بغض عداوت، اگر ان سے پوچھیں علی کی شان میں اتنا غلو کیوں تو جواب ندارد سوائے۔

اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئی بار فرمایا کہ آپ نے یہ کیوں کیا؟ فرمایا کہ اگر میں گمراہ ہوا تھا تو اپنی طرف سے اگر ھدایت یافتہ ہوا تو اللہ کی طرف سے اللہ بچاتا ہے تو ضمیر کو اندر سے نہیں بلکہ باہر سے بچاتا ہے۔جب قریش سے بچایا تو قریش کے درمیان سے محمد کو نکالا۔بنی نضیر والے اوپر سے چھت گرانا چاہتے تھے اللہ نے محمد کو بروقت کہا کہ آپ یہاں سے نکل جائیں۔عصمت تعداد آئمہ ہر دور میں ایک مزخرفات میں سے رہی ہے۔اس سلسلے میں آپ کا اپنا دعویٰ اور دلیل ایک ہے۔آپ جو دعویٰ کرتے ہیں وہی آپ کی دلیل بھی ہوتی ہے۔چونکہ احادیث ساری آپ کی خود ساختہ ہیں۔انسان پہلے کام کرتا ہے پھر دلیل ڈھونڈتا ہے۔یزید نے پہلے امام حسین کو قتل کیا پھر اس کی دلیل ڈھونڈ لایا۔آپ کے حوزہ والے آپ کو انعام واکرام دیں تو مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے آپ کا دعویٰ آپ کی دلیل ہے۔آپ کا مذہب بے دلیل ہے آپ کی فقہ غلط ہے۔آپ کے تمام مصطلحات غلط ہیں۔کلمہ معجزہ غلط ہے، سوال نکیر ومنکر غلط ہے۔عدل کو اصول دین میں گننا غلط ہے، اولیاء غلط ہے، شافعین کی فہرست جو آپ نے دی ہے

وہ غلط ہے۔ان سب کے مصادر جو آپ کے پاس ہیں غلط ہیں۔آپ کے مذہب میں جھوٹ بولنا صحیح ہے۔یہ آپ کی دلیل ہے میرے پاس سنی،شیعہ دیو بندی کوئی صحیح نہیں ہے،سب باطل ہیں۔الحادی شیعہ سنی سب باطل ہیں۔ابھی تک تاریخ میں نہیں ملتا کہ کوئی دلیل کے تحت شیعہ ہوا ہو،شیعہ بنا ہو۔سب خوف وہراس جھوٹے پروپیگنڈے سے آئے ہیں۔

اولاد زوجات سے محبت دنیا و آخرت دونوں کیلئے جہنم

قرآن کریم کی انفال ۲۸،ممتحنہ ۳،تغابن ۱۴،عمران ۱۱۶، میں اولاد و زوجات کے انجام کے بارے میں واضح بیان کے باوجود اولاد اور زوجات سے محبت کے بارے میں احادیث، قصے کہانیاں بنا کر باطنیہ کی اسلام مخالفت منویات اور برے عزائم نے امت اسلامیہ کو ایسے حالات کا سامنا کرایا ہے۔امتِ اسلامیہ کو جن حالات کا اس وقت سامنا ہے وہ اللہ کی طرف سے نازل کتاب ہدایت کو پس پشت پھینک کر تیسری اور چوتھی صدی کے ساسانیوں کی سرپرستی میں بازاروں،کاروانوں،سراؤں میں اوباشوں نامعلوم افراد کے قیل وقال پر عمل کرنے کی وجہ سے لاحق ہیں۔قرآن ہی اولاد کو زینت دیتا ہے۔بے کار اولاد خود عیاشی کرتی ہے۔گویا بے وقوف باپ اپنے گھر میں اپنے لیے دشمن پالتا ہے۔زینت وقتی ہوتی ہے پھر اسے چھوڑنا پڑتا ہے،جیسے انسان دفتر جاتے وقت پہننے والا لباس گھر آ کر اتارتا ہے۔تمام حیوانات اولاد کو ایک وقت تک پالتے ہیں،پھر انہیں آزاد چھوڑتے ہیں۔ لیکن وہ انسان جو عقل سے فرار اختیار کرتا ہے،صاحب اولاد ہونے کے بعد انہیں گھر میں رکھتا ہے اور حیوانوں کی طرح آزاد چھوڑ دیتا ہے۔

علامہ جواد مغنیہ اپنی تفسیر الکاشف آیت تغابن ۱۴ کے بیان میں لکھتے

ہیں۔ ماہرین و محققین امور خاندان نے لکھا ہے کہ ہر وہ انسان جب عزوبت سے نظام زوجیت میں داخل ہوتا ہے اس کی مثال انسان کے مرنے کے وقت جیسے غیر یقینی حالات جیسی ہے کوئی نہیں جانتا کہ وہ جھنم جائے گا یا جنت؟ اکثر ازواج کے بعد گھر جھنم ہی بن جاتا ہے، امن سکون اطمینان ناپید ہو جاتا ہے۔ بیٹا باپ سے راضی نہیں ہوتا جب تک اس کے ناجائز مطالبات کو تسلیم نہ کرے، خاضع نہ ہو جائے۔ نہ بیوی شوہر سے راضی ہوتی ہے جب تک شوہر یہ تسلیم نہ کرے کہ بیوی گھر کی سرکار ہے اور شوہر اس کا ملازم ہے۔ لیکن بعض اس کو درک کرتے ہیں اور بعض اس کا احساس بھی نہیں کرتے۔ بعض انسان اتنے بے حس ہوتے ہیں کہ اولاد و زوجات کے بارے میں لاپرواہی برتتے ہیں کہ وہ کہاں جاتے ہیں، کیوں جاتے ہیں؟ کس سے ملتے ہیں۔

اپنے گھر والوں کو آتش جہنم سے بچاؤ

فی زمانہ اس کرہ ارض پر کوئی انسان مسلمان اللہ اور آخرت جزا و سزا پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے گھر والوں بیوی بچوں کو قہر و غضب الٰہی سے بچانا چاہتا ہو تو وہ اولاد کو ان مدارس میں نہیں رکھ سکتا کیونکہ ان مدارس کو عالمی ادارہ الحادیزم پر چلا رہا ہے۔ مذاہب کے ان مدارس کے نصاب غیر کتاب میں ان لہو و لعب اعمال کا ہونا ناگزیر ہے جنہیں قرآن کریم نے حرام قرار دیا ہے۔ عالمی الحادی اداروں نے گلی کوچوں میں ہماری اولادوں کو شکار کرنے کے لئے جال بچھا رکھے ہیں۔ ناظرین صفحات و قارئین، میں نے اس دنیا میں یہ نعمت، حسن سلوک شریک حیات دیکھی نہ اولاد دیکھی ہے۔ بلکہ ان دونوں سے تذلیل، استہزاء، اہانت و جسارت ہی دیکھی ہے۔ میری طبیعت میں کبھی بھی زن پرستی، اولاد پرستی نہیں آئی۔ میں از خود ازدواج کی رغبت

نہیں رکھتا تھا کیونکہ میری مالی حالت اتنی اچھی نہیں تھی۔ میری آمدنی اپنی گذر اوقات کے علاوہ کتابیں خریدنے پر صرف ہوتی تھی۔ بیوی بچوں کو خوش کرنے کے لئے جو انہیں چاہیے تھا، مناسب حد تک لے کر دیا۔ بچوں کو اچھا پڑھانے کے لئے دیارِ غربت کی طرف ہجرت کی لیکن وہاں بھی میری اولاد پر باطنیہ سے تعلق رکھنے والوں کا قبضہ ہو گیا۔ اس کا ثبوت خود بچوں کی زبان سے واضح ہو گیا تھا لیکن میں کچھ کر نہیں سکتا تھا، لہٰذا جلدی واپس آ گیا۔ یہاں پڑھائی رکوا نہیں سکتا تھا۔ مجھے جدید علوم سائنس پڑھنے پر بھی شکایت نہیں تھی لیکن تمام بے دینی سرگرمیاں، فلمیں دیکھنے اور دیگر لغویات دیکھ کر مجھے غصہ آتا اور انھیں روکنے پر انکی ماں انہیں اپنے تحفظ میں لے لیتی تھی۔ لیکن الحمدللہ میں نے کبھی ان کی غلط حرکات کو تسلیم نہیں کیا نہ انھیں اس حوالے رقم دی۔ وہ اگر چوری کرتے تو اس کا بھی میں نے تدارک کیا اس لیے ابھی تک اپنی زندگی کسی کے مرہون منت نہیں ہے۔ میں اپنی جگہ تمام تر احتیاط کے ساتھ ان کی حرکات پر نظر رکھے رہا۔ انکی ہدایت کیلئے دعا کی نہ ان کے لیے بددعا کی کیونکہ اللہ بندوں کی خواہشات پر نظام نہیں چلاتا ہے۔

میری اولاد شاید بیماری کے وقت میرا علاج معالجہ کروائے گی، مرنے کے بعد تجہیز و تکفین فاتحہ کریں گے اگر یہ کام کرنے کی بھی کوئی ضمانت نہیں تو کیا میں خسارے میں رہوں گا؟! اگر بفرض محال یہ اولاد آخرت کے لیے مفید ہونے کی بھی کوئی دلیل نہیں تو میں خود کو لاحق مصیبتوں میں، اپنی اولادوں کی طرف سے تذلیل و تحقیر کا ذکر کرتا آیا ہوں جہاں اولاد کا یہ سلوک انسان کو بیماری موت اور جنازہ کی حالت تک لے چلتا ہے۔ اس وقت میرا کیا حشر ہو گا تو رونا آنا چاہیئے۔ میں خود پر گزرنے والے مصائب پر رونے والوں میں سے تھا لیکن میری عقل نے مجھے سرزنش کی، ملامت کی۔ تم خود کو مسلمان موحد کہتے ہو، مذاہب کو شرک کی اولاد بتاتے ہو، مصائب پر رونا مشرکین کی سنت

رہی ہے۔ مشرکین رونے والے تھے نہ ملنے کی صورت میں کرائے کے رونے والے بلاتے تھے۔ لہذا رونا جہل و نادانی ہے عورتوں بچوں جیسی حرکت ہے۔ رونے سے اولا دو زوجہ خوش ہو جاتے ہیں۔ اولا د رشتہ دار کوئی بھی مرض دور نہیں کر سکتے نہ ہی موت کو ٹال سکتے ہیں۔ نہ ہم جانتے ہیں کہ کب، کہاں مریں گے؟ جنازہ ملے گا یا نہیں، گھر میں مریں گے یا سفر میں؟ یہ رسومات کوئی فائدہ دیتی ہیں یا نہیں کچھ بھی پتہ نہیں تو دنیا میں ذلیل کیوں ہو جائیں۔ رسومات فوتگی خود وارثین کی اپنی توقیر کی خاطر ہوتی ہیں، مردے کو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے۔ جس قدر اولاد باپ سے اجنبی ہوتی ہے، نفرت برتتی ہے تو انسان کی توجہ اور امیدیں اللہ سے اتنی ہی راسخ ہو جاتی ہیں۔ خود کو اللہ کی حفظ و پناہ میں دینا چاہیے اس سے اللہ پر توکل اور بھروسہ بڑھ جاتا ہے۔ اگر میری اولاد مجھ سے الگ نہ ہوتی تو شاید میری اللہ پر توجہ اتنی نہیں ہوتی۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں نے ان کی اہانت کی وجہ سے اللہ پر توکل کیا ہے۔ میں فضلاء اراشد، قمین، نجفین جیسا کبھی نہیں بنا جہاں مظلوم و مقہور معتوب جامعہ نظر آتے ہیں، ان کے خلاف مثل شیر و ببر بن جاتے ہیں مذہب کے مدافع بن جائیں، اپنے گھر کے اندر اسیر ہو کر رہیں خود عیال بن جائیں بیوی بچہ سرپرست خانہ بن جائیں۔ میں نے اس طویل عرصے کسی بھی دن اپنی سرپرستی کا عہدہ چھوڑنے کا سوچا تک نہیں۔ ان کی اسلام مخالف حرکات کا نوٹس لیتا رہا، ان کا مقابلہ کرتا رہا۔ اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ میری اولاد، فضلاء زادوں سے زیادہ خراب ہے۔ نجف، قم کے معاصر دولت آغائے افقہی کی اولاد نے باپ کا سوم تک نہیں گزرا تھا کہ وہ ہاکی کھیلنے چلے گئے تھے۔ اسلام سے ناآشنائی میں باپ بیٹے میں فرق نہیں کہ اولاد کا باپ کی سرپرستی سے خارج ہونا حکم قرآن کے خلاف ہے۔

مسلمان اپنی زندگی کو قرآنی حدود میں رکھیں۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ علماء کی

اولاد بہت شاز ہی دیندار ہوتی ہے۔ نجف، ایران پاکستان کے غلات نشینوں، علماء کی اولاد کیسی ہے؟ وہ لوگ باپ کا احترام کرتے ہیں کیونکہ وہ انہیں تمام غیر دینی سرگرمیوں کی اجازت دیتے ہیں، دین کے خلاف حرکات ارتکاب میں مانع نہیں ہوتے ہیں۔

میں کسی امام، صحابہ، تابعین، مجتہدین اولیاء کو قرین قرآن اور محمد نہیں مانتا ہوں۔ اس ذات نے مجھے قرآن و محمد کو ساتھ اٹھانے کی توفیق فرمائی ہے۔ میری مخالفت برتنے والوں کے دلوں میں کرب واضطراب پیدا کیا ہے کیونکہ اگر میرے خلاف آواز اٹھائیں گے تو مصطلح سیاسی کے تحت پنڈورا بکس کھل جائیگا۔

ان باتوں کو تحریر کرنے کا میرا مقصد یہ ہے کہ میرے مرنے کے بعد میری حالت زار کسی حوالے سے دین کی راہ میں مشغول اور کام کرنے والے افراد کے لئے کسی طرح سے رکاوٹ نہ بن جائے۔ میں ایک ضعیف اور کمزور انسان ہوں۔ مجھے صرف بیرونی ناکہ بندیوں اور رکاوٹوں کا سامنا نہیں بلکہ خاندان، عزیز، رشتہ دار اور میرا اپنا گھرانہ، خرافات پرستی، زیارت عاشورائی، حدیث گری اور تمام تر خلاف قرآن ایمانیات میں اسلام دشمنوں کے ساتھ کھڑے ہیں۔ انہوں نے ہر بُرا سلوک میرے ساتھ روا رکھا ہے۔ میری ذات سے ہٹ کر میرے کتاب خانے کا مذاق اڑایا، تحقیر و تذلیل کی گھر کے باہر کوڑا پھنکا، غرض ہر طرح مجھے گرانے کی کوشش کی ہے۔ کیا یہ سب مخالفین نے مفت میں کیا ہے؟ بغیر کسی ذرائع آمدن کے، عیش و نوش کرنے میں انہیں بہت کچھ خرچ کرنا پڑا ہے۔ قرآن میں جو وعدہ اللہ سبحانہ نے اس کی دین کی سربلندی چاہنے والوں کو عنایت کرنے کا کثیر آیات میں کیا ہے وہ ہمیں بھی عنایت کیا ہے۔ اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا ہے۔ جس کسی نے شیاطین جن وانس کے گماشتوں کو چھوڑ کر اللہ کی کتاب عزیز و کریم کو

مشعل راہ، راہنما اصول بنایا اس کے بتائے ہوئے راستہ پر بغیر ریا کاری کے گامزن ہوا۔ اسی وقت اللہ اسے غیر شعوری طور پر ایسی عنائتیں کرتا ہے، یہ وعدہ حق ہے۔ ہم پیری مریدی کے قائل نہیں ہم نے اپنی دعائیں مستجاب ہونے کا دعویٰ اور مظاہرہ کبھی نہیں کیا اور نہ اسے درست سمجھتا ہوں۔ یہاں صرف ایک نعمت کا تذکرہ کرتا ہوں کہ انسان کی اپنی صحت و عافیت کے بعد اسکی دوسری دنیا اہل و عیال اولاد ہوتی ہے۔ تمام تر کاوشیں ان کے لئے بذل ہوتی ہیں۔ میں مادہ پرست نہیں تھا لیکن مال و دولت ملنے پر خوش ہوتا تھا۔ جھوٹ نہیں بولوں گا صاحب مال و دولت سے دلی طور پر کراہت کرتا تھا۔ یہاں تک کہ پندرہ سال سے اپنے ادارے کی بندش کے بعد یہ بھی لینا بند کر دیا۔ ان کے منہ سے نکلے کلمات سے مجھے بوءِ نفاق آتی تھی۔ اگر کوئی لفافہ یا خمس دیتا تو قبول کرتا از خود کسی کو اشارہ کنایہ نہیں کرتا تھا۔ میری کتابیں، عقائد و نظریات، دروس پر غلات مردہ کے شکوک وشبہات پیدا کرنے کے بعد تبلیغات باہر ناممکن ہونے کی وجہ سے جب میں نے اپنے گھر، عزیز اولاد، خاندان پر توجہ مرکوز کی تو میرا گھر میرے لئے خاردار جنگل، میری اولاد و اعزاء کی آنکھیں شیر کی طرح دانت نکال کر گرجنے لگے۔ لیکن اپنی منزل واضح ہونے کی وجہ سے میں نے صبر و استقامت اپنایا۔ جب میں نے کسی موضوع پر کام کرنا شروع کیا میرے کتابخانے سے اپنی سالہا سال سے ایک طرف لگائی ہوئی کتابیں، خود بخود پھل دار درخت کی طرح نیچے گرتیں یوں کہیں کہ جھکتیں شاخیں اور تناول کے لئے آسان بن جاتیں۔ گویا جنت کے خزانے کی چابی میرے ہاتھ میں آئی۔ کچھ کتابیں پہلے خریدی تھیں اس دوران بھی مزید کئی کتابیں خریدیں۔

میرا ذہن مجتہدین کی ترویج سے مکمل منصرف تھا، میری فکر ان سے بالکل میل نہیں کھاتی تھی۔ اسی لیے میں نے کسی خاص مجتہد کی کبھی ترویج

نہیں کی۔جس طرح علی مدیری، محسن نجفی، یوسف نفسی، صلاح الدین، جعفری کرتے آئے ہیں۔اسی طرح بعض دوسروں کی طرف سے دیئے گئے مواد پر مبنی کسی کا رسالہ خود نہیں چھپایا۔اپنے استاد کی مرجعیت کا اعلان بھی نہیں بلکہ انکی کتاب اثبات وجود باری تعالیٰ پہلے مرحلے میں آغائے حسین نوری کی کتاب، ''اثبات وجود خدا''، فلسفہ امامت، ہمارا پیام، باقر الصدر اتحاد مسلمین فضل اللہ کو نشر کیا۔لیکن امت اسلامی کو لاحق تمام مسائل کی برگشت انہی مراجع کو جاتی ہے۔ایک مطلق العنان شخص صاحب اختیارات کل بنتا ہے اور دوسروں کو اس کا دست نگر بناتے ہیں۔آغائے گلپائگانی کی مرجعیت کے معترف یہاں آکر خوجہ جماعت سے طویل مذاکرات کے بعد کثیر رقم کے کمیشن پر اتفاق کرتے ہیں۔یہ دیکھ کر مزید اکتاہٹ ہوئی، ان کی اجازت سے جعلی مزارات، میڈیم سکول، کوئی ٹی وی چینل نہیں چلایا۔اللہ کا شکر ہے میری ''افق گفتگو'' جو سب پر بہت گراں گزری، اس کتاب کے آنے کے بعد کسی نے آغا محی الدین سے شکایت کی کہ آپ کچھ کریں تو انہوں نے فرمایا انہوں نے ہماری اساس کو چھیڑا ہے۔کیا بتائیں نجف میں فکر جدید کے حامل استاد مرحوم آغائے آصفی سرپرست مجمع جہانی نے ہم سے کہا آپ سے تعاون کا خواستگار ہوں تو ہم نے کہا آپ سے تعاون نہیں ہوسکتا ہے آپ کی فکر اچھی نہیں تو انہوں نے فرمایا کوئی بات نہیں لیکن ''افق گفتگو'' جیسی نہیں لکھنی چاہیے تھی۔آج اللہ نے توفیق دی تو اجتہاد، تجدید تقلید کی توفیقات پیش کریں گے۔

علماء اعلام کا نقطہ اتحاد

یہ جملہ زبان زد عام وخاص ہے، علماء اعلام آپس میں اختلاف، رسہ کشی، عدم برداشت، حسد رکھتے ہیں۔وہ کسی بھی مسئلے پر اتفاق نہیں کرتے

ہیں، اتنا ہی نہیں بعض مواقع پر ہم نے خود چشم دید، سمیع قریب سے دیکھا اور سنا ہے۔ ہاں علماء بلتستان آپس میں اختلاف، انتشار، عدم برداشت عدم تعاون رکھتے ہیں، پورا شگر آغا سید حسین صاحب کو کسی طور برداشت نہیں کرتا تھا۔ چھترون میں آغائے طٰہٰ، آغا علی شیوخ کو منبر کی طرف دیکھنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ آغا عنایت کسی شیخ کو منبر کے قریب بھی نہیں ہونے دیتے تھے۔ آغا علی اور شیخ غروی میں بہت حد تک رسہ کشی رہتی تھی۔ آغا جعفری تو سکردو میں کسی عالم دین کی آمد کی خبر سننا بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔ حتیٰ کہ خود اہل سکردو والے جو حوزات میں آ کر درس و دروس دیتے تو وہ برداشت نہیں کرتے تھے۔ البتہ یہ بات نا قابل انکار حقیقت ہے کہ علماء بلتستان چاہے بلتستان میں ہوں یا پاکستان کے دیگر علاقوں میں ہوں چند مسائل میں بڑے چھوٹے، پرہیز گار، سیاست مدار، امام مسجد تک مسلمانوں کی جگہ سیکولروں ملحدوں کا ساتھ دینا، خرافات شرکی، ذوالجناح، پرچم پر سب کا اتفاق ہے۔ اسلام مخالف قوتوں کے ساتھ چلنے، عام مسلمانوں سے نفرت کراہت پر سب متفق ہیں۔ ان کے گاؤں سے نظام مارکسی اور ناسخ شریعت اسلام باطنیہ کو بلتستان میں مسلط کرنے پر بلا اختلاف اتفاق تھا اور ہے۔ جہاں آغا غروی، آغا جعفری، شیخ محمد سات پارہ، آغا علی، آغا حسین، آغا محمد سعید، آغا محمد ہادی، آغا محمد طٰہٰ، سید حسین، آغا شیخ محمد صادق اور پاکستان کے دیگر علماء دین کا مسخرہ استہزاء کرنے والوں کی توقیر کرتے ہیں۔ بغیر دینی لباس پہننے والوں کی توقیر القاب حلبلہ، سرکاری ملازمین کا امام جمعہ جماعت بننے کے بعد دینی مدارس تصور اخفات میں گئے ہیں۔ تاہم آخری فیصلہ بہت سحر انگیز تھا جہاں ارباب مدارس میں پہلے یہ شرط لگائی گئی کہ دسویں، بارہویں پاس والوں کو ترجیح دینا شروع کی۔ حوزے نے اس سے آگے بڑھ کر کالج یونیورسٹی سے آنے والوں کو آسمان سے فرشتہ اترنے جیسا بنایا۔ اب علم کی

دین پر جیتنے کا نعرہ لگانے والوں کو فتح ہوگی۔علم دین افضل ہے کہنے والوں کی تکفین تدفین کے ساتھ سوئم بھی منایا ہے۔اس فکر کو پاکستان میں عملی جامہ پہنانے ،سبقت دلوانے والوں میں راجہ ناصر اور آغا مظہر کاظمی نے کالج یونیورسٹی والوں کیلئے مخصوص درسگاہیں کھولیں۔ یہاں سے واضح ہوگیا تھا ان مذاہب کا دین اسلام سے رشتہ الصاقی تھا۔یہ اسلام کا نام کسی شکاری کے جال کی طرح استعمال کرتے ہیں۔مذاہب کے تمام اعتقادات،اعمال، سلوک،ان کے اجتماعات کی قرار دیں میں اسلام کا دور دور تک نام ونشان نہیں۔مشنری والوں نے دینی درسگاہوں پر قبضہ کر لیے ہیں اب یقین ہوگیا ہے کہ دین کے دائیں بازو کے مروجہ علوم میں جو لوگ کسی طرح کی مہارت نہیں رکھتے انہوں نے مکاری سے اپنی دینی درسگاہوں سے توجہ ہٹانے کے لئے یونیورسٹیوں کو اٹھانا شروع کیا ہے۔یہاں تک اسلام کا نام لینے سے بھی گریز کرتے ہیں اور پھر کمپیوٹر سیکھنے پر لگایا۔چوتھے مرحلے میں مروجہ علوم پڑھنے والوں کی خوابگاہ،مطالعہ گاہ بنائی۔ایسی خوابگاہ بنانے کا مقصد یونیورسٹی میں پڑھنے والوں کو کسی نہ کسی دن روزگار ملے گا تو ان کے کام آئے گا۔بقول بعض کہ اسمبلی سینٹ میں بطور امیدواری کا فارم پر کرنے کے لیے دوسروں کی منت سماجت نہیں کرنا پڑے گی۔دینی درسگاہ کے فارغین فارم پُر کریں گے۔پھر مدرسہ کے نام پر یونیورسٹی کا نصاب چلایا جانے لگا۔ایک قسم کا کاروبار تھا کہ مسجد نہ ملنے کی صورت میں نوکریاں مل سکیں۔تقریبا دین کا تصور یہاں سے غائب ہی ہوگیا تھا۔کراچی میں آغائے سراج کی جامعہ امام خمینی اور آغا جواد مجدد اسلام کی درسگاہ عروۃ الوثقی،آغائے محسن نجفی کی الکوثر کی خوابگاہ جامعات اسلام آباد ہیں۔شاید انہیں خود احساس حقارت ہوگا یہ صرف فطرہ،کھال اور زکوۃ لینے کی حد تک رہ گئے ہیں۔دین کا ان درسگاہوں سے بے دخلی کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ حوزات و مدارس کے فارغ علوم مروجہ ناخواندان نے ان یونیورسٹیوں کا قیام شروع کیا۔ اپنی تجدید دین کو ثابت کرنے کے لیے درسگاہ کے نام سے دین شائستہ بھی آنے نہیں دیا۔ جب آغائے خمینی کے نام درسگاہ، آغا جواد و آغا نجفی کی درسگاہوں کو ترجیح دینا، دین کو کنارے پر لگانے کی تمہید دیکھنے کے بعد حکومت کا ان درسگاہوں کو قومی تحویل میں لینے کا اعلان، یکساں نصاب کی باتیں، گلے میں پھنسنے والی ہڈی بنی ہوئی ہیں۔ یہاں سے دین کی چھٹی کی گھنٹی بج گئی ہے۔ یہ تغیرات تبدلات کیوں اور کیسے آئے؟ آغائے مظہر کاظمی، آغائے جواد، آغائے محسن نجفی، راجہ ناصر کی مروجہ درسگاہوں کا قیام بلتستان میں شیخ رحم اللہ، حاجی مہدی، حاجی محمد علی چپلو فجو وغیرہ کی دینی درس گاہوں جیسا ہے۔ اس سے آگے بین الاقوامی سطح پر اسلام مخالف سرگرمیوں کیلئے مخصوص بجٹ جو شیوخ عرب اور پاکستانی تاجروں سے مبلغ گذاف وصول کر کے تمام سہولتوں آرائش سے مزین درسگاہیں بنائی ہیں جن میں کھیل کود، فلم وغیرہ کی بھی سہولتیں رکھیں۔ پھر یہ کہتے ہوئے شرم نہیں آتی کہ اگر دینی کام نہ ملے تو نوکریاں لیں گے۔

حوزات و مدارس کے عزائم، مجدد دین اسلام سے یکجہتی لگتے ہیں۔ اس صورت حال کو دیکھنے کے بعد مسلمان مجبور ہوتا ہے کہ یہ جان لے آخر ان مدارس کی تاریخ کیا ہے؟ دینی مدارس میں روزگار سیکھنے کا اہتمام کب کس نے شروع کیا؟ یہاں سے جن کی آنکھوں میں مدارس دینی تیر و سنان و شمر بنے تو حکومت کی تحویل میں لینے کی تحریک زور پکڑ گئی۔ ان کی دین سے بدنیتی کا نتیجہ یہ ہوا اللہ نے ملحدین کو ان کی درآمد زکوۃ، کھال، فطرہ بے نظیر کمیٹی، باچا خان اور خان کمپنی کیلئے استعمال ہونگی۔ ارشاد احمد حقانی نے اسلامی نظام اقتصاد کو مطعون کرنے کی توجیہ میں اپنی کتاب دین و سیاست میں لکھا ہے کہ کسی صاحب سرمایہ دار نے کسی مدرسہ والے سے کہا اس سال آپ کھال

لینے کیلئے کسی کو نہ بھیجیں تو مولانا نے پوچھا کیا کسی اور کو وعدہ دیا ہے تو سرمایہ دار نے کہا خان صاحب کے ہسپتال کو دینا ہے۔ تو مولانا نے کہا پھر نکاح اور جنازہ بھی انہی سے پڑھوائیں۔ اب اگر دین نکاح، جنازہ، تلقین پڑھانے کا نام ہے تو یہ دین نہیں، گردن کا پھندا ہے۔

صاحب عشوانہ کا تعارف

میں نے جناب غاشی و ناقد فریس آغائے فرمان شگری کا نام گرامی پہلی مرتبہ آغائے فدا حسین حیدری کے پایان نامہ کے مرشد کے عنوان سے دیکھا تھا۔ آپ پایان نویسان طلاب شگری و بلتستانی کے مرشد تھے، آپ فی سبیل عیش و نوش عمر عزیز کو مدرسہ العیاشین میں تلف کرنے والوں میں سے ایک ہیں۔ یہاں علوم حوزہ میں مقام حاصل کرنے والوں کی تاریخ بھی یہی رہی ہے۔ لیکن دوران نقد بر نقدات آغائے مرشد معلوم ہوا کہ آپ موضع چھورکا کے مقام خلتی بالا کے شہری ہیں۔ یہاں گزشتہ زمانے میں مسجد ضرار کی مانند خانقاہ و ماتمسراء بنائے گئے تھے۔ دونوں مساجد کے موازی استعمال کرتے تھے۔ فرق صرف یہ ہوتا تھا کہ خانقاہوں میں یاہو گاتے تھے جبکہ ماتم سراؤں میں امام حسین کے نام سے گانا گاتے تھے۔ یہاں فی زمانہ جناب اخوند عبداللہ کا قبضہ ہے۔ ہمارے دور میں آغائے شیخ رضا کا قبضہ رہا تھا، جنہوں نے عمر بھر ہنسی مزاح سے لوگوں کے دلوں میں جگہ بنائی ہوئی تھی۔ بلتستان میں ایام محرم، پیکر صدق و صفا حسین ابن علی کے ظلم و ستم اور باطل کے خلاف قیام کی یاد کو دروغ گوئی سے رلانے والے تھے۔ ہنسی مذاق والے علماء کو پذیرائی ملتی تھی۔ آغائے شیخ رحم اللہ انصاری اور شیخ سحر مزاحیہ کلمات سے لطف لیتے تھے۔ بلتستان کے شیعہ اپنے آئمہ سے محبت و لگاؤ کا اظہار ایام موالید میں اکاذیب و مزاقیات سے کرتے ہیں۔ اس کیلئے غزل خوانوں،

فکاہیوں کو بہت اعزاز کے ساتھ دور دراز سے لاتے ہیں۔ جبکہ ایام وفات میں زیادہ رلانے، زیادہ بولنے والوں کی پذیرائی ہوتی ہے۔ گویا ایام وفات و پیدائش دونوں میں اکاذیب وافترات سے اجر رسالت ادا کرتے ہیں۔ کبھی کسی کتاب کا ذکر بھی نہیں کرتے۔ سابق زمانے میں خلیفہ اول و دوم ام المومنین عائشہ کی شان میں نازیبہ کلمات پر تالیاں بجاتے تھے۔ یہ غلاظت گویاں آج بھی اذہان سے دھلی نہیں ہیں۔ پیدائش آئمہ کے موقع پر اشعار، شرکیات، غزلیات اور فکاہی والوں کی حوصلہ افزائی کا موسم ہوتا ہے جس طرح ان کی فصل کاٹنے کا موسم ہوتا ہے۔ اہل بلتستان کا دین اسی سے شروع اور اسی پر ختم ہوتا ہے۔ آغائے نجفی، آغائے صلاح الدین، آغائے توحیدی جیسے قدیم وجدید علوم کے نوابغ کی تائیدات وحمایات بھی انہی مبدعیات خرافات والوں کو حاصل رہی ہیں۔ بواشاہ عباس کی شرکیات کو آپ اور آغائے توحیدی نے خصوصی اہتمام کے ساتھ نشر کیا تھا، اس لیے تو آغا خانیوں کی توجہات کا مرکز بنے ہوئے ہیں۔ ان دونوں کے حمایت یافتہ علماء کی عیش ہوتی ہے۔ امام حسین کے مظلومانہ قتل اور اسارت اہلبیت کا ذکر کرنے کے بعد خود یزید، عبید اللہ ابن زیاد، عمر سعد اور شمر وسنان جیسے قاتلان دین وشریعت اور ظالم، دوسروں کے حقوق کے غاصب بنتے ہیں۔ انہیں امام حسین پر ہوئے ظلم وستم کے خلاف قیام کی یاد منانے، ظلم اور حرام خوری میں دوسروں سے کچھ زیادہ آگے پائیں گے۔ یہ ایک قسم کی کثیر درآمد بنتی ہے۔ ماتمسراؤں میں مجاور مختصر عرصے میں بڑے سرمایہ دار بنتے ہیں، اسی سے زندہ ہیں۔ منابر اخوندوں اور سیدوں کے قبضے میں ہوتے ہیں، حوزات کے اعلیٰ اسناد کے حامل کو منبر کی طرف آنکھ اٹھا کے دیکھنے کی بھی اجازت نہیں دیتے۔ منبر حسین کو اپنی ملکیت وراثتی گردانتے ہیں۔ مستقل طور پر ان کو میلادوں میں ہنسی مذاق اور مصیبتوں میں جھوٹ کی کہانیاں پسند ہیں۔ صدق وکذب

میں ذرا فرق نہیں کرتے۔ بقول آغائے صلاح الدین کسی کا بھی حوالہ دے کر پڑھیں یا بقول ضامن علی ایران میں جو چلتا ہے وہ صحیح ہے۔ شیخ ذاکر ایک کلو میٹر فاصلے پر دس منٹ بغیر کسی بیان حلال وحرام بس رلا کے مجالس ختم کرتے تھے۔ بہرحال شیخ رضا کے وارث اخوند شکور ہو گئے ان کے بعد اخوند عبداللہ کے نام انتقال ہوا ہے۔ جو باتیں شیخ رضا سے سنی تھیں وہی دونوں دہراتے رہے۔ یہاں دین کو دبانے کے لیے نام نہاد دانشوران وعلماء دین سے کراہت ونفرت پھیلانے کے لیے سینہ زنوں کا ایک دستہ بنا کے رکھتے ہیں۔ انہوں نے سو سال پہلے مرے ہوئے ملازم مشنری شاعر غالی کی قبر کو این جیوز کے ذریعے اٹھایا اور اپنے صاحبزادے کو این جیوز کے مدرسہ سے عقائد فاسدہ پڑھا کر وارث ماتم سراء بنایا ہے۔ شاعر غالی کے اشعار کے خلاف بولنے والوں کو دھمکی دیتے ہیں۔ ان کے اشعار سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ دین کے نام سے دین کے خلاف سرگرمیوں کے داعی تھے۔ اگر عالم دین اپنی رائے رکھنے والا ہو، جہاں دیدہ ہو، ان کی مرضی کے مطابق بات نہ کرے اُسے بالکل برداشت نہیں کرتے۔ یہاں اپنی خورد برد میں شراکت داروں کو ہی جینے دیا جاتا ہے۔ ماتم سراؤں سے ایک قسم کی آمدنی کا اپنا طریقہ ہے۔ غلام حسن نے فسادی دستہ کے بعد ماتم سراء بت خانہ بنایا، اپنے بیٹے کے نام اس کا انتقال کروایا اور قم میں عمر ضائع کرنے والے وارث منبر کو چھوڑ دیا ہے۔ اسی طرح غلام رضا وفڑ وپا نے ماتم سراء کی نزورات سے جائیداد بنائی ہے۔ اس کے بعد بلتستان میں مساجد ضرار و مدارس ضرار بنانے والوں سے اپنے بیٹے کو اسلام مخالف، خلفاء کی دشنام طرازی کی تربیت دلا کے لائے تا کہ ان جرائم کو حلال کرے۔ بلتستان کے منابر، وراثت میں جاتے ہیں۔ سکردو خاص، گول کچورا، باشا نجف، قم میں عمر گزارنے والے ان منابر پر چڑھ کر ایک دفعہ خطاب کرنے کی تمنا اور

حسرت لے کر مرتے ہیں۔ وہ صرف امام حسین کی مجلس میں یزید کی مذمت کرتے ہیں۔ ہمیشگی لعنت خلفاء کے لیے مخصوص رکھتے ہوئے اصل لعنت کے حقدار خلفاء کو گردانتے ہیں جبکہ خود مذہب یزید پر چلتے ہیں۔ آنے والے وقتوں میں آغائے فرمان شگری، فدا حسین، محمد باقر اور محمد سعید بھی اخوند عبداللہ اخوند شکور، شیخ حسن، سید طٰہٰ اور ضامن جیسے، وارثین منبر و محراب بن جائیں گے۔ کیونکہ روزگار ملنے کے بعد دین و دیانت پر گزرنے والے مسائل آپ کے لیے پریشان کن نہیں رہیں گے۔ آپ اور دیگر افاضل بلتستان بشمول میرے عزیزان دلبران آغائے محمد سعید، محمد باقر، محمد صادق، علی عباس، آغا نثار اور سید سجاد کو ان کے کرم فرماؤں نے مائدہ قرآن سے اٹھا کے قرآن پر دفعات لگانے والے علم پر لگایا ہے۔ آغائے نثار حسین، سید محمد طٰہٰ، آغائے سجاد موسویان، آغائے علی عباس رضوی رکن رکین روضۃ الشہداء آغائے دانش کے ساتھی ہیں۔ میں آغائے عابدی مرکز علوم اسلامیہ کے غلو اور غلوانہ طلوع اسلام کے فاضل آغائے سکندر، آغائے رئیس، آغائے کفایت جیسے قرآن پر دفعات، نقص و تحریف، نا قابل فہم وغیرہ کا پروپیگنڈہ کر کے مسلمانوں کی نظروں سے ہٹانے والوں کے خلاف قیامت کے دن نبی کریمؐ اور رب العزت کی درگاہ میں شکایت کنندگان میں اپنا نام درج کرنے والوں میں سے ہوں گا۔ آغائے فرمان شگری بھی شاید مستقبل قریب یا بعید میں اہالیان شگر کے لئے بتِ راجہ، بتِ سادات کے بعد ایک نئے ''بُتِ علمی'' کا اضافہ کریں گے جو عرصہ دراز سے قرآن اور محمدؐ کو کنارے پر لگا کر قرآن کی جگہ حدیث و شعر، محمدؐ کی جگہ اہلبیت مجہول النسب والحسب، دین کی جگہ علم، صدق کی جگہ تقیہ، عالم دین مروج الاحکام کی جگہ ڈاکٹر کے نام سے داد و تحسین لینے والوں میں شمار ہونگے۔ یہ بات آپ سے ناراضگی یا غصے میں نہیں کہہ رہا بلکہ مدارس شعوبی کے افاضل کو افتخار و دفاع اسلام

نصیب ہی نہیں ہوتا کیونکہ جادہ منحرف کے مسافر کبھی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتے ہیں۔اسی طرح ہدایت قرآن ومحمدؐ چھوڑ کر خراسان، بخارا، ایران، بصرہ وکوفہ والوں کی ساختہ احادیث کو مشعل راہ بنانے والے کو قرآن کی صراط پر چلنا نصیب نہیں ہوگا۔ درس قرآن، تاریخ اسلام نصاب میں رکھنے کی شرط پر بنائے گئے مرکز علوم اسلامی ملیر کے بانی تکمیل کے بعد شرائط'' تحت اقدامھم'' قرار پانے سے مکر گئے تھے۔ جامعہ علوم اسلامی کے استاد آغائے شیخ عبداللہ بمعہ آغائے کاشانی، مجھ سے قرآن کو نصاب میں رکھنے کو نادرست گردانےنے کے لیے مناظرہ کرنے کے لئے آئے تھے۔ ان کے ایک اور استاد آغائے جعفری نے کہا تھا کہ ہم ہر اسلام کو نہیں مانتے ہیں۔ گویا حوزات اور مدارس والوں کو قرآن اور محمدؐ دونوں کی ضرورت صرف محدود جگہوں پر پڑتی ہے۔ محمدؐ کی ضرورت صرف غدیر خم کے موقع پر کہ محمدؐ نے علی کو اٹھایا تھا۔ اور قرآن کی ضرورت علی کی امامت قرآن سے ثابت کرنے کے لیے ہے۔ سال میں دو دن استشنائیت کے ساتھ خوشی مناتے ہیں ایک ذولحجہ دوسرا ۹ ربیع الاول۔ یہاں ایک استاد کے لیے درسگاہ قرآن ومحمدؐ کی شرط لگانے پر مجھ سے اظہار نفرت کرتے ہوئے شرف الدین کی بجائے، شرفی الدین کہا گیا۔ جامعہ اسلامیہ کے استاد کی اسلام، قرآن اور محمدؐ سے چڑ اس بات کی دلیل ہے۔ حوزات ومدارس کے اہداف وغایات اولی میں اسلام مزاحم ہونا ہے۔ مخلوط اجتماعات علوم شعوبی کو علوم اسلامی کا تعارف کروا کے بہت سے فرزندان مسلمان کو اغواء کر کے یتیم خانوں میں اسراف وتبذیر تبطیر کے مبارزات کراتے ہیں۔ یہاں حوزہ علمیہ میں قیام کے دوران درسگاہ ضراریہ میں تدریس کرتے ہوں گے، بدعات پر پایان نامہ لکھنے والوں کے مرشد رہیں گے۔ جب تبلیغات کے لیے اپنے وطن تشریف لائیں گے تو وحدت مسلمین اتحادیۃ الحادیہ کے قائدین وعمائدین بنیں گے۔

الحادیوں کو اقتدار میں لانے کے لئے جہاد فی سبیل باطل کریں گے۔ اپنے محلوں میں مساجد ضرار بنائیں گے، اپنے گھر سے ملی ہوئی مساجد کو گرا کر نئی مساجد ضرار بنائینگے۔ کیونکہ آج کل اسلام مخالف سرگرمیوں کیلئے خطیر رقم منظور ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں مذمت آنے سے کچھ نہیں ہوتا، اب فقہاء حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دینے پر قدرت رکھتے ہیں۔ بقول جعفر، ممبر معرفی فاؤنڈیشن، ہمارے تمام اعمال کے ذمہ دار مجتہدین ہیں۔ آغا خان کہتے ہیں کہ شیخ شریعت کے ذمہ دار ہیں۔ ان سے وابستہ علماء کی عیش ہو گئی ہے۔ مقدسی، سید محمد طہٰ، آغا فدا حسین، سید محمد سعید، اور کئی لوگ مساجد و مدارس ضرار بنانے کیلئے رقم لینے والے نہیں ہیں؟ رقم موجود ہے، ضامن علی مقدسی کو بارہ لاکھ ملے تھے آغائے فدا حسین کی مسجد کو کتنے ملے تھے معلوم نہیں۔ مساجد و مدارس ضرار بنانے کے لیے علماء اور پارسا نماؤں کو ترجیح دیتے رہے ہیں۔ اسلام کی جگہ علاقائی ترقیاتی بات کریں گے، لہٰذا اب ترقی کرنا زیادہ مشکل و دشوار کام نہیں رہا ہے، اب علماء کے لیے ایک محترم زندگی گذارنے کا خواب شرمندہ تعبیر ہونے میں دیر نہیں لگتی ہے۔ خرافات اور سیاسیات، عیش و عشرت کے ساتھ دوش بدوش چلتی ہے۔

اس کے بارے میں دلائل ہونے کے باوجود اہل الحاد نے اللہ سے منہ موڑنے کیلئے وسائل و ذرائع، دہشت گردی، خوف و ہراس برقی مطبوعاتی، اقتصادی و اجتماعی، زمین و فضا سے مسلمانوں کو گھیرا ہوا ہے یہ مسلمانوں کیلئے ایک قسم کا غاشیہ ہے۔

جناب مرشد فاضل، ناقد ظریف، مدافع مذہب اہلبیت

آپ اپنے محلہ خلطی خالی از دین و ایمان کے درمیان مظلوم عالم ہیں۔ ہر مظلوم کو اپنی مظلومیت کے اسباب و علل پر غور کرنا چاہیئے کہ آخر ہمارے

مظلوم بننے کی کیا اسباب و وجوہات تھیں؟ اگر آپ اس بارے میں سوچیں گے تو شاید آپ کو اس مظلومیت سے نکلنے کا طریقہ ملے گا۔ ہم خود آپ کی طرح یہاں والوں کے ہاتھوں مظلوم انسان تھے۔ علاقہ علی آباد والوں نے میرے ساتھ کیا کیا مظالم نہیں ڈھائے؟ ضامن علی، طٰہٰ اور آخر میں میرے داماد عزیز محمد سعید نے خاندان وفڑ و پا سے ملکر ہم تین بھائیوں کی ماں کی وراثت کو عزاداری، امام حسین کی مجالس گوئی کے ذریعے روک رکھا ہے۔

لیکن میں نے پہلے ہی دن سے اس کے اسباب و وجوہات پر غور کیا تو اس نقطے پر پہنچا کہ یہاں کے لوگ باطنیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے دلوں میں اسلام سے عناد و عداوت بھری ہوئی ہے وہ کسی صورت میں اساس اسلام کا نمایاں ہونا برداشت نہیں کرتے ہیں۔ انہوں نے اساس اسلام کا متبادل بنایا ہوا ہے تاکہ اساس اسلام کسی صورت میں یہاں نافذ ہی نہ ہوں۔

انہوں نے قرآن کی جگہ شاہ عباس نصیری کے قصائد کو رکھا۔ اس کی قبر کی خاطر ماتم سراء جو کہ پہلے صرف دروغ خانہ تھا، ابھی بت خانہ بنایا ہے۔

۱۔ یہاں کسی بھی حوالے سے خوف اللہ، خوف قیامت، حساب کتاب، حلال حرام کا ذکر نہ آجائے۔ اس میں کسی قسم کی بندش برداشت نہیں کرنی ہے۔ ضامن کہتے ہیں جو ایران میں چلتا ہے وہ عین شریعت ہے۔

۲۔ ذکر اللہ سبحانہ، اس کی نعمتوں پر ''الحمد اللہ'' کہنے کا قرآن میں تکرار سے ذکر آیا ہے، لیکن الحمد للہ کو روکنے کیلئے ''صلوۃ بر حسین'' اختراع کی ہے۔

۳۔ نبی کریم کلمہ کا دوسرا جزء ہیں، آپ کی رسالت کی شہادت کے بغیر انسان مسلمان نہیں ہوتا لیکن آپ کا نام مبارک روکنے کیلئے علی کا نام لیتے ہیں۔ کہتے ہیں علی نفس رسول ہے۔ حقیقت میں یہ لوگ دشمن علی ہیں لیکن محمدؐ کی جگہ علی کا نام لیتے ہیں۔

۴۔ قرآن جو اساس اول اسلام ہے اس میں ایک کلمہ بشریٰ حتیٰ کہ محمدؐ

کا بھی نہیں ہے۔
۵۔ مجھے پتہ نہیں آپ کو پتہ ہوگا قم کے فضلاء میں سے کتنوں کو خالص حضرت محمدؐ کی سیرت پر ایک گھنٹہ فی البدیہہ خطاب کرنا آتا ہے۔
قرآن کل اساس ہے اس کو روکنے کیلئے شعراء کے اشعار کو رواج دیتے ہیں۔ محمدؐ کی دشمنی میں محمدؐ کے یاران سے عجیب قسم کا بغض وعناد وعداوت رکھتے ہیں، اٹھتے بیٹھتے ان پر لعنت بھیجتے ہیں۔ قرآن سے عداوت ونفرت اس حد تک ہے کہ حضرات حسنین کو قرآن سے افضل گردانتے ہیں۔ اپنے فرقے سے کٹے ہوئے چاہے کتنے ہی ملحد کیوں نہ ہوں، ان کو عام مسلمان کلمہ گو سے بہتر گردانتے ہیں۔
یہ سب آپ کے سامنے ہے آپ نے کبھی اس بارے میں سوچا نہیں ہوگا تو آپ کو عزت کہاں سے ملے گی؟ ان فرقوں کی مثال شیطان جیسی ہے اپنے مقصد نکالنے کی حد تک ساتھ دیں گے، پھر چھوڑ دیں گے۔
آغائے فرمان شگری کی نبوغت علمی کا اندازہ ملاحظات خاطفہ بر پایان نامہ آغائے فدا حسین حیدری پر لکھے گئے دو صفحات سے ہوا کہ جملہ معروف الرسالہ عقل المرسل سے پتہ چلا۔ صاحبان طاقت وقدرت علمی اپنی طاقت و قدرت کی نمائش اختصار میں کرتے ہیں۔ سابق زمانے میں یہ علمی نبوغت کی شناخت تھی چنانچہ ملا سعد تفتازنی ۷۹۱ھ نے تہذیب المنطق علم منطق خود مشکل اور اس کو اختصار بھی کیا تو بھی وہ کسی کی سمجھ نہیں آئی۔ بعد میں ملا عبداللہ نامی اور بہت سے علماء کو نبوغت علمی ثابت کرنے کی خاطر اختصار کرنے کے بعد خود کو بھی اسکی شرح لکھنی پڑی ہے۔ چنانچہ اکثر علماء کو یہ کورونا بھی عارض ہوا ہے جس کی شرح لکھی پھر وہ نصاب منطق میں شامل ہوگئی۔
ان کے مقابل شیخ بہائی نے نحو میں صمدیہ لکھی۔ یہ دین کیلئے نہیں لکھی بلکہ بازار عکاظ کیلئے لکھائی تھی۔ علم دین اور علم دنیوی میں غرض وغایت دونوں کی

ایک ہے۔ایک دین کے نام سے دنیا بناتے ہیں دوسرے دنیا کے نام سے دنیا بناتے ہیں۔دین و دنیا میں فرق پر و ہندہ عرض در عکاظ ہے چنانچہ دین والوں نے اپنا تعارف عالم سے کیا، پھر علامہ، پھر ثقۃ الاسلام، پھر حجۃ الاسلام اور پھر آیت اللہ رکھا۔القابات کے بحران کی وجہ سے ہمارے آغائے مرشد نے بہت زحمت کر کے پاکستان کے مفسدین کو اصلاح طلبان پیش کر کے ڈاکٹر کا لقب دیا ہے۔کہیں غلطی پہنچتے ہی مریضوں کا ہجوم نہ لائیں۔کسی کے ذمہ حق رہا ہو دنیا میں اس کی کوئی مثال نہیں ملے گی۔حوزات و مدارس والوں کے دروس، معاشی رہے ہیں معادی نہیں۔آج کل حوزات و مدارس اور وہاں سے فارغ ہو کر آنے والوں کے مکالمات سے اس کا اندازہ ہوتا ہے۔چنانچہ اصحاب مدارس اس پر غور کر رہے ہیں کہ معاشرے میں ہماری درسگاہوں کی شہرت پذیرائی کیلئے کیا کرنا چاہیئے۔فریق مقابل کو حواس باختہ کرنے یا سوچنے کا موقع چھیننے کیلئے کس قسم کی افیون پلائی جائے؟ چنانچہ تاریخ میں آیا ہے بغداد سے ایک شخص ایک تحریر لے کر والی خراسان طاہر حسین ساسانی کے پاس پہنچا جوان کے کسی چاہنے والے نے لکھی تھی۔لفافہ کھول کر دیکھا تو اس میں صرف دو لفظ لکھے تھے ''یا موسیٰ'' طاہر حسین حواس باختہ ہو گیا سر پکڑ کر سوچنے لگا، یہ سمجھ میں نہ آنے والا خط کسی کو دکھا بھی نہیں سکتا تھا کہ شاید کوئی راز ہو۔اس پریشانی میں تھا کہ کیا کرنا چاہیے، کیا کروں، کہاں جاؤں؟ اس قسم کی واردات کہ اپنی سمجھ میں نہ آئے اور دوسروں کو بھی نہ بتا سکنے والے حوادث کو غاشیہ کہتے ہیں۔چنانچہ بقرہ کی پہلی آیات میں ''فاغشینا'' آیا ہے۔قیامت کا ایک نام غاشیہ ہے۔غاشیہ پڑھنے والے کا سر زانو پر رکھتا ہے جیسا کہ سورہ جاثیہ کی اس آیت میں آیا ہے۔''وتری کل امة جاثيه'' ہر شخص سر بزانو ہو کر سوچتا ہے۔آغائے غاشی شگری کے دو صفحات بھی غاشیہ تھے۔مجھے میری ویب سائٹ کے

مسئول ابرار حسین نے بتایا کہ ملاحظات کے بارے میں دو صفحات آئے ہیں۔ان دو صفحات کا مقصد اپنی نبوغت علمی کا مظاہرہ کرنا تھا اور میرا آخری ٹیسٹ تھا اس سے میری جہالت کا درجہ دیکھنا چاہتے ہوں گے، دوسرا یہ کہ مجھے سرگرداں کریں اسی لئے میں نے اس کا نام عشوانہ رکھا۔ میں نے دیکھا، غور کیا۔ان دو صفحات کا کیا جواب دوں، سمجھ میں نہیں آیا جتنا غور کیا تو دور ہوتا گیا تو میں نے اس کا عنوان غاشیہ رکھا۔جنہوں نے اپنے مقاصد کیلئے زمین وآسمان وفضاء پر قبضہ کر رکھا ہے وہ ایک قسم کا غاشیہ ہے۔ذہن اس بارے غور وخوض میں مشغول ہو گیا کیا لکھوں؟ کیا سارے ملاحضات دوبارہ لکھوں؟ اسی دوران بلتستان سے ہمارے داماد آغا عابد کے چچا آغا مرتضی جو یہاں تشریف لائے تھے۔ان کی آنکھیں غصے سے بھری ہوئی تھیں۔کہنے لگے کہ آیت اللہ رئیسی نے آپ کے عقائد کے بارے میں مناظرہ کرنے کیلئے آنے کی اجازت مانگی تھی لیکن آپ نے اجازت نہیں دی۔میں حیران ہو گیا کہ ایسا شریف النفس فاضل نطاس، خاموش طبع، منہ سے برے کلمات تو دور کی بات حق کی بات بھی مشکل سے نکالتے تھے۔ایسا کیوں بولنے لگ گئے؟ موصوف کی غلطی یہ تھی علم اصول جو کہ قرآن پر دفعات لگانے کیلئے وضع کیا گیا، اس میں عمر عزیز کو تلف کئے ہوئے ہیں، تاکہ فقر معاش کو دور کر سکیں۔اجتہاد مطلق کی سند لینے کی کوشش میں تھے معلوم نہیں کس نے آپ کو جھوٹ پر لگا دیا۔حسین اور ان کے پیکر صبر واستقامت، عقیلہ غیرت وحمیت نواسی حضرت محمدؐ پر افتراء، عادی عورتوں جیسے جملات انتساب کرنے، رلانے کا انتخاب کیا۔جھوٹ بولنے اور سامعین کے رونے سے لطف اٹھانے کے ہنر کو کیوں اٹھایا؟ اگر وہ تشریف لاتے تو میرے لئے واجب الاحترام تھے۔آپ نے ذاکری شروع کی جو بغیر جھوٹ وافتراء کے چلتی ہی نہیں۔اس کا ایندھن جھوٹ ہے۔بقول مرتضی مطہری زہر مار کے بغیر

کامیاب نہیں ہوتی ہے۔میں فخرالدین تو نہیں تھا کہ مسلمانوں کو دعوت مناظرہ کروں، انہوں نے زندگی میں ایک دفعہ بھی سوشلزم، آغا ئیزم کے خلاف نہیں بولا ہوگا۔

جناب ناقد غاشی معلوم ہوتا ہے آپ کو تلخیص عبارات میں نبوغت حاصل ہے۔آپ علم ادب پر تسلط رکھتے ہیں۔لیکن مخاطب بیچارے کیلئے بھی سوچنا چاہیئے تھا۔اس بیچارے کے عرصہ تیس سال سے اپنے عزیز اقارب بھی دشمنان سے ملی بھگت رکھتے ہیں۔ایسے انسانوں کو پریشان کرنا کنویں میں گرے مخالف کو پتھر مارنے کے مترادف ہوگا۔زیادہ پریشان کرنا مناسب نہیں تھا آپ حضرات خود فرماتے ہیں ہم وارث انبیاء ہیں۔پھر فرماتے ہیں''نحن معاشر الا نبیاء مکلفون ان نتکلم الناس علی قدر عقولھم''آپ ایک طرف دعوائے وراثتِ انبیاء کرتے ہیں کہ ہم وارث انبیاء ہیں اس حوالے سے آپ کے خطابات عام فہم ہونے چاہییں۔ ایک طرف سے آپ حضرات اپنے حوزے کی سنت پر تلخیص گوئی کرتے ہیں۔علم فصاحت و بلاغت اچھے کلمات، مقتضاء حال کے مطابق عام فہم کرنے کو کہتے ہیں دوسری طرف آپ علم فلسفہ میں تخصص کر کے اپنے لئے فلسفی و کلامی کا لقب حاصل کیے ہیں نا قابل سمجھ بات بولتے ہیں؟ آپ معمہ گوئی کیسے کر لیتے ہیں؟ کس انداز کی گفتگو کرتے ہیں؟ میں نے کبھی اس نہج پر سوچا ہی نہیں تھا بلکہ میری عادت ہے کہ مختصر بات کو طول دوں، لیکن آپ حضرات مرُدوں سے خطاب جیسا لکھتے ہیں۔

ا۔آپ کی نظر میں آغائے حیدری صاحب تردد میں تھے کہ دوبارہ نقذات لگا کر بھیج دوں تو آپ نے ان سے فرمایا ہوگا آپ اسے چھوڑیں میں اسکا جواب دوں گا۔

۲۔آپ نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جو پایان نامہ پہلے لکھا

گیا تھا وہ بھی میرا تراشیدہ تھا۔ شاید دوسرے لوگ نہیں جانتے کہ آپ ہی اس کے مراقب تھے۔

۳۔ آغائے فرمان شگری نے فرمایا ہوگا اس کا جواب ایسا دیتے ہیں کہ جس سے شرف الدین کی کمر ٹوٹ جائے، حوصلہ شکنی ہو اور ہمت و جرأت کا آخری دم بھی ٹوٹ جائے گا۔

۴۔ آپ نے سوچا ہوگا۔ اس مذہب کی سنت و سیرت رہی ہے کہ اپنے مذہب کے خلاف لکھنے والوں کو جواب نہ دیں اگر دے دیں تو ذلیل و خوار عبارت میں دیں جیسا کہ آیت اللہ عز الدین صاحب نے نہی منکر کرنے والوں ے ساتھ کیا تھا۔ بلکہ ان کو کسی اور ذرائع سے ٹھنڈا کریں، کسی لالچ سے قابو کریں یا خوف و ہراس، عاقبت وخیم ضخیم سے ڈرائیں۔ چنانچہ میرے ادارے و کتاب خانے کے امیدوآسر احمد باقر کو تاجر قرمطی، تاجر شرکیات قمی، انتشارات خرافاتی نے نصیحت کی تھی۔ بیٹیوں اور داماد کو بھی ہم سے اس طرح الگ کیا، اس طرح میری یہاں موجود اولادوں کو قادیانیوں اور خانیوں نے میرا عدو دولدود بنایا تھا۔ سنا ہے کہ آپ کی درسگاہ والوں کی تجویز بھی ایسی تھی کہ کتاب کا جواب لکھنے کی بجائے ''خفش کنید'' کا نعرہ لگائیں۔

۵۔ آپ کو شوری نے انتخاب کیا ہوگا کہ آپ اپنا جواب، مخالفین انبیاء کے جواب جیسا دیں۔ ہر جواب پر ایک ہی جواب دیں کہ ہم نے نہیں سمجھا کیا کہنا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ صلیبی مشنری کے گماشتے کرتے ہیں، یا آج کل یہاں کے اسکالرشپ خور کرتے ہیں تا کہ مصادر تلاش کرنے کی ضرورت بھی نہ پڑے۔ تو پروپیگنڈہ کریں گے، دیکھا جواب نہیں دے سکے۔ اگر ملاحظات سے دوگنا صفحات کا جواب دیں تو پھر بھی وہی طریقہ ابی زینب ابو اسماعیل کے جواب جیسا ہوگا کہ ہم نے نہیں سمجھا۔ اس کے لیے کتابیں

دیکھنے، تلاش کرنے، خریدنے اور مصادر دینے کی ضرورت ہی نہیں۔ مدارس کو عمارات عاد وارم، حصون قلعہ خیبر جیسا بنانے سے مخالفین کا جواب نہیں بن سکتا، آپ بمعہ انتظامیہ حالت خوف میں نظر آنے لگے ہیں۔ آپ نے ابو سفیان کی سیرت کو اپناتے ہوئے میرے خلاف جنگ احزاب تشکیل دینے کا اعلان کیا۔ ''نابالغ امام نہیں بن سکتا ہے'' اس پر آیت قرآن تو پیش کی تھی لیکن یہ الگ بات کہ روایات خراسانی نہیں دی تھیں، اس پر کوئی تسلی بخش جواب یا اطمینان بخش دلیل نہیں دی ہے۔ آپ ایک اصل جدت کے خود ساختہ داعی ہیں۔ ابھی اس کا بات جواب دینے سے عاجز ہونے کے بعد امامت نص اللہ یا نص رسول سے دست بردار ہونے کے بعد علی کے علم کی فضلیت سے استناد کرنا شروع کردیں گے، یہ بتائیں کہ بزرگان، عمائدین کب سے نصوص قرآن سے دست بردار ہوگئے ہیں؟ لیکن آغائے فرمان حیدری رئیسی کو ابھی تک یہ پتہ نہیں کہ امامت غیر ثابت شدہ کو اصل بنا کر امام نابالغ، عاجز، فراری، غائب، مریض، محبوس و مستعفی کبھی امام نہیں ہوسکتا ہے۔

فاضل نطاس ظریف نے اپنے تابع دار فرمان بردار سے کہا ہوگا کہ ملاحظات کا جواب آپ نہ دیں یا آپ نہیں دے سکتے ہیں کیونکہ ہمارے مذہب کی اساس تو ریہ، تقیہ ذو معنی مصطلحات مغالطہ و مدلسانہ پر قائم ہے۔ یہاں حکمت عملی یہ ہے کسی کی بات نہ سنیں گفتگو ختم ہونے کے بعد کہیں نہیں سمجھا، ہم نے مذہب کو ساحرانہ طریقہ سے شور شرابہ خوف و دہشت و وحشت سے قائم رکھا ہوا ہے جس طرح کورونا وائرس کو چلایا جاتا رہا ہے یا کم سے کم منہ بند رکھنے کی حکمت عملی پر عمل پیرا ہیں۔ ہمارے اسلاف نے بے ربط آیات، سینوں سے بنا کر چلائی تھیں۔ یہ راز بھی گزرے وقت کے ساتھ فاش ہوگیا لیکن کافی عرصہ تک چلا ہے۔ منصوص من الرسول کے لئے جو

روایات کلینی صاحب نے جمع کی تھیں، علامہ مجلسی نے اپنی بحار کی ترویج و اشاعت کی خاطر کل مرویات کلینی ۱۶ ہزار میں سے ۹ ہزار احادیث ضعیف گردان کر سات ہزار کا بچاؤ کیا۔ علامہ ابوالفضل برقعی نے حضرت علی سے لیکر امام حسن عسکری تک ہر کسی کی دوسرے پر نص کی نفی کی تھی۔ سوائے موضوعات کلینی کے کسی اور تاریخ میں نہیں ملتی ہیں چنانچہ بعض نے یہ خدشہ بھی ظاہر کیا ہے کہ کتاب کلینی میں کتاب حجت بعد کی الصاق ہے۔ بطور ترسیل مرسلات کا ذکر کیا گیا ہے جس پر اعتماد نہیں کر سکتے ہیں۔ کلینی کی اکثر و بیشتر روایات علی بن ابراہیم اور ابن عقدہ سے منقول ہیں دونوں غلات مردود سے تعلق رکھتے تھے۔ ان بے اسناد مرسلات کے تحت علماء حدیث و رجال کو دو راہوں میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہوگا یا تو ایک لاکھ حاضر حجاج کو کتمان شہادت کرنے والے قرار دیں یا امامت من جانب اللہ نصب ہوتی ہے، کو مسترد کریں۔ آپ اپنے مذہب کے معمار کو امام صادق قرار دے رہے تھے۔ نعوذ باللہ اس فرزند رسول پر اس سے بڑا افتراء اور کیا ہو سکتا ہے۔ امام صادق مدینہ سے نہیں نکلے، امام صادق کا عراق جانے یا ابوحنیفہ کا مدینہ میں آنے اور مناظرہ کے مصادر حلیۃ اولیاء، ابونعیم اصفہانی کی مرسلات ہیں جو اپنی جگہ مطعون ہے۔ اسی طرح ابوریہ ''خلافت وسیاست'' گمنام مجہول راویوں کی کتب ہیں۔ اب آپ کے پاس ابوزینب مقلاص اسدی کے طریقہ کے علاوہ کوئی چارہ نہیں رہا ہے جہاں انہوں نے امام صادق کے متعلق کہا کہ انھوں نے غیب میں جاتے وقت مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر کوئی میرا سر تمھارے پاس لائے اور دیکھو جعفر صادق قتل ہو چکے ہیں اور شہر کے پچاس عدول گواہی بھی دیں کہ یہ سر جعفر صادق کا ہے تب بھی تم نہیں مانو گے۔ لہٰذا مقلاص اسدی نے مخالف کو دبانے کا ایک ہی نسخہ دیا کہ ہر بات پر کہیں میں سمجھا نہیں یا ہم نہیں جانتے۔ لہٰذا آپ ہمیشہ مخالف پر ذمہ داری

ڈالتے ہیں جبکہ نبوت کے بعد اس منصب کے مدعی آپ ہیں، نابالغ اور غائب بھی امام ہوتا ہے اس کے بھی مدعی آپ ہیں، اثبات مدعی کے ذمہ ہے نہ کہ منکر کے۔ فرمان صاحب کا انداز بھی آج کل کے اسکالر شپ پڑھنے والوں کی طرح ہے۔

جناب غاشی آپ نے اپنی نقد میں پہلا نقد یہ لکھا تھا کہ آپ نے ہمارے محبوب کا عام مسلمانوں کے نزدیک منفور و مقہور لہجات میں نام لیا جو ہم سمیت دیگر نحو پرستوں کے لیے دل آزاری کا سبب بنا تھا اس لیے میں نے دیگر نحوین کو بھی آگاہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ جناب نحوی بزرگ! آپکے نحو کا نام کن الفاظ میں لینا چاہئے تھا؟ اس کے بارے میں ایک قصہ یاد آیا کہ ایک شخص کی ایک بیٹی جو بدشکل، عیوب سے بھری اندھی، گونگی تھی اس نے اسکی منگنی کرانے کے لیے لمبا چوڑا اشتہار دیا۔ ایک شخص منگنی کے لیے آیا اس نے لڑکی کو دیکھنے کی خواہش کی تو باپ نے کہا لڑکی کو دیکھنے کی ضرورت نہیں تو اس شخص نے کہا میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں تو لڑکی کے والد نے کہا آپ ہم پر اعتبار کریں، لڑکی کو بات کرنے کی اجازت نہیں دی آخر میں اس لڑکی کی رخصتی ہوگئی، جب شوہر نے بیوی کو دیکھا تو وہ نابینا تھی جب نام پوچھا تو گونگی بہری ہونے کے ساتھ بدصورت بھی تھی۔ آپ کے نحو کا حال بھی کچھ اسی طرح کا ہے، عمر خور مغرور اور متکبر ہونے کے ساتھ اس کے بانیان فاسد ہیں۔ غرض اس علم کا ہر زاویہ مطعون ہے۔ اساتذہ کے مجہول المذھب ہونے کی وجہ سے کسب شرافت کی خاطر حضرت علي سے انتساب کیا ہے۔ اس کے اساتذہ کو کہیں بھی کسی وقت بھی عزت نہیں ملی تھی جناب آپکو نحو قرآن توڑ کہنے سے زیادہ اس بات پر غصہ ہے کہ یہ کیسا انسان ہے کہ ادب مکاتبات کا پاس بھی نہیں رکھتا ہے اگر کسی فرد و گروہ کے ساتھ مکاتبہ کرے تو انکے معتقدات و مقدسات کا ذکر کرتے ہوئے احترام کا لحاظ نہیں کرتا ہے۔

کلمہ نحو مہمل کلمہ ہے اسکے شیفتہ فریفتہ لوگ عبادت گزاری میں اپنی عمر کو فنا کرنے کو افتخار سمجھتے ہیں۔

آپ نے لکھا میں نے علم نحو کو قرآن توڑ کہا ہے، معاف کیجئے اختصار کی خاطر تنہا نحو کو قرآن توڑ لکھنے پر اکتفاء کیا تھا ورنہ آپ کا پورا حوزہ حتی کہ جہاں علوم قرآن کی تدریس ہوتی ہے، وہاں قرآن کو حجت سے گرانے اور حدیث سے جوڑنے کی تعلیم دی جاتی ہے۔آپ کی درس گاہوں کی عمارات، علماء فضلاء اور طلاب کی بود و باش سب قرآن توڑ ہیں۔نحوین نے قرآن کو کہاں اٹھایا ہے، دکھادیں؟ اگر قرآن توڑ نہیں تو ہزار سال تاسیس کو گزرنے والی درسگاہوں میں ابھی تک معارف و دقائق قرآن کی نوبت کیوں نہیں آئی ہے؟ جہاں دروازے کے اوپر چسپاں تختی میں درسگاہ قرآن لکھتے ہیں وہاں قرآن کو حجیت سے گرانے کا درس بھی دیتے ہیں۔

مملکت اسلامی پاکستان کے اس مقطع زمانی سرخ وسیاہ میں مدارس دینی وحوزات علمیہ نے کسی بھی دن امت اسلامیہ کو عالمی کفر والحاد سے لاحق خطرات، نرغہ اہانت وجسارت بمقابل کفر والحاد یا عالمی سطح پر تاسف وتشویش کا مظاہرہ کیا ہوا؟ نہیں سنا ہے۔ بلکہ تکفیر بمقابلہ تکفیر کو زندہ وتازہ دم رکھا ہے، اور اس میں مزید ایندھن ڈالا، مزید للکارا گیا۔

پاکستان کے سب سے بڑے مقتدر عالم مجدد کو بھی اپنے ساتھ ملائیں کہ شرف الدین آپ کے خلاف ہے؟ ہم سب مل کر ان کو راستے سے ہٹائیں۔"من تراحاجی بگویم تو مرا حاجی بگو" وحدت وقت کی اہم ضرورت یہ ہے کہ ہم سب مل کر کماتے ہیں۔آغا جواد، اکابرین پاکستان اور حوزات کے درمیان میں معاہدہ ہے کہ ہر ایک اپنے مشن پر کام کرے، کوئی روک ٹوک نہ کرے۔ ہر ایک کی پشت پر ایک طاقت ہے بقول بعض، امام جماعت بلتستان کا تاثر ہے کہ شرف الدین بے چارے کی پشت

پر صرف اللہ ہے۔ آپ کی یہ حرکات استبدادی، استعماری اور بزدلی کی عکاسی کرتی ہیں کہ اپنے فیصلے کی حمایت میں حوزہ اور بیرون حوزہ شخصیات اور اصناف کو دعوت دیں۔ آپ بتائیں آپ کے حوزے میں یہاں کے عمائدین نے کسی دن اسلام و مسلمین کو لاحق مسائل کے بارے میں سب کو دعوت دی ہو؟ کیا اسلام و مسلمین کے لیے کوئی کٹھن دن کبھی پیش نہیں آیا؟ کیا پہلا دن ہے کہ شرف الدین نے بے بنیاد، بے اساس پایان نامہ کو رد کیا ہے؟ دین میں کتنی ایمانیات ہیں کن کن چیزوں پر عمل پیرا ہونا ہے، قرآن میں سب بیان ہے۔ ملک عزیز میں سب سے زیادہ افسوسناک بات ناموس خواتین کی عدم تحفظی ہے۔ خواتین کی عفت دری کے بڑھتے واقعات کے پیش نظر لڑکیوں کے باپ اور بھائی ان کو مار کر جیل چلے جاتے ہیں، جو بھی ہو مسلمان عورتوں کا مسئلہ ہے۔ حضرت علیؑ کو انبار میں ایک مسلمان کی مسیحی عورت پر دست درازی گوارہ نہیں ہوئی تھی۔ پاکستان کے جید علماء، اہل بیت مجہول المضاف الیہ گمناموں سے وابستہ یا مذہب صحابہ سے وابستہ درسگاہوں میں کہیں بھی ایک دفعہ خواتین کو لاحق مسائل پر کھلا اجتماع کیا ہو؟ مشورے طلب کیے ہوں، کوئی قرارداد پاس کی ہو؟ نہیں سنا ہے۔ حتیٰ کہ اتحاد مسلمین کے نام نہاد داعیوں نے سنی علماء و عمائدین سے مل کر ناموس اسلام کے دفاع کا کوئی اقدام صوری تک نہیں کیا لیکن تبرا، تحفظ مقدسات اور دیگر خود ساختہ اجتماعات ہوتے رہتے ہیں۔ قرآن کو کنارے پر رکھ کر اس کو اٹھانے والے کو عمری، پرویزی، غامدی کا جامہ پہنائے رکھتے ہیں۔

یہاں پانچ سال پہلے ایک علمی ادارہ قائم ہوا تھا کہ وہ لوگوں کو گھر بیٹھے ڈاکٹریٹ کی اسناد بنوا کر، چاہے کسی بھی درسگاہ سے چاہیں، لے کے دیتے تھے۔ بعد میں انکشاف ہوا کہ وہ ڈگریاں جعلی تھی۔ ان ڈگریوں کے تحت نوکریاں لینے والے نوکری سے الگ کر دیئے گئے۔ یہاں ایک نئی قسم کی

دھاندلی کا انکشاف ہوا تھا لیکن مجتہدین ساز حوزات سے یہاں کے بعض درس ناخواندہ اور فیل ہونے والوں نے اجتہاد کی اسناد حاصل کر کے اپنے نام کے ساتھ مجتہد اور آیت اللہ لگایا۔ گویا نجف قم کی گلیوں سے اجازہ و اجتہاد صادر کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی زمانے میں یہاں کے عالم نے کسی مجتہد سے عورتوں کی طلاق کا اجازت نامہ بھی حاصل کیا ہے۔

جناب عالم کلامی! آپ نے موضوع تحقیق در علم کلام بتایا ہے، یہ کوئی نیا موضوع لگتا ہے۔ فلسفہ اور علم کلام میں فرق کیا ہے؟ فرق لفظی یا علمی معنوی ہے؟ مثلاً کتاب تجرید اعتقاد کو فلسفہ کہیں گے یا کلام؟ اگر دونوں ایک ہیں تو فلسفہ کا مفہوم امور میں تحقیق ہوگا۔

جناب عالم شعوبی آپ نے اجتہاد کے خلاف بغیر وقفہ جنگ لڑی تھی، اجتہاد نا منظور کا نعرہ لگایا تھا۔ بڑے بڑے پائے کے علماء نے اجتہاد کے خلاف کتابیں اور مضامین لکھے تھے۔ پھر اچانک اس کا شور و غوغا چل رہا ہے، کس نے شروع کیا، کیوں کیا ہے؟ آپ تو اجتہاد کے خلاف تھے آپ نے کہاں اجتہاد کیا ہے اور کیوں شروع کیا تھا؟ اب اس کے مفاسد بڑھتے جا رہے ہیں، کب تک چلے گا، کب بند ہوگا۔ اہل اسلام اس سے نالاں ہیں صرف اداکار، موسیقار سیکولر صحافیوں کا اس پر اصرار ہے۔

جناب عالم معتزلی شعوبی! آپ کی طرف سے موصول شدہ دو صفحات کا رسالہ میرے لیے بقرۃ ۲۱۶ آیت کریمہ کا مصداق ہے، یہ تو میرے لیے خیر ہی خیر لگتا ہے۔ آپ کے خط سے پتہ چلتا ہے یہ آپ ہی کے لیے غاشیہ ہے۔ اندازہ ہوتا ہے آپ مزید گمراہی کی دلدل میں دھنس رہے ہیں، نکل نہیں پا رہے۔ جہاں نصاب درس قرآن سے متصادم مخالفین قرآن کی تصنیفات کو دین و شریعت اور قرآن کریم کی آیات کریمہ کے تناظر میں انتخاب کریں گے تو کچھ واضح ہوگا۔ اس علم کے آغاز و انجام کا پتہ چلائے

بغیر مشغول ہو جائیں گے تو یہی علم آخر میں بت بنے گا۔ اللہ سے دور فاسد علم میں وقت گزارنے سے ذہن پختہ ہو جائیں گے۔ چنانچہ پورے حوزے میں مہتممین خارجی کا یہی انجام ہے۔ یہ علم معتزلین کی وراثت سے ملا ہے۔
آپ اس حدیث جعلی کو رہنما اصول گردانتے ہیں ''**خذ العلم انا شئت عمن شئه**'' حالانکہ مروجہ علوم کی درسگاہوں میں پڑھنے والے منکر اللہ، منکر دین و شریعت ہونے کی وجہ سے، فزکس کیمسٹری انگریزی زبان سے نہیں بلکہ اساتذہ کی تلقینات سے بھی گمراہ کرتے ہیں۔ علامہ اقبال کے استاد صلیبی مشنری سے تعلق رکھتے تھے اس لیے وہ اسلام سے بدظن جدت پسند ہو گئے۔
آپ کا حشر بھی ایسا ہوتا نظر آتا ہے۔ آپ ابھی بھی آنکھیں نہیں کھولتے ہیں، نابالغ امام نہیں بن سکتے۔ عقلاء، عالم اس کو رد کرتے ہیں اس بارے میں دشمنان اسلام کو کیا جواب دے سکتے ہیں؟ قرآن نے یتیم کو اپنے مال میں تصرف کرنے سے منع کیا ہے جبکہ آپ ان کو امام المسلمین گردانتے ہیں۔
آپ کو درس غلط دیا جاتا ہے تضاد پڑھایا جاتا ہے۔ ایک دفعہ کہتے ہیں ہمارا اصل مصدر قرآن ہے، پھر کوئی دوسرا اس کو اہلبیت یا اصحاب کے پیچھے پھینکتا ہے۔ ایک طرف کہتے ہیں کہ قرآن میں تحریف نہیں ہوئی جبکہ دوسری جگہ کہتے ہیں اصل قرآن امام زمانہ کے پاس ہے، متعہ ''**اجور هن**'' حذف فرض کر کے ثابت کیا ہے۔
مذہب شیعہ میں سب سے بے سند متعہ ہے جو جاہلیت اولیٰ کی سنت پر قائم ہے۔ قرآن کریم میں عمل جنسی کیلئے دو کلمہ قریب المعنی استعمال ہوتے ہیں النکاح پر عمل جنسی کے لئے مخصوص ہے دوسرا کلمۃ زوج ہے جو باہم زندگی گذارنے کے لئے استعمال ہوتا ہے لہٰذا زوجیت میں عمل جنسی شامل ہے لیکن نکاح میں زوجیت نہیں پائی جاتی ہے قرآن کریم میں تمام احکام جنسی زوجیت پر مرتب ہوئے ہیں لیکن نکاح متعہ، سری مسیار زوجیت سے

باہر جنسی عمل ہے لہٰذا احکام زواج میں جوز واج سے باہر نکاح محرمات میں آتا ہے۔ شیعوں کا خود کو مسلمان کہنے کے بعد اس نکاح کو برٹرینڈ رسل سے انتساب کرتے ہیں۔ مفسرین قرآن کا متعہ کو صحیح مسلم کی روایات سے استناد کر کے اسے جاری رکھنے پر اصرار ایک لمحہ فکریہ ہے چنانچہ جامعۃ اہلبیت کے اساتید آغائے نجفی کا توحید کا اصرار سمجھ میں نہیں آیا ہے۔ یہ بات ایک جاہل انسان یا کم علم والے یا قرآن سے ناآشنا نہیں کرتے بلکہ علامہ طباطبائی ۲۰ جلد تفسیر قرآن بالقرآن کا مصنف، صاحب تفسیر الفرقان فی تفسیر القرآن با القرآن مکمل تفسیر قرآن، صاحب تفسیر کاشف البیان فی تفسیر القرآن آغائے خوئی نے اس کی سند صحیح مسلم سے دے کر اس کو جائز گردانا ہے۔ تینوں نے کسی بھی عقیدہ یا فروعی مسئلہ میں وارد روایات کی صحت و سقم سند و متن کے بارے میں منہ نہیں کھولا۔ اجتہاد جس کے وہ ایک ہزار سال مخالفت کرتے آئے تھے ابھی لکھتے ہیں ہمارے ہاں اجتہاد کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوا۔

جناب فاضل نطاس حمیس! میں آپ سے شرمندہ ہوں کہ آپ کے دو صفحات کا جواب دینے میں بہت دیر کردی۔ چونکہ میں گھر میں ایک طویل عرصے سے محصور ہوں، باہر کے لوگوں کے علاوہ اپنے خاندان حتی بنین و بنات کی طرف سے بھی مطعون ہونے کی وجہ سے تبلیغ دین کا دروازہ میرے لئے بند ہو گیا ہے۔ میرا ارادہ پختہ تھا کہ جتنا بھی ممکن ہو تمام تر اولاد کو فرقوں کی آلودگیوں سے نکال کر خالص اسلامی قرآنی فکر و عمل پر لگاؤں، ان کی بود و باش پر صبغۃ اللہ لگاؤں۔ میں ایک دعوت مکرر قرآن ''لا اسئلکم اجرا'' پر ایک ادارہ بنانا چاہتا تھا تاکہ محمد باقر کو خالص اسلامی تحقیقات کی لائین پر لگاؤں لیکن بد قسمتی سے ایران میں زندگی گزارنے والوں کا پہلا کلمہ، زندگی ہی ہوتا ہے۔ ملک کے گوشہ و کنار سے یہاں مدارس حوزے میں پڑھنے کے لئے آنے والے مروجہ علوم میں ناکام ہیں۔ یہاں کے عزت مآب علماء کی زندگی

دیکھ کر اس میں آتے ہیں کہ ہم عیش ونوش کریں گے تو دین کی خود بخود خدمت ہوگی، اور خود بخود آخرت بھی ٹھیک ہوگی۔ میرے لیے یہ دکھ کی بات ہے کہ اب ان کو دوسروں کی طرح اسلام سے الرجی ہے، منہ سے کلمہ اسلام نہیں نکالتے۔ سینہ ضیق وتنگ، دوسروں سے حسد، حرص، لالچ جیسی سوچ سے نکل کر عالم اسلامی سطح کی سوچ پر لگاؤں۔ لیکن جب ان کی حب عیش ونوش، دونوں کی زوجات کی ایران میں اقامت دائمی کا فیصلہ، دیکھتا ہوں، تو پریشانی ہوتی ہے۔ شیخ قرمطی اور تاجر دین قرمطی نے مجھے مفلوج محصور کرنے کی خاطر ان کی نظروں میں ایک مطعون، معتوب اللہ کی سزا میں پکڑے جانے والا سمجھانے میں وہ لوگ کامیاب ہوگئے۔ میرے لئے سوائے اللہ کے اس گھرانے میں اور کوئی نہیں رہا۔

جناب مرشد پایان نویسان

ہروہ شخص جو اجتماع میں ایک امتیاز کا حامل بنتا ہے اس پر دین اسلام کی طرف سے عائد ذمہ داریوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ آپ کے لئے بوجہ مقام مرشد باعث وموجب اضافی ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ ہر انسان کی ذمہ داریاں اس کی صلاحیتوں کی بنیاد پر ہوتی ہیں۔ ایک جاہل ومعذور انسان ہو اور وہ اپنے دین کے اصول وفروع پر عمل پیرا ہو جائے دوسری لیاقت تبلیغ و ارشاد کے راستے میں حائل موانع کو ہٹائیں۔ آپ جس مذہب پر قائم ہیں جس نام سے ہوں اسلام سے خارجی راستے کا نام ہے۔ اسلام کے راستے میں سب سے بڑی حائل رکاوٹ پاکستان میں فی زمانہ موجود علماء فضلاء عمائدین ہیں چاہے وہ حوزہ، نجف، قم کی اسناد کے حامل ہوں یا سعودی درسگاہوں سے ہوں۔ یہ اپنے تمام اختلافات، تشاجرات، تخاصامات کے باوجود دین اسلام کو روکنے اور الحادی احزاب کی پشت پر قائم ہیں۔ ملک میں

رائج بدعات وخرافات کی سرپرستی کرتے ہیں۔جیسے آقای ساجد نے فرمایا
ہماری تمام تر توجہات یاعلی مدد کے لیے وقف ہیں۔آغائے تقی شاہ نے مکہ
میں آغائے ناصر مکارم شیرازی سے کہامیں عزاداری کواصول عقائد میں شمار
کرتا ہوں۔لاہور میں منعقدہ کانفرنس میں تقی شاہ نے کونڈوں کے بارے
میں فرمایا، ہروہ چیز جس سے ہمارے دشمن کو چڑ ہووہ ہمارا اصول ہے۔اس
وجہ سے آغائے سبحانی کوعقائد امامیہ کوپانچ سے دوسوتک لے جانا پڑا۔
آغائے موصوف نے عقائد آغائے تقی شاہ کے اصول کی تائید کی۔ہمارے
دشمن یہود ونصاری، کمیونسٹ نہیں بلکہ وہابی سنی ہیں۔آغائے ساجد نے فرمایا
میں نے شریعت بل کوروکا کیونکہ انہیں کلمہ شریعت سے چڑ ہے۔اس وقت
تمام مذاہب اسلام کی راہ میں سد سکندر بنے ہوئے ہیں بلتستان میں
آغائے جعفری کاایک ہاتھ پی پی والوں کے کاندھے پراور دوسراہاتھ
خانیوں کے کاندھے پر ہے۔عوام کوآغاخانیوں اور پی پی کے قائدین کوخوش
آمدید کاحکم دیتے ہیں، نثار کوہتھکڑی لگانے کاحکم دیتے ہیں۔آغائے شیخ
صلاح الدین، آغائے نجفی کے منہ سے کبھی سربلندی اسلام کانام بھی سننے کی
خواہش کریں، ایسانہیں سنیں گے۔آپ مذہب اہل بیت پر ہیں۔مذہب
اہلبیت دوگھرانوں سے انتساب کرتے دیکھاہے۔ایک گھرانہ جس کے
چہرے صاف پاک ومنزہ ہیں ان کی حرکات وسکنات اورتابعداری میں شک
نہیں ہے۔انہوں نے اسلام سے ہٹ کرکوئی کلمہ بنایاہے جس میں محمد کانام
چھوٹا، علی کانام بڑابنایاہے۔یہ وہی فکر ہے کہ علی برتر از نبی۔یہ جملہ امام جعفر
صادق پرافتراء ہے۔آپ بنیادگزار مذہب اہلبیت ہیں۔اس گھر سے
سوائے حضرت علی سے منسوب کتاب نہج البلاغہ مرتب شریف رضی متوفی
۴۰۶ھ صحیفہ سجادیہ کی جامعین حرعاملی ۱۱۰۴ھ، محدث نوری ۱۳۲۰ھ، سید محسن
امین ۱۳۳۱ھ جامع متشتات متفرقات ہوسکتی ہیں۔لیکن مستندات ایمانیات،

احکامات نہیں بن سکتی ہیں۔ ناقل صحیفہ سجادیہ یحیی بن زید مخالف امام باقر و صادق تھا۔ امام باقر و صادق کو قاعدین کا طعنہ دیتا تھا۔ دوسرے اہلبیت سلمیہ قیروانی قاہرہ والے تھے۔ ان دونوں میں ہر حوالے سے دوئیت، مفارقت اور عدم سخنیت پائی جاتی ہے۔ سلمیہ و قاہرہ والوں کا چہرہ قبیح ہونے کی وجہ سے اسماعیل صفوی نے ان پر اثنا عشری کا مقنعہ چڑھا کر پیش کیا ہے۔ امام حسن نے اپنی مسند سے تنازل کیا، جان و مال امت کو ہدر ہونے سے بچا لیا۔ اپنی جگہ لائق تحسین قرار پائے کہ امت کو اپنے اقتدار کی خاطر خون میں نہیں نہلایا۔ امام حسین نے اپنے احتجاج کو جاری رکھا لیکن زیادہ عرصہ نہیں گزار سکے۔ ۱۳۵ھ میں غلات نمیری جارودی نے اس کو منسوخ پیش کیا جسے صفویوں نے مزید مسخ کیا۔ شعوبیوں نے آپ کے قیام کو ہر حوالے سے اسلام کے خلاف ایک اسلحہ فتاک کے طور پر استعمال کیا اور بری طرح سے اسلام کو صدمہ پہنچایا۔ درسگاہ شعوبیوں سے وابستہ شخصیات نے اس کو ایک عبادت بنایا۔ سید سجاد نے ہر قسم کی ذمہ داری اٹھانے سے انکار کیا۔ خاندانی ذمہ داریاں محمد بن حنفیہ کے سپرد کیں، باقی نے خود کو اپنے گھروں تک محدود کیا۔ یہ دوسرے اہلبیت الصاقی، الحاقی، سلمیانی کوفہ بصرہ کے منافقین کے گھڑے ہوئے ہیں لیکن یہ بات اپنی جگہ حقیقت قاطعہ ہے کہ جو دین اسلام محمدؐ لائے ہیں وہ قرآن ہے، قرآن کے علاوہ باقی زخرف ہے۔

جناب ناقد ظریف

میں اپنے حاصل کردہ علوم اور قوت فہم و ادراک کی حدود میں محدود تھا۔ اپنی دروس حوزہ میں فیل انسان، اونچے مقامات انقلابی درسگاہیں کیسے قائم کر سکتا تھا۔ اس کے علاوہ مدارس نصاب، بقول اعتقادات تاریخ اسلام مسلمین عربی زبان پر توجہ نہ ہونا نے بھی میرے لیے درسگاہوں کے بارے

میں بدظنی جیسے تحفظات کی جگہ بنائی ہوئی تھی۔اسی طرح وہ سنیوں کو مخالفین اہلبیت سمجھتے تھے۔لیکن میدان عمل اور اداء مراسم عبادی، شعائر دینی میں سنیوں کو شیعوں سے زیادہ پابند سمجھتے تھے۔کیونکہ شیعوں میں کچھ اسلام مخالف مظاہرے کرتے دیکھے تھے۔مسجد کی جگہ خانقاہ ماتم سراء بنائی، نماز کی جگہ رونا پیٹنا کرتے تھے۔ حسین کے نام سے گانا یعنی آئمہ کو برتر از انبیاء، حیلے و بہانے سے محمد کو پیچھے کرنا میرے لئے بہت سی تشویشات کا باعث بنا۔
خصوصاً اشعار بو اشاہ عباس جو کہ بیک وقت مہدم توحید، نبوت، حضرت محمد پر ایمان، ایمان با آخرت پر طعنہ زنی حتیٰ کہ قرآن کریم کی اہانت و جسارت بھی اشاروں میں پائی جاتی ہے۔ایسا سب کچھ میرے تصور میں بھی نہیں تھا اس لئے بزرگ علماء شیعہ کی کتب سے اپنی فہم کے لئے ان کے تضاد کو جمع کرتا رہتا تھا۔شیعوں کی حالیہ سنت وسیرت کہیں دور سے بھی حضرت امام حسین سے نہیں بنتی۔یہیں حضرت محمد، علی، حضرات حسنین، زہراء مرضیہ سے بھی نہیں ملتی۔ان کا تمام تر اٹھنا بیٹھنا، بود و باش، کردار حرام خوری، نمک حرامی، دروغ گوئی زیادہ تر اہلبیت سلمیہ سے مشابہ نظر آتی ہے۔خطبہ نہج البلاغہ سے متصادم نظر آتی ہے میرا یہ مظاہرہ انہیں گوارہ نہیں تھا چونکانے والا تھا۔اس پر صرف یہ علماء متوجہ نہیں تھے بلکہ عامۃ الناس بھی متوجہ تھے کیونکہ شیعہ مذہب ہی انہیں یہ سہولیات دیتا ہے۔شیعوں نے مجھے دشمن شیعہ قرار دیا اور سنی مسلک اپنانے کا الزام لگایا یہاں تک مجھے سعودی نواز قرار دیا۔یہاں تک کہ کونسل جنرل ایران اسلامی نے بغیر تحقیق اور ثبوت کے شیعہ تنظیموں کے کہنے پر سعودی سفارت خانہ سے تعلقات رکھنے کی تہمت لگائی۔میرے بارے میں جسارت آمیز رویہ اختیار کیا۔بعد میں معلوم ہوا انہوں نے یہ الزام اپنے مذہب سے دفاع کرنے سے عاجز و قاصر ہونے کی وجہ سے لگا یا گیا اور لوگوں کو مجھ سے دور کرنے، مجھ سے نفرت کرنے کی تلقین کی۔چونکہ

میں دلیل کی بنیاد پر بات کرتا تھا لہٰذا ہر دن مطمئن تر ہوتا جاتا تھا۔

دنیا میں جاری تنازعات، مخاصمات اور اختلافات میں ایک طرف مدعی ہوتا ہے، دوسری طرف منکر ہوتا ہے۔ دلیل دینا مدعی کی ذمہ داری ہے۔ ادیان سماوی اور ادیان وضعی دونوں میں مدعی سے کہا جاتا ہے کہ اپنے دعویٰ کو دلیل سے ثابت کریں۔ جن وانس کی طرف مبعوث انبیاء کو خالق کائنات کی طرف سے اپنے نبی ہونے کا ثبوت دینا پڑتا تھا لیکن اللہ نے کبھی اپنے بندوں کو نہیں ڈانٹا کہ میرے مبعوث انبیاء سے دلیل وثبوت مانگتے ہو؟ کیوں انکار کرتے ہو۔ کسی مدعی کا دلیل دینے سے قاصر عاجز ہونے کے بعد دعویٰ خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا مدعی کی تعریف میں آیا ہے کہ مدعی وہ ہوتا ہے جس کے دعویٰ سے دست برداری سے دعویٰ ختم ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ کائنات کا خالق صانع اللہ سبحانہ ہے اور قرآن میں ہزار ہا دلائل براہین پیش کیے گئے ہیں، اس بارے میں کسی دلیل میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا۔ لہٰذا اللہ کے منکرین دب گئے۔ وہ صرف اس منطق پر اکڑ رہے تھے کہ ہم نے کبھی دیکھا نہیں۔ یہ بات اپنی جگہ درست تھی اگر وہ یہ دعویٰ کرتے ہم نے دیکھا ہے تو مسلمان کہتے کہ وہ اللہ نہیں ہوسکتا ہے جو حواس خمسہ میں آجائے۔ لہٰذا قرآن میں اس کا ذکر صرف ایک دفعہ آیا ہے

﴿وَ قالُوا ما هِيَ إِلَّا حَياتُنَا الدُّنيا نَمُوتُ وَ نَحيا.. جاثیه. ۲۴﴾

لہٰذا ادیان سماوی حتیٰ کہ مشرکین کے بھی منکر خالق نہ ہونے کی وجہ سے، موحدین نے اصل صانع کو مبداء دین قرار نہیں دیا بلکہ توحید اللہ پر ایمان کا آغاز کیا۔ لیکن قرآن کو کنارے پر لگا کر دشمنان اسلام کے تیار کردہ نصاب کو پڑھ کر پڑھنے والے کو غصہ آتا ہے۔ لہٰذا فرقے اپنے مذہب سے دفاع کرنے سے عاجز وقاصر ہیں۔ مذہب سے دفاع غلط سے دفاع ہوگا، مجرم سے دفاع ہوگا۔ اس لئے آپ کی درسگاہ کے عمائدین نے شرمندگی سے بچنے

کے لیے آپ حضرات کو تجویز دی کہ تشدد کا طریقہ اپنایا جائے انہیں ناراض کریں۔لیکن آپ کے علوم شعوبی میں غیر اضافی کے غرور نے اجازت نہیں دی۔ ہزار ہا جھوٹ، تہمت اللہ اور رسول امام صادق پر افتراء کریں گے۔ جن کو آپکے فرقے کے حضرات مناسب نہیں سمجھتے، انہیں الزام در الزام لگا کر خاموشی پر مجبور کر دیتے ہیں۔اسی لئے آپ کے حلقے والوں نے کہا تھا کہ ان سے دوری اختیار کریں۔ان کو جدید فقہ اب سے پسند نہیں یا ان کی اپنی تجویز نہیں بلکہ ایسا کافی دیر سے چلا آ رہا ہے لہٰذا جب یورپ میں انقلاب صنعت آیا اور انہوں نے کلیسا کی ضد میں اللہ کا انکار کرنے والوں کو پذیرائی دی۔ اعزاز انعامات نوبل سے نوازا گیا۔اخبار و جرائد امیں شور شرابہ سے اللہ والوں کو دبایا۔ان کے خلاف شدید مزاحمت کی اور دنیا میں، دین پر علم کے غلبے کے جشن، جلوس، مظاہرے کیئے، مارچ کئے اور مہمات چلائیں۔علم نے ملحدین، منکرین اللہ کا ساتھ دیا، اب ہمارے پاس کچھ نہیں رہا ہے، غشیان طاری ہو گیا۔اب انہوں نے علم کی فضیلت میں احادیث گھڑنا شروع کیں۔ اہل ادیان دب گئے۔ بقول احمد امین خالص مومنین بھی مناظر عام میں کھلے نماز پڑھنے سے شرما کر چھپ چھپ کر پڑھنے لگے۔تاریخ عالم اسلامی اس وقت ایسے حالات کا سامنا ہو رہا ہے کہ اسکالرشپ کے ذریعے ذہین فطین لڑکوں کو مغرب لیجا کر پڑھا کر واپس بھیجتے وقت انہیں یہ ہدایت کرتے ہیں کہ دین پر تنقید کریں، تشکیک پھیلائیں۔اگر تمھیں دین کی دعوت دیں تو سننے کے بعد کہیں کہ نہیں سمجھا۔اسلامی تاریخ کی دوسری صدی میں شہر کوفہ میں ایک شخص بنام ابوزینب یا ابو اسماعیل تھا۔اس نے امام صادق کا اللہ کی طرف سے نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔امام صادق کی موت سے انکار کیا اور کہا ہمیں جعفر صادق کا حکم ہے کہ اگر میرا سر کاٹ کر لائیں اور پچاس عادل مومن گواہی دیں کہ یہ جعفر صادق کا سر ہے تو نہ مانیں۔

جناب کلامی معتزلی! فرقے اپنی بری نیتوں اور خفیہ خباثتوں کو تقیہ میں چھپانے کیلئے وقت اور حالات کے تحت نام بدل کر خود کو متعارف کرواتے رہتے ہیں۔ کبھی ایک دوسرے پر لعنت بھیجتے، کبھی اپنے فرقے کے دائرے سے خارج کرتے ہیں۔ مجمع عام میں کہتے ہیں کہ ہم سب ایک ہیں۔ کسی پر کفر کا ٹھپہ نہیں لگا سکتے لیکن کوئی ان کے فرقے کے بے بنیاد عقائد پر تنقید کرے تو اس کے ساتھ بدترین سلوک کرتے ہیں، اس سے برأت کا اعلان کرواتے ہیں۔ سبائیہ کی جگہ کیسانیہ، جب ان دونوں کی کفریات الحادیات سامنے آئیں تو ان سے برأت، کبھی لعنت، کبھی ان کے وجود کو ہی افسانہ گردانتے ہیں۔ میرے جواب کا جواب اس طرح لکھنے سے بدبو آتی ہے اس طرح غیر متعلقہ کی طرف سے جواب لکھنا بھی سوالیہ بنتا ہے۔ آپ جس طرح سے ان کا پایان نامہ لکھتے ہیں، رہنمائی اور ہدایت فرماتے ہیں، اس طرح نقد بر جواب کے بارے میں رہنمائی کرتے یا خود لکھ کر انہی کے نام سے ارسال کرتے ہیں۔ پایان نامہ لکھنے کے مرشد اور صاحب پایان نامہ کے اہداف پہلے سے دفاع از مذہب، غیرت مذہب نہیں بلکہ اس کا مقصد اپنی ذات کی برتری تھا۔ آپ اگر ان کے مہربان تھے تو مدلل جواب لکھتے، ان کے نام سے بھیجتے۔ کیا آپ نے جواب تحریر کیا تھا، مجھے اس پر تحفظات ہیں۔ پھر اپنی نقدات لکھتے تو یہ آپ کا حق بنتا تھا لیکن آپ کا شوریٰ سے مباحثے مذاکرے کے بعد ان چند نکات سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ اور شوریٰ دونوں پر یہ صاعقہ ثابت ہو گئے ہیں۔ یہ تو میرے لئے حیرت کی بات ہے۔ فرض کریں اگر میں آپ کا باپ ہوتا تو سر پکڑ کر روتا کہ میرا یہ بچہ ابھی کچھ پڑھا ہی نہیں ہے، جس طرح یہاں سے گیا تھا ویسے ہی واپس آ گیا ہے۔ بلتستان کے مایہ ناز، علم و فضل میں نبوغت رکھنے والے آغائے جعفری، آغائے محسن نجفی کسی بھی دن خالص اسلام کو اٹھانے کا ذکر تک نہیں کرتے۔

فرض کریں سنی علماء، وہابی، دیوبندی، بریلوی حتی عمری بکری کا ساتھ بھی نہیں دیتے لیکن اسلام تو ابوبکر و عمر عثمان شاہ خالد و سلیمان کا نہیں تھا۔ اسلام تو اللہ کا ہے محمد کا لایا ہوا ہے۔ علی کو جانشین بلا فصل محمد پر اصرار کرنے والے محمد کے دین سے بیزار ہیں۔ میں نے یہ سوال جناب آغائے صلاح الدین صاحب سے جنہیں میں دین و دیانت دار سمجھتا تھا، استفسار کیا کہ آپ لوگ اپنے فرقے کا دفاع کرتے ہیں لیکن کبھی بھی اسلام کا دفاع کرتے نہیں سنا ہے۔ تو آپ نے کہا ہم اپنے فرقے کا ہی دفاع کریں گے کیونکہ اسلام تو مشترک چیز ہے۔ پرویز مشرف کے دور میں سندھ کا ایک پورا گاؤں مسیحی ہو گیا میں نے آغائے صلاح الدین کو بتایا کہ سندھ میں ایک پورا گاوں مسیحی ہو گیا ہے۔ تو کہنے لگے کیا فرق پڑتا ہے وہابی ہو جائیں یا مسیحی ہو جائیں۔ قرآن اور محمد کا ظاہری سطح پر نام لینے والوں کو مسیحوں جیسا سمجھنا حیرت کی بات ہے۔ یہ مخالف اور ضد قرآن نظریہ ہے کیونکہ ابتداء بعثت میں فارس روم پر غالب آیا، روم کو شکست ہوئی تو مشرکین خوش ہو گئے کہ دین والوں کو شکست ہوئی۔ اللہ نے سورہ روم کی ابتدائی آیات میں فرمایا ﴿غُلِبَتِ الرُّومُ﴾ ان کے مرکز کے ایک استاد آغائے جعفری نے کہا کہ ہم ہر اسلام کو نہیں مانتے صرف اسلام غدیر کو مانتے ہیں۔ دس بارہ سال حوزے میں رہنے والے مرکز اسلامی کے اساتذہ سے ایسا کچھ سننا لمحہ فکر اور سوالیہ بنتا ہے۔

مجھے آغائے فدا حسین کو داد و تحسین ملنے یا مالی انعام ملنے پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ غلط تصانیف پر تمغہ غیر معقول، غیر مشروع اعمال پر تحفہ دینا آپ کی دیرینہ سنت رہی ہے۔ کلینی کی روایات ضعیفات موضوعات پر ''الکافی کافی لشیعتنا'' یا الکافی، تالی تلو قرآن قرار دے کر کلینی کو نوبل انعام دیا ہے۔ یہی تحفہ ان سے پہلے محمد بن اسماعیل کو صحیح بخاری لکھنے پر دیا تھا۔ بعد میں صحیح مسلم کو بھی شامل کیا گیا۔ صدوق کی توثیق کیلئے دعا امام موہوم

بتائی گئی۔اسی طرح خرافات سے پُر کتاب بحار لکھنے والے کو محدث قمی نے کہا، ان جیسا نہ کوئی آیا ہے نہ آئندہ آئے گا۔آغائے تقی بہجت کی علمی کمی کو ہر صبح ملاقات امام زمانہ سے پر کرنا، عقائد میں مسلمات عقلاء عالم کے خلاف پیش کرنے کی سنت مذہب ابی زینب مقلاصی ابواسماعیل کی تھی۔اس دعویٰ کو پہلے آغائے فرمان نے آغائے حیدری کے نام سے تشہیر کیا تھا۔ابھی آغائے فرمان نے اس کی وضاحت کرنے کا عندیہ دیا، وہ میں نے خود لکھا تھا۔

مصنف اصلی ابھی سامنے آیا۔اس میں شرف الدین کو کیا اعتراض ہوسکتا ہے؟ ہمیں آپ کے دو صفحات کے سیاق وسباق، جملات سے یہ ایحاء ملا ہے۔دو مہینے مسلسل غور اس بات پر کیا ہے کہ کیا جواب دیا جائے؟ کس قسم کا دیا جائے؟

نحو کو قرآن توڑ کہا ہے تا کہ حوزات و مدارس کے نحو پرستوں کو اپنے ساتھ ملائیں۔اگر یہ بات غلط تھی نحو قرآن توڑ نہیں ہے تو نحوین کی قرآنی خدمات پیش کرتے۔آپ کے ان کی نفی واثبات دونوں میں کچھ نہ لکھنا اس بات کی دلیل ہے کہ نحو قرآن توڑ کا آپ کے پاس جواب نہیں ہے جبکہ میرے پاس نحو قرآن توڑ ہونے پر ایک ضخیم کتاب کا مسودہ موجود ہے۔اسے تصحیح وترتیب کے لیے وقت درکار ہے۔تاریخ نحو "من البدائۃ الی المعاصر" کی بنیاد رکھنے والے تخصص کرنے، اس میں مہارت وعبور رکھنے والے حتیٰ کہ ابتدائی کتب مقدمات سیوطی پڑھنے والوں کے عزم منویات، اخلاقیات دین اسلام کی اساس قرآن سے بے اعتنائی اور اپنے اندر تکبر وغرور ابلیسی سے بھرے ہوئے علم ہیں۔مسلمانوں کو ایمان باللہ، ایمان بالرسالت محمد، ایمان با آخرت کو ترجیح دینی چاہیئے یا ایمان مشنری سکول؟ اس سب کا آخر کار مقصد یورپ کے سرٹیفکیٹ کا حصول ہی ہوتا ہے۔بہت کچھ شکوک و شبہات سے بھرا ہوا ہے اگر زندگی ملی تو انشاء اللہ اس پر اپنے تاثرات ضرور

مکمل کروں گا۔ علم نحو وفلسفہ عرفان ہو یا علم اصول فقہ بلکہ خود فقہ تک قرآن توڑ ہونے میں لاریب فیہ ہیں۔ یہ علم برائیوں خیانتوں سے بھرا ہوا علم ہے۔ خصوصی طور پر قرآن سے آنکھ مچولی کرنے والے علم میں کوئی تردید نہیں ہے۔ اس مدعی کے ثبوت میں ایک قاعدہ کلی پیش کیے ہیں۔

ا۔ شرف العلوم شرف غایات سے ہوتا ہے جبکہ علم نحو کی غایات ابتداء سے انتہاء تک اپنے پیٹ کیلئے تھیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح آج کل مسلمان کی قدر و قیمت، پیٹ اور عیاشی سے ہوتی ہے۔ کسی نے کسی معلم نحو سے پوچھا آپ نے اسے کیوں مشکل بنا کر رکھا ہے تو کہا اگر ہم آسان بنائیں گے تو ہمارا گذارا کہاں سے ہوگا۔ اگر قرآن عربی میں نہ ہوتا، حضرت محمد کی نبوت کی نشانی نہ ہوتا تو ہمارے لیے عربی، ترکی، انگریزی، سنسکرتی، چینی جیسی زبان میں کوئی فرق نہ پڑتا۔

۲۔ نحو کا سلسلہ نسب مجہول ہے۔ کتاب موسوعۃ علوم عربیہ میں نحو کے آغاز کے بارے میں اقوال مضطرب ہیں۔ کبھی ابوالاسود دوئلی کو بانی نحو قرار دیا جاتا ہے۔ رجال حدیث خوئی میں اس کی شخصیت مجہول، مطعون اور اپنی جگہ مضطرب ہے۔ کبھی ابن عباس سے کبھی علی ابن ابی طالب کبھی عبید اللہ ابن زیاد تو کبھی بذات خود ایجاد کیا ہے۔ کہتے ہیں عبدالرحمٰن بن ہرمز فاسد العقائد شخص تھا، نحوین کے سب سے بڑے عمائدین خلیل احمد لھیدی ہیں اور ان کے بعد ان کے دو شاگرد کسائی اور سیبویہ دونوں کا قرآن سے رشتہ مشکوک ہے۔ دونوں کے استاد خلیل احمد فراہیدی خوارج سے تعلق رکھتے تھے، کسی خاص مذہب سے وابستہ نہیں تھے۔ انہیں خالص اسلام کو اٹھاتے نہیں سنا ہے۔ کوفہ اور بصرہ کے عمائدین نحو سیبویہ اور کسائی ہیں۔ دونوں روزگار کی تلاش کے لیے بغداد پہنچے، کسائی کا اپنا تو مستقل روزگار کا ذریعہ بن گیا لیکن اس نے اپنے استاد سبوئیہ سے خیانت کرتے ہوئے اسے واپس

بھگا دیا۔ سبویہ قرآن سے حسد کرتا تھا۔

۳۔ کسی مادی بنیاد پر حاصل شدہ علوم سے انسانیت نے کوئی خیر نہیں دیکھی ہے۔ یہ علوم مسلمانوں کے لیے بُرے حالات، مصیبت، آفت دین، اولاد فروش، ناموس فروش، حرام خوری کے ہنر لائے ہیں۔ ان علوم کے ساختہ گرنیڈ میزائل اور ڈرون کا نشانہ دین بنتا ہے۔ دوسرا نشانہ شرف و فضیلت ناموس اور تیسرا نشانہ اولاد اور والدین کے درمیان جدائی اور دوری ہے۔ ان علوم کی تخریب سے شراب خانے، جوئے خانے اور فحاشی کے اڈے آباد ہیں۔ مساجد التقوی گرا کر مساجد ضرار بن گئیں۔ درسگاہ ضرار بن گئیں۔ جہاں علوم اسلامی نہیں بلکہ روزگار کے لیے بنے ہیں۔ جن علماء کو بڑے بڑے فلک بوس القاب سے نوازتے ہیں وہ فاسد فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ کوئی عالم دین سننے میں نہیں آیا کہ وہ خالص دین کے لیے سرگرم عمل ہے اور کسی سے اجرت نہ لیتا ہو۔ دین اسلام کے نفوذ میں تعریف کا راز بھی اسی میں ہے لیکن یہ علم اب متاع بازار بنا ہوا ہے۔ علم نحو الف سے ی تک اختلاف ہونے کی وجہ سے انباری نے اس پر ایک کتاب ''الانصاب'' لکھی ہے۔ علامہ سعید افغانی نے نحو میں اضطرابات، تشت اختلافات پر فی اصول نحو میں نشان دہی کی ہے۔ ایک اور کتاب ''الخوبوں والقرآن'' میں ڈاکٹر خلیل بنیان الحسوں نے نحویوں کے قرآن مخالف اصولوں کی نشاندہی کی ہے۔ پاکستان میں آقای جواد نقوی کا ملک کے لیے پیش کردہ لائحہ عمل غیر اسلامی ہونے کے علاوہ ناقابل تحلیل ہے یہ خالصتاً ان کا اجتہاد ہے اس کے لیے مقلدین، مزمتین چاہئیں۔ نظام ولایت فقیہ کی مثال تو ایسے ہے کہ اس کے لئے اولی الامر، معصوم ہونا چاہیے تاریخ بشریت میں اس کا مصداق انبیاء کے سوا کسی اور کو نہیں دیکھا گیا۔ لیکن یہاں کبھی امام مہدی، کبھی اولی الامر معصوم، کبھی ولایت فقیہ کی صورت میں الحادی نظاموں کے لیے راستہ

ہموار کرنے جیسا ہے اور یہ نقوی اور راجہ ناصر کی حکمت عملی سے قطعاً مختلف نہیں ہے۔ سیکولروں کی تحریک جیسے جماعت اسلامی، جے یو آئی، مولانا فضل الرحمٰن جیسوں کا علمی ذخیرہ بھی اقبال کا اسلام ہی ہے۔ جہاں کے اسلام خواہوں کو تشویش میں ڈالا گیا ہے کہ آپ لوگ الحادیوں کی کامیابی کے لیے دعا کرتے رہیں۔ لیکن اللہ آپ لوگوں کی ایسی دعاؤں کو آپ کے منہ پر مارے گا۔ میں نے اختصار کی خاطر صرف نحو لکھا تھا لیکن قرآن توڑ ہونے میں صرف نحو مجہول النسب تک محدود نہیں بلکہ نحو آپکا اصول فقہ بھی ہے۔ آغاز سے انجام تک قرآن توڑ ہے۔ اصول فقہ والوں کی نظر میں قرآن، تیر سنان و شمر مانند ہے۔ اس لیے قرآن پر عدم صلاحیت، معدوریت کی دفعہ لگانے میں موقع محل ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ انہوں نے اللہ کی کتاب عظیم میں نقص وعیبوں کی لمبی دفعات لگا کر حوزہ بدر کیا ہے۔ لوگوں کو ٹرکانے کے لیے سحر بیانی کیلیئے فقہ کو امام صادق کی شخصیت سے منسوب کرتے ہیں۔ لیکن امام صادق کی نہ تو کوئی کتاب تھی نہ کوئی مدرسہ تھا، وہ اپنے گھر سے باہر ہی نہیں نکلے تھے۔ کبھی کہتے ہیں بنی امیہ اور بنی عباس کے دور میں آپ کو موقع ملا تھا، کبھی کہتے ہیں آپ اور آپ کے اصحاب تقیہ میں تھے تو کبھی ابوحنیفہ اور امام صادق کا مناظرہ بتاتے ہیں۔ امیہ کے حکمران ان کے بعد اور بنی عباس کے حکمران ان کے پیچھے رقیب وعتید تھے۔ اگر یہ فقہ امام صادق تھی تو آغائے ابراہیم جناتی، آغائے خامنہ ای، آغائے خمینی کو یہ جرأت کہاں سے آئی؟ ہماری فقہ عصر معاصر پر دسترس نہیں رکھتی، آپ کی فقہ کی شقیں آیات محکمات سے متصادم ہیں۔

ا۔ یہ وسیع وعریض فلک بوس، مزین ومجہز، آراستہ وپیراستہ درس گاہیں جن میں کہنہ ترین، بے سود ترین علوم کے حصول میں عمر عزیز ان ضائع کرتے ہیں۔ فلسفہ میں ڈاکٹریٹ کرتے ہوں گے لیکن گنگ ہی رہتے ہیں۔ وھوفی

البیان، غیر مبین نماز جمعہ کا خطبہ جب آغا مصباح اور آغا آملی دیتے ہیں تو عوام کہتی ہے کہ فلسفہ کی باتیں کرتے ہیں جو ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔
آغائے مصباح یزدی نے ایک کتاب ولایت فقیہ پر لکھی جس میں ملک سے باہر والوں پر بھی ولایت فقیہ کا نفاذ واجب گردانا گیا ہے۔ جبکہ آغائے خوئی نے اپنی کتاب تکملہ المنہاج میں ثابت کیا ہے کہ فقیہ کا کسی کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ آغائے گلپائگانی نے بھی اس ولایت کو رد کیا ہے۔ امام خمینی نے اس کا روایت حنظلہ سے استناد کیا لیکن علماء نے اس کی توثیق نہیں کی۔ گونگا رہنا کا بھی ایک فلسفہ ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی کو صحیح جواب نہ دیا جائے۔ کراچی میں محمد باقر اور محمد سعید کے دوست میرے عقائد مخالف علماء سے جواب مانگتے تھے۔ نجف میں آغائے حافظ بشیر تک پہنچے اور ان سے دلیل مانگی تو کہا کل کے چھوکرے دلیل مانگتے ہیں۔ استاد فلسفی نے ملک سے باہر والوں پر نافذ کس دلیل سے استناد کیا یہ یہاں کی دہری شہریت والوں کے ووٹ جیسا لگتا ہے کہ بیرون ملک والوں پر کس دلیل سے استناد کیا ہے؟ یہ مدرس حتمی طور پر شعوبین کے بنے ہوئے ہیں کیونکہ اس طرح کی عالی شان عمارتیں فٹ بال گراؤنڈر، سوئمنگ پولز، کی موجودگی اس بات کی دلیل ہے۔ اس طرح کی عیاشیوں کی کوئی اپنی ذاتی کمائی سے بھی اجازت نہیں دیتا۔
کہتے ہیں جامعہ امام خمینی اپنی تاریخ میں عدیم المثال ہے، یہاں علوم قدیم کے فارغان تحصیل کے سروں پر بطر و ترف ر کا عمامہ رکھا جاتا ہے جہاں مناظرین کو قبل از مناظرہ وحشت و دہشت میں مبتلاء رکھتے ہیں۔ اس کی شہرت مقبولیت میں اضافے کے لیے کھیل کود گراونڈ، سوئمنگ پول، شطرنج خانے، فلم خانے رکھنے کے ساتھ اپنے بے اساس عقائد کی تشہیر کی خاطر، بانیان عمارت کی خوشنودی کی خاطر پایان نامے کا سلسلہ چلایا جاتا ہے۔ اعتراف بہ ربوبیت والوہیت کے بعد اصول ایمانیات میں دعا میں

کس نمبر پر آتی ہے۔ آیا دعا میں اظہار فقر و عجز کرنا کافی ہے یا شرکیات سے مخلوط دعائیں پڑھنا ضروری ہیں۔ کیا اسلام کی ایمانیات میں جھوٹ سے بنائے گئے عقائد پر پایان نامہ پیش نہیں کریں گے؟ نماز دعا کا پیکر حقیقی ہے اس سے بڑھ کر کوئی دعا کا مظاہرہ نہیں ہوسکتا ہے۔ نماز کے بعد التماس دعا کا کیا مطلب سوائے اغواء شدگان کو غفلت کی نیند سلانے کے علاوہ اور کیا ہے۔ جامع کوثر میں اگر علم سیاہ کا میلہ نہ لگائیں، ضرار چھور کا میں علم نصب کرنے کے افتخار کے لئے خداموں کو نہ بلائیں تو ان عمارات کے بجٹ کیسے منظور ہونگے؟ جیسے یہاں بجٹ کے آخری سال میں پیسہ واپس خزانے میں جمع کرنے کے بجائے افسران کے گھروں میں بطور خوشنودی وسائل وسائل بھیجتے ہیں۔

آغائے غاشی مناظر نے دو صفحات کے عشوانہ اپنی سحر انگیز عبارات سے غیر ملموسانہ انداز میں اپنے ساتھ دیگر شخصیات کو میری طرف سے خطرناک ہونے کا عندیہ دیا تھا کہ شرف الدین ہم سب کا مخالف ہے لہٰذا مل کر ایک اتحاد کی صورت میں اس کے خلاف ہمہ جہتی مزاحمت کا اہتمام کیا جائے۔ یہی پیغام صانع خرافات میانوالی نے اپنے مجلّہ زینب مجہول میں دیا تھا۔ یہی پیغام آغائے حسن ظفر نے اپنی کتاب کی تمہید کے بعد اشتہار میں دیا تھا۔ یہی پیغام آغائے نجفی نے مضافات اسلام آباد میں تقریب عید ملن میں دیا۔ یہی آغائے ساجد نے فضلاء قم کے ناقدین کے جواب میں دیا تھا ''اب تو کتاب افق گفتگو آنے کے بعد سب کے مشترک خطرات کا مشترکہ لائحہ عمل ہونا چاہیئے''، اس لئے ہم سب کا رخ ناظم آباد کے محصور خانے کی طرف ہونا چاہیے۔ الغرض آپ نے اپنی علمی نبوغت کا لوہا منوانے کے لئے دو صفحات پر مشتمل ملاحظات بر پایان نامہ صاحبۃ مجلس مصنفین دار الثقافہ اسلامیہ کے فیس بک پیج پر چسپاں کیا۔ جس میں لکھا تھا، آغائے حیدری کے

جواب میں لکھے گئے ملاحظات مسئولین برائے پایان نامہ کے ساتھ طویل جلسہ جات کرنے کے بعد جلسے کے تاثرات کو انتہائی اختصار میں نقدات نقرات لکھے تھے۔ آغائے فدا حسین کے پایان نامہ میں اٹھائے گئے نکات تو دور کی بات ہے چھوا بھی نہیں تھا، غیر مربوط باتیں کی گئی تھیں۔ نظریہ امامت اور امام نابالغ و غائب کی رد میں کوئی قابل قبول تسلی بخش دلیل پیش کرنے سے قاصر و عاجز رہنے پر آغائے فدا حسین کو داد و تحسین کا مستحق قرار دیتے ہیں۔

ا۔ علاقہ شگر خاص کے امام ضراری کو بتایا کہ شرف الدین آپ کی مساجد ضرار اور آپ کو جانشین بنانے کے خلاف ہیں۔ سکول ٹیچر کو اٹھا کر امام جمعہ جماعت بنایا اگر نہیں بنایا تو لکھتے کہ نہیں بنایا ہے، آپ جھوٹ بولتے ہیں۔

۲۔ آپ نے یہ بھی لکھا تھا کہ شرف الدین ٹیچر کو امام بنانے کے مخالف ہیں۔ جناب مجھے کیا پتہ، آپ نابینا کو ابو بصیر کہتے ہیں، سوڈانی کو نورانی کہتے ہیں۔ امام اعلم الناس، افضل الناس اشجع الناس اکمل الناس، ھوتا ہے۔ کہتے ہیں پھر محراب و منابر پر جہل الناس، افسد الناس کو امام بناتے ہیں۔ امام مسجد، قتل گاہ دین و شریعت اپنی امامت کی جاگزین منصورہ سے اپنے شاگرد کو نائب بناتے ہیں۔ سکردو جامع ضرار میں آغائے جعفری جب خود موجود نہ ہوں تو سکردو سے سب سے نالائق افراد کو امام چنتے ہیں، یہ آپ کی ترجیحات میں سے ہے۔

شگر سے دین اسلام کے اصول و مبانی سے نا آشنا ٹیچر کو اٹھا کے امام بنایا۔ جناب کلامی فلسفی! آپ نے لکھا ہے کہ میں امام نابالغ اور امام غائب کے نہ ہونے کے بارے میں قانع نہیں کر سکا۔ آپ نے سچ کہا ہے کیونکہ مناظر اور محاور دونوں کے درمیاں کسی نقطہ التقاء کا ہونا ناگزیر ہے ورنہ مناظرہ

امکان پذیر نہیں ہوتا۔ ہم آپ کو امام نابالغ، امام غائب، امام عاجز، امام خانہ نشین نہ بن سکنے کے بارے میں آیات قرآن سے استناد نہیں کر سکتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے پہلے ہی قرآن پر تحریف، نقص عدم وضو جیسی دفعات لگا کر حوزہ بدر کر رکھا ہے۔ یہ روایات کتب اربعہ کافی، من لایحضر الفقیہ کی مندرجات میں ضعیف روایات سے بھری پڑی ہیں۔ آپ کے علاوہ مجلسی نے ان کی پہلے ہی تصریح کی ہے کہ یہ روایت ہمارے ہاں ضعیف ہیں ہم انہیں نہیں مانتے ہیں۔ جس علم میں آپ کو مہارت حاصل ہے وہ علم کلام ہے، کلام والوں کا یہ ہنر ہے کہ اپنے فریق کو محکوم ہی رکھیں گے۔ آپ اور آپ کے زیر تربیت پایان نامہ دینے والوں کو یہ اعزاز ہے، اس کا نام مناظرہ کلامی ہے۔ یہ علم یونان میں فلسفہ آنے سے پہلے روم میں رائج تھا۔ اس فن کے تحت امام نابالغ، امام غائب نہیں ہوسکتا۔ یعنی یہ ثابت نہیں کر سکے، آپ درست فرماتے ہیں۔ نابالغ امام بنانے کا بھی ایک علم ہے اس کو سنا بھی نہیں تھا کیونکہ دنیا میں ادیان و مذاہب میں نقطہ التقاء، مشاہدات، عقلیات، دینیات، کتب ہوتی ہیں۔ امریکا و یورپ اس وقت ادیان کے خلاف متحدہ محاذ بنائے ہوئے ہیں۔ ان کے ہاں سربراہ مملکت یا مسئولیت اجتماعی بننے کے لیے ہماری حد بلوغ سے بھی زیادہ عمر کی شرط لگائی ہے۔ ہمارے ملک میں سربراہ مملکت بننے کے لیے ۳۵ سال شرط لگائی ہے۔ اگر دین کی نوبت آجاتی توراۃ، انجیل کتاب مقدس کا حوالہ دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کتب مقدسہ میں مسلمانوں کی کتابِ مقدس قرآن ہے۔ ہم نے عقل اور قرآن کے حوالے سے کہا ہے کہ میرے حافظے سے یہ بات نکل گئی ہے کہ آپ کے ہاں جب سے حدیث آئی ہے اور اس کے بعد علم اصول فقہ آیا ہے۔ میں نے تو صرف شریعت قرآن کے تحت عرض کیا تھا، آیت قرآن پیش کی تھی۔

”کیا ہمارا دعوی جعلی و من مانی ہے؟ کیا ہم دروغ گوئی، افتراء

پردازی، شور شرابہ خورد ونوش سے مذہب چلاتے ہیں؟‘‘‘ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے مدعا پر ہم دلیل نہیں دیتے، ہمارے دعوی کے غلط، باطل ہونے پر ہم دلیل منکر سے طلب کرتے ہیں۔ آپ ثابت کریں امام غائب، مجہول، امام نابالغ، امام عاجز، قاصر معذور، امام ساکت، امام معدوم، کیا امام بن سکتا ہے؟ لیکن اس بارے میں کوئی تسلی بخش، قانع جواب نہیں دے سکے اس لیے ہم نے اس منصب کے خلاف لکھنے والوں کی سنت محکم سے دو اعزاز نوبل انعام آغائے فدا حسین کو دیتے ہیں۔ کیونکہ آپ کا کہنا ہے ہم اپنے اصول منصوصیت سے ایک انچ پیچھے نہیں ہٹیں گے، عقل کیا ہوتی ہے؟ ہم دوسروں کو غل دیس کرتے ہیں لیکن دوسروں کے عقلی دلائل نہیں سنتے ہیں۔ ہم کیوں دلائل دیں گے۔ ہمارے بزرگان عمائدین باہدایت ہیں۔ ہم دشمن کی چہ مگوئیاں، نادیدہ، ناشنیدہ لیتے ہیں۔ کسی کو رد کرنا ہو تو اس کے مرنے کے بعد کرتے ہیں۔

میں نے آغائے فدا حسین کی امامت وخلافت کے بارے میں لکھے گئے پایان نامہ کے بارے میں تمام محتملات کو ایک طرف چھوڑ کر ان کی حوصلہ افزائی کی۔ ملاحظات میں انہیں یا حوزہ کو محکوم کرنا مقصود نہیں تھا بلکہ ہمارا معاشرہ دینی جس ڈگر پر چل رہا ہے اس افسوس وحسرت کی طرف متوجہ کرنا تھا۔ دین اسلام یا بقول آپ کے مذہب اھلبیت کے اسلام مخالف مظاہر کا سر توڑ دفاع کیوں نہیں کرتے؟ کیوں اسلام کی راہ میں کھڑی کی گئی رکاوٹوں کو ہٹانے کے لیے نہیں سوچتے اور اگر آپ کے پاس علم ہے تو آپ اسلام کا دفاع کیوں نہیں کرتے؟ آپ کی توجہ صرف ان علوم میں فیل ونا لائق پر غصہ اتارنے کی طرف ہے۔ مجھے حد سے زیادہ حسرت ہوئی لیکن حوزہ والوں کی سنت تاریخ یہی رہی ہے کہ وہ اپنے دشمن کو اپنی ہی صنف میں دیکھتے ہیں اور اغیار کو آزاد چھوڑتے ہیں۔ چنانچہ میرے دو عزیزان محمد باقر و محمد سعید

نے دنیائے کفر سے برأت کرنے کی بجائے اپنے باپ اور تایا سے برأت کا اعلان کیا۔انہوں اپنے استاد قرمطی شعوبی کا حق ادا کرنے کے لیے مجھ سے بیزاری کا اعلان کیا ہے۔انہوں نے یہ کیوں کیا اس لئے کہ وہ آپ حضرات کو صدقات، بجٹ ضد اسلامی بنام خمس دیتے ہیں۔ان کے مرشد کی نصیحت بھی یہی ہے کہ جلد از جلد برأت کا اعلان کریں ورنہ آپ کی زندگی تباہ ہو جائے گی۔اگر آپ کے پاس اپنے معبود ناحق کا مقام ومنزلت ہے تو اس خاکی کو شرمندہ کرتے اور علم نحو کی ماضی اور حاضر کی خدمات پیش کرتے۔علم کلام کی وجہ سے قرآنی ایمانیات کو ورائے ظہر کر کے اپنی خیانتوں کو چھپانے کی خاطر جامع افراد مانع اغیار سے ہٹ کر اصول دینی وعقائد اسلامی کا شوشا چھوڑ کر لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔

آغائے فدا حسین نے کن وجوہات کے تحت ہمارے نظریات پر اپنا پایان نامہ انتخاب کیا تھا، وہ تمام مفروضات تمام تر مثبت ومنفی کے ساتھ ہمیں قبول تھے۔ان میں کسی قسم کی رنجش نہیں تھی نہ ہی ان کی عبارات میں مجھے کوئی تذلیل وتحقیر نظر آئی لہٰذا ان سے ملاحظات بر پایان نامہ کے بارے میں جواب کا انتظار نہیں تھا۔اگر اس پر بات کرتے تو ہم اس کا کھلے سینہ دل سے استقبال بھی کرتے کیونکہ آپ نے اپنے حاصل علم سے اپنی قدرت دفاع کا ثبوت دیا تھا۔لیکن مجھے ان کے بارے میں یہ تحفظ بھی تھا کہ آپ نے بھی اس نوعمری میں اپنی اور حملہ آوروں کی نماز باطل پڑھوانے کی بنیاد رکھی ہے۔اپنے گھر سے ملی مسجد ضرار بنائی ہے۔نوعمری میں اسلام کی بجائے عالمی الحادی لشکر میں شامل ہو گئے تاہم جوان ہے شاید اسے ہدایت ہو جائے۔لیکن آغائے مرشد وراشد شگری صاحب کا اس پر ملاحظات پیش کرنا سمجھ میں نہ آنے کی بات ہے کہ اپنے مقام سے گر کر ان کی نیابت میں خود جواب دینے کی ضرورت کیوں محسوس فرمائی۔

جناب عالم شعوبی

جناب عالم شعوبی! آپ نے اجتہاد کے خلاف جنگ بلا ھدنہ بلا وقفہ لڑی اور اجتہاد نا منظور کا نعرہ لگایا۔ نص اور اجتہاد جمع نا پذیر ہیں، اس پر کتب مجلّات لائے گئے ہیں لیکن اچانک شعار اجتہاد بلند کئے اور اس فرزند صُلبی کا چرچا بلند کیا۔ اسے مافوق محمد رسول اللہ مقام کا دعویٰ کیا۔ یہ وحی شیاطینی باطنی ہے یا نعوذ باللہ جبریل دوبارہ شریعت کا حکم لائے ہیں؟ محسوس ہوتا ہے وحی شیاطین باطنیہ ہے یہ شاول بولس کی اختراع ہے۔ حق الیقین، علم الیقین کی ظنی لایعنی کی جگہ رکھنے کی رسم و لولہ چل گئی ہے یہ سب کس کے حکم پر شروع کیا؟ کیوں کیا ہے؟ اب اس کے مفاسد بڑھتے جا رہے ہیں کب تک چلے گا کب بند ہوگا۔ آپ اجتہاد سے نالاں ہیں بلکہ اس سے تو اب بدبو آنے لگی ہے، معلوم ہوا اجتہاد ہی نسخہ تفریق و تشتیت امت تھا اور ہے۔

جناب عالم معتزلی شعوبی! آپ کی طرف سے موصول شدہ دو صفحات میرے لیے غاشیہ تھے۔ لیکن زیادہ سوچنے کے بعد معلوم ہوا آپ بہت پائے کے عالم ہیں۔ میرے ذہن کے اندر بہت سے سوالات موجود ہیں اور تنگ کر رہے ہیں۔ آپ سے استفسار، استفہام کرنا چاہتا ہوں۔ جناب عالم معتزلی شعوبی! آپ کی طرف سے موصول دو صفحات کے رسالہ کو بغیر سوچ سمجھ کے اس کا نام غاشیہ رکھا تھا، حالانکہ اس سے اندازہ ہوتا ہے یہ تو میرے لیے اس آیت کریمہ کا مصداق ہے۔ بقرۃ ۲۱۶ خیر ہی خیر ہے یہ آپ ہی کے لیے غاشیہ ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے آپ مزید گمراہی کی دلدل میں پھنس رہے ہیں، نکل نہیں پا رہے۔ مگر حصول علم میں نوع علم، استاد، انتخاب، نصاب درسگاہ کو دین و شریعت قرآن کریم کے تناظر میں انتخاب نہیں کیا۔ اس علم کی اعتزالی دنیا میں کوئی درسگاہ نہیں ہوگی جہاں

الحادی نصاب ہو بلکہ استاد بھی ملحدین ہوں۔آپ اس حدیث جعلی کو رہنما اصول گردانتے ہیں خذ العلم آنا شئت عمن شئت۔درسگاہوں میں پڑھنے والوں کا جلد منکر اللہ، منکر دین وشریعت ہونا، یہ وجہ فزکس کیمسٹری نہیں بلکہ ان کی تلقینات کرنے والوں سے اساتذہ بھی گمراہ کرتے ہیں۔علامہ اقبال کے استاد، مواد جمع کرنے والے مستشرق تھے۔اس لیے وہ اسلام سے بدظن ہوکر جدت پسند ہو گئے تھے۔آپ کا حشر بھی ایسا ہوتا نظر آتا ہے۔آپ نے ابھی بھی آنکھ نہیں کھولی ہے۔نابالغ امام بن سکتا ہے، عقلاء عالم اس کورد کرتے ہیں۔قرآن میں یتیم کے مال کو خود بالغ عمری کے بعد بھی امتحان آزمائش کے بعد دینے کا حکم ہے، منع کیا گیا ہے۔ہم جب کہتے ہیں آپ کا مذہب ضد قرآن ہے تو آپ ناراض ہوتے ہیں۔آپ کو درس تضاد ہی پڑھایا جاتا ہے یہی صورت حال اسلام کو درپیش ہے۔بغض الخلفاء وحب ظالمین لازم وملزوم ہیں۔ان کا ہر مسلمان کو سامنا رہا ہے۔خلفاء کے دور میں ان سے بغض واضح علامت تھی۔اس وقت کئی اسلامی ممالک میں موجود مسلمان حکمرانوں میں سے بعض حکمرانوں کا عصری ضروریات کے تحت عالم کفر سے اتحاد ہے۔جو لوگ یہاں کفر کا تسلط چاہتے ہیں وہ ایام فاطمیہ مناتے ہیں تاکہ زہراء کے نام سے خلفاء کو سب وشتم کا نشانہ بنائیں۔یہاں خلفاء دشمنی سے مراد یہ نہیں کہ خلفاء ظالمین میں سے تھے۔کلمات امیر المومنین، حضرات حسنین اس کی تردید کرتے ہیں۔بنی ہاشم میں سے کوئی بھی ان کو ظالم نہیں سمجھتا تھا۔

جواد مغنیہ نے ایک کتاب ''علی مع القرآن'' تالیف کی جس میں انہوں نے علی کے فضائل میں سو آیات نقل بتائیں کتاب ''مشاق الانوار'' میں رجب برسی نے پانچ سو آیات لکھیں، مصنف عبقات الانوار نے ایک جلد میں علی کی شان میں نازل آیات بیان کیں لیکن صاحب گلشن ابرار نے

لکھا ہے کہ کتاب مکمل ہونے کے بعد منظر عام پر نہیں آئی ہے۔ لیکن ان تمام آیات میں ایک آیت کے الفاظ کلمات سیاق وسباق امامت یا علی سے مربوط ایک جملہ بھی نہیں ہے۔ یہاں سے ان کے علماء نے صراحت سے تصدیق کی قرآن میں علی کی امامت سے متعلق آیات نہیں ہیں ۔ یہاں قارئین خود اندازہ کریں کہ ان تمام آیات میں تیسری چوتھی صدی میں خراسان وافغانستان میں علی کی امامت کے نام پر اللہ پر افتراء باندھا گیا ہے۔ آپ کو دنیا میں علی کے نام سے کوئی متنازعہ بین ضد ونقیض نہیں ملے گا سوائے فرزند ابو طالب داماد رسول اللہ کے۔ آپ کی ذات کو ایک متنازعہ شخص بنا کر دین اسلام سے با الواسطہ جنگ مداوم جاری رکھی ہوئی ہے۔ شیعہ اور سنی دونوں اس موقف پر متحد ہیں کہ آپ کی شخصیت کو اسطور بنائیں۔ ایک طرف اہلسنت آپ کو خلیفہ چہارم کہتے ہیں جبکہ شیعہ خلیفہ بلافصل کہتے ہیں۔ علی کو خلیفہ بلافصل ثابت کرنے کیلئے انہوں نے صفات الوہیت ،ربوبیت ،معبودیت بھی بنایا۔ جس میں فضل بن روز بہائی، نسائی، احمد بن حنبل، ابن ابی الحدید، دوسری طرف علامہ حلی، محمد حسن مظفر، محمد جواد مغنیہ، عبدالحسین امینی نے اشعار سے احادیث اور احادیث سے اشعار کی موسوعات بنائیں۔

جناب آغائے غاشی! آپ حضرات مسلمانوں سے غش کرتے ہیں، دھوکہ دیتے ہیں۔ دونوں درسگاہوں میں عوام کو شیعہ اور سنی دو متضاد دکھاتے ہیں جمع ناپذیر پر دکھاتے ہیں۔ حالانکہ آپ دونوں کا آپس میں اتحاد ہے۔ آپ کے بزرگ علماء کی تصنیفات صحاح ستہ سے بھری ہیں۔ آغائے رای شہری کی کتاب ''المیز ان الحکمہ'' امام علی آغائے امین کی کتابوں سے حدیث ثقلین کی سند استناد کی ہیں۔ متعہ کو صحیح مسلم کی احادیث سے استناد کر کے فائدہ اٹھاتے ہیں سجدہ گاہ کو سنیوں سے استناد کرتے ہیں۔ قرآن کو کنارے پر لگا کر حدیث کو اٹھانے پر دونوں کا اتفاق ہے۔ محمد کو کنارے پر لگا کر مذہب

اہلبیت اور مذہب اصحاب بنایا ہوا ہے۔'' آپ کے وجدان وضمیر سے سوال ہے کہ جو فرقے بعنوان شیعہ وسنی کے نام سے بنا کرامت کو یہود ونصاریٰ کی طرح بنا رکھا ہے، گویا کفر والحاد، سیکولروں اور الحادیوں کے لئے پناہ گاہیں بنا رکھی ہیں۔ یہاں کے حکمران مسلمانوں کو ذلت اور ہندوؤں کو عزت دینے کے لئے سرگرم ہیں۔ ہر کوئی اللہ اور اس کے رسول پر الزامات در الزامات کے موسوعات لایا ہے۔ جھوٹ کے منبع سے احادیث گھڑ کر لائے ہیں۔ کچھ احادیث نکالتے تو کچھ شامل کرتے ہیں۔ کہتے وقت کہ ہمارے مصادر چار ہیں۔ اول اللہ کی کتاب قرآن کریم ہے پھر اس پر دفعات لگا کر کبھی فقہ اسلامی، کبھی حدیث شریف کہتے ہیں۔ کیا یہ دین محمد بن عبداللہ خاتم النبیین ہے؟'' کلا ثم کلا الف کلا کیونکہ اس کا ان سے منسوب کرنا، افتراء ہے۔ کتب اربعہ اور ستہ کے متن اور اسناد مخدوش ومفشوش راویان ہیں جن سے جعل سازی کی بُو آتی ہے۔ ان روایتوں کو اگر اصول روایت اور راوی شناسی سے گزاریں تو قائدین مذاہب کو چھپنے کی جگہ نہیں ملے گی۔ ان روایات کے بارے میں علماء بحث کرتے ہیں کہ حدیث فقہ سے بنی ہے یا فقہ حدیث سے بنی ہے؟ جس طرح فضائل امیر المومنین کے بارے میں ایک بحث چلتی ہے کہ یہ فضائل واشعار بومان علی مجوس سے بنے ہیں یا اشعار حملہ حیدری سے بنے ہیں یا اشعار غاوین سے ہیں۔ آیا فقہ حدیث سے بنی ہے یا حدیث سے فقہ بنی ہے؟ دونوں کے بارے میں تاریخ تدوین جامعین احادیث اور تاریخ تدوین فقہ سامنے لانے کی ضرورت ہے، لیکن نہیں لائیں گے کیونکہ چور جانتا ہے کہ چوری کس نے کی ہے، چوری کا مال کہاں ہے۔ آپ کے حوزے کے نصاب میں تاریخ نہ رکھنے کی وجہ یہی ہے کہ راز نہ کھل جائے۔ اس سے تو کوئی بھی احکام ثابت نہیں کر سکتے۔ دوسرا آپکا اقرار ہے کہ ہم سنت اہلبیت سے لیتے ہیں لیکن سوال ہے کہ خود اہلبیت کس سے لیتے ہیں؟ اس کا

جواب نہیں لہٰذا حجت بھی نہیں ہے۔ اگر آپ سے سوال کریں کہ محمد سے کیوں نہیں لیتے تو بھی جواب نہیں ہے کیونکہ اصل مقصد محمد کا نام ہی نہیں لینا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اہلبیت سے قیروان والے مراد ہیں۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے اہلبیت پر وحی نازل نہیں ہوتی ہے دوسرے کہتے ہیں ہم سنت صحابہ سے لیتے ہیں۔ قرآن نے دلائل قطعی دینے کی دعوت دی ہے۔ دین کوئی معاشرتی لین دین یا بازاری نہیں کہ معمولی باتوں پر وہم وگمان، قیل وقال پر عمل کریں۔ اللہ فرماتا ہے ہماری حجت بالغہ ہے کسی قسم کا شک وشبہ نہیں اسی لیے فرمایا کہ دین میں جبر واکراہ نہیں ہے۔ نبی کریم سے خطاب میں فرمایا آپ کسی پر جبر نہیں کر سکتے، کافرین ومنافقین اور عاصیوں کی سزا قیامت کے دن ہوگی۔ آپکا دین حدیث، مجاہل ومناقض آراء ونظریات، فقہا کی وجہ سے فاقد اعتماد فاقد دلیل اور تقلید ہے۔ کیا یہ جبر وتشدد نہیں؟ یہ دین فقہاء و مجتهدین یا فقہ علماء کا دین ہے اللہ کا دین نہیں ہے۔

ہم دونوں کو اپنا تعارف پیش کرنا چاہیئے۔ یقیناً آپ کے پاس حوزے سے حاصل القابات، ڈگریاں اور پاکستان میں مروجہ سکولوں کی ڈگریاں ہوں گی۔ آپ اپنے مذہب اہلبیت کی ناقص رسموں کی پیروی کرتے ہوں گے لیکن اہلبیت کے نام سے بہت سے گھرانے ہیں جو واضح نہیں ہیں۔ میں بلتستان میں علی آباد فاسد الایمان، عزاداری کے نام سے حرام کھانے والے محلے سے تعلق رکھتا ہوں، جدید تعلیم میں چوتھی جماعت میں فیل، علوم شعوبی نام نہاد دینی سیوطی میں فیل ہوں۔ باطنیہ سے وابستہ مذہب اہلبیت و اصحاب کو اسلام کا مخالف سمجھتا ہوں۔ اللہ کی طرف سے حجت صرف قرآن اور محمدؐ کو سمجھتا ہوں۔ میں بلتستان کے مدارس اور حوزات کے عمائدین کی آنکھوں کا کانٹا ہوں۔ وہ جس کے حقوق سلب کیئے جاچکے اور ناظم آباد میں محبوس خانہ ہوں۔ میں مسلمان ہوں قرآن میں مرتے وقت مسلمان مرنے کا

کہا ہے لہٰذا ہمہ وقت اسلام کے اصول مبانی فروعات جو قرآن میں آئے ہیں پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اشھد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' میں مسلمان ہوں، مسلمان ان لوگوں کو کہتے ہیں جو دین اسلام پر قائم ہیں۔ دین اسلام وہ دین جو اللہ سبحانہ نے امین وحی جبرائیل کے توسط سے تمام انبیاء کو بھیجا ہے اور آخر میں خاتم حضرت محمد کو بھیجا ہے لیکن امت موسیٰ نے انہیں مسلمان کہنا پسند نہیں کیا انہوں نے اپنا نام یہود رکھا۔ اس طرح امت عیسیٰ نے اپنے آپ کو اسلام سے وابستہ کرنا پسند نہیں کیا انہوں نے اپنا نام نصاریٰ رکھا۔ امت محمد نے حضرت محمد اور دور راشدین تک اپنے آپ کو مسلمان متعارف کروایا لیکن ان کے بعد یہود و نصاری، مجوسیوں کی ہدایت پر چلتے ہوئے خود اسلام سے باہر یا خارج ہوئے ﴿وَ مَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيناً فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ﴾ لہذا اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے اسلام کیا ہے، آئین حیات دنیا ہے۔ اس کی بنیاد اللہ کی واحدنیت اور تمام اقسام شرک کی نفی ہے۔

ا۔ ربوبیت اور الوہیت میں اس کا کوئی بدل بدیل، نظیر یا مثل شریک نہیں ہے۔

۲۔ اطاعت اور بندگی صرف اسی کی کریں جو مالک رازق، مالک نفع و نقصان ہے۔ حضرت محمد اللہ کی طرف سے آخری حجت ہیں۔ احکامات پر عمل پیرا ہونا ہے۔ اصول اطاعت، قرآن، نمونہ اطاعت محمد ہے۔ مذہب اہلبیت واصحاب لحیقہ ولصیقہ اعداء ثالوثیہ کی اختراع ہیں۔ مذہب اہلبیت از علی و مذہب اصحاب قرآن نساء ۱۶۵ حجت نہیں ہیں۔ جن کے پاس اگر قرآن نہیں جب تک سند قرآن اور اسوہ محمد نہ ہو دین اسلام اس وقت مثل دور کلیسا سے گزر رہا ہے۔

ا۔ کلیسا کے پاس اصلی کتاب وحی کا فقدان تھا وہ غیر مقدس کو مقدس

گردانتے تھے، توراۃ انجیل تضادات تناقضات سے پر تھے۔ اس پر کسی صورت میں عمل ممکن نہیں تھا۔ لہٰذا اہل عقل وخرد علم ودانشوروں کو اشکالات و اعتراضات کا شدت سے سامنا تھا۔ کلیسا ان اشکالات و اعتراضات کے جواب دینے سے قاصر تھا۔ کیونکہ ان کا دین اللہ کا بھیجا ہوا دین نہیں تھا بلکہ لوگوں کے گھڑا ہوا دین تھا۔ لہٰذا انہوں نے نظام تقلید نافذ کیا اور کلیسا کے احکامات کو من وعن تسلیم کرنے کے لیے ہر قسم کا جبر وتشدد استعمال کیا۔

۲۔ انہوں نے ازواج کو غیر ممدوح، طلاق کو ممنوع اور خلاف فطرت احکامات نافذ کیے یہاں سے زنا اور فحاشی نے زیادہ رواج پایا۔ جرم وجنایت ارتکاب حدود سے تجاوز کر گئے، یہاں سے صاک غفران جاری کیا۔ پہلی صدی کے آخر اور دوسری صدی کے آغاز میں مسلمانوں میں مسیحوں کی طرز پر پہلی نیقہ کانفرنس ہوئی۔ جس میں مسلمانوں نے قرآن کو کنارے پر لگا کر قرآن کی جگہ فقہ کو جاگزین کیا اور اس کو نافذ کرنے کے لیے جبر وتشدد کے لیے نظام تقلید رواج دیا۔ یہاں سے انہوں نے علماء کو بالاتر شریعت قرار دیتے ہوئے کہا اگر علماء ہوں گے تو دین ہوگا۔

جناب استاد علوم شعوبی! آپ کا مذہب طریقہ تلبیس، تدلیس وشعبدگی سے پھیلا ہے۔ آپ کے مذاہب افانین واکاذیب واساطیر سے زندہ ہیں۔

آپ نے اپنے مذہب کیلئے اساطیر بنائے ہیں، ان اساطیر میں بعض شخصیات محوری ہوتی ہیں ان کو اصطلاح افسانوی میں قہرمان کہتے ہیں۔ دین اسلام کو مسخ، فسخ، نسخ کرنے کے لیے فلم سازوں نے افسانے قصے کہانیاں بنائی ہیں۔ قہرمانوں کے نام اسلامی مرکزی شخصیات سے استعارہ کیے گئے ہیں۔ ایک قصہ سقیفہ کے نام سے بنایا، اس میں قہرمان عمر بن خطاب کو بنایا۔ اس قصہ کا روای سلیم بن قیس نامی ہے۔ دوسرے قصے کا نام فدک رکھا اس کا بھی راوی سلیم بن قیس ہی ہے۔ قہرمان کے لیے دختر عزیز خاتم النبین زوجہ

امیر المومنین مادر حضرات حسنین کا نام گرامی کا استعمال کیا ہے۔ مسمیٰ فاطمہ کونسی ہے اسے صیغہ راز میں رکھا ہے۔ زہرا کی زبان سے علیؑ کی شان میں اہانت کی۔ آپ کے مذہب کا پورا ڈھانچہ الف سے ی تک احادیث کی پٹڑی پر چل رہا ہے اور آپ نے خود احادیث اصحاب واہل بیت کے کاندھوں پر نصب کی ہیں۔ اصحاب کی سیرت حجت ہونے کی سند بھی حدیث مجہول منسوب بہ رسول بنائی ہے۔ حجت اہلبیت حدیث ثقلین سے بنائی ہے اور خود حدیث ثقلین کی سند سنی کتابوں میں درج ہونے سے دی ہے۔ سنی شیعوں کے حق میں حدیث بنانے والوں کا کردار گواہ سلطانی جیسا ہے جو کہہ کر بعد میں مکر جاتا ہے کہ وہ ان حدیث کو نہیں مانتا، ذرا تاریخ پر نظر ڈالیں۔ اصحاب واہل بیت سے کثرت ضعیف اور فاسقانہ روایات ہونے کی وجہ سے علماء رجال شیعہ اور سنی نے مجموعہ احادیث میں درج شدہ احادیث، جعلیات، ضعیفات الاسناد احادیث کے موضوعات کے نام سے کتب تصنیف کیں جن میں احادیث خارج کی ہیں۔ جلال الدین سیوطی اور سبط جوزی ہاشم معروف حسنی و دیگراں نے بھی جعلی احادیث نکالی ہیں۔ آغائے سبحانی نے انہی جعلی احادیث سے استناد کر کے دو عقائد خلاف قرآن پیش کر کے عقائد شیعہ لکھے ہیں۔ یہاں سے آپ لوگوں نے حضرت علی کو محمدؐ سے زیادہ علوم اولین واخرین کے حامل گردانا۔ اردبیلی، آغائے خوئی نے مندرجات صحاح ستہ واربعہ کو صحیح اور اغلاط کا مجموعہ قرار دیا ہے۔ آغائے حاجیان نے من لا یحضرہ الفقیہ اور استبصار کی روایتوں کا بھی پول کھولا۔ آغائے سبحانی نے کتاب رجال میں آپ کے اجتماعات کا بھی پول کھولا۔ مفردات پر اجماع کا اطلاق کیا ہے۔ جناب راشد صاحب! آپ نے ایک طویل عمران درسگاہوں میں گزاری ہے۔ اس درسگاہ میں پہنچنے کے بعد آپ کی زندگی عادی طلبگی سے نکل کر عیاشی والی ہوگئی ہے۔ آپ کے اس مذہب کے ساتھ

نمک حلالی ثابت کرنے کا وقت آ گیا ہے۔ کثرت اکاذیب قصہ کہانیاں افسانہ سازی سے کھینچنے والے فرق و مذاہب حالت احتضار میں ہیں، جس طرح روس میں کمیونزم مذاہب ٹوٹ جائیں گے۔

جناب دانشمند شعوبی! آپ اور آپ کے علاقے سے وابستہ علماء بشمول میرے عزیز فرزندان و دوامد مقیم حوزہ و دیگر علماء کو عالم دین اسلامی کہنے کی بجائے عالم شعوبی کہنا زیادہ مناسب لگتا ہے۔ لفظ اور معنی میں مطابقت تمام فصل بفصل نظر آتا ہے۔ غرض میں نے بہت غور و خوص کیا کہ علماء بلتستان کراچی لاہور اور حوزات والے کیوں ہمیں اتنا ذلت وحقارت بلکہ صاحب جنایت کبیرہ کے مرتکب جیسا سمجھتے ہیں؟ کیا ہم نے آپ لوگوں کو کوئی نقصان پہنچایا ہے یا کوئی ایسا جرم و جنایت کا ارتکاب کیا ہے جس سے آپ دوسروں کے سامنے شرمندہ ہیں۔ آپ کو واضح کرنا چاہیے کہ آپ کی حرکات ہمارے لئے باعث ننگ و عار بنی ہوئی ہے آپ انہیں چھوڑ دیں۔ اگر آپ کے مذہب کا سرا نہیں ملتا، کمر خمیدہ، دم بریدہ ہے تو اس میں میری تقصیر نہیں ہے آپ کا مجھ پر غصہ کیوں ہے؟ لیکن میرے بارے میں انہیں اصل میں غصہ اس بات پر ہے کہ قرآن کو کیوں اٹھاتے ہیں۔

عدم بغض خلفاء دفاع از خلفاء

چہ میگوئیوں کرنے والے کہہ سکتے ہیں فلاں پہلے خلفاء کے مخالف تھے، اب دفاع کرنے لگے ہیں۔ ان کے جواب میں ایک حقیقت عرض کرتا ہوں کہ میں مخالف نہیں تھا۔ اگر میں ضدی ہوتا تو پہلے اپنے وھابی ہونے کا اعلان کرتا الٹا رافضیوں پر لعنت کرتا تو شاید میری حالت بہتر ہو جاتی یا کم از کم غم دنیا سے نجات ملتی۔ جناب میں ضدی نہیں ہوں بلکہ عاقل ہوں، عقل استعمال کرتا ہوں نہ روتا ہوں نہ ہنستا ہوں، میں بغض خلفاء کا مخالف رہا

ہوں۔ میں اپنے علاقے غلات مردہ میں والدین جاھل سے پیدا ہوا۔
نوعمری میں مرکز علوم ۹ ربیع الاول منانے والے شہر نجف گیا اس امید میں کہ باب مدینہ علم سے علم اسلام، قرآن اور سنت نبی کریم، امیر المومنین پڑھوں۔ واپسی پر کراچی میں اپنے گھر میں عید غدیر مناتا تھا بینر آویزاں کرتا تھا لیکن سب وشتم خلفاء، سنت وسیرت امیر المومنین کے خلاف میرے لیے کبھی قابل ہضم نہیں تھا۔ کیونکہ نہج البلاغہ میں حضرت علی نے تینوں کے نام احترام، تجلیل سے یاد کئے ہیں۔ علی معاویہ سے لڑنے شام گئے تھے، معاویہ کو سب کرنے سے منع کیا جبکہ یہ خلفاء بعثت سے نبی کریم کی مشکلات میں انکے معاون تھے، انھوں نے صعوبتیں اٹھائیں۔ اگر انھوں نے خلافت پر قبضہ کیا تو اس سے وہ کافر تو نہیں ہوسکتے۔ اگر ان میں بغض وعداوت ہوتی تو اس وقت یاران خالص محمد ابوطالب کے خاندان اور علی کے دوست ان پر لعنت کرتے۔ جب علی نے برداشت کیا ہے تو ان کے ماننے والوں کو بھی برداشت کرنا چاہیے۔ نہج البلاغہ میں علی نے اپنی برداشت کو اسلام کی خاطر برداشت کہا ہے۔ سیرت علی سے تجاوز کرنا علی سے اختلاف کی دلیل ہے، محسوس ہوتا ہے ان لوگوں کا رشتہ خوارج سے ملتا ہے۔

خلفاء اس وقت عالم برزخ میں ہیں۔ دنیا میں ان پر لعنت کرنا ان پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ اسی طرح علی بھی عالم برزخ میں ہیں، اگر علی کی حقانیت ثابت ہو جاتی تو بھی انھیں کچھ نہیں ملنا ہے۔ دنیا اس وقت کفر والحاد کے نرغے میں ہے، مسلمانوں کی اکثریت خلفاء کے حق میں ہے، لہٰذا انھیں غیظ وغضب میں لانا اچھا نہیں ہے۔

”وما الذی نقمومنی وزعموا انی احب الخلفاء الراشدین وادافع عنهم اما الحب لهم فانی لا احب الخلفاء ولاائمة ولا النبی لان سبحانه تعالیٰ یقول ان کنتم تحبوب

الله فاتبعونی ماقال واحبو رسولی والحب لیس من اصول الدین الاسلامی بل ھو من اصول صوافین اخترعھا رابعه العدديه یہاں سے علی یا اہلبیت شرط قبول اعمال ہے۔ حالانکہ صوفیوں پر شر تنسیخ شریعت کے لیے جزع کیا گیا ہے۔ چنانچہ دینی مراکز سے وابستہ لوگ وقفے وقفے سے ملحدین کو بھی خود میں شمار کرتے رہتے ہیں۔ میں نہ شیعہ ہوں نہ سنی، خلفاء انسان تھے ان سے خطاء ولغزشیں صادر ہوئی ہیں، خطاء کار مقدس نہیں ہوسکتا۔ مقدس ہر عیب ونقص سے پاک کو کہتے ہیں صرف وہ ذات جو ہر قسم کے نقص وعیب سے پاک ہے اللہ ہے۔ لیکن میں اسلام کی طرف سے خلفاء کا مدافع ہوں، کیونکہ حسب تعداد اصحاب ایک لاکھ دس ہزار بتائے ہیں۔ حسب معیارات فضائل ان ذوات کے برابر میں کوئی صحابی نہیں تھا۔ انہوں نے جس طرح خلوت وجلوت میں رسول اللہ سے خیانت نہیں کی تھی، اسی طرح آپ کے غیاب میں اقتدار ملنے کے بعد، سیاہ وسفید ہاتھ میں آنے کے بعد اللہ اور اس کے رسول اور امت رسول سے خیانت نہیں کی۔ میں اس لئے ان سے دفاع کرتا ہوں کیونکہ امیر المومنین نے اپنی وصیت میں فرمایا تھا ''وکونا لظالم خصما، وللمظلوم عونا''۔ ان کو گرچہ سباب ودشنام میں شیعہ پیش پیش نظر آتے ہیں لیکن ان کے مصادر سنی ہی دیتے ہیں۔ کوئی خفیہ نیقہ کانفرنس جیسی مسلمانوں میں بھی منعقد ہوئی ہوگی۔ اس کو عملی جامہ پہنانا ایک کے ذمے قرار دیا ہوگا، مصادر دوسرے کے ذمے لگایا ہوگا۔

علی نے خلافت دنیا بنانے کیلئے نہیں لی تھی۔ علی دین کا نفاذ چاہتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں اے اللہ تو جانتا ہے ہم اس کو اقامہ حق ابطال باطل کیلئے اٹھے ''الھم انک تعلم انه لم یکن الذی کان منا منافسة فی سلطان، ولا التماس شئی من فضول الحطام، ولکن لنرد

المعالم من دينک و نظهر الاصلاح فی بلادک ،فيامن المظلومون من عبادک،وتقام المعطلة من حدودک،الهم انی اول من اناب،وسمع و جاب،لم يسبقنی الا رسول الله ،صلی الله عليه و آله و سلم.بالصلاة

وقد علمتم انه لا ينبغی ان يکون الو الی علی الفروج والدماء والمغانم والاحکام وامامة المسلمين البخيل،فتکون فی امولهم نهمته،ولا الجاهل فيضلهم بجهله،ولا السجافی فيقطعهم بجفائه، ولا الحائف [الخالف] للدول فيتخذ قوم،ولا المرتشی فی الحکم فيذهب بالحقوق، ويقف بها دون المقاطع ولا المعطل للسنة فيهلک الامة''۔

تحمید وتشکر

حمد وشکر سے پہلے خود حمد وشکر کے لغوی اور قرآن کریم میں مستعمل معانی پیش کرنا ضروری ہیں۔

تحمید مادہ ح۔م۔د سے ہے، کتاب وجوہ والنظائر تالیف الدامغانی ص ۱۷۵ پر آیا ہے قرآن کریم میں یہ کلمہ پانچ معنوں میں آیا ہے۔۱،امر۔۲، منت۔۳، پانچ وقت کی نماز۔۴،ثنا تعریف۔۵،شکر۔

۱۔حمد بمعنی امر ہے ﴿وَ نَحنُ نُسَبِّحُ بِحَمدِکَ وَ نُقَدِّسُ لَکَ. بقرہ . ۳۰﴾ ﴿يَومَ يَدعُوکُم فَتَستَجيبُونَ بِحَمدِهِ .اسراء. ۵۲﴾

۲۔حمد بمعنی منت، ﴿وَ قالُوا الحَمدُ لِلّٰهِ الَّذی صَدَقَنا وَعدَه. زمر. ۷۳﴾ ﴿وَ قالُوا الحَمدُ لِلّٰهِ الَّذی أَذهَبَ عَنَّا الحَزَنَ. فاطر. ۳۴﴾ المنۃ للہ وحدہ، ونحوہ کثیر۔

۳۔حمد بمعنی پانچ وقت کی نماز ﴿وَ لَهُ الْحَمْدُ فِى السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ وَ عَشِيًّا وَ حِينَ تُظْهِرُونَ. روم. ۱۸﴾

۴۔الحمد یعنی ذکر وثناء ﴿وَ يُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِما لَمْ يَفْعَلُوا. ال عمران. ۱۸۸﴾ ﴿عَسى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقاماً مَحْمُوداً. اسراء. ۷۹﴾

۵۔حمد بمعنی شکر ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعالَمِين﴾ ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذى خَلَقَ السَّماواتِ وَ الْأَرْضَ. انعام. ۱﴾ ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ فاطِرِ السَّماواتِ وَ الْأَرْض. فاطر. ۱﴾

مفردات میں آیا ہے حمد سے مراد کسی چیز کی تعریف کرنا، اس میں موجود خوبیوں کا ذکر کرنا ہے۔ حمد مدح سے اخص ہے، حمد خاص ہے مدح عام ہے۔ حمد عام ہے شکر خاص ہے۔ جیسا کہ کوئی شخص قد وقامت والا ہے خوبصورت ہے اس کو مدح کہتے ہیں۔ اور شکر ہمیشہ نیکی کے مقابل ہوتا ہے۔ ہر حمد مدح ہے لیکن ہر مدح حمد نہیں۔

کتاب نزھۃ الاعین فی وجوہ والنظائر ابن جوزی متوفی ۵۹۷ھ ص ۱۰۲ میں آیا الحمد ثناء علی المحمود صفات کمال و جمال کے ثنا کرنے کو حمد کہتے ہیں نعمت ملنے تناول کرنے سے پہلے اور بعد میں محمود کی حمد کریں۔ نعمت تناول کرنے کے بعد نعمت کا شکر کریں۔ قرآن کریم میں نعمتوں پر شکر کرنے کی تاکید کی ہے۔ قرآن کریم میں حمد اللہ کے پانچ مصادیق آئے ہیں النساء ذو المدح ﴿لا تَحْسَبَنَّ الَّذينَ يَفْرَحُونَ بِما أَتَوْا وَ يُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِما لَمْ يَفْعَلُوا﴾ عمران: ۱۸۸

﴿أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقاماً مَحْمُوداً﴾ اسرائیل: ۷۹

﴿وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حينَ تَقُومُ﴾ طور: ۴۸

﴿وَ لَهُ الْحَمْدُ فِى السَّماواتِ وَ الْأَرْض﴾ روم: ۱۸ کی عنایتوں

سے مافوق ہوتا ہے۔ بہت سی نعمتوں کو نعمتیں شمار کرتے ہیں لیکن سورہ حدید کی اسی آیت کا مصداق ہے کہ جو چیز تم اپنے لیے اچھی سمجھتے ہو وہ تمھارے لئے بری ہے جیسے اولاد نہ ہونے پر افسردہ و غمگین ہوتا ہے جبکہ تغابن میں اولاد کو عدو اور فتنہ کہا گیا ہے۔ تغابن: ۱۴ ﴿إِنَّما أَموالُكُم وَ أَولادُكُم فِتنَةٌ﴾۔

تحمید و تشکر کی توفیق سب سے بڑی وہ نعمت ہے جس کا کوئی نعم البدل ممکن نہیں۔ وہ نعمت ہدایت بہ دین ہے۔ اس کا کوئی بدل نہیں چنانچہ مائدہ ۳ میں آیا ہے عیش و نوش بقول بعض موقر محترم! زندگی سر چشمہ اسلام سے دور کرتی ہے اور آخر میں اپنے فاسد مذہب پر ہی مرنا ہے، مرنا دونوں کو ہے۔ میری زندگی مصیبت والی زندگی رہی لیکن نعمت اسلام سے سرفرازی قرآن اور اسوۂ محمدؐ کی تاسی و اقتدا میں گزری۔ اپنی فکر اور سوچ جس پر میں انشاء اللہ قائم رہوں گا یہاں تک قابض ارواح میری روح نکالیں گے۔ میں مسلمان مرونگا، صراط مستقیم قرآن و اسوۂ محمد پر ہی مروں گا۔

ہدایت توفیقی

ہمارے ہاں دعا کا تصور دنیا سے وابستہ عیش و عشرت فراوانی، عزت و ارزاق ہوتا ہے۔ ایسی دعائیں بہت شاذ ندرت سے قبول ہوتی ہیں جبکہ طالب ہدایت کی دعا کبھی مسترد نہیں ہوتیں۔

اللہ سبحانہ نے انسانوں کو غرض و غایت خلقت کی طرف ہدایت عامہ بلا امتیاز سے نوازا ہے۔ اس ہادی کا نام عقل رکھا ہے۔ اس کا ادراک ہے ہر اثر موثر مانگتا ہے ہر معلول علت مانگتی ہے۔ اس فکر کو استعمال کرنے والے جادہ مستقیم کے مسافر بنتے ہیں۔ اس کے بعد انبیاء مرسلین کا انزار ہدایت ہوتی ہے۔ ان دونوں کو قبول کرنے کے بعد ہدایت توفیقی شروع ہوتی ہے۔ جس

کے پاس عقل نہیں اس پر کوئی احکام لاگو نہیں ہوتے۔ بیرون ذات، ہادی انبیاء وعلماء ملت ہیں جو پیغام الٰہی کو پہچانتے ہیں۔ غایت خلقت کی طرف انبیاء صلحاء مردان حق کی ہدایت سے نوازا ہے۔ تشخص غایت اور مسیر منزل کے بعد اگلا مرحلہ، اللہ سبحانہ نے یکے بعد دیگرے اسباب وعوامل کی توفیق فرما کر راہنمائی کی ہے۔ اللہ ہدایت چاہنے والے کیلئے، ہدایت پانے کے بعد رکاوٹیں موانع خود بخود دور فرماتا ہے۔ وسائل وذرائع بھی خود مہیا کرتا ہے۔ یہ باتیں خود نمائی ہیں نہ اختصاص ہے اور نہ دعویٰ خود ساختہ اولیائی عرفانی ہے بلکہ حقیقت ناصعہ، قاطعہ، وعدہ حق سبحانہ، قرآن کریم میں بکثرت تکرار اصرار سے ملتا ہے۔ یہ بات تو مسلّم ہے کہ اللہ جب انبیاء کو مبعوث کرتا ہے تو انہیں وعدہ نصرت حصانت دے کر مبعوث کرتا ہے، اسی طرح غیر انبیاء کی بھی مدد کرتا ہے۔ اس سلسلے میں بہت آیات آئی ہیں سب سے اہم آیت سورہ حج کی آیت ۱۵ ہے جس میں آیا ہے اگر اللہ کی مدد ہونے کے بارے میں شک وتردید ہے تو گردنیں رسی سے باندھ کر گھر کی چھت سے باندھیں۔

﴿مَنْ كانَ يَظُنُّ أَنْ لَنْ يَنْصُرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنيا وَ الْآخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ إِلَى السَّماءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهُ ما يَغيظ﴾ حج:۱۵

﴿إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنا وَ الَّذينَ آمَنُوا فِي الْحَياةِ الدُّنْيا وَ يَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهاد﴾ سورہ غافر:۵۱

﴿وَ لَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنا لِعِبادِنَا الْمُرْسَلينَ ☆ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُون ☆ وَ إِنَّ جُنْدَنا لَهُمُ الْغالِبُونَ﴾ صافات:۱۷۱ سے ۱۷۳

﴿فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنا يُرْجَعُونَ﴾ غافر:۷۷

اللہ نے فرمایا مومنین ہی فلاح پاتے ہیں

﴿أُولئِکَ عَلی هُدیً مِنْ رَبِّهِمْ وَ أُولئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ بقرہ:۵

﴿أُولئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ عمران:۱۰۴

﴿أُولئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ اعراف:۱۵۷

﴿أُولئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ روم:۳۸

﴿أُولئِکَ عَلی هُدیً مِنْ رَبِّهِمْ وَ أُولئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ لقمان:۵

﴿إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ مجادلہ:۲۲

﴿فَأُولئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ حشر:۹

﴿حَتّی أَتاهُمْ نَصْرُنا﴾ انعام:۳۴

﴿وَ نَصَرُوا أُولئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ﴾ انفال:۷۴

﴿إِلاَّ تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ﴾ توبہ:۴۰

﴿وَ لَقَدْ نَصَرَکُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ﴾ عمران:۱۲۳

توبہ:۲۰ اور مومنون:۱۱۱

زیادہ مال و دولت اکثر اوقات باعث شقاوت وقساوت و ہلاکت دنیا و آخرت ہوتی ہے۔ دوسری طرف ان کا فقدان باعث کرب واضطراب بنتا ہے اگر گزر اوقات کی حد تک ہو تو باعث امن وسکون بنتے ہیں۔ اللہ نے مجھے مقدار گزر اوقات بقدر کفاف عنایت فرما کر ظالم غاشم دین کے سودا گروں، دین سے باغی طاغی بنانے والی اولادوں سے بے نیاز و خود کفاف رکھا ہے۔ کثیر مال کے مقابل میں توفیقات سلبی جو اکثر و بیشتر اللہ تعالی سابقہ مشکلات مصائب میں صبر وتحمل کرنے والوں کو عطا فرماتے ہیں، وہ انسانوں کے خطور وفطور میں کم آتے ہیں۔ احساس کم کرتے ہیں مجھے اللہ

تعالی نے اس قسم کے عطیات بہت بہت عنایت کی ہیں۔ان میں سے پہلے نعمت مادی کا ذکر کرتے ہیں۔ پورے علماء اعلام کے خفیہ اعلانات کے تحت ان کے ''ادخال ما لیس فی الدین'' وعرف عام میں بدعات خرافات خودان کی اصطلاح میں مقدسات مذہب کہتے ہیں۔ان میں سے ایک میری اپنی جہل ونادانی کی وجہ سے نشر کی گئی بعض کتابوں پر پابندیاں عائد کیں۔ یہاں غیر شعوری طور پر دو قسم کی معاونت اللہ کی طرف سے عنایت رہی۔ایک ادارے پر سیکولر افراد قبضہ جمانا چاہتے تھے جن کے عزائم ہماری نگرانی اور ہم سے کچھ اگلوانا تھا، وہ ہم سے ازخود دور ہو گئے۔ان سے لاحق شرارتوں سے نجات ملی۔ان کی علیحدگی سے بہت سکون ملا۔جیسے سعید حیدر، ابرار حسین کافرین ملحدین کے مداحین مسلمانوں سے نفرت کراہت برتنے والے، اور حسنین زیدی وغیرہ جو الحادی احزاب سے وابستہ تھے۔ہم نے اس مذہب کی ترویج واشاعت کی خاطر کچھ کتب نشر کیں جو کتب ضالہ تھیں۔ یہ خود ہی مخالفین کے ہاتھوں بند ہوگئیں اس پر اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں توفیق عطا فرمائی۔میری اسکے علاوہ کوئی درآمدات نہیں تھیں۔میری ضد خرافات والی کتابیں انتہائی محدود تعداد میں فروخت ہوئی ہیں جس سے میری گزر اوقات ہوتی رہی۔دو بیٹے جو اپنی خواہشات پوری نہ ہونے کی وجہ سے ایران چلے گئے اور دوسرے دو بیٹے گھر میں باطنیہ کی طرف سے دین کے خلاف مورچہ زن تھے۔ان کے رضا کار بنے۔لڑکیاں بھی خودان جیسے کفو سے زواج پائیں ان سے بھی نجات ملی۔اسی طرح بعض امراض جو ہمیں لاحق تھے جس کی وجہ سے ڈاکٹروں کے محتاج تھے ادارہ بند ہونے کی وجہ سے علاج معالجہ کے اخراجات قابل برداشت نہیں تھے۔حتیٰ کہ ڈاکٹر کے پاس لے جانے کے لیے کوئی قابل اعتماد شخص نہیں ملا۔اولاد ہسپتال کی فیس اور دواؤں میں بھی خیانت اور چوری کرتے تھے لیکن وہ امراض رفتہ رفتہ کم ہوتے گئے اور

اولادوں سے بھی اعتماد کھو گیا۔ سورہ مبارکہ تغابن آیت ۱۲ کی ہدایت سمجھ میں آیا یہ بھی ایک نعمت کبریٰ رہی۔ ابھی اس حوالے سے مرتے وقت جنازہ کون اٹھائے گا، غسل کفن کون کرے گا کون جنازے پر روئے گا مجھے کسی قسم کی پریشانی نہیں رہی ہے۔ یہ چیزیں آخرت میں نجات کا باعث نہیں بنے گی قرآن کریم اور اسوہ محمد میں اس کا کوئی ذکر کہیں نہیں دیکھا۔ ﴿عَسیٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئاً وَ هُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَ عَسىٰ أَنْ تُحِبُّوا شَيْئاً وَ هُوَ شَرٌّ لَكُمْ﴾ بقرہ: ۲۱۶ مطابق بعض نعمت نقمت بنتی ہے۔ خود اللہ سبحانہ اس سے دور کرتے ہیں چنانچہ سورہ کہف ۷۴ میں آیا ہے عبد صالح نے جس جوان کو مارا تھا اس کی تاویل میں کہا۔ عصر معاصر کی اولادوں میں ایسے بہت سے ہوتے ہیں لیکن نیک اولاد نہیں ہوتی۔ عزیز اقرباء دوست انہی اشقیاء کی حمایت کرتے ہیں چونکہ ان کے ساتھ جینا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ بعض انسانوں کے فطور و خطور سے بھی دور رکھتے ہیں۔ اللہ سبحانہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔

قرآن کریم میں ایک سلسلہ آیات معیت تکرار سے آیا ہے۔ میں ابتداء سے شغف قرآن رکھتا تھا اس بنیاد پر میں نے نجف میں ۲۴ رمضان کو مدرسہ شیرازی میں جشن نزول قرآن رکھتا تھا۔ جب ہمارے استاد آغائے صادقی تہرانی نے درس قرآن شروع کیا تمام شرکاء میں سے میں واحد مداوم شاگرد رہا لیکن گہرائی میں نہیں سطحی میں کچھ مطالب تکرار سے ذہن میں راسخ ہوگئے۔ لیکن بعد میں ان کی قرآن مخالف روایات کو دیوار پر مارو کے حکم سے عدول کر کے حدیث کساء، متعہ، خمس، معاد، منکر و نکیر خلاف آیات محکمات کی توثیق کی اور نبی کریم کے منع کے باوجود خراسان، بخارا میں جمع احادیث سے جوڑا جیسے قبر میں سوال منکر و نکیر وغیرہ۔

توفیقات سلبی یا منفی

توفیقات سلبی یعنی جو چاہتا تھا نہیں ملا اور جسے نہیں چاہا وہ ملا اور چاہنے والے سے بہتر ملا لیکن فیصلہ دینے والے ہی نے کرنا ہے۔ بطور ایک انسان بڑھاپے کے دور کو یاد کر کے اپنے لیے اولاد کی درخواست کرتا ہے لیکن اولاد نہیں ملتی لیکن اللہ اسے بوڑھا ہی نہیں کرتا یعنی صحت مند ہی رکھتا ہے اس حوالے سے ایک مثال غزوہ حنین کے غنائم کی دیتے ہیں۔ جہاں بہت غنائم ملے لیکن اہل مدینہ کو نہیں دیئے وہ ناراض ہو گئے۔ یہ شکایت رسول اللہ کو پہنچی تو انصار کو جمع کیا شکایت سنی پھر ان سے سوال کیا آیا تمہیں غنیمت چاہیے یا محمدؐ؟ چنانچہ انصار نے روتے ہوئے آنسو بھرے آوازوں میں کہا ﴿رضينا قسمة الجبار فينا﴾ اولاد کے لیے دعا کرتے ہیں ہمارے ہاں جو دعاء کا تصور ہے وہ صاک غفران کا ترجمہ ہے۔ قرآن کریم میں اللہ سے وصل کے لیے تین کلمات آئے ربنا سبحان اللہ، الحمد للہ، استغفر اللہ توب الیہ جبکہ ان دعاؤں میں دنیا ہی لکھا ہوتا ہے۔ کہتے ہیں میری اولادوں کے ایمان کے لیے دعا کریں جبکہ اللہ نے پیغمبر سے فرمایا آپ جس کو چاہیں کہ ہدایت ہو جائے، ایسا نہیں ہوگا، اسی طرح کسی کو اولاد دیتے ہیں لیکن وہی مصیبت عظمیٰ ہوتی ہے۔

توفیقات سلبی

اللہ سبحانہ وتعالی کے الطاف وعنایت خاصہ کا ادراک مادیات میں مستغرق زندگی کو صرف اس دنیا کے عیش ونوش کو گردانتے والوں کیلئے امکان پذیر نہیں ہے۔ وہ عیش ونوش کرنے کو ہی قرب اللہ گردانتے ہیں۔ اس کو اپنے آپ کو قرب الی اللہ گردانتے ہیں جیسا کہ قارون نے کہا تھا چنانچہ بقرۃ ۲۱۶ لیکن اللہ تعالیٰ کا الطاف وعنایت وقت حالات گزرنے کے بعد نہاں سے

عیاں ہوتا ہے۔اللہ سبحانہ اس حقیر ناچیز ونالائق، ھمزات ولمزات کے نشان بننے والے سے کئے ہیں۔ان میں سے چند اہم عنایات جو اس لباس کے لابسوں کو عارض ہوتا ہے مجھے ہونے نہیں دیا وہ مسجد ومدرسہ ومنبر تھا۔علاقہ بلتستان میں علماء کے آپس میں تنازعات، مخاصمات انہی تین مراکز پر رہا ہے خاص کر سادات اور شیوخ میں جنگ ابھی تک جاری وساری ہے۔سادات ذریہ رسول جاہل، فاسد، بے دین مقدم ہے یا وارث علمی رسول اللہ مقدم ہے، کا دعوی جاری ہے۔اس ذات عالم سر وخفاء نے مجھے ان تینوں سے دور رکھا ہے۔ان تنازعات کا سامنا نہیں ہوا۔ان میں سے دو اہم مقام، ایک مسجد میری خواہش تھی کہ امام بارگاہ یا مدرسہ کی بجائے مسجد کو درسگاہ بناؤں لیکن یہ ملنا مجھ جیسے کیلئے ناممکن تھا کیونکہ ملک کے طول وعرض میں مساجد و مدارس عام طور پر مشکوک مال سے ہی بناتے ہیں بنانے والے تاجران دین و ایمان ہوتے ہیں۔ان کی طرف سے اسلام خالص پر بندش عائد رہتی ہے۔ قرآن نے ایسی مساجد کو ضرار کا نام دیا ہے اہل ضرار کے ہی قبضے میں دیکھی گئی ہیں۔چنانچہ میرے بلتستان چھوڑ کر ایران جانے کے فیصلے پر آغائے محسن نجفی نے اس پر تشویش وناپسندی کا اظہار فرمایا کہ آپ کا ایران جانا ہمیں اچھا نہیں لگا تو میں نے عرض کی پھر کیا کرنا چاہیئے؟ فرمایا کہ ہمارے پاس ایک مسجد کی جگہ ہے آپ خود تعمیر کریں مجھے یہ بات پسند آئی اس نیت سے ایران سے واپس آکر کراچی سے آغا کو فون کیا میں واپس آیا ہوں تو آپ نے فرمایا مسجد ہمارے ہاتھ سے نکل گئی۔اس پر ہمیں زیادہ دکھ تو نہیں ہوا اللہ کا شکر ہے۔**الخیر فیما وقع** اس مسجد کے قابض فرقہ باطنیہ سے تعلق رکھتے تھے۔یہاں امت اسلامیہ میں تنافر تباغض خطابات ہوتے ہیں، سیکولروں کے مفادات کا اعلان ہوتے رہتے۔یہاں کے امام جماعت خطیب، یاران سابقین اسلام وہجرت جہاد کو کلمات بذی غلیظ کا نشانہ بناتے

ہیں۔ کاروان حج بنا کر توہین کعبہ سرقت حجاج میں یاد قرامطہ کو تازہ کرتے ہیں۔ یہاں حضرت فاطمہ زہراء دختر رسول زوجہ امیر المومنین مادر گرامی حسنین کا نام گرامی استعارہ کر کے ایک لالچی مال دولت ریاست کے لیے دیوانہ بننے والی عورت جیسا پیش کرتے ہیں جو اپنے عزیز دردمند باوفا شوہر کو بزدلی کا طعنہ دیتی ہے، شوہر کے اقتدار کیلئے روتی رہتی ہے۔ اس کیلئے فدک نامی مسرحیہ بنائی ہے جس کی قہرمان کا نام فاطمہ رکھا ہے، معلوم نہیں یہ کون تھی۔ کیونکہ اس سرحیہ کے نص کے راوی سلیم بن قیس اور احتجاج طبرسی اور امامت وسیاست منسوب بہ ابن قتیبہ تھے۔ ان مدونات میں منقولات سے فاطمہ زہراء، علی، حضرات حسنین حتیٰ کہ رسول اللہ کو دنیا پرست اور اقربا پرور دکھایا گیا ہے۔ ۲۲ کروڑ آبادی کی وسیع وعریض سلطنت کھونے والی بے نظیر، مریم نواز اتنی پریشان بے ساختہ دکھائی نہیں دی گئی ہیں۔ زہراء کے نام سے ایام فاطمیہ رکھ کر ہر سال مردان اولین اسلام کو سب وشتم کا نشانہ بنانے کیلئے یہاں مجالس منعقد کرتے ہیں۔ ایک ہی مجلس میں اسلام، علی، حضرات حسنین سب سے انتقام لیتے ہیں گویا ایام فاطمیہ قیروانیہ قاہرہ لگتے ہیں۔

آج یہ مسجد، مساجد ضرار میں شامل نظر آتی ہیں اور اسلام کے خلاف مہم جوئیوں کا مرکز بن گئی ہیں۔ یہاں خطیب مناسبات ملنے پر منبر پر عمر بن خطاب کے ہاتھوں دختر رسول زوجہ امیر المومنین کے رخسارہ سرخ ہونے کا اشارہ دے کر رلاتے ہیں اور نعوذ باللہ علی امیر المومنین بھی مصلحت کے شکار ہو گئے تھے کہ کوئی موقف دیکھنے سننے میں نہیں آیا۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے مسجد ضرار کے عواقب کے علاوہ آغائے نجفی کی غلوان سے بھی ہمیں نجات ملی ہے۔ آغائے نجفی مذہبی فرقہ پرستی میں سرگرم مراسم خرافاتی میں پیش پیش تھے۔ کسی بھی وقت اسلام اٹھاتے نہ دیکھا نہ سنا۔ آغائے نجفی آغائے صلاح الدین کی تفسیر دیکھنے کے بعد معلوم ہوا تحریف قرآن میں پیش پیش تھے۔ نبی

کریم کی منع کردہ تدوین سنت کو قرآن پر مقدم رکھا دوسرا ہمیں مدرسہ بھی پسند نہیں تھا کیونکہ ایک تو خود بنائیں پھر چندے مانگنا پڑتے۔ بلتستان میں بہت سے جاہلوں نے ایک مدرسہ نہیں کئی مدارس بنائے ہیں۔ مراجع عظام کی طرف سے انہیں مروج الاحکام کا لقب ملا ہے جبکہ میری طبیعت گداگری نہیں تھی۔ میں سرمایہ داروں کے سامنے جھکنے کو بت کے سامنے جھکنے جیسا سمجھتا تھا۔ میرے بھائی نے مجھے شراکت کی زندگی سے علیحدہ کرنے کی بات کی۔ بہت سے معزز افراد کے لفافے لینے سے انکار کیا۔ میں اگر کسی دن کسی مدرسے کا استاد بھی بن جاتا لیکن جب متعہ جیسے موضوع پر گفتگو کرتا تو اُسی دن کان سے پکڑ کر خالی ہاتھ گھر بھیج دیا جاتا۔ ان کو تو صرف القابات سے پکار کر سلامی دینے جیسے والے لوگ چاہئیں۔ آغا صفدر نقوی نے بلتستان میں ان کے قائم مدرسہ میں جانے کی پیش کش کی تھی۔ معلوم نہیں حقیقت تھی یا کسی نے میرے خلاف سازش کی ہو، اللہ جانتا ہے۔ آغائے صلاح الدین کو ہم ایک عالم فاضل دیندار سمجھتے تھے۔ میں نے ہی آپ کو شارجہ میں اپنے لیے ہوئی پیشکش کی جگہ پر بھیجا تھا۔ آپ نے وہاں مستقر ہونے کے بعد مجھ سے کہا آپ ایک مدرسہ بنانے کا کام شروع کریں، میں نے مخالفت کی آپ کیوں مدرسہ بناتے ہیں۔ غرض ان کے اصرار پر میں نے درس قرآن، ایمانیات قرآن تاریخ اسلام ومقارنات ادیان فن خطابت نصاب میں رکھنے کی شرائط پر قبول کیا۔ اگر کسی کو شرائط پر عمل کرنا ہی نہیں ہوتا تو سب قبول کرتے ہیں۔ قبول کیا میں نے کام شروع کیا، زمین خریدی تعمیرات مکمل ہوگئی تو تمام طے شدہ شرائط سے دست بردار ہوگئے۔ کسی پر بھی عمل نہیں کیا، کہا وقت لگے گا۔ خود کو صالح پرہیزگار دکھانے والے اپنے اللہ سے ٹالنے کی بات کرتے ہیں۔ بعد میں سنا، درس تدریس شروع کیے، میں حیران ہوگیا۔ اندازہ لگایا کہ قرآن کے نام سے بلا دمنافقین میں گھڑی گئی

شان نزول بتاتے ہوں گے۔ اپنی خدمات کا ذکر نہیں کیا، جھگڑا فساد نہیں کیا نہیں سوچا کہ میں نے کچھ کھویا۔ لیکن یہ ثابت ہو گیا آپ کے دل میں میرے لیے کچھ غلیظ نقاط پائے جاتے ہیں۔ وہ نقاط سیاہ دنیوی تھے یا غلاظت علوانی تھی، ان کے دل میں میرے بارے میں تحفظات تھے۔ مجھے اتنا اندازہ نہیں تھا کہ ان دو علمی شخصیت کے دلوں میں غلو اس حد تک رسوخ پایا جاتا ہے۔ لیکن کوثر نور الاذہان پڑھنے والا ذہن درک کر سکتا ہے کہ دونوں علوم شعوبی میں اچھی خاصی نبوغت کو پیچھے چھوڑ کر اپنی خالص غلو کو ثابت کرتے رہیں گے تا کہ تاجر تفاسیر باطنیہ کو خوش کریں، آپ کے اندر کتنا غلو ہے۔ قرآن لوح محفوظ سے جبرائیل امین نے قلب محمد پر نازل کیا گیا ﴿بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَجِيدٌ☆ فِي لَوْحٍ مَحْفُوظٍ﴾ کتاب لا یمسه الا المطهرون ساسانیوں کی سرپرستی میں خراسان، بخارا، تاجکستان میں جمع قیل وقال کو حاکم مقدم گردانتے تھے۔ آپ کے اندر اس حد تک غلو پایا جاتا ہے کہ ایک علمی شخصیت اللہ کے کلام پر آئمہ کے کلام کو مقدم اور حاکم بنائے اور یہ کہے کہ اصل قرآن علی کے پاس ہے، موجودہ سرکاری جمع کردہ ہے۔ محسوس ہوا آغائے نجفی اور آغائے صلاح الدین بھی انہی عقائد باطنیہ، تجوس میں مبتلا ہیں۔ یہ قصدے اور مرثیے کی طرح، بغیر کسی ترمیم اور اضافے کے اس طرح واپس آئے، جیسے کہتے ہیں کہ ''کل مولود یولد علی فطرة'' کہا جاتا ہے۔ مدرسہ میں قرآن کو نصاب میں نہ رکھنے کے سوال کے جواب میں کہا کہ اہلبیت کا فرمان، ظاہر قرآن پر حاکم ہے۔ ظاہر مراد نہیں باطن مراد ہے وہی باطنیہ والوں کی تفسیر کہ قرآن کو آئمہ جانتے ہیں۔ مدینہ سے وابستہ کسی اہلبیت کا درس تفسیر دینے کا ذکر کہیں نہیں ملتا ہے۔ نا امیر المومنین کی تفسیر قرآن کا درس لینے والے اور نہ ابن عباس کے کوئی مستند مستحکمات کہیں ملتے ہیں۔ سنی وشیعہ دونوں باطنیہ کا غاشیہ ہیں۔ یہ قرآن اٹھانے کا

نہیں کہیں گے۔غلوان اٹھائیں گے۔ان کا رسالہ عملیہ غالیان اٹھانا کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔انہی کے ہاتھوں نجات ملی اللہ کا لاکھ شکر ہے کہ میں اس میں مبتلاء نہیں ہوا۔آپ دونوں قرآن پر حدیث کو مقدم اور محمد پر علی کو مقدم سمجھنے والی علبائیہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔

و قل الحمد لله رب العالمين عالم السر و خفا يا و النو ايا علوم شعوبی میں فیل، علوم ملائی میں مرفوض کا نام تو نے انصار و یاران حسین بن علی سروران مدافع از اسلام میں ثبت کرنے کی توفیق فرمائی، ساحت مقدس امام حسین کے اہداف عالیہ کی تشریح وتوضیح کی عنایت خرافات اباطل مجالس عزاداری کو اپنے نشان ملاتی سے جاڑو کرنے کی توفیق عنایت کی۔جبکہ فرقوں کے اکابرین کو ایسی توفیقات سے محروم ہونے کے بعد آتش پرستوں، پرچم پرستوں، سیکولروں ومنحرفین سے دفاع کرنے والوں میں شامل کیا۔اس ناقص ناچیز کو اپنے خالق ورازق کی طرف سے نازل کردہ قرآن کریم کتاب کو اٹھانے کی توفیق عنایت کی۔جبکہ ان کے عمائدین نے اپنے علاقوں میں ملحدین، سیکولروں، نظام الحادی کے حامیوں کا اندراج کیا۔اپنی درسگاہوں میں قرآن کو روکنے خراسان، افغانستان، تاجکستان کے قیل وقال کو قرآن کریم پر چڑھانے والوں میں قرار دیا۔

میں نے پہلے دن سے تبلیغ دین کو قل لا اسئلکم پر چلانے کا ارادہ بنایا تھا۔ بلتستان میں انتہائی محرومیت کے باوجود منابر سے کبھی خمس وزکوٰۃ کا کلمہ تک جاری نہیں کیا۔میں اس فکر کا حامل نہیں تھا کہ پہلے ایک زندگی خود بناؤں پھر دین کی تبلیغ کروں۔لیکن یہ سوچ ضرور تھی کوئی کام کروں جس سے دین کی ترویج کے علاوہ میری بھی گزراوقات ہو۔میں ہمیشہ اس فکر میں رہتا تھا کہ دین کو حوزات و مدارس کے اعتزالی، اشعری، دقیانوسی منویات سوء پر مرتب نصابوں سے باہر خالص قرآنی محمدی کی منہج پر چلاؤں۔انسانی قرآنی

زبان میں پیش کرنے والا بناؤں۔اس فکر میں رہتا تھا کہ دین میں شامل کی جانی والی خرافات خزعبلا توں کو رفع کروں۔راستہ مسدود ہونے کی وجہ سے مایوس ہونے نے پر عمامة عباء کو بھی اتارا کیونکہ میں اسے ایک بوجھ سمجھتا تھا۔لیکن اللہ سبحانہ مسبب الاسباب ،رافع الموانع العوائقات نے ازخود دور کیا۔آغا فدا حسین، آغا فرمان شگری، آغا محمد حسین مجتہد غلات سرگودھا، آغا محسن نجفی مجنون جدید یزم، آغائے سید محمد جواد مجدد اسلام داعی اسلام اقبال قرآن کریم کے مردود اشعار کے فریضہ مشنری سکول کے ملازم کفریات سے بھرے قصائد کونشر کرنے والوں کے حامی آغا محمد علی توحیدی اسلام کی وکالت کی بجائے تصوف سے دفاع کرنے ،ایدھی کوشرف انسانی کا نمونہ پیش کرنے والوں کو میرے خلاف اٹھایا۔انکی زبان کو کھولا۔ان سب کے ہاتھوں کو حرکات میں لایا یہاں سے میرے لئے مواقع تبلیغ میسر کرنے کے علاوہ میرے ہدف رفع ''کشافیھا و کواڑھا'' جو فرق شعوبیوں نے اس دین میں پھینکا ہے خاص کر قرآن کے حق میں جسارت کہ یہ محرف کتاب ہے ناقص کتاب ہے قابل فہم نہیں۔محمد کا ذکر کرنے سے گریز کر کے علی کو نفس رسول کہہ کر فضائل خود ساختہ امیر المومنین بنانے والے میرے لیے نا قابل برداشت تھے۔خاص کر اس وقت جب یہ شعوبیوں کی ہدایات پر چلتے ہیں تا کہ امت کی تکہ بوٹی کر سکیں۔قم ومشہد میں بلتیوں کے کتنے گروہ ہیں، کراچی میں صرف ابی سینا لائن میں اسلام سے اجنبی، دین و دیانت سے عاری امام حسین پر جھوٹ وافتراء باندھنے والے اس چھوٹے محلے میں کتنے عزاخانے ہیں اور ان میں کیا ہوتا ہے؟ دن رات فلم دیکھتے ہیں، تارک صلاۃ ہیں۔محرم میں مجلس کا کوئی چھوٹا سا بھی مقصد ان کی نظر میں نہیں ہوتا ہے کہ ان جھونپڑیوں میں مجلس کریں۔آغا فرمان شگری اپنے بے اساس، بے بنیاد ،غیر معقول مذہب سے کشف نقاب پر بے ساختہ و بے قابو ہوئے اور قاعدہ

''البینــہ عـلـی المدعی'' کے خلاف منکر اصل امامت سے دلائل مانگنا شروع کر دیئے اور خود مدعی امامت پھر منکر فرض کر کے خود ہی مدعی، خود ہی منکر اور خود ہی قاضی بنے۔ لیکن حالت غنودگی میں اور بے ہوشی میں سمجھ نہیں آیا کہ اقامۃ دلیل کس کے ذمہ ہے؟ مدعی کس کو کہتے ہیں؟ اور منکر کسے کہتے ہیں؟ بلتستان جا کے لوگوں کے حقوق کو تہہ و بالا کرنے والے تمام اراشد کا یہی وطیرہ رہا ہے۔ اپنے کلام جدالی، پرغرورانا اوپر آنے کی وجہ سے انہیں نفس تنگ کر رہا ہوتا ہے۔ غنودگی میں مدعی اور منکر کا تمیز نہیں کر پا رہے ہیں۔ ہمیں قرآن عظیم نے جدال مخالفین سے منع کیا ہے ﴿وَ لا تُـجـادِلُوا أَهْلَ الْكِتـابِ إِلَّا بِـالَّتـي هِيَ أَحْسَنُ .. عنكبوت. ۴۶﴾ لیکن ڈرتا ہوں کہیں آپ کے شعار مفرق امت، خلافت و امامت نص واجتہاد کے گرداب میں غرق نہ ہو جاؤں اس لئے گریز کرتا ہوں۔ بحث کو دوبارہ از سر نو اٹھانے کی استطاعت وافر رکھتا ہوں، کہیں قرون وسطیٰ میں اگنے والے شجرہ ممنوعہ مفرق امت میں نہ ڈوب جاؤں لیکن دل چاہتا ہے دنیا و آخرت دونوں کی سعادت سے محروم صرف عیش و نوش میں مستغرق ہماری قوم کا کیا بنے گا؟ جینا مرنا یہیں کے اصول کے تحت زندگی گزرنے والوں سے ان کے یہ کشف نقاب کیوں نہ کروں؟ لیکن پہلے یہ وضاحت ضروری سمجھتا ہوں۔ پہلے کتابوں میں خود کو تمام علماء اعلام کے غیر مزاحم ہونے کی وضاحت کرتا آیا ہوں۔ تکرار کروں؟ کیا وجہ ہے جو لوگوں میں خاص شیعوں میں، خاص علماء میں اور خاص الخاص اپنے خاندان والے بالخصوص میری اولاد، دامادوں اور میرے بھائی سب میرے مخالف ہو گئے۔ تو میں نے یہ فیصلہ کیا کہ کسی سے مخالفت نہیں مول لوں، میں نے دل میں احرام عدم مخالفت، عدم منازعت، عدم حسادت جو کہ شیوہ سیرت علماء اعلام رہی، سے گریز کروں۔ افراد سے مقابلہ مخاصمہ کی بجائے اباطیل اور خرافات خزعبلات عوامی،

حوزات و مدارس کی بدعات سے جہاد کروں۔ لباس علمائی اتار کر احرامیعنی صبر و تحمل برداشت کر کے اسلام کے گرد طواف کروں۔ اسکا سپاہی بنوں اپنے آپ کو مخالف کفر و الحاد باطل و خرافات سے نبرد آزما رکھوں۔ اس وجہ سے غیبت جیسے گناہ سے محفوظ ہوں۔ آپ میرے پاس آنے جانے کرنے والوں سے پوچھ سکتے ہیں کہ میں کسی کا نام لے کر غیبت نہیں کرتا ہوں بلکہ طنز یہ بھی نہیں کرتا ہوں۔ کیونکہ میں خود علوم حوزہ میں فیل ہونے کی وجہ سے دوسروں کی عیب جوئی نہیں کر سکتا ہوں۔ ہاں دین سے کھیلنے والوں کو موقع محل ملنے پر صرخہ حق بلند کرنا نہیں چھوڑتا ہوں، موقع ملنے پر ضرور بولتا ہوں۔ اس سلسلے میں چاہے اغواء شدہ اولاد داماد و دیگر عزیزان کے ایمانیات احکامات کے اصول و مبانی کو نہیں چھیڑتا ہوں۔ دوست علی، فاطمہ، حسن، حسین بن کر کفر و الحاد کی شجر کاری کرنے والوں کی مذمت کرتا رہوں گا۔ تا کہ اعلاء کلمہ کی سنت نہ دب جائے۔ یہ تاریخ علماء بلتستان کے صفحات سیاہی میں شب دیجور لیلۃ ہریر کی مانند ہے۔ اپنے آپ کو بے بس، بے چارہ پایا تو خود سے کہا، اللہ نے فرمایا ہے۔ ﴿إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ﴾ ابھی بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ میں کسی بھی علماء ماسمیٰ دینی والوں سے کسی قسم کی برتری کا دعویٰ نہیں رکھتا ہوں۔ جناب فاضل ناقد غاشی! میں آپ کو اپنی سنت و سیرت عملی سے آگاہ کرتا ہوں تا کہ جوابی صفحات میں کہیں آپ مجھے نہ پکڑیں۔ میں کسی کا ملاق ہوں نہ ذمام۔ میں علوم حوزہ میں فیل کا معترف ہوں۔ میں اجتہاد کو دین عزیز اسلام کو ناقابل عمل بنانے کیلئے مارے گئے بم کی طرح، خیانت سمجھتا ہوں۔ یہ سمجھنا اور سمجھانا کچھ مشکل نہیں آسان ہے۔ یہ مقابلہ محاربہ اللہ جیسا ہے۔ جیسا کہ قرآن میں آیا ہے آپ کو اپنی رائے لوگوں پر ٹھونسنے کی اجازت کس نے دی ہے؟ اگر کوئی دل میں خوف اللہ قیامت رکھتا ہے تو ملے رزق پر قانع ہو جائیں اپنے ملک میں آ کر اسلام کو

اٹھائیں۔

عمائدین بلتستان جن علوم میں وہ خود کو متجر اعلیٰ پائے کا سمجھتے ہیں اور مجھے ان علوم میں فیل سمجھتے ہیں ہمیں اس پر کسی قسم کا اختلاف نہیں بلکہ اقرار و اعتراف بھی ہے۔ لیکن جن علوم کو وہ علوم دینی سمجھتے ہیں یہ ان کی غلط فہمی اشتباہ ہے۔ علم نحو وصرف، معانی بیان اپنے آغاز سے ہی متاع بازار تھے، شعوبی ہیں۔ ان کے آپس میں آثار جاہلیت زیادہ اور اسلام ناپید ہے۔ ان کے آغاز کنندگان کے نام تاریخ اسلام میں مطعون ہیں۔ علوم شعوبی پڑھنے تدریس میں انہیں نبوغت حاصل ہے۔ لیکن وہ اپنی مذہب کے اصول ومبانی تاریخ بیان سے گونگے وشرمسار ہیں۔ وہ اس کی وضاحت سے عاجز و قاصر ہیں جس طرح ان اساتذہ قاصر تھے۔ علوم اسلامیہ کے نام سے چند علوم کا نام لیتے ہیں۔ علم کلام، علم فقہ، علم اصول فقہ، علم الحدیث وغیرہ۔ علم کلام کا آغاز معتزلہ نے کیا۔ میرے اور ان بزرگان کے درمیان کسی قسم کا اختلاف، تناوتعارک، تصادم اقتصادی، اجتماعی یا سیاسی نہیں ہے۔ میرے اور ان بزرگان کے درمیان اختلاف مذہب اور دین کا اختلاف ہے۔ ہم سرتا پا تابع اسلام ہیں جس کا مصدر صرف قرآن ہے۔ جبکہ مذہب اہلبیت و اصحاب والوں کی کتاب خراسان، تاجکستان قازقستان قندھار میں تدوین ہوئی ہیں۔ قرآن لوح محفوظ سے جبرائیل امین نے محمد پر ۲۳ سال میں نازل کیا ہے اس کا حافظ خود اللہ ہے۔

مذاہب کی درسگاہوں میں مصروف ومشغول حضرات کو چاہے فلسفی، فقہ عارف، ڈاکٹر محدث، مصنف، مفسر مورخ اصولی کیوں نہ کہیں وہ غواشی پہن کے سونے والے انسان جیسے ہیں۔ وہ ضلالت گمراہی میں کمبل اوڑھ کر سونے والے انسان جیسے ہیں۔ ان کے نصاب دروس سب مبدعات مذاہب فاسدہ ہیں۔ فقہ، اصول فقہ، کلام، اجتہاد، تقلید، اعتقاد، میں ضالہ و

مضلات کے عناوین ہیں۔کوئی چاہے جتنا ان میں زیادہ مستغرق رہا ہو،چاہ جلالت کی تہہ سے نزدیک ہوگا۔آغائے طباطبائی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں تفسیر بالرائے درست نہیں ہے لیکن اپنے آئمہ کی امامت کی تمام آیات قاطبہ تفسیر بالرائے ہیں۔ان کی تفسیر بالرائے کی مخالفت سے مراد یہ ہے کہ یہ خالص ہماری ملکیت ہے کسی اور کو استعمال کرنے کا حق نہیں ہے۔آغائے برادران، آملیان کو عصر معاصر کے عارف کہتے ہیں۔عارف یعنی محو و مستغرق رب ہو لیکن تمل ۴۰ میں لکھتے ہیں آصف بن برخیا کو مجہول قانون علل واسباب سے باہر فعل انجام دینے والا متعارف کرتے ہیں۔اس سے زیادہ اور کیا شرک ہو سکتا ہے کہ دختر بر رسول کو بھی حجتہ اللہ کہتے ہیں۔لہٰذا یہاں معروف اساتذہ کو فضلاء قم کہتے ہیں یعنی دنیا و آخرت دونوں کی سعادت سے محروم صرف ان کا کام خورد و نوش خواب ہے۔ان پر غشیان ملاگری ہے جو کوئی یہاں چند دن گزار جائے اس کو ہدایت نہیں ہوتی ہے ان کی شان ﴿وَ إِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الرُّشْدِ لا يَتَّخِذُوهُ سَبِيلاً وَ إِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيلاً﴾ اعراف:۱۴۶ ﴿خَتَمَ اللَّهُ عَلى قُلُوبِهِمْ وَ عَلى سَمْعِهِمْ وَ عَلى أَبْصارِهِمْ غِشاوَةٌ﴾ بقرۃ:۷ تطبیق ہوتا ہے۔

مجھے علوم شعوبی میں تسلط نہ ہونے پر احساس کمتری نہیں بلکہ میں اس کو اپنے لئے اللہ سبحانہ کی طرف سے توفیق عظیم سمجھتا ہوں۔کیونکہ ان علوم کے ماہرین ''ضال عن الدین مضل الناس'' نکلے۔ان کے حامل مغرور و متکبر اسلام عزیز کے چشمہ حیات سے منہ موڑنے والے سیکولروں ملحدین، ہاتھی والوں سے یکجہتی اتحادی وابستگی کرنے والے کلمہ پڑھنے والوں سے نفرت کراہت والے نکلے ہیں۔انہیں وسائل زندگی ''آراستہ و پیراستہ ھمھا علفھا شغلھا تقمھا'' دیکھا گیا ہے۔''انھم یاکلون و یتمتعون نھارا و ینا مون لیلا و لا یرون ما یجری علی

الاسلام و المسلمین‘

شعوبی صرف وہ لوگ نہیں ہیں جو فارس کو عربوں پر ترجیح دیدیں بلکہ امت کو جو بھی قینچی سے کاٹ کر ٹکڑے کرے وہ شعوبی ہے۔ کبھی اولیاء کے نام سے خودساختہ کرامات، کبھی علماء وارث انبیاء کے نام سے اعزازات حاصل کرنا علمِ واصل بن عطاء، عمرو بن عبید یا ابوحنیفہ، شافعی، مالکی کو اعزاز سمجھنا بھی ان کا طُرہ امتیاز ہے۔ قدیم زمانے سے تشکیل پانے والی تشکلات، منظمات کے اہداف سے حاصل منافع میں شرکاء کے حصص کا تعین کرتے ہیں۔ اس لئے جب حضرت محمد نے دین اسلام کی دعوت دینا شروع کی تو بعض قبائل نے کہا اس میں ہمارا کتنا حصہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا یہ امر اللہ ہے وہ میرے ہاتھ میں نہیں یہی جملہ ہمیشہ رہا ہے۔ دار الثقافۃ نے ازخود کسی کو بھی دعوت شراکت نہیں دی ہے بلکہ جنہوں نے ازخود حصہ ڈالنے کی خواہش کی تھی اسے ہم نے شدت سے مسترد کیا۔ ان میں بعض مخلص افراد بھی تھے۔ دار الثقافہ ہم نے بنایا تھا یہ ہمارے ساتھ ہی دفن ہوجائے گا۔ دار الثقافۃ ابھی تک زندہ ہے چونکہ ہم زندہ ہیں۔ اس بات کا برملا اعتراف کروں گا کہ میری بے وقوفی اور اسلام وقرآن سے ناواقفیت کا ایسا دور بھی گذرا ہے جس میں ہم بری طرح سے ناکام ہوئے۔

اب انسان کو جب یہاں سے کسی دن جانا ہے تو دنیا کی کوئی نعمت، مال دولت اولاد، عزت شہرت وغیرہ کوئی نعمت ساتھ نہیں ہوگی۔ ہماری کل ملکیت میرے ادارہ کی درآمدات ہیں جو سب کو پتہ ہیں۔ پاکستان میں چندسال یہ ادارہ کتنی مقبولیت سے چلا ہے۔ آج یہ جائداد، اولاد، اوران سے وابستہ باطنیہ کی عیش ونوش کا باعث ہوگا۔ میرے پاس اس بارے میں کوئی لائحہ عمل نہیں، نعم البدل نہیں کہ میرے مصرف، رضا اللہ میں صرف ہوجائیں۔ آج باطنیہ اوران کی بنات فاسد دین انسانیت کے نمائندوں کا قبضہ ہے۔

مسلمانوں کا مال الحادیوں کے الحادی مشن میں صرف ہوتا ہے جو خالص کفرو شرک الحال ہے۔ میں کمال اطمینان سے رخصت ہورہا ہوں۔ اللہ سبحانہ نے مجھے اسلام شناسی، اسلام داری کی توفیق عنایت کی، میں اس کا شکر گزار ہوں۔ لیکن تاجران دین کی کوششوں نے اولاد کو ہم سے جدا کیا ہے۔ آج کئی ایک ہیں جو بزعم خود، خود کو زیادہ اعلم سمجھتے ہیں۔ لیکن مذہب شیطان مذہب فاسدہ اور باطنیہ پر قائم ہیں۔ ہم اللہ، قرآن اور اسوۃ محمدؐ پر قائم رہتے ہوئے رخصت ہوں گے۔ ان شا اللہ۔

ہماری ابتداء سے ترجیحات اسلامی ہونے کا ثبوت میرے ادارے کا نام ہے۔ ''دار الثقافۃ اسلامیہ پاکستان''۔ میری توفیقات مثبت میں سے ایک مراجع یا ان کے نمائندوں کی کاسہ لیسی، تملک، چاپلوسی، دست نگری سے دور رہنا ہے۔ وہ اپنے مذہب کے بارے میں مجادلہ باطلہ شور شرابہ کر سکتے ہیں لیکن قرآن کریم سے استناد کرنے سے عاجز و قاصر ہیں۔ ان کا خود ساختہ نبوعات علمی کا خرمن، حقائق کے میزائل سے جلد خاکستر ہوگا۔ کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب سنیوں کی کتابوں سے ثابت ہے لیکن کون سے سنی، شیعہ، امامیہ، توحیدی، بکریہ، عمریہ، عثمانیہ، حتیٰ محمدیہ؟ مذاہب تو باطلہ فاسدہ و من یتبع غیر الاسلام ہیں۔

میں ہر حوالے سے مذہب اہلبیت واصحاب کے نام سے جاری تمام رسومات مذہبی سے اعلان برأت کرتا ہوں۔ نیز دوست احباب، عزیز و اقارب حتیٰ کہ اولاد خاص کر نام نہاد علوم دینی کے نام سے علوم شعوبی پڑھنے والوں سے اعلان برأت کرتا ہوں۔ کیونکہ انہوں نے تاجروں ٹھیکیداروں قرامط پاکستان وقم والوں کے کہنے پر مجھ سے اعلان برأت کیا ہے چہ جائیکہ خرافات ومقدسات کو مذہب کے نام سے دفاع کرنے والے علماء سے کرتے۔ ان خرافات پر مہر میانوالی شہر صنعت خرافات سے حجت باطل، رد

صحیفہ حقائق کو صادر کیا گیا۔ شہرت یافتہ علماء کی طرف سے اور مجتہدین سے استشنامے نشر کیے گئے۔ آخر میں جدید ترین سہولیات سے آراستہ درسگاہ ضرار تھیں۔ میری تالیفات کے خلاف پایان نامہ لکھوایا گیا اور آخر میں ان کے مرشدین کے حواس باختہ ہو گئے۔ قم میں ایک طالب علم کے توسط سے امام زمانہ مزید صیقل ہوتے گئے۔ ملاحظات بر پایان نامہ نے ''قرآن سے پوچھو'' ''حضرت محمد مصطفیٰ'' کو کتاب ضلال قرار دینے والوں کو ہراساں کیا۔ آخری تیر مارنے کے لیے فرمان شگری کو انتخاب کیا گیا جس پر اصول کافی کی روایات سے استناد کر کے کتاب چھپی۔ آغائے فدا حسین کو چھوٹا سمجھ کر ان سے پایان نامہ لکھایا۔ قرآن کریم کو کتاب محرف بنا کر امامت نا بالغ ثابت کی۔ مجھے فدا حسین اور فرمان شگری کے ذریعے آخری تیر مارا۔ میں خود اپنی سمجھ میں پختہ ہوتا گیا، انہیں شرمندگی ہے کہ ان خود ساختہ عقائد کا کیسے مظاہرہ کریں، اگر کریں گے تو پوری عمارت زمین بوس ہو جائے گی۔ لیکن الحمدللہ، اللہ کے فضل واحسان، آیات قرآن سے مستند مرصع عقائد کو نمائش کرنے کی توفیق خود مخالفین کے ہاتھوں نصیب ہوئی۔ حاضر صفحات مجھے حقارت کی نظر سے دیکھنے والے کے ہاتھوں لکھے گئے دو صفحات نقد کا جواب مخلص باوفا احباب کی کوششوں سے آج محرم الحرام ۱۴۴۴ھ اختتام کو پہنچا۔ شکر اللہ الف شکر۔

قارئین کرام اس دنیا میں جاری ایک جنگ ہے جسے غزو ثقافتی کہتے ہیں۔ میرے خلاف ایک ایسی ہی غزو بے رحمانہ چلائی گئی ہے جس کے نتیجے میں میرے تمام خاندان، قریبی اولاد مجھ سے الگ ہو گئے ہیں۔ نمیدانم آئندہ میرے مرنے کے بعد میرے خلاف اسلام مخالف کتنی ہی تہمتیں افترات لگائیں گے۔ لہٰذا قرآن میں جو ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے میں اس پر قائل وقائم ہوں۔ میری مکتوبات بھی دنیا و آخرت میں گواہ ہوں گی۔

یہ ظلم، فاحش، مسخ حقائق ہیں جو انسان کے مرنے کے بعد اس انسان کے دین و ایمان کے خلاف اڑائے جاتے ہیں لہٰذا میں یہاں اپنی ایمانیات کا اعلان کرتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اشھد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہم مسلمان ہیں کیونکہ دین اسلام ہی وہ واحد دین ہے جسے اللہ نے تمام انسانوں کیلئے نازل کیا انبیاء نے دعوت اسلام دی ہے۔

﴿أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾ یونس:۷۲

﴿فَلا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَ أَنْتُم مُسْلِمُونَ﴾ بقرۃ:۱۳۲

﴿وَ نَحْنُ لَهُ مُسْلِمُون﴾ بقرۃ:۱۳۳

﴿إِنْ كُنْتُمْ مُسْلِمِينَ﴾ یونس:۸۴

﴿إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهِ مُسْلِمِينَ﴾ قصص:۵۳

مسلمان اُن لوگوں کو کہتے ہیں جو دین اللہ سبحانہ نے امین وحی جبرائیل کے توسط سے تمام انبیاء پر بھیجا ہے " من لدن خلقت ادم الی قیام الساعة " دین دائمی بشریت ہے اس پر ایمان ہوئے ہوں۔ لیکن امت موسیٰ نے اپنا نام یہود رکھا، امت عیسیٰ نے اپنا نام نصاریٰ رکھا، امت محمد نے حضرت محمد اور دور راشدین کے بعد یہود و نصاریٰ اور مجوسیوں کی سیرت پر چلتے ہوئے کسی بولس شاؤل کی پیروی میں دین و امت میں تفریق تمزیق کیا۔ میرے نزدیک دین صرف اسلام ہے اس کی بنیاد تین اساس پر ہے۔ ایمان باللہ وحدہ لاشریک، ایمان بیوم آخرت یوم الحساب والجزاء، ایمان بہ نبوت خاتم انبیاء حضرت محمد۔

۱۔ ربوبیت اور الوہیت میں اس کا کوئی بدل نہیں۔

۲۔ بندگی صرف اللہ کی کریں، اطاعت صرف مالک رازق کی ہوتی ہے۔ اللہ کی طرف سے لائے گئے احکامات میں اطاعت رسول سے انحراف

آپ کے علاوہ اہلبیت واصحاب مجتہدین جادہ اسلام قرآن اوراسوۂ محمدؐ سے منحرف ہے،ضدقرآن ہے۔نساء۱۶۵،تمام مذاہب چاہے اہلبیت سے حضرت علی حضرات حسنین،اصحاب ابوبکر،عمر بن خطاب حتیٰ خود محمد مصطفیٰ توحیدی نام سے کیوں نہ ہوئے ،گمراہ وضال ہیں چاہے اتباع سنت میں ہوں یا اہل قرآنیون،سب گمراہ ہیں،نام صرف اسلام ہی ہوگا۔

میں اپنی جائیداد کی فروخت اورتالیفات ممنوعہ سے حاصل کردہ قلیل پر قانع اوراللہ کا شکرگزار ہوں۔میرے اوپراللہ تعالیٰ کی عنایت ہے کہ مجھے اس نے کسی مخلوق کا نیازمند نہیں رکھا ہے۔میری زندگی کوخفاف وکفاف اور قناعت پرقائم رکھا۔علماء اعلام میں جو چیز باعث تشاجروتنازع بنتی ہے اس کا سبب دین نہیں ہوتا بلکہ اکثر وبیشتر ان کی مادی مصالح ہوتی ہیں۔جس کی برگشت ہمیشہ مادہ ہی ہوتا ہے۔مجھے جب بھی کسی صیاد باطنی نے شکار کرنا چاہا تو اللہ نے جلد ہی اس کو دفع قبل از رفع کیا ہے۔علوم ''مایسمیٰ دینی لیس فیه من الدین ما یذکر'' میں بھی ناکام ہونے کی وجہ سے میں کسی عالم دین یاحوزات ومدارس کے اساتذہ وطلاب سے مقابلہ ومناظرہ کرنے کا تصور بھی نہیں کرتا ہوں۔البتہ خودان کوامور دینی کے مسائل میں گفتگو کرنے والا برداشت نہیں ہوتا ہے۔مجھے اپنی کم علمی وکم لیاقتی کا بہت احساس ہے لہٰذا میں کسی بھی عالم دین کا مقابلہ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا ہوں۔میرے اپنے بچے جومروجہ سکولوں سے پڑھے ہوئے ہیں حاصل درجات کے تحت مجھے،دنیاومافیھا سے انجان سمجھ کردھوکہ دیتے آئے ہیں اوراندھیرے میں دھکیلنا چاہتے ہیں۔ان کا میرے اوپراعتراض یہ ہے کہ جب ہم نے آپ کو بیوقوف تصور کیا ہے تو آپ بیوقوف کیوں نہیں بنتے ہیں۔اسی طرح درسگاہ شعوبی میں مصروف عزیزان،بیٹے،بیٹیاں اورداماد بھی مجھے علوم دینی میں جاہل ونالائق سمجھ کردباؤمیں رکھ کرچلانے کی کوشش

کرتے آئے ہیں۔ معلوم نہیں انہوں نے علوم صرف ونحو اور اصول فقہ کو ہی علم دین تصور کر کے مجھے کس حد تک گرا ہوا ثابت کر رکھا ہے لیکن جب وہ ان حربوں سے مایوس ہوئے تو انہوں نے اپنے کرم فرماؤں تاجران دین والوں کے حضور میں اعلان برأت کیا اور میری کتابوں سے مس کو موجب غسل سمجھ کر پرہیز کیا۔ انہیں احساس شرمندگی ہے کہ ہم جیسے فضلاء کا اللہ نے حوزات کے فیل کو باپ کیوں بنایا ہے۔ اگر یہ عزیزان ان آیات قرآن پر توجہ کرتے تو ان کو پتہ چلتا کہ خالق متعال '' **یخرج الحی من المیت** '' نے ان کو جاہل باپ سے پیدا کیا تا کہ علم غرور آور، تکبر آور بے سود حاصل کرنے کے بعد تکبر وغرور ابلیسی میں مبتلاء نہ ہو جائیں۔ میں اپنے عزیزان راشد وراشد کی نظروں میں مطعون ہونے کی وجہ سے حوزات علمیہ کے افاضل وافاخر تو دور کی بات ہے، نالائق طلاب بھی مجھے حقارت وکراہت کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ کراچی کی مساجد کے امام جاہل بھی مجھے حقارت کراہت سے دیکھتے ہیں۔ جب میرے عزیزوں کی نظروں میں میرا مقام یہ ہو تو آپ جیسے متبحران مجھے صاحب عزت کیسے دیکھ سکتے ہیں۔

جسارت کر سکتا ہوں۔ مجھے اعتراف ہے اور میں کوئی احساس انکساری، استحقاری، افتقاری نہیں رکھتا کیونکہ فارسی ضرب المثل ہے '' گدا گر تواضع کند خوئی '' اوست چہ جائیکہ میں جامعہ امام خمینی عصر معاصر کی اعلیٰ سہولیات سے آراستہ درسگاہ کے اساتذہ، بزرگ فضلاء، فارغان، حاملان اسناد عالیہ امثال آغا حیدری وفرمان شگری، رئیسی، عابدی، اخویان، موسویاں افاضل سکردو آغائے محمد علی، آغائے موسں روضۃ الشھدا کو مجادلہ مناظرہ کی دعوت دوں۔

دارالثقافۃ اسلامیہ

دارالثقافہ اسلامیہ پر ماہ مبارک رمضان ۱۴۴۲ھ پر قبضہ جمانے کی تمہید شروع ہوگئی، مہدی کی زواجی زندگی کی تیاریاں چل رہی تھیں۔ میں اسلامی بلکہ عقلی طور پر ازدواجی مراسم کے رائج تمام مراسم کے مخالف تھا۔ پہلے مرحلے میں اس کو شادی کہنا بذات خود ایک کھلی غش وتدلیس وتلبیس ہے، میں اسے باطنیہ کی اختراع سمجھتا ہوں۔ بیوی لانے کیلئے نیا گھر بنائیں، پرانے کو گرائیں، رنگ وروغن کرائیں اور کتنی مشکلات مصیبتیں اپنائیں۔ نئے طریقے سے گھر سجائیں، عزیز واقارب کا نیا جوڑا لباس بنوائیں میں ان سب کو زواج کی راہ میں رکاوٹ سمجھتا ہوں۔اس مذہب کی بے بنیادی کی واضح دلیل اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتی ہے کہ شرف الدین کے خلاف لڑنے کیلئے اس کی اولاد مرد وعورت کو بے دین، فلم بین جھگڑالوطبع بنادیا۔

میری ملائی زندگی کے مختلف ادوار میں اور مواقع پر میرا نقطہ نظر بلتستان کے عمائدین واکابرین سے اکثر مختلف رہا ہے۔ میں اس کی وضاحت یہاں کرنا چاہوں گا۔ بلتستان کا موقف عام یہ رہا ہے جو کچھ مذہب کے نام پر رائج ہو، جتنا بھی شرکیانہ، کفرانہ، خرافاتی، فرسودہ اور ضد اسلام ہی کیوں نہ ہو اس کی اصلاح نہ کریں جوں کا توں رکھیں۔ عام مسلمانوں سے علیحدگی، نفرت، کراہت رکھیں جبکہ باطنیہ اور سوشلزم والوں کے لیے تعاون، ترجیحات اور نیک تمنائیں رکھیں بلکہ وقف کردیں۔اس علاقے کے بے دین، اوپر والوں کے ہمیشہ حامی رہے ہیں۔ جبکہ میری ترجیحات میں الحادیوں سے علیحدگی اور عدم تعاون رہا ہے۔ میرا تعاون کلمہ طیبہ پڑھنے والوں خاص کر شعائر اسلام کی پابندی کرنے والوں کے ساتھ رہا ہے یہی مجھے قرآن نے بتایا تھا اس پر رخصت ہورہا ہوں۔

میرا ذریعہ نجات، میری کتابیں ہوں گی۔ یہ تالیفات اسلام کی سربلندی کیلئے تھیں میں اس پر مطمئن ہوں۔ اللہ سبحٰنہ کی نازل کردہ کتاب پر نقدات کی دفعات لگا کر مہجور کرنے اور روکنے والوں کی توفیقات یا مذمت میری آخرت میں موثر ہوں گی، اس کی توقع نہیں۔

اپنی تالیفات کے مضامین اور مطالب کے بارے میں اکثر و بیشتر انتخاب پر بھی مطمئن ہوں کیونکہ جس وقت میں شیعہ تھا اس وقت بھی میرا قبلہ اسلام تھا۔ میں آئمہ کو آئینہ اسلام سمجھ کران کے نام سے اجتماعات میں اسلام کو اٹھا تا رہا ہوں۔ شیعوں میں موجود ضد اسلام خرافات کا مخالف رہا، ان پر نقد جرح کرتا تھا اسی لئے ہر آئے دن میرے لئے رستے کھلتے گئے۔ لباس علمائی اتارا، خمس لینے سے انکار کیا، سرمایہ داروں سے مخالفت یہ سب اللہ کی طرف سے توفیق عظیم تھی۔ مسلمانوں کا قبلہ ہمہ وقتی اسلام ہے۔ اٹھنا بیٹھنا عبادات معاملات سب کا قبلہ دین عظیم اسلام ہے، امیرالمومنین کا فرمان ہے ''**اليمين و الشمال مضلة و الطريق الوسطى هى الجادة**'' مذہب اہلبیت واصحاب دونوں باطنیہ کے دائیں بائیں بازو ہیں، صراط مستقیم سے منحرف ہیں۔ اگر کوئی شخص صراط مستقیم پر ہو ہر لمحہ اس کیلئے ہدایت مثبت و منفی ہوتے رہیں گے۔

حمد و شکر مخصوص اُس ذات کے لئے ہے جس نے مجھے علوم شعوبی میں فیل کرنے کے بعد اُن کے بانیان کے برے عزائم و منویات سے واقف و آگاہ کیا۔ نیز حمد و شکر اس ذات کیلئے مخصوص ہے جس نے میرے خطور و فطور میں مفرق کلمہ مسلمین، ممزق امت اسلامیہ، ''اجتہاد'' کے حصول کے لئے رغبت و شوق ہی پیدا نہیں کیا۔ اے رب روف و مہربان! تو نے مجھے میرے خطور فطور سے غیر متوقع، غیر مرتقب، غیر خواہش، غیر متصور نعمتوں سے نوازا ہے۔ ان میں سے جنہوں نے میرے خلاف سازشیں کی ہیں، ان کو خود

یہاں پہنچایا تا کہ میں اپنے عرائض ان تک پہنچاؤں۔ان سب کا شکر ادا نہیں کرسکتا ہوں۔میں اتنا عرض کرتا ہوں یہ سب میرے استحقاق پر عنایت نہیں کیا ہے بلکہ یہ سب اپنی رحمانیت، رحمیت، عطوفت کی بنیاد پر عنایت کیا۔ اس کے مقابل میں اپنی بلوغ سے لے کر آج دن تک جس کسی نے میری کردار کشی کی ہے، توہین اہانت، تحقیر تذلیل کی ہے یا کوئی مال رقم اس کے ذمے اشتباہ سے لئے تھے یا بھول گئے تھے، تمام کو میں معاف کرتا ہوں۔ لیکن جن لوگوں نے مجھے بے وقوف بنا کر یا خود کسب حرام کو اپنا کسب بنایا ہو یا میری ماں کے حق پر ستر سال سے جابرانہ قابض خاندان وفرڑ و پا اور ان کے معاونین ہیں یا وہ افراد جن کے دل میں نفاق ہوان کو تیری مرضی پر چھوڑ تا ہوں۔اگر تو بخشے تو مجھے منظور ہے کیونکہ میرا دین کہتا ہے بے دینوں سے نیک سلوک نہ کریں تا کہ بے دینی کو فروغ نہ ملے۔

علی شرف الدین

محصور خانہ بحکم علماء عمائدین

تالیفات متواضعانہ منکسرانہ اصلاح طلبانہ شرف الدین

۱۔ قرآن سے پوچھو
۲۔ قرآن اور مستشرقین
۳۔ انبیاء قرآن آدم نوح وابراہیم
۴۔ انبیاء قرآن موسیٰ وعیسیٰ
۵۔ انبیاء قرآن ہود وصالح ذوالکفل
۶۔ انبیاء قرآن حضرت محمد ﷺ
۷۔ قرآن میں شعر وشعراء
۸۔ قرآن میں مذکر ومونث
۹۔ اٹھو قرآن سے دفاع کرو
۱۰۔ تفسیر موضوعی
۱۱۔ ربوبیت والوہیت
۱۲۔ تفسیر موضوعی نبوت رسالت
۱۳۔ تفسیر موضوعی یوم آخرت
۱۴۔ تفسیر احکام قرآنیہ
۱۵۔ ترجمہ تفسیر موضوعی آیت اللہ باقر الصدر
۱۶۔ مکتب تشیع اور قرآن
۱۷۔ قرآن میں امام وامت
۱۸۔ سوالنامہ معارف قرآنیہ
۱۹۔ اہل ذکر کے جوابات
۲۰۔ مدخل الدراسات تاریخ اسلامی
۲۱۔ دور رشد ورشادات
۲۲۔ سلاطین عضوض مسلمین حصہ اول
۲۳۔ سلاطین عضوض مسلمین حصہ دوم
۲۴۔ سلاطین عضوض مسلمین حصہ سوم
۲۵۔ تاریخ الحاد وعلمانیت
۲۶۔ برصغیر میں طلوع اسلام سے انتہا مغلین
۲۷۔ مدخل الدراسات رواۃ وروایات
۲۸۔ قیام پاکستان
۲۹۔ مردان فرق ومذاہب
۳۰۔ تفسیر عاشورا
۳۱۔ تفسیر سیاسی قیام امام حسین
۳۲۔ عنوان عاشورا
۳۳۔ معجم تالیفات ومولفین امام حسین
۳۴۔ قیام امام حسین کا جغرافیائی جائزہ
۳۵۔ اصول عزاداری
۳۶۔ مثالی عزاداری
۳۷۔ عزاداری کیسے اور کیوں
۳۸۔ مجلس مذاکرہ امام حسین
۳۹۔ اسرار قیام امام حسین
۴۰۔ انتخاب مصائب
۴۱۔ قیام امام حسین غیر مسلموں کی نظر میں
۴۲۔ قرآن وسنت میں حج وعمرہ
۴۳۔ معجم حج وعمرہ
۴۴۔ احکام قرآنیہ
۴۵۔ اجتہاد وتقلید تجدید کا آغاز وانجام
۴۶۔ عصر حاضر کی مرجعیت
۴۷۔ مذاہب فقہی مسلمین
۴۸۔ موضوعات متنوعہ
۴۹۔ ولایت فقیہ
۵۰۔ افق گفتگو
۵۱۔ مدارس وحوزات پر نگارشات
۵۲۔ فیصلہ نامہ عدالت
۵۳۔ شکوں کے جوابات
۵۴۔ جواب شکوہ
۵۵۔ بک گئے جواب ڈاکٹر حسن
۵۶۔ اعلام التقریب بین المذاہب
۵۷۔ چھوڑکا والوں کا مذہب
۵۸۔ دار الثقافہ سے عروۃ الوثقیٰ
۵۹۔ سیکولرزم وحشت الحاد وازم نواسی یہودوازم
۶۰۔ ملاحظات بر پایان نامہ فدا حسین حیدری
۶۱۔ اخوان صفا معاصر
۶۲۔ شاہراہ سکونی
۶۳۔ مجلہ ثقافت اسلامیہ مقالات قرآنیہ
۶۴۔ مجلہ اعتقاد چار شمارے
۶۵۔ مجلہ صرخہ حق
۶۶۔ مدخل الدراسات فی الفرق والمذاہب
۶۷۔ دراسات فی الفرق والمذاہب
۶۸۔ حقوق طبی
۶۹۔ فصل جواب
۷۰۔ آمریت کے خلاف آئمہ کی جدوجہد
۷۱۔ باطنیہ وبناتہا
۷۲۔ شیعہ اہل بیت
۷۳۔ علم اور دین
۷۴۔ عقائد ورسومات
۷۵۔ خطرہ اخوان
۷۶۔ پیغام سوا اخبار سوا ایام نجم سبز
۷۷۔ علماء ودانشوران بلتستان
۷۸۔ فدک ومادراک الفدک
۷۹۔ احیاء مسلمین میں اسلام نہیں
۸۰۔ ملاحظات خاطفہ بر پایان نامہ صاحبہ
۸۱۔ فقیہ غلات